بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ

جلد دوم

مرتبہ
محمد نعیم اللہ خاں قادری
بی ایس سی۔ بی۔ ایڈ / ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

ناشر:
فیضان مدینہ پبلیکیشنز جامع مسجد عمر روڈ کاموںکے

نام کتاب ---------- قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ

مرتبہ ---------- محمد نعیم اللہ خاں قادری
بی ایس سی۔ بی۔ ایڈ/ ایم اے اردو۔ پنجابی۔ تاریخ

ناشر ---------- فیضان مدینہ پبلیکیشنز کاموں کے

صفحات ---------- ۵۱۸

باراول ---------- جون ۲۰۰۵ء

ہدیہ ---------- /۲۵۰ روپے

ملنے کے پتے :

- ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور 72250885 ☎ 7247350
- ضیاء القرآن پبلیکیشنز کراچی 2210212 ☎ 021-2630411
- شبیر برادرز لاہور ☎7246006 ✿ مکتبہ جمال کرم لاہور ☎ 7324948
- فرید بک سٹال لاہور 7224899 ✿ رضا دارائی لاہور ✿ پروگریسو بکس لاہور
- مسلم کتابوی لاہور ✿ مکتبہ نبویہ لاہور ✿ سنی کتب خانہ لاہور
- مکتبہ قادریہ گوجرانوالہ ☎237699 ✿ مکتبہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ ☎ 217986
- مکتبہ مہریہ رضویہ ڈسکہ ✿ غوثیہ کتب خانہ گوجرانوالہ

فہرست رسائل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

اَلْحَقُّ یَعْلُوْ وَلَا یُعْلٰی

مرزائی حقیقت کا اظہار

(۱) (۲) (۳)

از محمد عبد العلیم الصدیقی القادری
متوطن محلّہ مشائخ شہر میرٹھ، ہندوستان

بجواب

اشتہار "حقیقت کا اظہار"

از حافظ جمال احمد مرزائی مقیم روز ہل مارشس

بہ دوران سفر جزائر ۱۹۲۹ء

فیضان مدینہ پبلیکیشنز کامونکی، گوجرانوالہ

فہرست مضامین

مُبَسمِلاً وَحَامِدًا وَ مُحَمِّدًا جَلَّ وَعَلَا
وَمُصَلِّيًا وَ مُسَلِّمًا مُحَمَّدًا سلم اللّٰهُ عَلَيْهِ وَصلّی

مرزائی حقیقت کا اظہار

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

اَمَّا بَعْد:

ایک اشتہار بعنوان ''حقیقت کا اظہار'' نظر سے گزرا۔ اگرچہ ایسی بے سروپا عامیانہ تحریر کے جواب کی نہ مجھے فرصت نہ حقیقتاً اس کی کوئی اشد ضرورت مگر محض بدیں نیت کہ مبادا کوئی سادہ لوح اس تحریر کے سبب غلط فہمی کا شکار ہو جائے امر واقعہ کے اظہار کی ضرورت ہوئی۔ مشتہر صاحب وہی بزرگ ہیں جنہوں نے روز بل سینما کے مرزائی جلسہ میں یہ بیان فرمایا تھا کہ انہوں نے میرے نام کوئی خط لکھا ہے جس میں مجھ کو مناظرہ کا چیلنج دیا ہے۔

میں بعض ثقہ حضرات کی اس روایت کی بناء پر منتظر تھا کہ وہ خط میرے پاس آئے تو چیلنج دینے والے صاحب پر ان کی خواہش کے مطابق بذریعہ مناظرہ بھی اتمام حجت کر دوں مگر آج تک ان کے اس خط کے انتظار ہی انتظار میں رہا اور اب اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ بھی لوگوں کو دھوکہ دینے اور اپنی بڑائی جتانے کیلئے ایک لغو حرکت تھی جب ان کے مقتداء جناب مرزا صاحب حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کو دعوت مناظرہ دینے اور ان کو مباہلہ پر مجبور کرنے کے باوجود لاہور نہ پہنچے اور بہانہ بازیاں کیں،

مولوی ثناء اللہ کو پیش گوئیوں کی پڑتال کے لئے قادیان بلایا اور منہ نہ دکھایا تو چیلے کے لئے اتنا جھوٹ بولنا کیا دشوار تھا۔ میں نے مارشس میں آتے ہی یہ اعلان کر دیا تھا کہ جو شخص جس دینی مسئلہ کو سمجھنا چاہے میرے پاس جامع مسجد پورٹ لوئس میں ۱۰ بجے سے ۴ بجے سہ پہر تک کسی وقت آئے اور سمجھ جائے چنانچہ بمنہ تعالیٰ اس عرصہ میں روزانہ آنے والوں اور مسائل سمجھنے والوں کا اس قدر ہجوم رہا کہ مجھ کو خواب و خور کی بھی فرصت بدقت ملتی تھی۔ اسی سلسلہ میں بہت سے مرزائی بھی آئے اور الحمد للہ کہ جو آئے میرے پاس سے نہ صرف لاجواب ہو کر بلکہ اطمینان پا کر ہی گئے ان میں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی وہ الحمد للہ تائب ہو کر جماعت مسلمین میں شامل ہو گئے۔

روشن بھنو نامی ایک شخص نے یہ پیام بھیجا کہ وہ مع اپنے قریبی رشتہ دار چھ سات آدمیوں کے مجھ سے مل کر بعض مسائل کو سمجھنا چاہتا ہے اور اگر اس کا اطمینان خاطر ہو جائے تو مرزائیت سے تائب ہونے کیلئے تیار ہے۔ اپنی بعض مصالح کے سبب جامع مسجد میں آنا نہیں چاہتا بلکہ تر و دوبس میں جناب حاجی وزیر علی صاحب کے مکان پر آ سکتا ہے۔ میں نے باوجود مشاغل کثیرہ یہ زحمت بھی گوارا کی اور تقریباً ۳۰ میل کا سفر کر کے وہاں بھی پہنچا۔ روشن بھنو وہاں بجائے چھ سات کے پچاس ساٹھ آدمیوں کے ساتھ موجود تھا۔ میں نے اس سے کہا بسم اللہ تمہیں جو دریافت کرنا ہے پوچھو؟ اس نے کہا کہ میں خود کچھ نہیں دریافت کرتا بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے حافظ صاحب (انہی مشتہر صاحب) سے مناظرہ کریں اور ہم سنیں اور فیصلہ کریں۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ کی خواہش ہے مگر وہ آپ کے حافظ صاحب بھی مناظرہ

کیلئے تیار ہیں یا نہیں؟ اس لئے کہ میں تو عرصہ سے ان کے خط کے انتظار میں ہوں جس کا انہوں نے جلسہ روز ہل سینما میں اعلان فرمایا تھا۔ میں آپ کی خواہش کے مطابق ان سے مناظرہ کیلئے بھی تیار ہوں بشرطیکہ وہ اپنا دستخطی اقراری خط میرے پاس بھیجیں جس میں یہ لکھیں کہ کن مسائل پر کن شرائط کے ساتھ کس وقت اور کہاں مناظرہ فرمانا چاہتے ہیں۔ ان کا خط آنے کے بعد میں ان شرائط پر غور کروں گا اور جب میری اور ان کی باہم رضامندی سے شرائط مناظرہ تحریری طور سے طے ہو جائیں گے تو ان شرطوں کے مطابق مناظرہ کرلوں گا تاکہ ایک فیصل کن صورت آپ کے سامنے آجائے اس کے جواب میں بھٹو نے کہا کہ بہت اچھا آپ اپنی اس بات پر پکے رہیں میں انہیں کی دستخطی اقراری چٹھی جس میں سب شرطیں وغیرہ لکھی ہوں گی آپ کو خود پہنچاؤں گا۔ غالباً بھٹو نے اس بات پر قسم بھی کھائی اور اس وقت رخصت ہوا لیکن کئی ماہ گزر گئے آج تک وہ تحریر نہ آنی تھی نہ آئی۔ اس دوران میں کسی شخص عبدالرحیم اور بھٹو نے مجھے لکھا کہ آپ فلاں جگہ فلاں وقت ہمارے حافظ صاحب سے مناظرہ کیلئے آئیے۔ میں نے اس کے اس وعدہ کے بعد ایسے لغو خط کو ردی سمجھ کر پھینک دیا تھا مگر میرے بعض احباب نے مناسب سمجھا کہ اس کو اس کا وعدہ یاد دلائیں شاید کہ وہ بھول گیا ہو چنانچہ انہوں نے دوبارہ بذریعہ رجسٹرڈ خطوط اس کو اس کے وعدہ کے الفاظ یاد دلائے اور یہ بھی جتا دیا کہ اگر تم اپنے حافظ صاحب کی تحریر نہ بھیجو گے تو یہ سمجھا جائے گا کہ (مدعی سست گواہ چست) تمہارے حافظ صاحب مناظرہ سے گریز کرتے ہیں مگر ان احباب کی ان تحریروں کا بھی اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔

بالآخر برادر دینی و یقینی شیخ عبدالرحیم صاحب کے مکان پر (جو اس سلسلہ میں مع اپنے بڑے قبیلہ کے مرزائیت سے تائب ہوئے ہیں) میں نے اپنے دوران وعظ میں اس کل مضمون ورقعہ کا اظہار کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ اب میں عنقریب اس جزیرہ سے روانہ ہونے والا ہوں۔ مزید اتمام حجت کیلئے تمام مرزائیوں کو یہ سنا دینا چاہتا ہوں کہ اگر ان کے حافظ صاحب اپنے اعلان کے مطابق مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو چوبیس گھنٹے کے اندر اندر وہ موجودہ خط میرے پاس بھیجیں اور مناظرہ کرلیں۔ ورنہ ان کے اس جھوٹ کا سب پر اظہار اور ان کا مناظرہ سے فرار عالم آشکار ہو جائے گا۔ میں یہ کہہ ہی رہا تھا کہ مرزائی احاطہ کی دیوار کے پیچھے سے کسی پردہ نشین نے یہ بانگ بے ہنگام بلند کی کہ آپ جو کہہ رہے ہیں لکھ کر ہمارے پاس بھیج دیں تب ہم شرائط مناظرہ وغیرہ سب لکھ بھیجیں گے۔ میں نے اس کے جواب میں فوراً للکار کر کہا کہ یہ پردہ کے پیچھے کون بولتا ہے جس کو بولنا ہو سامنے آئے اور تمیز کے ساتھ جو بات کہنی ہو کہے۔

میری اس للکار کے بعد وہ آواز بند ہوگئی۔ بعض تجربہ کار احباب نے بعد جلسہ بتایا کہ وہ آواز حافظ صاحب موصوف ہی کی تھی۔ پھر میں نے صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں محبت کے ساتھ دین حق کی تبلیغ کر رہا ہوں مجھے ضرورت نہیں کہ کسی کو مناظرہ کا چیلنج دوں ہاں اگر کوئی مجھ سے مناظرہ کرنا چاہے تو میں بسرو چشم اس کیلئے تیار ہوں۔ اگر مرزائیوں کو تحریری چیلنج دوں تو مجھے چاہیئے عیسائی۔ بدھست۔ سناتنی۔ آریہ۔ سب کو ایسی ہی تحریر بھیجوں ورنہ ان کو باتیں بنانے کا موقع ملے گا۔

اس کے بعد میں چوبیس گھنٹے تک مرزائی حافظ صاحب کی تحریر کا منتظر رہا لیکن چوبیس گھنٹے کجا آج تک نہ وہ خط ہے نہ اس کی کوئی خبر۔

مناظرہ سے مرزائی حافظ صاحب کا فرار اظہر من الشمس ہو گیا اور شاید خود ان کے فرقہ کے لوگوں نے ان کو ان کے جھوٹے وعدے اور جھوٹے اعلان پر پھر میری تقریر کے دوران میں بولنے اور میرے بلانے کے باوجود سامنے نہ آنے پر شرمندہ کیا ہو گا اور ان کو یہ فکر دامنگیر ہوئی ہو گی کہ کہیں لگی لگائی روزی ہاتھ سے نہ جاتی رہے اس لئے کہ اب قادیانی فنڈ کی آمدنی بھی برادرم شیخ عبدالرحیم کے تائب ہونے کے بعد کم ہو گئی تو مجبور ہو کر جناب حافظ صاحب نے اشک شوئی کیلئے وہی اشتہار بازی کا طریقہ اختیار کیا جو ہمیشہ مرزا صاحب اور ان کے پیروؤں کا شعار رہا ہے۔ تا کہ ادھر اشتہار کی سرخی میں میرا نام ہونے کے سبب ان کا اشتہار فروخت ہو آمدنی کی صورت نکلے ادھر مرزائیوں کو تسلی دینے کا بھی موقع ملے کہ ہم نے اور کچھ نہیں تو بے سروپا اشتہار ہی دے دیا۔ ان کو یہ یقین ہے کہ مسلمانان مارشس کے پاس کوئی اُردو کا پریس نہیں کاتب نہیں پتھر نہیں پھر جواب چھاپیں گے تو کیونکر۔ پھر میرے متعلق بھی یہ یقین ہو گیا کہ پابرکاب ہوں اور عدیم الفرصت لہذا اس موقع کو غنیمت جان کر اشہار چھاپا کہ اسی بہانہ سے مرزائیوں پر رعب جم جائے اور یہ کہنے کا موقع ملے کہ دیکھو ہمارے اشتہار کا کسی نے جواب نہ دیا۔

مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ الحمدللہ خدام دین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم آلہ وصحبہ اجمعین وسلم ہر خدمت دین کیلئے ہمیشہ مستعد رہتے ہیں۔ چنانچہ ان کی تحریر کا

جواب بھی حاضر ہے۔ وھو ھذا

میں یقیناً اسی اصول حکمت سے کام لے کر جس کی ہدایت قرآن حکیم نے فرمائی بہت محبت کے ساتھ بے دینوں کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں اور بمنہ تعالیٰ کامیاب ہوتا ہوں۔ نہ کسی پر حملہ کرتا ہوں نہ کسی کا دل دکھاتا ہوں، جس کا عملی ثبوت اسی سے مل سکتا ہے کہ جزیرہ بھر کے ہر اُس پبلک جلسہ میں جہاں میں نے تقریر کی ہمیشہ کثرت کے ساتھ غیر مسلم حضرات شرکت فرماتے رہے اور ہر فرقہ کے افراد میرے طرز کلام کی داد دیتے ہوئے ہی رخصت ہوئے حتیٰ واکوئے کے ایک جلسہ میں تو ایک پادری صاحب نے بے ساختہ ایسی بے نظیر مختصر تقریر فرمائی جو ان کے اسلام سے قریب تر ہونے پر دلالت کر رہی تھی۔ دوسرے ایک انگریز رئیس نے بہت مناسب الفاظ میں طرز تقریر کی داد دیتے ہوئے اس کی تائید کی۔ نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ انہی تقریروں سے متاثر ہو کر اس وقت تک تقریباً پچاس آدمی مشرف باسلام ہو چکے ہیں۔ ہاں چونکہ کفر مرزائیت سے تائب ہونے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ یہی حافظ صاحب پر شاق، تو اس کا میرے پاس کوئی علاج نہیں، میں نے ہرگز ہرگز کبھی کسی پر حملہ نہیں کیا ہاں جب مرزائیوں کی طرف سے مناظرہ کی چٹھی کی جھوٹی خبر گرماگرمی کے ساتھ مشہور کی گئی تو مجبور ہوا کہ کھلے طور پر لوگوں کو مرزائیت کی حقیقت سے آگاہ کر دوں۔ اس سلسلہ میں بھی جو الفاظ حافظ صاحب کو گراں گزر سکتے ہیں وہ میرے نہیں بلکہ خود مرزا صاحب ہی کے کلمات ہیں میں صرف ان کا دہرانے والا ہوں چنانچہ ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) محمدی بیگم سے نکاح اور اس کے شوہر کے انتقال کی پیش گوئی کے متعلق جناب مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔

(ا) اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۵۴)

(ب) یہ تمام امور جو انسانی طاقت سے بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔ (شہادۃ القرآن صفحہ ۷۵)

(ج) اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔ (حاشیہ انجام آتھم صفحہ ۳۱)

(د) برائے صدق خود یا کذب خود معیاری گردانم (انجام آتھم صفحہ ۲۲۳)

یہ ظاہر ہے دنیا کو معلوم ہے کہ یہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی۔ اس نکاح کی حسرت اور اپنی مطلوبہ کا داغ مفارقت مرزا صاحب دل ہی میں لے کر مر گئے۔

پس اب مرزائی صاحبان ہی فیصلہ فرمائیں کہ مرزا صاحب اپنے قول کے مطابق بد سے بدتر کاذب اور جھوٹے بنے یا نہیں؟

(۲) پھر ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب نے جب مرزائیت سے توبہ کرنے کے بعد یہ پیش گوئی فرمائی کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ یعنی تین سال کے اندر میرے سامنے مرزا صاحب مر جائیں گے۔ (اعلان الحق ۱۲ جولائی ۱۹۰۶ء)

اس کے جواب میں جناب مرزا صاحب نے اپنے اشتہار مجریہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء میں تحریر فرمایا "خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھائے گا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ شریر

اور مفتری کے سامنے صادق اور مصلح فنا ہو جائے۔ یہ کبھی نہیں ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں کہ عبدالحکیم خان کی پیش گوئی کی معیاد میں ہلاک ہو جاؤں"۔

دنیا کو معلوم ہے کہ مرزا صاحب اسی پیش گوئی کی معیاد یعنی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہیضہ کی اسی وبائی بیماری میں جو بقول مرزا صاحب ان کے مخالفوں کیلئے بصورت عذاب آئی تھی خود مبتلا ہوئے۔ (لاہور میں مرے اور قادیان میں دفن کیے گئے)

اب فیصلہ حافظ صاحب اُن کے رفقا ہی فرمائیں کہ مرزا صاحب بقول خود معیاد پیش گوئی کے اندر ذلت اور لعنت کی موت سے مرے اور ان کے مرنے سے صادق اور کاذب کا فرق ظاہر ہوا یا نہیں۔ میں نے اپنی طرف سے کبھی ان کی شان میں کوئی سخت کلمہ نہ استعمال کیا اور نہ یہ میری عادت۔ اگر مرزا صاحب کے ان جملوں میں ان پر سخت سے سخت حملے ہیں تو ان کے ذمہ دار خود مرزا صاحب ہیں نہ کہ میں۔ اگر کوئی مرزائی ان سے کسی طرح جواب طلب کر سکتا ہے تو ضرور کر لے۔ میرے حقیقی اعتراض یا بقول حافظ صاحب سخت سے سخت حملے اگر تھے تو یہی مگر میں نے حافظ صاحب کی نمبر اوّل یک رخی دو ورقی اور نمبر دو دورخی دو ورقی کو اوّل سے آخر تک پڑھا ان اعتراضوں کا جواب کہیں بھی نظر نہ آیا۔ ہاں میری تقریر کے بعض حصص پر اپنی کج فہمی کے سبب قطع و برید کرتے ہوئے اپنے خیال ناقص کا اظہار فرمایا ہے اور جو سوالات اس میں کیے اور جو توجیہیں بیان کیں ان میں صرف اپنے مرزائی سرغناؤں کی نقالی کی ہے جس کے جواب علمائے اسلام کی طرف سے بارہا دیئے جا چکے اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکے۔ تاہم شاید مارشس کے لوگوں کی

نظر سے کمتر گزرے ہوں لہذا یہ دیکھتے ہوئے کہ حافظ صاحب کی تحریر طویل میں بار بار ایک ہی بات کا تکرار ہے مختلف عنوانوں کے ماتحت مختصر اعرض کیے دیتا ہوں۔ شاید کہ اس سے بھی کوئی ہدایت پا جائے۔

وَمَا تَوفِيقِي اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيهِ تَوَكَّلتُ وَ اِلَيهِ اُنيب

جماعت

میں نے ابتدائے کلام ہی میں یہ کہ دیا تھا کہ جماعت حقہ اسلام میں کوئی تفرقہ نہیں۔ ما انا علیہ واصحابی ایک ہی راہ ہے۔ حنفی شافعی، مالکی حنبلی فرقے نہیں سب اسی ایک راہ پر چلنے والے ہیں اور یہی وہ سواد اعظم جس کے لیے ارشاد کہ

اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار ۔(رواہ ابوداؤد)

تم سواد اعظم کی پیروی کرو کیونکہ اس سے علیحدہ ہوا جہنم میں گیا۔

اسی سواد اعظم کو حضور علیہ السلام نے جماعت فرمایا اور ان اللہ لا یجمع امتی (او قال) امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم علی ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ و من شذ شذ فی النار

فرمایا (یقیناً میری اُمت کو (یایوں فرمایا) کہ اُمت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو علیحدہ ہوا جہنم میں گیا۔

اب اگر مرزائی اجماع اُمت کے خلاف نئے نئے عقیدہ تراش کر اس سواد اعظم و جماعت مسلمین سے الگ ہوں تو وہ اپنا مقام دیکھ لیں حدیث میں بتا دیا

گیا ہے۔ معمولی عقل والا انسان بھی اتنی سی بات کو سمجھ سکتا ہے کہ جماعت کا لفظ تیس کروڑ انسانوں کے گروہ پر صادق آسکتا ہے یا گنے چنے چند مرزائی افراد پر۔

حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء میں بھی اسی سواد اعظم کے علماء کی شان کا اظہار ہے ہاں وہ بے علم مدعیان علم جو اس سواد اعظم سے الگ ہوئے اور ذاتی اغراض کیلئے شرارتیں پھیلاتے ہوئے اپنی اپنی ٹکڑیاں بناتے ہیں۔ شر من تحت ادیم السمآء کہلائے۔ اس حدیث کے مصداق صحیح حافظ صاحب کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں، مرزائی فرقہ میں بآسانی وہ ان سے ملاقات فرما سکتے ہیں۔

میں نہ کوئی نئی راہ بتاتا ہوں نہ نیا دین سکھاتا ہوں، نہ اپنا کوئی نیا فرقہ بناتا ہوں صرف اسی ما انا علیہ واصحابی والی راہ کی طرف بلاتا ہوں اور یہی سکھاتا ہوں کہ قرآن کریم وحدیث شریف کے معانی میں مدعیان الہام کے خود تراشیدہ الہام کو دخل نہ دیا جائے بلکہ ان کے وہی معنی سمجھے جائیں جو حضور خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سمجھے اپنے صحابہ کو سمجھائے اور انہوں نے بتسلسل ہم تک پہنچائے۔ حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ:

انبیاء کے وارث علماء کوئی خاص لوگ ہیں اور پھر اس کی تشریح فرماتے ہیں کہ ملہم آدمی خدا سے علم پا کر بولتا ہے اور اس کی مزید توضیح کہ العلماء سے مراد مجددین ملہمین ہیں نہ کہ عام مولوی۔ یہ حافظ صاحب کی خود رائی ہے نہ کہیں قرآن کریم میں اس کا ذکر نہ حدیث شریف میں اس کا بیان۔ الف لام کے متعلق یہ تو تحریر فرمایا کہ اسی بات کو ظاہر کرتا ہے مگر یہ نہ لکھا کہ کیوں؟ اگر صرف ونحو پڑھی ہوتی اقسام الف لام کا علم ہوتا تو لکھتے کہ الف لام کیسا ہے۔ اگر عربی نہیں پڑھی تو اب تو اردو زبان میں بھی عربی

صرف ونحو کی کتابیں چھپ گئی ہیں۔ انہیں میں دیکھ لیا ! ہوتا پھر کہیں کتاب وسنت کا یہ حوالہ بھی دیا ہوتا کہ بعد خاتم النبیین علیہ السلام کسی مدعی الہام کا الہام حجت شرعی بھی ہے۔

مجدد دین اور الہام

مجدد کی حدیث حافظ صاحب نے تحریر تو فرمائی اس کے الفاظ کی ترتیب میں ایسا بے ہودہ تصرف بھی کیا اور لکھا کہ **راس مائة کل سنة** جس کی غلطی ایک ادنیٰ متعلم عربی بھی بتادے مگر معنی میں کچھ تصرف کر کے بھی یہ نہ دکھایا کہ وہ مجدد ملہم ہونگے اور ان کا علم شرعی حجت بھی ہوگا۔

پھر تعجب کہ اس دو ورقی کی چند سطروں ہی میں اتنا تناقض۔

اوّل لکھتے ہیں کہ العلماء سے وہ لوگ مراد ہیں جو معرفت الٰہی کا کامل علم رکھتے ہیں۔

(۲) کامل معرفت صرف الہام سے ہوتی ہے ان کا نتیجہ یہ نکلا کہ العلماء سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو الہام ہوتا ہے۔ یعنی جنہیں الہام نہیں ہوتا وہ العلماء میں داخل

۱: آپ الف لام عہد ذہنی ہی کا مراد لے سکتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اس کا معہود علماء دین مصطفےٰ ہیں۔ (علیہ السلام) کیونکہ وہ بین المتکلم والسامع متعین ومعروف ہیں اور وہی وارث ہو بھی سکتے ہیں کیونکہ وارث اس کو کہتے ہیں جو اپنے مورث کا ترکہ پائے اور حضور کا ترکہ علم دین ہے کہ حدیث صحیح میں وارد ہے تو یقیناً وارث کے مصداق علماء دین ہوئے اس کا انکار حدیث زیر بحث کی تحریف اور حدیث لانورث دینارا ولا درہما کا انکار ہے۔ اور ملہمین تو کسی طرح مراد ہو بھی نہیں سکتے کیونکہ وہ مسبوق الذکر نہیں جو معہود خارجی قرار دیئے جاسکیں نہ سامع ومتکلم کے درمیان معروف ومعہود کہ بطریق عہد ذہنی مراد ہو سکتے یہ کہاں کی صدائے بے ہنگام اور تحریف باطل ہے اور ملہمین وارث کا مصداق بھی نہیں ہو سکتے کہ نئے الہامات نبوت کا ترکہ کب ہیں حضور کا ترکہ تو کتاب وسنت ہے جیسا کہ خود حدیث شریف میں وارد ہوا۔

نہیں اور انبیاء کے صحیح وارث نہیں۔

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں کہ جو مولوی ان الہام پانے والے مجددین کے ساتھ شامل ہونگے وہ بھی ان مجددین کے طفیل علم کے وارث ہونگے۔ یعنی بغیر الہام کے صرف مجددوں کے طفیل میں بھی صحیح علم کے وارث ہو جائیں گے۔

ذرا اپنے ان جملوں پر نظر ڈالیے کہ ایک دوسرے کا اُلٹا ہے یا نہیں؟

پھر تعجب اور سخت تعجب ہے کہ مجددین کے ساتھ شامل ہونے اور مجددین کے طفیل سے تو صحیح علم کے وارث ہو جائیں اور سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی صراط مستقیم پر چلنے میں ان کے ساتھ شامل ہونے اور ان صاحب وحی و کتاب کے طفیل ان سے صحیح علم بہ تسلسل روایت لینے کے بعد بھی صحیح علم کے وارث نہ بنیں اور العلماء میں داخل نہ ہو سکیں اور خطرہ میں رہیں۔

ع...... بریں عقل و دانش بباید گریست

آیت قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِیْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِیْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ (پ ۱۳، سورۃ یوسف آیت نمبر ۱۰۸) کو پیش کرتے ہوئے اس کا من گھڑت ترجمہ کرنا اور من اتبعنی کو صرف صحابہ تک محدود کرتے ہوئے بارہ سو برس کیلئے تبلیغ کے دروازہ کو بند سمجھنا اس لئے کہ اس عرصہ دراز میں کسی مجدد نے یہ دعویٰ نہ کیا کہ میرا الہام حجت شرعی ہے۔ اس کو مانو اور جو اس کو نہ مانے گا وہ کافر ہوگا۔ بقول حافظ صاحب اس لئے کوئی عالم بھی صحیح علم کا وارث نہ بنا اور حق پر نہ رہا تو ان کے تبلیغ دین کرنے سے جو مسلمان ہوئے بقول حافظ صاحب وہ بھی حق پر نہ ہوئے۔ غرض اس طرح صرف

مرزائی جماعت کے حق پر ثابت کرنے کیلئے حافظ صاحب کا ۱۲ سو برس کے تمام مسلمانوں کو معاذ اللہ حق پر نہ ہونے کا حکم لگا دینا اور صرف مرزائی مبلغین کو اس کا مصداق بنانا ویسی ہی خود رائی ہے جس کے لئے سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہو رہا ہے کہ جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی اس کو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے مرزائی صاحبان آریوں اور عیسائیوں کو تو کیا مسلمان بنائیں گے مرزا صاحب کے زمانہ اور اس کے بعد کے مسلمانوں پر خود مرزا صاحب اور ان کے بلند اقبال صاجزادہ نے کفر کا حکم لگایا تھا۔ صاجزادہ کے شاگرد حافظ صاحب اُستاد سے بھی آگے بڑھے اور انہوں نے پہلوں پر بھی ہاتھ صاف کیا۔ حافظ صاحب نے اشتہار بازی کی جرأت تو کی مگر جہالت کا یہ عالم مذکر و مونث کی تمیز نہیں' طائفہ کیلئے لایزال لکھ رہے ہیں پھر حدیث میں خیانت اور بددیانتی اس درجہ دجل و فریب کا یہ عالم کہ صرف ایک جملہ اپنے مزعومہ مطلب کو خواہ مخواہ ثابت کرنے کیلئے نقل کر دیا۔ بعض کو ماننے اور بعض کے ساتھ کفر کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ اوّل و آخر کو لکھا ہی نہیں اس لئے کہ ان جملوں کو لکھتے تو مرزائیت کا سارا پول کھل جاتا اور مدعی نبوت کا کذاب ہونا حدیث نبوی سے ظاہر ہو جاتا کیونکہ حضرت فرماتے ہیں سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انه نبی الله وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ولا زال طائفة من امتی علی الحق ظاھرین لا یضرھم من خالفھم حتیٰ یاتی امر الله۔ (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)

میری اُمت میں تیس جھوٹے پیدا ہونے والے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک

یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں‘ میری اُمت میں ہمیشہ ایک گروہ حق پر رہے گا اور غالب رہے گا اس کے مخالف اسے ضرر نہ پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ خدا کا حکم یعنی قیامت آجائے۔

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا اَیَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ٥ (پ ۱۹ سورۃ الشعراء آیت ۲۲۷)

اس حدیث نے صاف بتا دیا اور پہلے جملہ کے معنی نے بالکل کھول دیا کہ یہ ہی گروہ علماء و مجددین وحی والہام خاتم النبیین پر قائم رہیں گے۔ اپنے الہام کو شرعی حجت نہ بنائیں گے۔ مرزا صاحب کی طرح نبوت کا دعویٰ کرنا اور اپنے مفروضہ الہام کو وہی درجہ دینا جو قرآن کریم کا ہے جھوٹوں کا شیوہ ہے۔

اب مرزا صاحب کو آپ اسی کسوٹی پر پرکھ لیجئے کہ:

(ا) انہوں نے نبوت و رسالت کا کھلا ہوا دعویٰ کیا ہے کہ (ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں)

(ب) سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں نبی بھیجا۔ آپ انہیں غیر تشریعی اور ناقص نبی سمجھتے ہیں تو ان کے نزدیک بھی بے ایمان ہیں اس لئے کہ وہ تو صاف لکھتے ہیں۔

(ا) جس نے اپنی وحی کے ذریعہ چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی اُمت کیلئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہو گیا۔

پھر اپنی وحی میں امر و نہی کی مثال دے کر آگے لکھا کہ:

(ب) اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ (اربعین ص ۱۲،۶)

کہیے اب بھی تشریعی نبوت کے دعوے میں کیا کچھ کسر رہ گئی۔

پھر ابھی اور آگے بڑھے اپنی وحی کو قرآن کریم کے جیسا بتایا

آنچہ من بشنوم زوحیِ خدا بخدا پاک دانمش زخطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم از خطاہا ہمین است ایمانم

(نزول المسیح، صفحہ ۹۹)

پھر اپنے آپ کو سب تشریعی و غیر تشریعی نبیوں کے برابر ٹھہرایا۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے من بعرفاں نہ کمترم زکسے
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں ہر کہ گوید دروغ است ولعیں

بلکہ اپنے آپ کو صاحب شریعت اولوالعزم رسول حضرت عیسیٰ بن مریم سے تو صاف

طور پر بہتر بتایا۔ ان کا مشہور شعر ہے:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

کیا اس تیرہ سو برس کے کسی مجدد نے کسی سچے عالم نے ایسا دعویٰ کیا اپنے الہام کو ایسی حجت بتایا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔

پس مرزا صاحب کے تو دعوے ہی ان کی تکذیب کی بڑی دلیل ہیں۔ آپ کہیں ان کی مجددیت کا راگ الاپتے ہیں کہیں امامت کا ذکر کرتے ہیں۔ آگے چل کر نبوت و رسالت غیر تشریعی کا حکم لگاتے پھر ان کو فی الجملہ تشریعی بھی مانتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے نہ ماننے والوں کو کافر اور باطل پر ٹھہراتے ہیں۔

ایک عالم فیصلہ کر چکا اور مارشس کے مرزائی بھی عنقریب کر لیں گے۔ مرزا

صاحب تو اپنے قول سے خود کفر کے دام میں پھنس چکے اب وہ کہاں نکل کر جاتے ہیں مجددیت و امامت و نبوت کا ذکر تو بعد میں کیا جائے پہلے ان کے ہوا خواہ ان کو کفر کے گڑھے سے تو نکالیں اگر نکال سکتے ہیں۔ (مولوی محمد عبد العلیم صدیقی قادری)

==================

مُبَسْمِلاً وَحَامِدًا وَ مُحَمِّدًا جَلَّ وَعَلَا
وَمُصَلِّيًا وَ مُسَلِّمًا مُحَمَّدًا سلم اللّٰهُ عَلَيْهِ وَصل

مرزائی حقیقت کا اظہار

نمبر۲

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے کفر کا فتویٰ خود دے چکے

علماء اسلام جناب مرزا صاحب سے ان کے اسلام کا ثبوت کیوں نہ طلب کریں جبکہ مرزا صاحب اپنے کافر و کاذب و لعنتی ہونے کا فتویٰ خود اپنے قلم سے دے رہے ہیں۔

نوٹ: قادیانی مبلغ حافظ صاحب نے اپنے فرقہ کو حق پر ثابت کرنے کیلئے یہ آیت لکھی ہے۔ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ (پ ۱۳، سورۃ یوسف آیت ۱۰۸) اور اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے۔ اے محمد ﷺ تو اعلان کر دے کہ میرا اور میرے صحابہ کا طریقہ یہ ہے کہ ہم سب علی بصیرت تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ قادیانی نے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کیلئے آیت کے معنی میں تحریف کی اور من اتبعنی کا ترجمہ (میرے صحابہ) کیا باوجود یکہ اس کے صاف معنی یہ تھے کہ جس نے میرا اتباع کیا اس میں صحابہ کرام بھی داخل تھے، تابعین بھی، تبع تابعین بھی، قیامت تک (باقی اگلے صفحے پر

اس سے قبل ناظرین نے مرزا صاحب کے نبوت تشریعی بلکہ دوسرے انبیاء سے برابری بلکہ اُن سے بہتری کے دعوے تو ملاحظہ کیے اب ایسے دعوے کرنے والے کے متعلق علمائے اسلام کے سامنے لاجواب ہوکر جناب مرزا صاحب نے جوفتوے دیئے وہ بھی دیکھئے اور فیصلہ کیجئے کہ ان دعوؤں کے بعد اپنے ان فتوؤں کے مطابق وہ کیا بنے؟

(۱) بجواب حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ علیہ جناب مرزا صاحب علیہ ماعلیہ اپنے اشتہار مورخہ ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ میں شائع فرماتے ہیں:

ان پر واضح رہے کہ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔

(۲) اشتہار مجریہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۱ھ میں علمائے دہلی کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں (میں) سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت ورسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔

ایک طرف مرزا صاحب خود اپنے ہی ان فتوؤں کی رو سے کافر کاذب اور ملعون بنے اس لئے کہ نبوت کا دعویٰ اظہر من الشمس، دوسری طرف انہوں نے تمام ان مسلمانوں پر جو مرزا صاحب کو نبی و مسیح و مہدی و مجدد وغیرہ نہ مانیں کفر کا فتویٰ دیا

(بقیہ ص ۲۲) آنے والے تمام مسلمان فرمانبرداران رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی، مگر قادیانی مبلغ نے دیکھا کہ صحیح ترجمہ کیا جائے تو آیت سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ حق پر صرف اہلسنت وجماعت ہیں جن کا دین اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور وہ حدیث قرآن چھوڑ کر کسی مدعی الہام کے اُمتی بننا گوارا نہیں کرتے لیکن تماشا یہ ہے کہ اس تحریف سے بھی انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا بلکہ یہ نتیجہ نکلا کہ مرزائی بھی گروہ حق سے خارج ہیں کیونکہ وہ صحابی نہیں اور قادیانی صاحب کے نزدیک آیت میں من اتبعنی سے صرف صحابہ مراد ہیں تو جب مرزا اہل حق سے خارج ہے تو اس کے متبعین کس طرح اہل حق بن گئے۔ (باقی ص ۲۴)

اور انہیں کافر کہا۔ چونکہ قرآن وحدیث میں کہیں بھی مرزا صاحب پر ایمان لانے کا حکم نہیں دیا گیا اس لیئے اس فتوے کی رو سے کوئی مسلمان تو کافر نہ ہوا۔ ہاں بحکم حدیث وہ کفر بھی کروڑوں نہیں بلکہ ان گنت مسلمانوں کی طرف سے خود مرزا صاحب ہی پر لوٹا تو اب مرزا صاحب جس جماعت کے بھی [1] امام بنیں اس کا شمار کفار ہی میں ہوسکتا ہے مسلمانوں کی جماعت سواد اعظم سے تو وہ پہلے ہی اپنے آپ کو الگ کر چکے۔ چنانچہ اسی کفر کا اظہار مختلف صورتوں میں مرزا صاحب کے چیلوں کی طرف سے ہوتا رہتا ہے۔

خاتم النبیین

پرستاران مرزا صاحب نے حدیث لا نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کے معنی میں تحریف کرنے کیلئے طرح طرح کے حیلے نکالے مگر یہ جرأت آج تک کسی کو نہیں ہوئی تھی کہ لا الہ الا اللہ کے معنی کو بھی بدلے اور مندروں اور گرجاؤں کے بتوں کو بھی معبود قرار دے مگر چونکہ مارشس کے مرزائی حافظ جی کو علم سے کوئی علاقہ ہی نہیں اس لئے لے دے کر پورے اشتہار میں اپنی طرف سے اگر کوئی بات نکالی تو وہ بھی ایسی نرالی جو مرزا صاحب کے حمایتی تو کجا خود مرزا صاحب کو بھی کبھی نہ سوجھی تھی جناب حافظ صاحب مرزا جی کی نبوت ثابت کرنے میں اس درجہ حد سے گزرے کہ لا الہ الا اللہ میں بھی لا کو صرف کمال کی نفی کرنے والا قرار دے کر یہ مان بیٹھے کہ اللہ کے سوا

---

[1] مرزائی مبلغ نے اپنے فرقہ کے حق پر ہونے کی دلیل بیان کی کہ وہ ایک شخص کو امام ملہم مانتے ہیں یہ کس قدر قابل مضحکہ بات ہے کسی قوم کے وہمیات یا اعتقادات اس کے حق پر ہونے کی دلیل ہو سکتے ہوں تو دنیا میں کوئی فرقہ باطن نہ ہو۔ رافضی خارجی بہائی مرزائیوں کے نزدیک حق پر ہوئے۔

بت خانوں اور گرجاؤں میں دوسرے (معبود بھی) موجود ہیں۔ اگرچہ وہ ایسے کامل نہ سہی جیسا اللہ مگر بقول حافظ صاحب معبود تو ضرور ہیں۔ (معاذ اللہ من ذالک)

مشرکین مکہ بھی تو اپنے بتوں کو اللہ کے برابر یا اللہ کے جیسا کامل معبود نہ مانتے تھے بلکہ اللہ سے کم درجہ کا ہی معبود گردانتے تھے اور اسی جرم کے سبب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کو مشرک کہا۔

موجودہ زمانہ کے بُت پرست بھی یہی تو کہتے ہیں کہ معبود حقیقی تو وہی خدا ہے مگر اس سے کم درجہ کے معبود یہ بُت بھی ہیں۔

پس اب سوچئے کہ جناب مرزائی حافظ صاحب اور دوسرے بت پرست مشرکین میں کیا فرق رہا؟ حد سے گزرنے کی یہی سزا ہے کہ اوّل کافر بنے پھر مشرکین کے گروہ میں شامل ہوئے۔ جب کسی کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے تو اس کا یہی حال ہوتا ہے۔

اسلام نے جو کلمہ سکھایا اس میں سب سے پہلے ہر مسلم کو یہی بتایا کہ حقیقی، مجازی، کامل، ناقص کسی صورت کسی قسم کا کوئی وجود ''الٰہ'' ''معبود'' کہے جانے کا مستحق سوائے اللہ کے ہے ہی نہیں۔

(بقیہ ص ۲۴) آیت کے معنی میں تحریف کر کے بھی مرزائی گروہ باطل ہی میں ہے۔ علاوہ بریں مرزائی مبلغ نے اہل حق صرف ملہمین کو مانا ہے قطع نظر اس کے کہ یہ خیال تراشیدہ طبع اور زائیدہ فکر مرزائیت ہے اور قرآن وحدیث میں اس کا کہیں ثبوت نہیں بلکہ کثیر آیات واحادیث کے خلاف ہے۔ یہ تعجب خیز ہے کہ مرزائیوں کے حق پر ہونے کی دلیل مرزا ہی کا دعویٰ الہام قرار دیا جائے اور یہ دلیل ان کے سامنے پیش کی جائے جو مرزا کو مومن و مسلم بھی نہیں مانتے تو وہ ملہم من اللہ کیسے تسلیم کرینگے۔ یہ کہاں کی منطق ہے کہ مخالف کے سامنے اپنے اعتقادات کو دلیل بنا کر پیش کر دیا جائے۔ زیادہ تعجب یہ ہے کہ مرزا صاحب (باقی ص ۲۶)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

میں لا جنس الہ غیر اللہ کی نفی کرتا ہے اور اس کلمہ کا ترجمہ یوں ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود ہے ہی نہیں۔

سچے مسلمانوں کا تو یہی عقیدہ ہے کہ جس طرح خدا کے سوا وہ تمام بُت یا دوسری چیزیں جن کی پوجا کی جاتی ہے جھوٹے اور کسی طرح معبود کہے جانے کے مستحق نہیں۔ اسی طرح بفحوائے حدیث **لا نبی بعدی** حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص بھی نبوت و رسالت پانے اور نبی بننے کا دعویٰ کرے وہ ایسا ہی جھوٹا نبی اور جھوٹا رسول ہے جیسے وہ بُت جھوٹے۔

آنے والے عیسیٰ مسیح بن مریم جن کی خبر قرآن عظیم و احادیث میں دی گئی وہ مسیح بن مریم علیہ السلام جن کے تشریف لانے کی خبر قرآن عظیم و احادیث شریفہ میں دی گئی نہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبی بنیں گے، نہ یہ دعویٰ فرمائیں گے کہ مجھے اب نبوت و رسالت ملی بلکہ یہ وہی مسیح بن مریم علیہ السلام ہونگے جو حضور ﷺ سے پہلے نبی بن چکے اور نبوت و رسالت پا چکے وہی بذاتِ خود دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور حضور خاتم النبیین ﷺ کی خدمت خلافت بجا لائیں گے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

(بقیہ ص ۲۵) کے الہام نسبت محمدی بیگم وغیرہ کے دیکھنے کے بعد بھی مرزائیوں کی غیرت مرزا کے الہام کا نام لینا گوارا کرتی ہے۔ شرم شرم شرم۔ اگر محض دعویٰ الہام کسی کو حق پر ثابت کر سکتا ہو تو بہائی بابی وغیرہ صدہا گمراہ فرقے الہام کے مدعی ہیں مرزائی ان سب کو حق پر مانیں۔

حدیث نبوی ’’عن ابی هریرة ان النبی صلی الله علیه وسلم قال الانبیاء اخوان العلات امهاتهم شتی و دینهم واحد وانی اولی الناس بعیسیٰ بن مریم لا نه لم یکن بینی و بینه نبی وانه خلیفتی علی امتی وانه نازل فاذا رایتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة والبیاض علیه ثوبان ممصران کان راسه یقطروان لم یصبه بلل فیدق الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الجزیة و یدعوا الناس الی الاسلام و یهلک الله فی زمانه الملل کلها الا الاسلام (الی ان قال) فیمکث اربعین سنة ثم یتوفی و یصلی علیه المسلمون ویدفنونه ۔(اخرجہ ابن ابی شیبہ واحمد و ابوداؤد وابن جریر وابن حبان عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

مرزائی دلائل کے خرمن پر یہ حدیث بجلی کا کام کر رہی ہے اس لئے کہ اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف لفظوں میں بتا دیا کہ تشریف لانے والے نازل ہونے والے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام وہی نبی ہیں جو مجھ سے پہلے نبی بن کر آ چکے اور میرے اور ان کے درمیان کوئی اور نبی نہیں ہوا۔ وہی میری اُمت پر میرے خلیفہ بن کر تشریف لائیں گے ان کا حلیہ بھی بتا دیا کام بھی سنا دیا۔

صحیح مسلم کی وہ حدیث جس کا حوالہ حافظ جی نے دیا وہ انہی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے متعلق ہے نہ غلام احمد بن گھسیٹی کی بابت۔

ان پرانے نبی اللہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے آنے سے نہ لا نبی بعدی کی حدیث میں تاویل کی ضرورت نہ کسی دوسری حدیث سے تطبیق کی حاجت اس لئے

کہ حضرت عیسیٰ کا ظہور بہ شان خلافت خاتم نبوت ہوگا نہ برائے اعلائے اظہار نبوت و رسالت ۔کتمان حق مرزائیوں کی عادت اہلسنّت کو اس حرکت سے سخت نفرت ۔ قرآن کریم کی کسی آیت میں رب عزت نے ہرگز ہرگز یہ خبر دی ہی نہیں کہ کسی نبی کی غلامی سے نعمت نبوت ودیعت کی جاتی ہے۔حافظ جی کا قرآن عظیم پر کھلا افترا ہے۔جس کی سزا انشاءربی روز جزا مل جائے گا۔

حافظ جی کا لا فتیٰ الا علی کے قول اور اذا ھلک کسریٰ فلا کسریٰ بعدہٗ الخ ۔کی حدیث میں جو لا ہے اُس کو لا الہ الا اللہ اور لا نبی بعدی کے لا پر قیاس کرنا ایسی کھلی ہوئی جہالت ہے جس کو کوئی اہل علم تو کجا ایک معمولی صرف ونحو جاننے والا بچہ سننے کا بھی روادار نہیں ہوسکتا۔اس لئے کہ اس کو خبر ہوگی کہ لا کتنی قسم کا ہوتا ہے اور ہر قسم کی پہچان کے لئے کیا کیا قواعد ہیں۔پھر یہ تو ایک معمولی اُردو زبان میں تاریخ پڑھنے والا بھی جانتا ہوگا کہ اگر لا کسریٰ اور لا قیصر کے کلمات میں بھی لا کے معنی وہی لئے جائیں تو بھی واقعات کے خلاف نہیں ہوسکتا۔اس لئے کہ یقیناً مخبر صادق کے ارشاد کے مطابق کسریٰ کے کسرویت کا خاتمہ ہو ہی گیا۔قیصر بھی ملک شام سے بھاگا اور اقلیم شام اس کے نام سے پاک ہوئی ۔اب نہ وہ کسرویت رہی نہ قیصریت ۔بادشاہ ہونا دوسری چیز ہے اور کسریٰ وقیصر کے القاب مخصوص دوسری چیز۔ حافظ جی کو عربی زبان سمجھنے کا سلیقہ تو کہاں سے ہوگا کسی جاننے والے سے فتح الباری شرح بخاری میں اس کی تفصیل کا ترجمہ سن لیں تو ان کو کسریٰ وقیصر کے خاتمہ کا حال معلوم ہو جائے گا۔

حضور خاتم النبیین ﷺ کے اخبار بالغیب کے مطابق اس اُمت میں جھوٹے مدعیین نبوت ہمیشہ آتے رہے ہیں اور آتے رہیں گے۔ چونکہ حدیث لا نبی بعدی ان سب مدعیوں کے دعووں کا رڈ کرنے کیلئے سدِّ سکندری کا کام دیتی ہے۔ اس لئے اس حدیث کے معنی میں تحریف پر ہر مدعی نبوت نے توجہ کی ایک شخص نے اپنا نام ہی لا رکھ لیا جب کسی نے اسی حدیث سے اس کا رد کیا تو کہنے لگا کہ یہ حدیث سچی ہے مگر تمہیں پڑھنی نہیں آتی اس کو اس طرح پڑھو:۔

لا نبی بعدی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لا نام کا ایک شخص میرے بعد نبی ہوگا۔ اسی طرح ایک عورت کو بھی جنون ہوا۔ اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا جب اس حدیث کو اس کے سامنے پیش کیا گیا تو کہنے لگی کہ ہاں! یہ صحیح ہے مگر اس میں تو مرد نبی کی نفی کی گئی ہے عورت کے نبی ہونے کی نفی کہاں ہے لا نبیۃ بعدی ہوتا تو تمہارا دعویٰ صحیح تھا۔

اگر غور کیا جائے تو ان کی یہ تحریف مرزائی تحریف سے بڑھیا معلوم ہوتی ہے مگر اس زمانہ مین سمجھدار لوگ بکثرت موجود تھے ان کے جھوٹے دعوے نہ چل سکے۔ آج بدقسمتی سے ہمارے زمانہ کا جھوٹا مدعی نبوت بھی ہوا تو ایسا کہ جس کو تحریف کرنی بھی نہ آئی۔ اس کے ہوا خواہ بھی ہوئے تو ایسے جن کو اتنا سلیقہ بھی نہیں کہ نبوت منوانے چلے اور شرک تسلیم کر بیٹھے۔ اسی طرح ان کے جال میں پھنس جانے والے بھی ایسے سیدھے سادے کہ دین اسلام کے احکام کو تو کیا پہچانتے اتنی تمیز بھی نہیں رکھتے کہ خود غرض، مکار، فریبی، جھوٹے، دجال اور بے غرض، راست باز، سچے خدا پرست کے درمیان ہی فرق کر سکیں۔

وہ حافظ جی جن کو اتنی لیاقت بھی نہیں کہ مبتدا و خبر، فاعل و مفعول، مضارع واسم ظرف بلکہ مذکر و مؤنث کو بھی پہچان سکیں۔ قرآن کریم پر ہاتھ صاف کرنے کی جرأت فرماتے ہیں اور مارشس کے بھولے بھالے لوگوں کو جس طرح چاہتے ہیں بہکاتے ہیں حالانکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: **من قال فی القرآن برأیہ فاصاب فقد اخطاء** (مشکوٰۃ ص ۳۵)

جس نے قرآن کریم کی تفسیر اپنی رائے سے کی اور اتفاقاً صحیح تفسیر بھی کر دی تب بھی اُس نے غلطی کی۔

پھر فرماتے ہیں:

من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوا مقعدہ من النار

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ ص ۳۵)

جس شخص نے بغیر علم کے (اپنی رائے سے) قرآن کی تفسیر کی اسے چاہیئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں سمجھ لے۔ آیت کریمہ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ (پ ۶ سورہ المائدہ آیت نمبر ۳) کی تلاوت کرتے ہوئے میں نے بتایا تھا کہ اس آیہ کریمہ میں خاتم النبیین کی تفسیر بھی موجود ہے اور یہ بتایا جا رہا ہے کہ انبیاء دین الٰہی کی تبلیغ کیلئے آتے ہیں اب چونکہ دین الٰہی کامل ہو چکا پھر آیہ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ میں رب العالمین نے اس مکمل قانون دین الٰہی کی حفاظت کا ذمہ بھی لے لیا۔ لہٰذا اب کسی نبی کی ضرورت بھی نہیں رہی۔ مگر اس شخص کی عقل میں یہ معنی کیونکر آئیں جس کی آنکھوں کو پہلے ہی سے مرزا جی کی محبت نے نابینا اور کانوں کو بہرا بنا دیا ہو

حبک الشی یعمی ویصم۔

نعمت کا حصر نبوت کیلئے کرنا اور پھر اس کو جاری ماننا حافظ کی کی خود رائی ہے نہ قرآن کریم میں کوئی اس کی دلیل نہ حدیث میں کہیں اشارہ۔

وَیُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَ عَلٰی اٰلِ یَعْقُوْبَ (پ۱۲ سورۃ یوسف آیت ۶) اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (المائدہ آیت ۳) اور وَلِاُتِمَّ نِعْمَتِیْ (پ۲ سورۃ البقرہ آیت ۱۵۰) وغیرہ آیات کے معانی میں جس قدر تحریف بھی کی گئی وہ مرزائیوں کی ایجاد ہے نہ ان کے یہ معانی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھے نہ کسی صحابی نے جانے' نہ تیرہ سو برس کے کسی مسلمان کی سمجھ میں آئے۔ کلمہ صریح خاتم النبیین کے ہوتے ہوئے جو ایسی خود رائی کو کام میں لائے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔ رب العالمین نے تو قرآن کریم میں کھلے کھلے لفظوں میں فرما دیا ہے کہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (پ۲۲، سورۃ الاحزاب آیت ۴۰)

سرکار دو عالم ﷺ نے بار بار بتکرار مختلف طریقوں پر مختلف کلمات میں یہی فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، میں آخری نبی ہوں' خاتم النبیین کے معنی خود حضور ﷺ نے صاف صاف بتا دیئے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں' کہیں فرمایا کہ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی کبھی ارشاد ہوا انا العاقب و العاقب الذی لیس بعدہ نبی (مشکوٰۃ شریف باب اسماء النبی ﷺ۔ متفق علیہ) میں عاقب (سب سے پیچھے آنے والا) ہوں اور عاقب اسے کہتے ہیں جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ بلکہ اس سے بھی زائد وضاحت سے فرمایا تاکہ تشریعی غیر تشریعی بروزی ظلی وغیرہ وغیرہ سب قسم کے دعوؤں

کی تکذیب ہو سکے کہ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ۔یقیناً رسالت ونبوت بالکل منقطع ہوگئی۔پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ نبی ۔پس کوئی شخص بھی کسی قسم کی بھی نبوت کیوں نہ تراش لے اس تیغ براں سے وہ پاش پاش ہی ہو جائے گا۔ایک حدیث میں گویا اس امر پر اس قدر تاکید کی وجہ بھی خود ہی زبان مبارک سے بیان فرمادی کہ جھوٹے نبی آنے والے ہیں۔فرمایا:

سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انه نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (مسلم)

میری اُمت میں تیس بڑے جھوٹے پیدا ہونگے جن میں سے ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

کذابون کے صیغہ مبالغہ نے یہ بھی بتادیا کہ چھوٹے چھوٹے جھوٹوں کا ذکر نہیں بڑے بڑے جھوٹے تیس ہوں گے۔

نمبر ۳: دو ورقی میں حافظ جی نے علامہ قاضی عیاض کا قول نقل کر کے اپنی ایک تازہ جہالت کا ثبوت بہم پہنچا دیا اس لئے کہ تیس کی تعداد کے متعلق ان کی عبارت بتارہی ہے کہ اگرچہ ایسے جھوٹے مدعی نبوت تو بہت گزرے مگر ان تیس میں خاص طور سے وہی داخل جن کا دعویٰ نبوت خوب مشہور ہوا۔پس جس کے دعوے نے زیادہ شہرت پائی وہی تیس نمبری متنبیوں میں داخل ہوا،اگر مرزا صاحب کی تشہیر دنیا میں بہ نسبت اُن سے پہلے جھوٹے مدعیان نبوت کے زیادہ ہوئی اور ہورہی ہے۔(جیسا کہ مرزائیوں کا دعویٰ ہے) تو یقیناً نہ صرف یہ کہ وہ اُن تیس میں داخل ہونگے بلکہ اُن سے اس مقابلہ

میں نمبر لیتے جائیں گے ۔ یہاں تک کہ ممکن ہے کہ جہنم کی طرف اس دوڑ میں چودھویں صدی میں ہونے کے باوجود پہلی صدی کے مسیلمہ سے بھی آگے بڑھ جائیں اور سب جھوٹے مدعیان نبوت میں نمبر اوّل مرزا جی ہی کا رہے۔

بہر صورت حضور اکرم ﷺ کے بعد جو کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا' قرآن میں حضور کے بعد نہ کسی احمد کے آنے کا اشارہ' نہ کسی حدیث میں کسی نئے نبی کا استثناء' صحابہ نے یہی سمجھا تیرا سو برس کے مسلمانوں نے بھی مانا۔ آج اگر حافظ جی اور ان کے مقتدا خدا اور سول وصحابہ اُمت مسلمہ سب سے جدا ہو کر آیات قرآنی کے معنی بگاڑتے اور اپنی مطلب برآری کیلئے خدا اور سول سے مقابلہ کی ٹھانتے ہیں تو اس کے عذاب کیلئے تیار رہیں۔ دنیا میں تو اکثر کافروں کی رسی ڈھیلی چھوڑی جاتی ہے۔ فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا (پ ۳۰، سورۃ الطارق، آیت ۱۷) لیکن آخر رب قہار کی پکڑ بہت سخت ہے۔ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ (پ ۳۰ سورۃ البروج آیت ۱۲) حق کا جویا آنکھوں والا دیکھے کہ کہاں قرآن کریم کا کھلا ارشاد جس کا لفظی ترجمہ مسلمانوں کے ہر مترجم قرآن میں لکھا ہوا اور کہاں مرزائی لچھے دار فقرہ اور پیچ دار دعوے۔ عقل والا تو فوراً فیصلہ کر لیتا ہے کہ ان آیات واحادیث کے ہوتے ہوئے حضور ﷺ کے بعد نبوت کا ثبوت قرآن کریم سے نکالنا ایسا ہی ہے جیسے کسی عقل کے اندھے بے دین نے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کے جملہ میں کسی بڑھیا کے بلّے کا ذکر دکھایا اور دین کی توہین کر کے اپنا پیٹ انگاروں سے بھرا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ (پ ۱۹، سورۃ شعراء، آیت ۲۲۷)

مرزا صاحب کا دعویٰ ابنیت خدا

بلکہ اس سے بھی سوا

مرزا صاحب نے دعویٰ کیا کہ (معاذ اللہ) انہیں خدا کی طرف سے الہام ہوا۔

(۱) انت منی بمنزلۃ اولا دی (تو مجھ سے ہے بطور میری اولاد کے)

(دافع البلا مصنفہ مرزا ص ۶، ۷)

انت منی و انا منک (تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے)۔ دافع البلاء صفحہ ۶، ۷

(۲) انت منی بمنزلۃ ولدی (تو مجھ سے ہے بطور میرے بیٹے کے)

(حقیقۃ الوحی ص ۸۶)

(۳) اسمع ولدی! (اے میرے بیٹے سن) البشریٰ جلد اوّل ص ۴۹

(۴) انت من مائنا و ھم من فشل (تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے اور وہ لوگ خشکی سے۔ (اربعین نمبر ۳، ص ۳۴)

میں نے اپنی تقریر میں مرزا صاحب کے انہی کلمات کا حوالہ دیا اور یہ بتایا کہ خدائے قدوس کی شان کا آیہ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ میں بیان اس کا فرمان کہ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا۔ مگر جناب مرزا صاحب نے کھلے لفظوں میں ابنیت خدا کا دعویٰ کیا۔ مرزا جی کے حمایتی جناب حافظ جی اپنی دوورقی میں اس کے متعلق جو مزخرفات تحریر فرماتے ہیں وہ بالکل ایسے ہی ہیں جیسے مسیحوں اور یہودیوں کی طرف سے حضرت مسیح و حضرت عزیر کی ابنیت خدا (معاذ اللہ) ثابت کرنے کیلئے پیش کیے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ

وہ بھی کہہ دیں گے کہ ہم ان کو ایسا حقیقی بیٹا تو نہیں کہتے جیسے کسی انسان کا بیٹا دوسرا انسان ہوتا ہے۔ بلکہ ایسا ہی بیٹا کہتے ہیں جیسا مرزا صاحب نے اپنے آپ کو بنایا اور اسی جرم میں قرآن کریم نے ان کے حق میں یہ حکم نافذ فرمایا کہ:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ (پ۶ سورۃ المائدہ آیت ۱۷،۷۳) یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا۔

پس جو جواب اس موقعہ پر نصاریٰ و یہود کیلئے ہے وہی جواب مرزائیوں کیلئے ہے۔ اسلامی علم مناظرہ کی کتابیں ایسے جوابوں سے بھری ہیں جس کا دل چاہے دیکھ لے[1] آیہ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ (پ۲، سورہ البقرہ آیت ۲۰۰) سے حافظ جی کا استدلال کرنا اور اپنے معتقد کی اس دریدہ دہنی پر پردہ ڈالنا ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ (پ۱۸، سورہ نور آیت ۴۰) کا مصداق۔ آیہ کا مطلب نہایت سیدھا سادہ باپ کو ہر وقت دل و زبان سے یاد کرتے رہتے ہو اور اشد ذکرا سے اس پر مزید تاکید

---

[1] اور حقیقت میں مرزائیوں کا یہ عذر یہود و نصاریٰ سے بہت کمزور ہے کیونکہ مرزا کے لفظ اس معنی کا تحمل نہیں رکھتے کیونکہ اگر ابن اور ولد کے معنی مطیع، مخلص، مستحق رحمت و شفقت فرض کیے جائیں تو پھر بمنزلہ کا کیا کام انت ولدی کیوں ناکافی یا یہ مطلب ہے کہ تو مطیع و مخلص تو نہیں عفو و کرم سے بمنزلہ مطیع کے قرار دیا جاتا ہے جیسے کسی سے کہیے کہ تو بمنزلہ شریف کے ہے تو یہ اس کی توہین ہوگی اگر یہ معنی ہوں اور مرزا مطیعین و مخلصین میں حقیقتاً داخل نہ ہو تو پھر امام و مجدد اور صاحب الہام کیسے ہوسکتا ہے تو لامحالہ بہت ہیر پھیر کرنے کے بعد بھی یہ کہنا پڑے گا کہ مطلب یہ ہے کہ مرزا حقیقی و صلبی بیٹا تو نہیں مگر معاذ اللہ خدا کے صلبی بیٹے کے برابر اس کو پیارا یا اس کا مطیع ہے تو اگرچہ مرزا نہ سہی خدا کیلئے صلبی بیٹا تو مانا کوئی جواب مرزائی یہ بتائیں وہ صلبی بیٹا کون سا ہے جس کے بمنزلہ ہونے مرزا کو دعویٰ ہے۔ مرزائیوں نے جو معنی تراشے وہ نصرانیوں کے مقولے المسیح ابن اللہ یا یہودیوں کے قول عزیر ابن اللہ میں چلتے تو چلتے مگر مرزا کی عبارت میں کسی طرح چل ہی نہیں سکتے۔

صاف کہ خدا کو اسی طرح ہر وقت یاد کرتے رہو۔ جس طرح تم اپنے محسن اگر معاذ اللہ معاذ اللہ اس آیت سے حافظ جی خدا کا باپ ہونا ثابت کر رہے ہیں تو کچھ تعجب نہیں کہ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَ ھُمْ۔ (پ ۲، سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۶)

(وہ لوگ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو) کی آیت سے توبہ توبہ عیاذ باللہ) سرکار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو...... اپنا کہہ بیٹھیں گے۔ حدیث کا پڑھنا اور سمجھنا اہل علم کا کام' کہاں حافظ جی اور کہاں اس اہم کام کا سرانجام' انہیں جب عیال اور اولاد کے الفاظ کا لغوی فرق بھی نہیں معلوم مثنوی مولانا روم کے شعر سے استدلال تو کیا کرتے اسے موزوں لکھ بھی نہ سکے اس جہالت کے باوجود خدا ہی جانے جواب کی جرأت کس صورت سے ہوئی' سچ ہے۔

اذ فاتک الحیأ فافعل ما شئت بےحیا باش و ہر چہ خواہی کن۔

اس دھوکے میں جاہل نہیں شاید کوئی اجہل آجائے تو آجائے معمولی عقل والا بھی جان لے گا کہ اگر مرزا صاحب کی مراد وہی معمولی رشتہ تھا جو خالق و مخلوق میں ہوتا ہے تو اُن کی ذات کی تخصیص کیا معنی رکھتی ہے۔

پھر مرزا جی نے تو پردہ ہی اُٹھا دیا نمبر ۴ میں تو من مائنا (ہمارے پانی نطفہ سے) تک کہہ ڈالا۔ بلکہ اس سے بھی اور آگے بڑھے انا منک کہہ کر معاذ اللہ اس مطلب کو بھی بڑھا دیا جس کے مضمون سے ایک ایماندار لرزہ میں آجائے۔

....

فہم قرآن

بمفحوائے آیت لَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْآنَ (پ ۲۷، سورۃ القمر آیت ۱۷) یہ بالکل صحیح ہے کہ قرآن کریم کے مضامین اس درجہ آسان ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بتانے اور اس ارشاد کے مطابق اُن کے صحابہ تابعین وعلمائے اُمت کے سمجھانے سے بہت جلد سمجھ میں آجاتے ہیں لکن اس کے معنی یہ لینا کہ ہر بے علم جس کو عربی پڑھنی بھی نہ آتی ہو اپنی رائے اور اپنی سمجھ کے مطابق جو معنی چاہے کرے، جو مطلب چاہے نکال لے، وہی جہل مرکب ہے۔ جس کی خبر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی دی ہے کہ فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف ص ۳۳) بغیر علم کے فتوے دیں گے خود بھی گمراہ ہونگے دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

حافظ جی نے اس بیان میں کوئی نیا کمال نہیں دکھایا وہی کہا جو ہمیشہ جہلا کا شیوہ رہا۔ اس بات کو ایک عامی بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب تک کوئی شخص ایک زبان ہی کو نہ جانے تو اس زبان کی آسان سے آسان کتاب کو بھی کیسے سمجھ سکتا ہے کسی زبان کے جاننے کیلئے اس زبان کے قواعد کا جاننا ضروری ورنہ فاعل ومفعول ومبتدا وخبر ماضی و مستقبل وحال وامر میں کیسے تمیز کرے گا اسی کو صرف ونحو کہتے ہیں۔

اردو یا فرنچ کے جاؤ بے جا ترجموں کو پڑھ لینے کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ اس نے معانی قرآن کریم کو پالیا شانِ نزول آیات وتفسیر نبوی کے مطالعہ کے بغیر یہ نتیجہ نکال لینا کہ صحیح طور سے مطالب قرآن پر عبور ہو گیا۔ ایک جاہلانہ وہم نہیں تو کیا ہے؟

شانِ نزول آیات ہی سے یہ پتہ چلے گا کہ کون سا حکم مقدم ہے اور کون سا مؤخر۔ حافظ جی کو ابھی نسخ اور اختلاف کے لغوی فرق کی بھی خبر نہیں تو وہ میرے جملوں کا مطلب کیا سمجھتے۔ اگر سمجھنا چاہتے ہیں تو میں تیار ہوں۔ شاگردوں کی صورت میں آئیں میرے تلامذہ کے زمرہ میں شریک ہو جائیں۔ طالب علموں کی طرح پہلے صرف ونحو پڑیں۔ ادب سیکھیں۔ جب تفسیر پڑھانے کا وقت آئے گا میں ان کو بتا دوں گا کہ ناسخ کسے کہتے ہیں اور منسوخ کسے؟ کتنے احکام ناسخ ہیں اور کتنے منسوخ۔ نیز یہ بھی سمجھا دوں گا کہ نسخ حکم دوسری چیز ہے اور اختلاف واقعات دوسری چیز۔

وحی الٰہی قرآن کریم یقیناً اختلاف سے قطعاً پاک نہ اس کے الفاظ میں اختلاف نہ معانی میں تخالف۔ نسخ احکام حکمت ربانی پر دلیل۔ نسخ کو اختلاف کہنا کسی جاہل نہیں اجہل ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

خدا کے کلام میں تو نہ اختلاف ہے نہ ہو سکتا ہے ہاں جھوٹے الہام کی یہی پہچان کہ اس میں اختلاف ہو گا چنانچہ اگر حافظ صاحب کو عجلت ہے تو ذیل کی مثال سے دیکھ لیں۔

....

اختلاف واقعات گذشتہ

(ا) مرزاجی اپنی کتاب براہین احمدیہ میں
(جس کے متعلق یہ دعویٰ ہے کہ الہام الٰہی
لکھی گئی) فرماتے ہیں ص ۴۹۸
"جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا
میں تشریف لائیں گے تو انکے ہاتھ سے دین
اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا"
ادھر انہی مسیح علیہ السلام کا دوبارہ آنا معتبر
اور ان کی حیات کی خبر۔

(ا) مرزاجی اپنی کتاب ازالۂ اوہام ص ۶۱
میں فرماتے ہیں۔
اور "میرے پر اپنے خاص الہام سے
ظاہر کیا
کہ مسیح بن مریم فوت ہو چکا ہے اور اسکے
رنگ میں ہوکر وعدہ کے مطابق تو آیا ہے"
ادھر اپنے مسیح ہونے پر اصرار اور ان کی
حیات سے انکار۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

اختلاف واقعات آئندہ

مرزاجی کا دعویٰ ہے کہ انہیں الہام ہوا کہ
(محمدی بیگم) انجام کار تمہارے نکاح میں
آئے گی ...... آخر کار ایسا ہی ہوگا۔ خواہ
پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں یا ......
بیوہ کر کے ...... یہ بات میرے رب کی

مرزاجی کو فی الجملہ تسلیم ہے کہ پیش گوئی
پوری نہیں ہوئی ملاحظہ ہو۔
پیشگوئیاں کچھ ایک دو نہیں بلکہ اس قسم
کی سو سے زائد پیشگوئیاں ہیں ...... پھر ان
سب کا ذکر نہ کرنا اور بار بار احمد بیگ کے

طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے ......تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا......اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہ ہوگی۔ (کتب مختلفہ مرزا)

نوٹ: ادھر اصرار پر اصرار ہے بلکہ قسم کے ساتھ اقرار بلکہ اس کا پورا ہونا ان کے صدق کا معیار۔

داماد اور آتھم کا ذکر کرنا کس قدر مخلوق کو دھوکا دینا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ۔ص ۳۹)

نوٹ: ادھر فی الجملہ تسلیم ہے کہ ہاں خیر محمدی بیگم سے نکاح اور آتھم کی موت کی پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں پھر ان پر مجھے کھسیانا کیوں بناتے ہو جو پوری ہو گئیں انہیں کیوں نہیں ذکر کرتے۔اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ہی نے لکھا تھا کہ یہ میرے سچے یا جھوٹے ہونے کی کسوٹی ہیں

واقعات حال باعتبار مرزا صاحب

مرزا صاحب فرماتے ہیں آسمانی فیصلہ ص ۷ ''میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں''۔

یہاں نبوت سے انکار

اے لوگو دشمن قرآن مت بنو اور خاتم النبیین

مرزا صاحب فرماتے ہیں اخبار بدر ۱۹۰۰ء ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی و رسول ہیں''۔

یہاں نبوت پر اصرار

میں اس کی قسم کھا کر کہتا ...... ہوں اس

کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو	نے مجھے بھی اپنے مکالمہ ومخاطبہ کا شرف بخشا اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر"۔
یہاں بعد خاتم النبیین دروازہ وحی نبوت کو بند مانا	یہاں اپنے الہام کو قرآن کے جیسا الہام جانا

ہمیں اُمید ہے کہ ان مثالوں کو دیکھ کر شاید حافظ جی کی سمجھ میں یہ تو آجائے کہ اختلاف اسے کہتے ہیں خدا کے کلام خدا کے الہام میں اس اختلاف کی مثال مل ہی نہیں سکتی۔ ہاں نسخ کی مثال اگر سمجھنا چاہیں تو اس عجالہ میں ہم اشارتاً انہیں انہی کی تحریر یاد دلائیں گے کہ تحویل قبلہ کا حکم ناسخ ہے اپنے ماقبل کے لئے۔ باقی جس میں عقل ہو وہ سمجھ لے۔

بیٹے کی پیش گوئی

حافظ جی ہمیں الزام دیتے ہیں کہ ہم نے مرزا صاحب کے مزعومہ الہام میں تحریف سے کام لیا اور عبارت کے پہلے فقرہ کو چھوڑ دیا یعنی انا نبشرک بغلام مظھر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء کہ ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں کہ جس کے ذریعہ خدا کی ذات اور اس کی عظمت کا ایسے رنگ میں اظہار ہوگا کہ گویا خدا آسمان سے اُتر آیا۔

ہم اس عبارت پر تنقید نہیں کرتے اس لئے کہ کوئی اہل علم مخاطب ہوتا تو علمی

غلطیاں بتاتے۔ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ حافظ جی کو اتنی بھی خبر نہیں کہ مظہر اسم ہے یا فعل ہم یہ بھی نہیں جتاتے کہ عربی عبارت کے ترجمہ میں حافظ جی نے کس قدر تحریف کی جس کے ذریعہ اور ایسے رنگ میں ان دونوں کلموں کیلئے عربی عبارت میں کوئی لفظ نہیں۔ ہم اصطلاحات نحو کی رو سے عربی عبارت کی ترکیب کرتے ہوئے یہ بھی نہیں ظاہر کرتے کہ مشبہ کون ہے۔ مشبہ بہ کون اور وجہ شبہ کیا؟ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ صفت کیا ہے اور موصوف کون؟ ہم اس مضمون کو بھی اس وقت سامنے نہیں لاتے کہ حضرت مسیح کے آسمان پر خدا کے پاس جانے کا عقیدہ رکھنے کے سبب تو مرزائی لوگ مسلمانوں پر شرک کا الزام لگاتے اور یہ کہتے ہیں کہ خدا کو آسمان پر مان لیا مگر یہاں اللہ کے آسمان سے اترنے کا خود اظہار کیا۔ (معاذ اللہ)

ہمیں تو اس وقت ـ صرف اس قدر بتانا ہے کہ ہم نے جو اعتراض کیا وہ صحیح تھا یعنی مرزا صاحب نے پیش گوئی کی کہ ان کے ایک بیٹا ہوگا اور اس بیٹے کی صفت بیان فرمائی کہ گویا خدا آسمان سے اتر آیا۔ ادنیٰ عقل والا بھی سمجھ جائے گا کہ "مظهر الحق والعلاء" اور کان اللہ نزل من السماء دونوں فقرے اس غلام (لڑکے) کی صفت کا اظہار کر رہے ہیں۔ پس اس غلام کو اللہ سے تشبیہ دی جانی ظاہر اور اعتراض ثابت۔

دوسرے یہ امر کہ اس پیش گوئی کے مصداق مرزا بشیر محمود صاحب ہیں یا کون؟ اس کا فیصلہ خود مرزا صاحب کی تحریروں سے بآسانی ہو سکتا ہے۔ اس پیش گوئی کی خبر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو دی گئی مگر قدرت خدا اس جھوٹ کا اظہار اللہ کو منظور تھا۔ اس وقت کے حمل سے لڑکی پیدا ہوئی کہ لڑکا۔ جب اہل حق نے مرزا جی کو شرمایا اور

پیش گوئی کا غلط ہونا بتایا تو جھٹ سے اشتہار دے ڈالا کہ اس حمل کی شرط نہ تھی وہ موعود بیٹا اس کے قریب دوسرے حمل سے ہوگا۔ آخر ۱۷ اگست ۱۸۸۷ء کو ایک اشتہار دیا جس میں اعلان کر دیا کہ ۱۶ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ ۷ اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد وہ موعود لڑکا پیدا ہو گیا۔

تب قدرت خدا نے یہ تماشا دکھایا کہ چند ہی روز بعد وہ لڑکا مر گیا۔

اب ناظرین فیصلہ کریں کہ مرزا جی نے تو وہ ساری خوبیاں ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو پیدا ہونے والے لڑکے میں بتائی تھیں۔ حافظ جی کہتے ہیں کہ نہیں ان کے مصداق جناب بشیر محمود صاحب ہیں۔ مرزا جی کے الہام کا اختلاف تو ظاہر ہی تھا یہاں گرو اور چیلے میں بھی اختلاف ہو گیا۔ وہ مرنے والے کو سب کچھ ٹھہرائیں۔ یہ جینے والے کو چنیں و چناں بتائیں۔ پھر اور آگے بڑھیے حافظ جی کے ممدوح جناب مرزا بشیر محمود صاحب کے اوصاف خود مرزا جی کے ان زبردست ممتاز حواری کی تحریر میں دیکھئے جن کو مرزا صاحب نے معاذ اللہ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کی جگہ دی جن کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام اُترنے والے ہیں یعنی جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہی۔ وہ تحریر فرماتے ہیں "صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب بوجہ اپنے عقائد فاسدہ پر مصر ہونے کے میرے نزدیک اس بات کے اہل نہیں کہ وہ مرزا صاحب کی جماعت کے خلیفہ یا امیر ہوں اس لئے میں اس خلافت سے جواز دی ہے سیاسی نہیں ان کا عزل کر کر عند اللہ و عند الناس اس ذمہ داری سے بری ہوتا ہوں...... میں یہ بھی اطلاع دیتا ہوں کہ ان عقائد کے باطل

ہونے پر حضرت مسیح موعود (مرزا جی) کے مقرر کردہ معتمدین کی بھی کثرت رائے ہے اب جو بارہ ممبر حضرت کے مقرر کردہ زندہ ہیں ان میں سے سات ممبر علی الاعلان ان عقائد سے بیزاری کا اظہار کر چکے اور باقی پانچ میں بھی اغلب ہے کہ ایک صاحب بھی ان عقائد میں صاحبزادہ صاحب کے شامل نہیں ۔ مرزا جی خود حافظ جی کے محبوب جناب صاحبزادہ بشیر محمود صاحب کو موعود نہ بتائیں ان کے معتمد دست راست ان کے بعد ان کو عاصی و بد عقیدہ ٹھہرائیں اور امامت سے معزول بنائیں ۔ مگر حافظ جی ہیں کہ اپنے پیٹ کی خاطر ان کی تعریف کے ترانے گائیں اور مارشس کے سادہ لوحوں کو بہکائیں ۔ اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۔ (پارہ ۲۳، سورہ ص، آیت ۵)

خدائی سرخی کی چھینٹیں

حافظ جی میں جب اتنا بھی علم نہیں کہ معمولی لفظوں کے معنی ہی سمجھ لیں تو الٰہیات کے اس مسئلہ کو کیا سمجھ سکتے ہیں کہ جسم سے پاک رب العالمین کے لئے دستخط کے واسطے ایسی سرخی کی[ا] احتیاج تجویز کرنے سے جس کی چھینٹیں کپڑوں پر نمودار ہوں کیسا شرک لازم آتا ہے اس کے جواب میں ہم سردست یہی کہیں گے کہ

ع...... سخن ناشناس نئی دلبرا خطا ایں جاست

[ا] افسوس حافظ صاحب کو مرزا صاحب کے اس قابل مضحکہ لغویت پر شرم نہ آئی اور باطل کی محبت میں انہوں نے یہ تسلیم کرلیا کہ خدا نے دستخط کیلئے قلم ہاتھ میں لیا اور سرخی کا ڈوبہ لیا سرخی زیادہ آگئی تو اس کو چھڑ کا اس سے چھینٹیں مرزا کے کپڑوں پر آگئیں ۔ حافظ صاحب کی عقل کیا ہوئی اور مرزا کی محبت نے اس درجہ ان کے دماغ کو خراب کیا کہ انہیں شان الٰہی میں ایسی باطل بات بھی گوارا ہوگئی جس کو زبان پر لانے کی کوئی (باقی اگلے صفحہ پر)

مقابلہ ومناظرہ ومباہلہ اور آخری فیصلہ

مرزا صاحب مناظرہ میں کسی عالم ربانی کے مقابلہ کی کبھی تاب ہی نہ لائے مباہلہ کیلئے خود ہی بلایا پھر پیر مہر علی شاہ صاحب مدظلہ معہ اپنے فرزندوں کے تشریف لائے مگر مرزا جی نے منہ نہ دکھایا۔

ہماری تقریر میں مرزا جی کے دعاوی کے ذیل میں جب ان کے مذکر سے مونث بننے کا دعویٰ سامنے آیا تو حافظ جی کو بہت ناگوار ہوا۔ ان کا جھنجلاہٹ اشتہار کی اس عبارت سے ظاہر۔

کاش اُس وقت جب ہم نے بلایا تھا سامنے آتے تو ہم مرزا جی کا سارا کچا چٹھا انہی کی کتابوں میں دکھاتے۔

شرم کے بارے اس وقت تو پردہ ہی میں رہے اب ...... کی طرح ہمیں بددعائیں دیتے ہیں دیا کریں۔ ہم الحمد للہ اعلائے کلمہ حق کر چکے اور کرتے رہیں گے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

(بقیہ ص ۴۴) کافر بھی جرأت نہ کرے گا۔ یہ خدا کی شان تو کیا ہو سکتی ہے۔ تمیز دار انسان بھی ایسا نہیں کرتا کہ قلم کو اس بے تمیزی سے چھڑ کے کہ دوسرے کے کپڑوں پر چھینٹ آئے۔ یہ خدا کے ساتھ تمسخر ہے جس خدا کی شان یہ ہے اِذَا اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (پ ۲۳، سورۃ یٰسین، آیت ۸۲) جو سارے جہان کو کن کے امر سے موجود فرمادے وہ ایک دستخط کیلئے قلم سیاہی کاغذ کا محتاج ہو تو الوہیت اور شان واجب کے منافی ہے۔ واللہ غنی عن العالمین۔ اس کیلئے ایسا امر ثابت کرنا جس سے احتیاج لازم آئے اس کی خدائی کا انکار اور کفر ہے پھر قلم کے ہاتھ میں لینے کیلئے ایک (باقی اگلے صفحہ پر)

نوٹ: اس عجالہ میں اسی قدر کافی نمبر ۳ دو ورقی کا جواب انشاء اللہ جہاز میں بیٹھ کر لکھیں گے۔ اب وقت بالکل نہیں۔ امید کہ اس عجلت کے سبب اگر کچھ سہو ہو۔ ناظرین اسے معاف فرمائیں۔

محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۵) ہاتھ اور جسمانیت بھی ماننا پڑے گی کہ مادیات کے ساتھ اقتران و تلبس تجرد وبحت کے منافی ہے یہ دوسرا کفر ہوا۔ تیسرا کفر علم قدرت کا انکار ہے کہ اس کو خبر نہیں ایک دستخط کیلئے کتنی سیاہی درکار ہے اور یہ اختیار نہیں کہ جتنی درکار ہے قلم میں اتنی ہی آئے۔ بے اختیاری و بے علمی سے قلم دوات میں ڈالا اور اندھا دھند سیاہی بھر لی بعد کو معلوم ہوا کہ یہ تو زیادہ ہے تو یہ قدرت نہ تھی کہ قلم میں رکی رہتی اور حسب ضرورت کاغذ پر لگتی اپنی اس مجبوری و بے اختیاری کی وجہ سے زیادہ سیاہی قلم سے نکالنا پڑی مگر نکالنے کیلئے اتنی تمیز نہ تھی کہ دوات میں واپس کردی جاتی نہ یہ سلیقہ تھا کہ دوات میں جھٹکا دیا جاتا یا کسی اور طرف جھٹکا بھی دیا تو ایسا کہ چھینٹیں مرزا جی کے کپڑوں پر گریں شان الٰہی کے ساتھ تمسخر ہے اور کفریات سے لبریز۔ افسوس مرزائیوں کی لوح قلب اسقدر مکدر ہوگئی ہے کہ وہ ایسے بے ہودہ کفریات کو تسلیم کرتے ہیں اور حافظ صاحب کا یہ قول کہ مادی سیاہی پر کیا اعتراض ہے۔ خدا نے اتنا بڑا جہان مادی پیدا کر دیا اور زیادہ افسوس ناک جہالت ہے کیا خدا نے جو کچھ پیدا کیا ہے اس سب کا استعمال بھی اس کیلئے ثابت کرنا جائز ہے۔ یہ اعتقاد ہے تو غذا کھانا پانی پینا بیاہ شادی کرنا بی بی بچہ والا ہونا سب اس کیلئے ثابت کردو گے۔ تعالیٰ اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا مادیات کا پیدا کرنا کہاں اور کہاں ان کا استعمال کرنے لگنا اس عقل پر ہزار تف۔

مُبَسْمِلاً وَحَامِدًا وَ مُحَمِّدًا جَلَّ وَعَلا
وَمُصَلِّيًا وَ مُسَلِّمًا مُحَمَّدًا سلم اللّٰهُ عَلَيهِ وَصَلّٰى

مرزائی حقیقت کا اظہار

(۳)

جناب مرزا صاحب قادیانی کا ایمان باللہ اور اُس کی حقیقت

کسی مدعی مہدویت و مسیحیت میں علامات مہدی و مسیح دیکھنے کی ضرورت اس وقت ہو جبکہ پہلے اس کا راست باز اور مسلمان ہونا ثابت ہو جائے۔ زبان سے اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ الخ۔ پڑھنا لوگوں کے دکھانے کیلئے نمازیں پڑھنا' روزہ رکھنا یا لو فرضنا حج بدل کے ذریعہ حج کرنا یا زکوۃ دینا اسلامی عدالت میں کیونکر قبول ہو سکتا ہے؟ جبکہ ان کے کلمات سے صراحۃً کفر و الحاد کا اظہار ہو رہا ہو۔

لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (پ۲ سورۃ البقرہ، آیت ۱۷۷)۔ مرزا صاحب کا لاکھ بار اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کہنا بھی انہیں مومن نہیں بنا سکتا جبکہ اس خدائے حی و قیوم ملک و قدوس کی شان میں اُن کے حسب ذیل کلمات موجود ہیں۔ (توضیح المرام ص ۳۳)

ایمان باللہ: ''یہ مجموعہ عالم خدائے تعالیٰ کیلئے بطور ایک اندام واقع ہے۔ قیوم العالمین (یعنی خدا) ایک ایسا وجود اعظم ہے۔ جس کے بے شمار ہاتھ بے شمار پیر اور ہر

ایک عضواس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لاانتہا عرض وطول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں"۔ (معاذ اللہ من ذالک)

یہ ہے ایمان باللہ۔ یہ خدا کی صفات ہیں اس پر مرزا کو مومن باللہ بتایا جاتا ہے۔ جس سے انحس ۱؎ کفر بھی شرما جائے۔ شرم۔

ایمان بالرسل: اللہ کے رسولوں پر ایمان کیسے ظاہر ہو جبکہ انبیاء کی شان میں کھل کھل کر گستاخیاں کرتے اور خود اپنے آپ کو اولوالعزم صاحب شریعت پیغمبروں سے بھی افضل بتاتے ہیں۔ ان کا مشہور شعر ہے:

ے عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم

(اور بعض نمونہ پہلے بیان ہوئے بعض آئندہ آتے ہیں) پھر غیر انبیاء کو نبی مانتے اور پیغمبر بتاتے ہیں۔ حالانکہ ان کے پاس کوئی سند نہیں۔

ایمان بالملٰئکۃ: ملائکہ پر ایمان کا حال ان اقوال سے ظاہر (توضیح المرام ص ۳۰) "ملائکہ ستاروں کی ارواح ہیں۔ وہ ستاروں کیلئے جان کا حکم رکھتے ہیں لہذا وہ کبھی ستاروں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ جبریل جس کا سورج سے تعلق ہے"۔ الخ۔

ایمان بالکتب: کتاب الٰہی قرآن کریم کے متعلق ان کا یہ خیال

(ازالہ الاوہام ص ۷۲۱ تا ۷۲۵)

۱؎: انحس سب سے زیادہ منحوس

''قرآن دنیا سے اُٹھ گیا تھا۔ میں اس کو دوبارہ آسمان سے لایا ہوں'' پھر جو قرآن لائے اور جس طرح اس کو پیش کیا اس کی کیفیت کچھ ذکر ہوئی کچھ آئندہ آئے گی کہ الفاظ کا بدلنا تو محال تھا معنی پر ہاتھ صاف کرنے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ جو معنی ان کے نفس نے بتائے وہ کیے نہ ان معنی سے غرض رکھی جو صاحب وحی و کتاب (ﷺ) نے بتائے نہ اس تفسیر سے مطلب جو صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے فرمائی۔

ایمان بالیوم الآخر: یوم الآخر کا ڈر اور خوف۔ قیامت پر ایمان کی دلیل بنتا مگر ان کی پرائیوٹ زندگی ان کی دلیری پر دلالت کرنے والی جس کی طرف سردست اشارہ ہی کافی۔ جب اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ الخ۔ کے ایک ایک شعبہ میں ان کا یہ حال ہے تو اب نماز روزہ و زکوٰۃ و حج کو دیکھنا فضول خیال۔

اگر بالفرض والتقدیر جناب مرزا صاحب خود ہی حج فرمالیتے تو بھی ان کلمات کفریہ کے ہوتے ہوئے وہ مسلمان ہی کیسے کہلاتے۔ مسیح یا مہدی ہونا تو دوسری چیز۔ مسیح بن مریم علی نبینا وعلیہما السلام تو جو ہیں وہ ہیں ان کے حج کی شان کا حدیث شریف میں اس طرح بیان نہ اس میں خواب کا تذکرہ نہ تعبیر کی ضرورت۔ (مسند امام احمد)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیُھِلَّنَّ عِیْسٰی بْنُ مَرْیَمَ بَفَجِّ الرَّوْحَاءِ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَۃِ اَوْ بَیْنَھُمَا جَمِیْعاً۔

مرزا جی نے تو اپنے مزعومہ الہام سے پیش گوئی بھی فرمائی کہ (میگزین ۱۴ جنوری ۱۹۰۶ء) ''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں'' مگر مرنا تو کجا جانا بھی نصیب نہ ہوا

احمد نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا نام نامی و اسم گرامی احمد ہے۔ اس لئے کہ قرآن کریم نے صاف لفظوں میں فرمایا وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یَا بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۔ (پ ۲۸، سورہ الصف آیت ۶) جب عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف خدا کا رسول ہوں تورات جو میرے آگے ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور ایک (بڑے عظیم الشان) رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد ہی تشریف لائیں گے جن کا نام نامی احمد ہے۔ (ﷺ) پس جب وہ (احمد نامی رسول) دلیلوں کے ساتھ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

(۱) قرآن کریم نے فَلَمَّا جَآءَهُمْ (پس جب وہ ان کے پاس تشریف لائے) کہہ کر یہ جتا دیا کہ قرآن کریم اُترنے کے وقت وہ احمد (ﷺ) آچکے تھے۔

(۲) مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ (ایک بڑے عظیم الشان رسول کی بشارت دینے والا ہوں) کی تفسیر خود نبی اکرم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے فرمائی۔ (الشرح السنہ)

عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَالَ اِنِّیْ عِنْدَ اللّٰہِ مَکْتُوْبٌ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِیْ طِیْنَتِهٖ وَ

سَاُخْبِرُکُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ دَعْوَۃُ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَشَارَۃُ عِیْسٰی (الحدیث)

(مشکوٰۃ ص ۵۱۳)

عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اسی وقت سے اللہ کے نزدیک نبیوں کا ختم کرنے والا لکھا ہوا ہوں جبکہ یقیناً آدم علیہ السلام اپنی گندھی ہوئی مٹی ہی کی حالت میں تھے۔ میں تمہیں اپنا پہلا امر بتاؤں کہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت۔

بشارت عیسیٰ مریم نے دی تھی جن کے آنے کی
وہی ختم الرسل بعد ان کے احمد مجتبیٰ آئے

(۳) مِنْ بَعْدِیْ (میرے بعد ہی) کی تفسیر بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی معلوم کیجئے وہی حدیث شریف جو آپ سے پہلے بھی پڑھ چکے اب پھر ملاحظہ فرمالیجئے اِنِّیْ اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسٰی بْنِ مَرْیَمَ الخ۔ میں عیسیٰ بن مریم کے لئے سب سے اولیٰ ہوں اس لئے کہ میرے اور اُن کے درمیان کوئی نبی نہیں اور یقیناً وہی قیامت سے پہلے تمہاری طرف اترنے والے ہیں۔ پس دعائے ابراہیم علیہ السلام بشارت عیسیٰ علیہ السلام احمد مجتبیٰ وہی محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں۔ سلم اللہ علیہ وصلی جو انا احمد کہہ کر اپنا نام نامی بتارہے ہیں ان کے سوا نہ قرآن کریم نے کسی اور احمد کے آنے کی خبر دی نہ یہ بتایا کہ انہیں لوگ اسلام کی طرف بلائیں گے۔

یہ قرآن کریم پر افترا اور کھلا جھوٹ ہے۔ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔ (پ ۳، سورۃ آل عمران آیت ۶۱) حضرت عیسیٰ بن مریم اور حضرت مہدی آخر

الزمان سلام اللہ علیہما دونوں حضرات کی تشریف آوری کی کھلی کھلی علامتیں احادیث طیبہ میں بیان فرمادی گئیں۔ نہ وہ سچے اسلام سے دور ہونگے نہ کوئی سچا عالم ان سے اسلام کا ثبوت مانگے گا نہ ان پر کوئی سچا عالم کفر کا فتویٰ دے گا۔ اِنْ ھٰذَا اِلَّا بُھْتَانٌ عَظِیْم۔

ہمارے ناظرین جن کو مرزائی حقیقت کی ابھی پوری طرح خبر نہیں شاید حیران ہونگے کہ کیا قصہ ہے پہلے پرچہ میں تو حافظ جی صاحب جناب مرزا جی کی مجددیت و امامت کی تبلیغ فرمارہے تھے۔ پھر مسیحیت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اب نمبر ۳ میں اول انہیں احمد نبی کہا جارہا ہے اور پھر مہدی بھی بتایا جارہا ہے۔ آگے چل کر انہیں کرشن جی بھی تسلیم کیا گیا۔ آخر یہ معما کیا ہے؟ مرزا جی ہیں یا ایک معجون مرکب؟ حافظ جی کوئی خواب دیکھ رہے ہیں یا ان کے قوائے دماغی کسی علت کے سبب خیالات پریشان پیش کررہے ہیں؟

ہم انہیں بتائے دیتے ہیں کہ اس میں بے چارہ حافظ جی کا قصور نہیں:

؎ درپس آئینہ طوطی صفتش داشتہ اند
انچہ اُستاد و بگفت است ہماں می گوید

طوطے کو جیسا سبق پڑھا دیا جاتا ہے وہ اسی کو دہرایا کرتا ہے۔

حافظ جی تو ہمارے سامنے آتے تب ہی انہیں دکھاتے مگر اب ناظرین دیکھیں ہم انہیں بتائے دیتے ہیں مرزا جی کا حال ہی یہ ہے کہ وہ اپنے مزعومہ الہاموں میں کبھی [1] خدا بنتے ہیں کبھی [2] خدا کے بیٹے کبھی [3] تثلیث کے ایک رکن۔ کبھی

---

[1]: کتاب البریہ ص ۷۸ و آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴

[2]: دافع البلاء ص ۶، ۷۔ [3]: ملاحظہ ہو توضیح المرام ص ۲۰۱

رسول ۴ صاحب شریعت، کبھی ۵ نبی غیر صاحب شریعت، کبھی مسیح ۶، کبھی مہدی کبھی مجدد اور پھر کبھی کرشن بلکہ اسی پر بس نہیں کبھی مرد کبھی عورت ۔ اگرچہ ہماری تہذیب ہمیں یہ طرفہ تماشا پیش کرنے کی اجازت نہیں دیتی مگر حافظ جی ہمیں جھوٹ کا الزام دے رہے ہیں ۔ لہٰذا اہم حوالہ نقل کرنے کیلئے مجبور ۔ مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ انہیں الہام ہوا۔

(۱) "بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے مگر وہ حیض بچہ بن گیا ہے اور ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے"۔ (ناظرین سوچ لیں کہ حیض کس کو آیا کرتا ہے)

نیز فرماتے ہیں:

(۲) خدا نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں تیرا نام مریم رکھا ۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے یہ ظاہر ہے ۔ ۲ برس صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں پرورش پاتا رہا ۔ پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کچھ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا (پھر اسی صفحہ کے آخر میں فرماتے ہیں) پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردزہ تنہ کھجور کی طرف لے آئی ۔ الخ۔

(ص ۴۶، ۴۷) کاغذی کشتی نوح مصنفہ مرزا

عبارات بالا میں ناظرین کو ایک الجھن رہ گئی ہوگی کہ (مرزا صاحب کو) حاملہ

۴: اربعین نمبر ۲، ص ۶ ۵: حقیقۃ النبوۃ صفحات مختلفہ ۶: حقیقۃ الوحی ص ۱۴۸

ٹھہرایا گیا، حمل ٹھہرانے کی تفصیلی صورت ذکر نہیں فرمائی گئی۔ اس لئے بقول کے

ع ......اگر پدر نتواند پسر تمام کند

اس کی تفصیل مرزا صاحب کے ایک فرزند روحانی نے فرمادی ملاحظہ کیجئے۔

ٹریکٹ اسلامی قربانی ص ۳۴ مولفہ یار محمد مرزائی مطبوعہ ریاض ہند پریس۔

"کشف کی حالت آپ (مرزا صاحب) پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت (مردانگی) کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کیلئے اشارہ کافی ہے"۔ (معاذ اللہ اب بھی اشارہ ہی رہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ) یہ عبارتیں اگر کسی ایسے شخص کے مقابلہ میں پیش کی جاتیں جس میں غیرت اور شرم کا خفیف سا نقطہ بھی باقی ہوتا تو غالباً وہ اس کے بعد پبلک کو عمر بھر منہ نہ دکھاتا۔ جناب حافظ جی صاحب شاید ہی غور فرمائیں کہ نمبر ۲ دوورقی کے ص ۴ کالم ۲ سطر ۱۹ کی لعنت کس پر پڑی اور ابدالآباد تک کس پر پڑتی رہے گی۔

ناظرین نے مرزا جی کے مریم و عیسیٰ بننے کا حال تو معائنہ فرمایا اسی پر ان کے آدم و نوح وغیرہ بننے کو قیاس کیا جاسکتا ہے۔ ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ حافظ جی کو یہ لکھتے ہوئے اس امر کا ذرا بھی خیال نہ آیا کہ ان کی تحریر کسی اہل علم کے سامنے بھی جائے گی۔

آئینہ کی مثال دے کر بروز و ظہور کے مسئلہ کی تشریح کرتے ہوئے بڑے خوش ہونگے کہ ہم نے سادہ لوح افراد کی دھوکہ دہی کیلئے کافی سامان بہم پہنچا دیا۔ لیکن آنکھوں والے دیکھتے ہیں کہ وہ جو حسب فرمان مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم شان انبیاء

کے آئینہ صفت مظہر ہے جن کیلئے حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَصَفْوَتِہٖ وَاِلٰی یُوْسُفَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ حُسْنِہٖ وَ اِلٰی مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ صَلَابَتِہٖ وَ اِلٰی عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ زُھْدِہٖ وَ اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ خُلْقِہٖ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔ (سیر الاقطاب ص ۵)

جو کوئی یہ چاہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی صفوت اور حضرت یوسف اور ان کا حسن حضرت موسیٰ اور ان کی صلابت حضرت عیسیٰ اور آپ کا زہد حضرت محمد اور ان کا خلق (صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین) معائنہ کرے پس اُسے چاہیئے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھے۔ باوجود اس شان مظہریت کے دیکھیے کہ کس صفائی کے ساتھ وہی شیر خدا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں۔

اَلَا وَاِنِّیْ لَسْتُ نَبِیًّا وَلَا یُوْحٰی اِلَیَّ

خبردار رہنا میں نبی نہیں ہوں نہ میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

تعجب اس پر ہے جس کا مظہر ہونا تو کجا مسلمان ہونے پر بھی کوئی دلیل شرعی نہ قائم ہوتی ہو اور وہ یہ دعویٰ کرے کہ:

''میں نبی ہوں، میں رسول ہوں، سب نبیوں سے افضل ہوں'' (العیاذ باللہ)

پھر اجتماع ضدین سونے پر سہاگہ کہ ایک طرف نبی و رسول ہونے کا دعویٰ دوسری طرف کرشن جی کا اوتار لینے کا ادعا۔

ع ...... ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا

سری کرشن جی اور اُن کے روپ

اہل نظر پر مخفی نہیں کہ سری کرشن جی صاحب ہندو جاتی کے ایک بہت بڑے رہبر مانے جاتے ہیں۔ کسی قدیم تاریخی آدمی کے حالات معلوم کرنے کے لئے سمجھدار مفتیشن علوم ہمیشہ پرانے اصلی نسخوں کی تلاش کیا کرتے ہیں چنانچہ سری کرشن جی کے حالات معلوم کرنے کیلئے بھی بجائے زمان حال کے مصنفین کی کتابوں کے ہم اُسی کتاب کے مقالات کی طرف توجہ کرتے ہیں جو خود کرشن جی کی ذاتی کتاب کہی جاتی ہے۔ یعنی بھگوت گیتا۔

اس میں کرشن جی نے اپنے آپ کو جس روپ میں پیش کیا ہے اس کا خلاصہ ان چند حوالوں کے ملاحظہ سے سامنے آجائے گا۔

سری کرشن جی کا ایک روپ یا تصویر کا ایک رُخ

بھگوت گیتا میں کرشن جی فرماتے ہیں:

(۱) اس دنیا کا ماں باپ سہارا اور زبابا میں ہوں...... سب کا پالنے والا مالک گواہ۔ جائے قرار۔ جائے پناہ۔ دوست۔ باعث پیدائش۔ باعث خاتمہ۔ باعث قیام خزانہ اور پیدائش کا لازوال بیج میں ہی ہوں۔ اے ارجن میں گرمی دیتا ہوں۔ میں پانی کو روکتا ہوں۔ میں برساتا ہوں۔ میں امرت ہوں۔ گیتا۔۹:۱۷۔۱۹

(۲) سب دیوتاؤں اور مہرشیوں کی ابتداء بہر حال مجھ ہی سے ہے جو شخص یہ جانتا ہے کہ میں پرتھوی وغیرہ سب لوگوں کا بڑا ایشور ہوں اور میرا جنم یعنی آغاز نہیں ہے۔

وہی انسانوں میں موہ سے آزاد ہوکر سب پاپوں سے چھوٹ جاتا ہے۔ (گیتا۱۰:۲،۳)

(۳) میں سب جانداروں کا مالک ہوں اور پیدائش سے بالاتر ہوں اگرچہ میرے آتم سروپ میں کبھی تغیر نہیں ہوتا مگر میں اپنی پرکرتی (خاصیت) میں قائم رہ کر اپنے مایا سے جنم لیا کرتا ہوں۔ (۴:۶۔۸۔گیتا)

ناظرین نے اس پہلے روپ یا تصویر کے ایک رُخ میں دیکھ لیا کہ سری کرشن جی خدائی کا دعویٰ کر رہے ہیں۔

روپ لینے کی حقیقت پر بھی آپ نے غور کرلیا کہ خدا کے اس جسم محدود میں آ جانے کا نام روپ لینا یا اوتار بننا بتا رہے ہیں۔

ہم تہ دل سے جناب مرزا صاحب کی اس بات کی تصدیق کیلئے تیار ہیں کہ یقیناً ان کے اور کرشن جی کے دعوے یکساں ہیں اور ان دعوؤں کے اعتبار سے وہ یقیناً کرشن جی کہے جا سکتے ہیں، بطور تمثیل مرزا جی کا دعویٰ ملاحظہ ہوا اور پھر دونوں کے دعوؤں کا مقابلہ کرلیا جائے۔ مرزا جی کتاب البریہ ص ۷۹ پر فرماتے ہیں۔ ”کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اسی حالت میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے آسمان و زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا...... پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السمآء الدنیا بمصابیح پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں۔ الخ۔

وغیرہ ذالک من الخرافات

سری کرشن جی کا دوسرا روپ یا تصویر کا دوسرا رُخ

بھاگوت پران میں انہی کرشن جی کی دوسری تصویر اس طرح نظر آتی ہے کہ:
دریا میں کرشن جی اشنان فرما رہے ہیں اور گوپھیاں (خوبصورت عورتیں) بھی نہا رہی ہیں۔ کرشن جی گوپھیوں کے کپڑے چھپا دیتے ہیں سب کی سب دریا سے برہنہ نکلتی ہیں۔ اپنے کپڑوں کی تلاش کرتی ہیں سری کرشن جی گوپھیوں سے لذت اندوز ہونے کیلئے اپنے بہت سے جسم پیدا کر لیتے ہیں۔ وغیرہ وگیرہ۔ (ملخصاً)

سوک رشی سے راجہ پرکشت پوچھتا ہے کہ خدا تو اوتار کے روپ میں اس لئے ظاہر ہوا کرتا ہے کہ سچا دہرم پھیلائے۔ یہ کیسا خدا ہے کہ دہرم کے تمام اصولوں کے خلاف دوسروں کی عورتوں سے............؟

رشی جی کرشن جی کے عمل کی تاویل اس طرح فرماتے ہیں کہ "خود دیوتا بھی بعض اوقات نیکی کی راہ سے ہٹ جاتے ہیں مگر اُن کے گناہ ان کی ذات پر اسی طرح اثر نہیں کرتے جس طرح آگ تمام چیزوں کو جلانے کے باوجود مورد الزام نہیں ہو سکتی"
ان دونوں تصویروں کو دیکھتے ہوئے زیادہ بریں نیست کہ حسن خیال کی بناء پر ہم یہ کہہ دیں کہ یہ دونوں غلط ہیں (وہ محض ایک انسان تھے اور ایسی شرمناک باتیں ہرگز نہ کرتے ہوں گے مگر یہاں تو غور طلب یہ امر ہے کہ تاریخی نقطہ نظر سے بھی دو تصویریں ہمارے سامنے ہیں پس جو حکم بھی دیا جائے گا وہ اسی معلومات کی بناء پر اور اُس کے بلکہ صرف اس کے ہوتے ہوئے کون صاحب عقل ان کو نبی بتا سکتا ہے؟ اور اس خدائی

خطاب کو ان پر چسپاں کر سکتا ہے۔ درآنحالیکہ خدائی کتاب میں اس کا اعلان ان کی شخصیت پر نہ کیا گیا ہو۔ تصویر کے دوسرے رُخ یا کرشن کے دوسرے روپ کے پہلے حصہ کا تعلق مرزا صاحب سے کیا ہے۔ اس کے متعلق لب کشائی سردست مناسب نہیں معلوم ہوتی لیکن دوسرے روپ کے باب میں سوک رشی جی نے جو کچھ فرمایا اُسے دیکھتے ہوئے ہم اس کی تصدیق کرنے میں ذرا تامل نہ کریں گے کہ بے شک کرشن قادیانی جی کے چیلے تھے ان کی بات کو بنانے اور تاویل فرمانے میں ایسے ہی مشاق ہیں جیسے رشی جی تھے گویا مرزا جی اگر کرشن جی کے اوتار ہیں تو وہ سوک رشی جی کے۔ اس لئے کہ کوئی ضرورت تو ہوگی جس کے لیے مرزا صاحب نے اپنا یہ مزعومہ الہام بیان فرمایا کہ:

(۱) اعمل ما شئت قد غفرت لک

"جو چاہے تو کئے جا ہم نے تجھے بخش دیا"

(۲) اور حافظ جی جیسے چیلے آسمانی نکاح والی کے متعلق واقعات میں ایسی ہی عجیب وغریب تاویل فرماتے اور پھر حوالہ لکھتے ہیں کہ:

"لڑکی ۹/۸ برس کی تھی اس پر نفسانی افترا............حماقت ہے"

شاید انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ دنیا میں کوئی سمجھدار باقی ہی نہیں رہا جو یہ جانتا ہو کہ اگر بالفرض ۹/۸ برس ہی کی عمر مان لی جائے تو ہندوستان اور بالخصوص پنجاب میں اتنی عمر کی اچھے کھاتے پیتے گھرانوں کی بچیاں کیسی ہوتی ہیں؟

بہر نوع ہم یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ اوتار کہیئے بروز کہیئے یا ظہور سے تعبیر کیجیے

یا آئینہ کی تصویر کو تمثیل بنایئے۔ مرزا جی اپنے دعاوی کے اعتبار سے جو کچھ بھی ہیں کرشن جی کے ہیں۔ اس لئے کہ:

(۱) کرشن جی نے اوتار یا حلول کا مسئلہ سکھایا۔

مرزا جی نے بھی انت منی و انا منک تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں" کا مفروضہ الہام سنایا۔ پھر خدا کو معاذ اللہ تیندوے سے تشبیہ دی اور ہاتھ پیر والا بھی بتایا

(۲) کرشن جی نے تناسخ آواگون کا مسئلہ سکھایا۔ مرزا جی نے بھی سب کا بروز مثیل ظہور ہونے کا دعوئی ایسی ہی شکل میں پیش فرمایا جس کا ترجمہ آسانی کے ساتھ آواگون ہی سے کیا جا سکتا ہے۔

لہذا ان کا کرشن ہونا تو درست مگر کرشن ہوتے ہوئے مجدد و مہدی و عیسیٰ بن مریم علیہم السلام بلکہ بقول حافظ جی احمد نبی علیہ السلام بننا دشوار اور ان موحدین کی نورانی قبا کا اس صورت پر جو کرشن نما (یعنی بقول حافظ جی کالی) ہو پھبنا خود اس قبا کے لئے عار

ہمیں افسوس ہے کہ کرشن جی کی کوئی تیسری تصویر ہمیں کہیں سے دستیاب نہیں ہوئی نہ کہیں قرآن کریم میں ان کا ذکر نہ کسی اور آسمانی کتاب میں ان کا بیان نہ کسی حدیث میں خبر۔ نہ کسی مستند تاریخ میں کوئی اثر۔ یہ مانا کہ ہندوستان میں بھی ہادی اور رہبر بلکہ انبیاء و رسول آئے ہوں مگر اس کی کیا دلیل کہ فلاں شخص نبی تھا؟

حافظ جی کو جب قرآن۔ حدیث۔ تفسیر۔ تاریخ کہیں بھی پتہ نہ ملا تو عجب بے تکی اڑائی کہ فلاں فلاں نے لکھا کہ "ہندوستان میں ایک کالے رنگ والا نبی تھا جس کا نام کاہن تھا" چونکہ اس کا رنگ کالا بتایا گیا اور کرشن کے معنی بھی کالا لہذا کرشن نبی تھا۔

اس بیان پر غالباً ایک معمولی سمجھ رکھنے والا بچہ بھی ہنس پڑے گا اور حافظ جی کی ، نہیں نہیں ۔ مرزا صاحب کی قابلیت کی داد دے گا ۔ ہمیں افسوس ہے کہ محض بدیں خیال کہ کہیں مارشسں کے سادہ لوح اس افسوں میں نہ آ جائیں ایسی تحریر پر تنقید کی ضرورت لاحق ہو رہی ہے ۔ ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ ایسی لغو تحریر پر تبصرہ کرنا بھی شان علمی کے خلاف ۔ اس لئے کہ سب سے پہلے تو یہی بات قابل لحاظ کہ اس خبر ہی کا کیا اعتبار پھر اگر بالفرض کسی تاریخ سے اس کا پتہ بھی مل جائے تو اس کا کیا ثبوت کہ یہ کرشن جی ہی کے متعلق ہے اس لئے کہ نام تو کاہن بتایا گیا نہ کرشن ۔ پھر اگر اس کا علم نہ مانا جائے بلکہ اسم صفت ہی مانیں تو حافظ جی کرشن جی کو کالا بتائیں ۔ ساری ہندو جاتی تو آج بھی متھرا میں گنگا کے کنارے بہت سی خدا کی بندیاں اسی اُمید پر کہ کسی موہنی روپ میں ان کے درشن ہو جائیں سب کچھ تجنے کیلئے تیار رہتی ہیں ۔

ممکن ہے کہ یہ کاہن وہی یوز آسف ہو جو ہندوستان کے صوبہ سولابت میں راجہ جنسر کے گھر پیدا ہوا شاہزادہ نبی کہلایا ۔ کشمیر گیا وہیں مرا وہیں دفن کیا گیا ۔ آج تک اس کی قبر شہزادہ نبی کی قبر کہلاتی اور اسی نام سے پہچانی جاتی ہے ۔ بعض روایتیں اُس کے متعلق ایسی بیان بھی کی جاتی ہیں جو اس کی کہانت پر دلالت کرسکتی ہیں ۔[1] مرزا جی نے اسی کی قبر کو حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر تصنیف کر ڈالا ۔ پھر اور آگے بڑھیے مرزا جی تو نہ کرشن کی نبوت بتاتے ہیں نہ اس کی نبوت کا ظہور وہ تو صاف فرماتے ہیں کہ:

---

[1] تفصیل حال کے لئے کتاب یوز آسف اور بلوہر مترجمہ مولوی سید عبدالغنی مطبوعہ مطبع ہاشمی دہلی ص ۳۵۸ کو دیکھا جاسکتا ہے۔

''میں راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں بڑا اوتار تھا''۔ پھر آگے چل کر گیتا کو فی الجملہ الہامی کتاب مانتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اُن (مرزاجی) پر الہام ہوا ا ہے۔ کرشن رودھر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے''۔ (لیکچر مرزا صاحب ۱۲ دسمبر ۱۹۰۲ء سیالکوٹ)

مرزا صاحب نے گیتا کا حوالہ دے کر خود واضح کر دیا کہ ان کی مراد کیا ہے۔ گیتا میں اوتار یا روپ کے معنی آپ نے ابھی ابھی کرشن جی کے بتائے ہوئے دیکھے کہ خدا کے انسانی جسم میں حلول کرنے کو اوترار لینا یا روپ لینا کہا گیا۔ پس مجرد ان کلمات کے استعمال ہی نے انہیں دائرہ توحید سے جدا شرک کے مرض میں مبتلا کر دیا اب ان سے اور اسلام سے کیا علاقہ رہا؟

توہین انبیاء

جناب حافظ جی صاحب کو اس تحریر کے وقت شاید یہ خیال نہ رہا ہوگا کہ جس کے جواب میں وہ اپنی دو ورقی پیش کر رہے ہیں۔ وہ اگرچہ مارشس سے جا رہا ہے مگر اس کا قلم الحمدللہ ہزاروں کوس کی مسافت سے بھی ان کی پردہ دری کرنے کیلئے تیار رہے گا۔ اسی لئے بے خوف وخطر فرماتے ہیں کہ:

''مرزا صاحب نے نبیوں کو گالیاں دی ہیں یہ بھی صریح جھوٹ ہے''

ا: یا للعجب ہم وید میں توحید کا جلوہ دکھائیں تو ہم پر اعتراض، یہ گیتا کو الہام مانیں تو بھی کچھ نہیں۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام   وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں کرتے

ناظرین! ذرا سطور ذیل کو بغور پڑھیں اور خود ہی فیصلہ کرلیں کہ مرزا جی نے اگر اپنے ان کلمات میں گالیاں نہیں دیں تو کیا کیا؟

(۱) جنگ مقدس ص ۷ ”مسیح کا بے باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کوئی عجوبہ بات نہیں۔ اب برسات قریب آئی ہے باہر جا کر دیکھئے کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں“۔ (معاذ اللہ)

(۲) اخبار بدر مورخہ ۹ مئی ۱۹۰۷ء میں مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں (نہ کہ عیسائیوں کو):۔

”ایک دفعہ حضرت مسیح زمین پر آئے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ کئی کروڑ مشرک دنیا میں ہو گئے۔ دوبارہ آ کر وہ کیا بنائیں گے کہ لوگ (مسلمان) ان کے آنے کے خواہش مند ہیں“۔ (معاذ اللہ)

(۳) ”حق بات یہ ہے کہ آپ (حضرت مسیح علیہ السلام) سے کوئی معجزہ نہیں ہوا“ (معاذ اللہ یہاں حق بات کہہ کر قرآن میں ذکر کیے ہوئے معجزات کا بھی انکار ہے)

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۶)

(۴) ”آپ (حضرت مسیح علیہ السلام) کے ہاتھ میں مکر و فریب کے سوا اور کچھ نہیں تھا“۔ (معاذ اللہ)

(۵) آپ (حضرت مسیح علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں“۔ (معاذ اللہ)

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷)

علمائے اسلام نے جب مرزا جی کے ان کلمات پر گرفت کی تو خود مرزا جی ہی کی زبان سے سنئے کہ اُن علماء کو (حافظ جی نے تو ہمیں جھوٹا کہا مرزا جی) مفسد و مفتری بتا کر کس انداز سے اپنی بریت کا اظہار فرماتے ہوئے حضرت مسیح کے بھائی' بہن بتا کر مکرر گستاخی کر رہے ہیں۔

'مفسد و مفتری وہ شخص ہے جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا ...... مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ یسوع کے چار بھائی اور بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھے۔

(کاغذی کشتی نوح ص ۱۶)

ہم نہیں جانتے کہ مرزا جی کا اعتقاد وہ ہے جو حافظ جی لکھتے ہیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ پیدا ہوئے یا یہ جس میں ان کی دادیاں' نانیاں اور حقیقی بھائی بہن بتائے گئے اگر پہلا ہے تو اس کا مرقعہ حوالہ نمبر ا سے ظاہر کہ حضرت مسیح کو برساتی کیڑوں سے تشبیہ دی گئی اور اگر دوسرے ہے تو اس کی شان ناظرین نے دیکھ ہی لی کہ دادیاں اور نانیاں بھی بنیں اور انہیں شنیع گالیاں بھی دی گئیں۔

حافظ جی کہتے ہیں کہ ان کا عقیدہ بدلتا رہتا تھا۔ پہلے حیات مسیح کے قائل تھے پھر وفات مسیح کا عقیدہ تصنیف کیا۔ ممکن ہے کہ اس عقیدہ میں بھی ایسا ہی پیچ ہو۔ بہر صورت دونوں طرح گالیاں دیں گستاخیوں کیں پھر ان سے توبہ بھی نہ کی لہذا جرم ثابت۔

یہ داؤ پیچ عقلا کے سامنے نہ چل سکا ہے نہ چل سکے گا کہ مسیحیوں کو ملزم بنانے

کیلئے جواب میں تھیں اس لئے کہ اخبار بدر اور کشتی نوح ص ١٦ کے حوالہ نے تو صاف ظاہر کردیا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں بھی یہی کہا گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

نکاح آسمانی

محمدی بیگم سے مرزا جی کے مفروضہ نکاح کے باب میں حافظ جی نے ہمارا اعتراض اس طرح نقل کیا ہے کہ ''نکاح والی پیش گوئی پوری نہ ہوئی''۔ اس کا جواب سیدھا سادھا تو یہ تھا کہ ''پوری ہوگئی'' مگر چونکہ یہ جواب امر واقعہ کے خلاف ہے لہذا حافظ جی صاحب نے سوک رشی جی کے بروز کی حیثیت سے عجیب وغریب تاویل فرمائی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے:

(۱) نکاح کی پیش گوئی صرف اس غرض سے تھی کہ محمدی بیگم کے خاندان کے لوگ جو بے دین تھے اُن کو نکاح کا نشان دکھا کر دیندار بنائیں۔

(۲) احمد بیگ (پدر محمدی بیگم) نے توبہ نہ کی وہ ہلاک ہوگیا۔

(۳) پیش گوئی میں توبہ کی شرط تھی توبی توبی الخ۔ توبہ سے یہ سب باتیں ٹل گئیں۔ تقریباً سارا خاندان مرزائی بن گیا۔

لہذا:- **توبہ سے نکاح ٹل گیا**

تحریر اگرچہ طویل ہو جائے مگر ہم مجبور ہیں چونکہ مرزائی پورا حوالہ دیکھ لینے کے بعد بھی باتیں بنانے کی عادت رکھتے ہیں اور کسی وجہ سے اگر مختصراً حوالہ کا ذکر کردو تو فوراً جھوٹ کا الزام دیتے ہیں۔ لہذا اس باب میں بھی ہم تفصیل کے ساتھ حوالہ پیش کرکے فیصلہ اہل نظر پر چھوڑتے ہیں۔

جواب اور اس کا ثبوت

محمدی بیگم کے خاندان کے لوگ بے دین نہ تھے اس کا ولی یعنی باپ ایسا دیندار کہ اس کے ساتھ مرزا جی محبت کا اظہار کرتے اور اس کے اسلام کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کو حافظ جی کہتے ہیں کہ تو بہ نہ کی ہلاک ہو گیا"۔ نامہ مرزا صاحب بنام مرزا احمد بیگ صاحب پدر محمدی بیگم مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۹۲ء۔

"مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ .... آپ کے دل میں اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل آپ کی طرف سے بالکل صاف ہے۔ قادر مطلق سے آپ کیلئے دعائے خیر و برکت چاہتا ہوں .... کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا کہ میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے ...... ہمیں خدائے قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اس عاجز سے ہو گا اگر دوسری جگہ ہوا تو خدا کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہو گا ...... ہزاروں پادری شرارت نہیں حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیش گوئی جھوٹی نکلے لیکن خدائے تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا ...... جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر ہرگز بدل نہیں سکتا۔ خدائے تعالیٰ آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اُس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ (غلام احمد) اور ملاحظہ کیجئے:۔

نامہ مرزا بنام مرزا علی شیر بیگ (محمدی بیگم کے پھوپھا۔ مرزا کے لڑکے فضل احمد کے خسر) مورخہ ۴ مئی ۱۸۹۱ء۔

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

......میں آپ کو غریب طبع نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں......

آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گزرے گا...... میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری تاریخ اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے.......... میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے' ذلیل کیا جائے وسیاہ کیا جائے اب مجھ کو بچالینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ (اللہ نے نہ بچایا لہٰذا آپ کیا بنے؟) اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور بچالے گا (اس نے نہ بچایا ثابت ہوا کہ اس کے نہ تھے' آگے چل کر ایک طویل عبارت میں لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے) کہ آپ اپنی بیوی سے کہئے کہ وہ اپنے بھائی کو مجبور کریں' ان کو چھوڑ دینے کی تنبیہ کریں تا کہ وہ بہن کے دباؤ سے مجبور ہو کر محمدی بیگم کا نکاح مرزا صاحب سے کردیں اور اگر آپ کی بیوی ایسا نہ کریں گی تو میں اپنے بیٹے فضل احمد سے کہوں گا کہ اپنی بیوی آپ کی لڑکی کو طلاق دے اگر اُس نے میرا کہنا نہ مانا تو میں اُسے عاق کردوں گا، وراثت سے محروم کردوں گا۔

(ناظرین انصاف کریں کیا مجدد مسیح و نبی کی یہی شان ہوتی ہے؟)

ان ہر دو خطوط کے اقتباس نے اگرچہ بہت سی باتوں کو واضح کردیا مگر ہم سر دست ان امور ہی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

(۱) مرزا احمد بیگ مسلمان تھے اچھے آدمی تھے۔ مرزا جی کا دل ان کی طرف سے

صاف تھا بلکہ ان سے بے حد محبت تھی لہذا ان کی موت کسی جرم کے سبب نہیں ہوئی۔ وہ مسلمان تھے اسلام پر مرے ہاں جرم صرف اس قدر تھا کہ جوان بیٹی بوڑھے بے دین مرزا جی کو کیوں نہ دی۔

(۲) نکاح کی تحریک صرف الہام کے سبب کی گئی ہے نکاح ضرور ہوگا۔ اس لئے کہ پادریوں اور ہندوؤں کے لئے نشان ہے۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو تنبیہیں ہوں گی اور آخر مرزا جی ہی سے ہوگا۔

(۳) اگر نکاح نہ ہوگا تو مرزا جی خوار ذلیل روسیاہ ہو جائیں گے۔

بقول مرزا جی نکاح نشان مسیح آخر الزمان ہے اور وہ ظاہر نہ ہوا

اور آگے چلئے اور دیکھئے مرزا جی اس نکاح کو مسیح موعود کا نشان بتاتے ہیں۔

محمدی بیگم کے خاندان والوں کی اصلاح سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ حضور نبی اکرم علیہ السلام کے اس فرمان کا ذکر کرتے ہوئے کہ مسیح بن مریم دنیا میں اُتریں گے شادی کریں گے۔ الخ۔ جناب مرزا صاحب فرماتے ہیں ”تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا...... جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے گویا اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی“۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳)

پھر صفحہ ۵۴ پر فرماتے ہیں کہ:۔

براہین احمدیہ میں بھی اس پیشگوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے:............

تیسری زوجہ جس کا انتظار ہے.......... یہ ایک چھپی ہوئی پیشگوئی ہے جس کا سراس وقت کھولا گیا"۔

اب بھی کیا اس کے ثبوت میں کوئی کسر رہ گئی کہ اس نکاح کو مرزا جی مسیح موعود کا نشان بتا رہے ہیں پس بقول مرزا صاحب اگر یہ نشان ظاہر نہ ہو نکاح نہ ہو تو وہ مسیح موعود نہیں۔ بقول مرزا جی نکاح تقدیر الٰہی ہے جو ٹل نہیں سکتی۔ وہ ٹل گئی لہذا تقدیر نہ تھی۔ جناب مرزا صاحب نے متعدد مقامات پر اس مضمون کو ظاہر فرمایا کہ یہ نکاح ہونا خدا کا ایسا وعدہ ہے جو ٹل نہیں سکتا۔ ان خطوط میں بھی اس کا ذکر یہاں

مزید ایک اور حوالہ دیکھئے:۔

اشتہار نصرت دین مورخہ ۲۰ مئی ۱۸۹۱ء میں فرماتے ہیں۔

"خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدار اور قرار پا چکا ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدائے تعالیٰ اس کو بیوہ کر کے میری طرف لائے"۔

توبی توبی کی شرط اور اس کا پورا نہ ہونا

اب جناب حافظ جی صاحب کی ان دونوں رکیک تاویلوں پر نظر ڈالئے کہ توبہ سے نکاح ٹل گیا۔ احمد بیگ نے توبہ نہ کی وہ ہلاک ہو گیا۔

حافظ جی کو یا تو خبر ہی نہیں یا دیدہ دلیری ہے یا طوطی کی صدا جہاں کہیں بھی اس نکاح کو قسم کے ساتھ موکد کرتے ہوئے وعدہ ربانی بتایا گیا اس کا آسمان پر منعقد

ہونا ظاہر کیا گیا۔ وہاں کہیں توبہ کا ذکر تک نہیں آیا اور اگر بالفرض توبہ کو شرط بھی قرار دیا جائے تو عذاب اور بلا کیلئے نہ کہ نکاح کیلئے۔ پھر توبی توبی کے صیغوں پر نظر ڈالیے کہ یہ مونث کے صیغے ہیں۔ چنانچہ خود مرزاجی ان کا ترجمہ اور مطلب بیان فرماتے ہیں۔

حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۷...... "اے عورت توبہ کر توبہ کر کیونکہ تیری لڑکی اور تیری لڑکی کی نانی پر ایک بلا آنے والی ہے"۔

(۱) مرزاجی نے خود واضح کر دیا کہ اس کی مخاطبہ محمدی بیگم کی والدہ ہیں۔ ان کے توبہ کرنے سے ان کی والدہ اور محمدی بیگم کی بلائیں ٹلیں گی۔

محمدی بیگم کی نانی پر کیا بلا آنے والی تھی جو ٹلی؟ خیر نہیں محمدی بیگم پر جو بلا آنے والی تھی وہ بقول حافظ جی ٹل گئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ محمدی بیگم کی والدہ نے توبہ کی۔

اب سوال فقط اسی قدر باقی رہ گیا کہ جب مرزائی توبہ سے مراد مرزائی بننا لے رہے ہیں تو کیا محمدی بیگم کی والدہ نے مرزائیت کو قبول کیا؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ جب نہیں تو وہ بلا بھی کیوں ٹلی؟ پھر یہ کہنا کہ قریباً سارا خاندان مرزائی بن گیا کھلا جھوٹ۔ مرزا احمد بیگ کا اسلام پر مرنا ظاہر۔ حافظ جی کو تسلیم کہ مرزائی نہیں ہوا ان کا داماد محمدی بیگم کا شوہر مرزائی نہیں ہوا۔

محمدی بیگم الحمدللہ مسلمہ ہے بلکہ اس کی اولاد بھی ماشاء اللہ مسلمان وہ اور اس کے قریبی اعزا و اقربا سب کے سب بمنہ تعالیٰ اسلام پر قائم اور مرزائیت سے بیزار بلکہ ان علمائے حقانی کے اعوان و انصار جو مرزائیوں سے برسر پیکار۔ پھر بلا ٹلی تو کیوں ٹلی؟

(۲) نکاح۔ بلا ہے؟ عذاب ہے؟ یا کیا؟

مرزاجی فرماتے ہیں:۔ آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۱، ۲۸۸

"یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور رحمت کا نشان ہوگا۔ اُن تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء میں مندرج ہیں"۔

توبی توبی کے کلمات کو اگر شرط مان بھی لیا جائے تو اس سے بلا ٹلنی چاہیئے نہ کہ رحمت و برکت۔ پس یا تو یوں کہا جائے کہ نکاح نہ تھا بلا تھا (محمدی بیگم کیلئے نہ سہی مرزاجی کیلئے سہی) یا یہ کہیے کہ توبہ کا علاقہ نکاح سے نہ تھا۔ دونوں شکلوں میں ہمارا دعویٰ ثابت۔ ہمارا بیان صرف نفس نکاح کے متعلق تھا کہ:

(۱) اس کو مقدر بتایا گیا۔

(۲) خدا کا نہ ٹلنے والا وعدہ کہا گیا۔ وہ ٹل گیا۔ لہذا خدا کا وعدہ نہ تھا مقدر نہ تھا اور مرزاجی کا یہ دعویٰ جھوٹا' الہام جھوٹا۔

(۳) مرزاجی نے کہا کہ اگر یہ نکاح نہ ہوا تو:۔

(ا) مرزاجی ہر بد سے بدتر ٹھہریں گے مفتری ہونگے کذاب ہونگے۔

(ب) ان کے تمام دعوے جھوٹے ہونگے۔

(ج) مرزاجی ذلیل ہونگے روسیاہ ہوں گے ناک کٹ جائے گی۔ کسی نے توبہ کی یا نہ کی۔ عذاب ٹلا یا نہ ٹلا۔ ہمیں سردست اس سے کچھ غرض نہیں۔ مرزاجی کے دعوے اور یہ امر واقعہ سامنے ہے کہ نکاح نہ ہوا۔ فیصلہ ہم نہیں کرتے خدا نے کیا اور جو ہونا تھا ہو گیا۔ مرزاجی کو جو بننا تھا بن گئے۔

اگر سادہ لوح افراد کی آنکھیں اب بھی نہ کھلیں تو وہ جانیں۔

طاعون اور قادیان

جناب حافظ صاحب کی دیدہ دلیری ملاحظہ کیجئے کہ کس جرأت کے ساتھ ہم پر غلط بیانی کا الزام لگاتے اور دنیا کی آنکھوں میں کس طرح خاک ڈالنا چاہتے ہیں۔

حافظ جی لکھتے ہیں کہ ''مرزا جی نے لکھا ہے کہ قادیان میں طاعون نہ آئے گی یہ مولوی صاحب کی بالکل غلط بیانی ہے''۔

ناظرین فیصلہ کریں کہ ہم نے جو کچھ کہا تھا اس کی تفصیل یہ ہے یا نہیں؟

(۱) مرزا صاحب نے مواہب الرحمٰن میں فرمایا ''لنا من الطاعون امان ہم لوگوں کیلئے طاعون سے امان ہے''۔ ''لنا'' کے مصداق چونکہ دنیا بھر کے مرزائی تھے جب مختلف مقامات سے مرزائیوں کے مرنے کی خبریں آنے لگیں اور معترضین نے اعتراض کیا ہوگا تو فرمایا۔ (دافع البلا صفحہ ۸)

''خدا نے سبقت کر کے قادیان کا نام لے دیا ہے کہ قادیان کو اس (طاعون) کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کیلئے نشان ہے؟

قادیان چھوٹا سا قصبہ اس کی مختصر سی آبادی مگر جب اُس میں بھی یہ حالت ہوئی کہ پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۰۴ء رقمطراز ہے:۔

''قادیان آج کل پنجاب میں اوّل نمبر طاعون میں مبتلا ہے۔بیس موتوں کا اوسط ہے۔قصبہ میں ہلچل مچی ہوئی ہے''۔ (ناظرین مرزا صاحب کے مزعومہ الہامی

الفاظ خوفناک تباہی کا اس عبارت پیسہ اخبار میں خاص لحاظ رکھیں۔ نیز حافظ جی کے الفاظ بھی یاد رہیں کہ ''جو لوگوں کو بدحواس کر دے'' اس لئے کہ اس کی تفصیل ہلچل کے لفظ میں موجود ہے۔ پھر جب قادیان میں اس قدر طاعون پھیلا کہ ۳۱۴ اموات کی رپورٹ عام اخباروں میں شائع ہوئی تو مرزا جی کو خود تسلیم کرنا پڑا۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

الحکم قادیان ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء آج کل طاعون بہت بڑھتا جاتا ہے چاروں طرف آگ لگی ہوئی ہے۔ (اس آگ لگنے پر خاص توجہ رہے بدحواسی شاید کسی اور چیز کا نام ہوگا) میں اپنی جماعت کیلئے خدا سے بہت دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کو بچائے رکھے) مگر دعا قبول نہیں ہوتی۔

مانگا کریں گے اب سے دعا ہجر یار کی
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

مگر قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جب قہر الٰہی نازل ہوتا ہے تو بدوں کے ساتھ نیک بھی لپیٹے جاتے ہیں''

سامعین کو یاد ہوگا کہ اس کے بعد ہم نے تذکرۃً یہ بھی بتایا تھا کہ مرزا جی نے اپنے گھر کو وسیع کرنے اور بڑا بنانے کیلئے چندہ مانگنے کا حیلہ بناتے ہوئے بھی لکھا تھا کہ ہمارا گھر طاعون سے محفوظ رہے گا۔ لہٰذا اس میں بہت سے آدمیوں کے رہنے کی جگہ کرنے کیلئے بڑا بنانے کی ضرورت اور اس کیلئے روپیہ کی حاجت۔ پس لاؤ چندہ !!!

گھر تو اس بہانہ سے بن گیا چندہ بھی خاطر خواہ مل گیا اب حافظ جی تو لکھتے ہیں کہ آج تک اس گھر کا چوہا بھی طاعون سے نہ مرا مگر مرزا جی حقیقۃ الوحی کے صفحہ

۳۲۹ پر اعتراف فرماتے ہیں کہ:

''جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو میر صاحب کے بیٹے اسحاق کو تیز تپ ہوا اور سخت گھبراہٹ شروع ہوگئی اور دونوں طرف ران میں گلٹیاں نکل آئیں''۔

حافظ جی شاید اس کی بھی تاویل فرمادیں کہ گھر سے مراد ہے وہ خاص کمرہ جس میں مرزا جی سوتے تھے بلکہ کمرہ سے مراد بھی وہ چارپائی جس پر وہ آرام فرماتے تھے بلکہ چارپائی سے بھی ان کا جسم یعنی جو مرزا جی کے جسم میں حلول کر گیا وہ طاعون سے نہ مرا۔ یہ سوک رشی کی تاویلات کا نمونہ ہے وہ فرمائے جائیں۔

پیر اندتہ و عبدالکریم کی روحیں اب دنیا میں آکر بتائیں گی کہ وہ خود مرزا جی کے گھر ہی میں طاعون سے مرے تھے۔

محمد افضل و برہان الدین و محمد شریف و نواز احمد وغیرہ خاص خاص مرزائی اب بول ہی نہیں سکتے کہ وہ کس درجہ کے فدائی تھے اور قادیان ہی میں مرزا جی کی دیکھتی آنکھوں طاعون ہی سے ہلاک ہوئے۔ (دیکھو ذکر الحکیم صفحہ ۹۱)

مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب امرتسری سے مرزا جی کا آخری فیصلہ

ہم حیران ہیں کہ حافظ جی کے جھوٹ کہاں تک جتائے جائیں۔ ہم نے ہر گزاپنی تقریر میں مباہلہ کا ذکر ہی نہیں کیا بلکہ اُسی آخری فیصلہ اور دعا کو یاد دلایا جس کی تصدیق میں مرزا جی نے اس عالم کو چھوڑا۔

مرزا صاحب نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے باب میں اشتہار دیا جس کا

عنوان ہی یہ بتادے گا کہ یہ فیصلہ تھا۔ نہ کہ مباہلہ۔ عنوان یہ ہے۔

"مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ"

سارا اشتہار پڑھ جایئے لیکن ایک جگہ بھی اگر مباہلہ کا لفظ مل جائے یا کہیں یہ بھی لکھا ہوا نظر آئے کہ اس دعا کے مقابلہ میں مولوی صاحب موصوف بھی یہی دعا فرمائیں جیسا کہ ڈوئی اور دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں مرزا صاحب نے لکھا۔ تو ہم ذمہ دار پھر مزید ثبوت کیلئے جناب مرزا جی کے حکم سے ان کے سررشتہ دار نے جو حکم نامہ جناب مولوی صاحب موصوف کے نام جاری کیا اس کی عبارت ملاحظہ فرمایئے جو اس مضمون کو بالکل ہی واضح کر دیتی ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے حقیقۃ الوحی کی اس دعوت عام کو دیکھ کر جو تمام علمائے اسلام کو مرزا صاحب کی طرف سے دی گئی تھی مرزا جی کو لکھا کہ "کتاب حقیقۃ الوحی بھیجئے تا کہ میں مباہلہ کی تیاری کروں"۔ اس کے جواب میں انہیں بحکم مرزا صاحب لکھا جاتا ہے کہ:

"آپ کا خط حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پہنچا جس کے جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ کی طرف حقیقۃ الوحی بھیجنے کا ارادہ اس وقت ظاہر کیا گیا تھا جس وقت مباہلہ کے واسطے لکھا گیا تھا تا کہ مباہلہ سے پہلے پڑھ لیتے مگر چونکہ آپ نے اپنے واسطے تعین عذاب کی خواہش ظاہر کی اور بغیر اس کے مباہلہ سے انکار کر کے اپنے لئے فرار کی راہ نکالی۔ اس واسطے مشیت ایزدی نے آپ کو اور راہ سے پکڑا اور

حضرت حجۃ اللہ مرزا صاحب کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا کی تحریک کی اور دوسرا طریق اختیار کیا''۔ اس عبارت سے ناظرین نے بخوبی اندازہ لگالیا ہوگا کہ یہ دوسرا طریق مباہلہ نہیں بلکہ تعین عذاب بصورت دعا ہے اور مشیت ایزدی کے مطابق بھی آخری فیصلہ ہے۔ اس دعا کا اثر فیصلہ کر دے گا کہ اس باب میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا؟

مرزا جی کی دعا

''اے میرے آقا! اے میرے بھیجنے والے!...... میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں التجا ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھالے''۔

ہم نے اسی دعا کے اثر کا ذکر کیا جو دنیا نے دیکھ لیا مگر اس سے زیادہ شرمناک جھوٹ اور کیا ہوگا کہ حافظ جی اب تک اس کو مباہلہ کہے جاتے ہیں حالانکہ مرزا صاحب کے انتقال کے بعد جب تمام ہندوستان میں اس دعا کی صداقت کا تذکرہ ہوا اور تمام اہل بصیرت نے حقیقت کو جان لیا تو تمام مرزائی ٹولی نے پورا زور لگایا آخر تین سو روپیہ کا انعام مقرر کیا اور یہی چیلنج دیا کہ ''یہ فیصلہ نہ تھا مباہلہ تھا''۔ مرزائی خلیفہ نمبرا کے وکیل منشی قاسم علی صاحب میدان مقابلہ میں آئے۔

سردار بچن سنگھ بی اے پلیڈر فریقین کی طرف سے مسلمہ حکم مقرر کئے گئے۔ منشی قاسم علی صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب میں مباحثہ و مناظرہ ہوا۔ آخر انجام

مبلغ تین سو روپیہ جناب مولوی ثناء اللہ صاحب نے بحکم حکم مرزائیوں سے وصول کیا اور غیر جانبدار حکم نے یہ فیصلہ دیا۔

تحریر میں گو قدرے طوالت ہو جائے مگر ہم اس کے بعض کلمات بجنسہ لکھے دیتے ہیں۔ ''میں صاف اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کے اس جہان فانی سے بحیات مولوی ثناء اللہ صاحب رحلت فرمانے سے مرزا صاحب کی دعا مندرجہ اشتہار خدائے تعالیٰ نے قبول فرمائی اور اس قبولیت کا اظہار خود مرزا صاحب نے اپنی زبان مبارک سے کیا۔

۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والا اشتہار بحکم خداوندی مرزا صاحب نے دیا تھا۔

خدا نے الہامی طور پر جواب دیا تھا کہ میں نے تمہاری یہ دعا قبول کر لی۔ (بلفظہ)

دستخط سردار بچن سنگھ بی اے پلیڈر۔ ۲۱ اپریل ۱۹۱۲ء)

سردار بچن سنگھ کے فیصلہ کے مطابق ہی نہیں ایسے خدائی فیصلہ کی رو سے جس کو سارے عالم نے دیکھ لیا ہم بھی اس کی بڑے زور سے تائید کرتے ہیں کہ مرزا جی کی اور دُعائیں مقبول ہوئیں یا نہ ہوئیں؟ مگر یقیناً خدا نے مرزا جی کی یہ دعا ضرور قبول کی اور دنیا کو دکھا دیا کہ اس مقابلہ میں حق پر کون تھا اور باطل پر کون؟ دنیا نے دیکھ لیا کہ مرزا جی ہیضہ میں مبتلا ہوئے۔ لاہور میں مر گئے قادیان میں دفن ہوئے اور مولوی ثناء اللہ قلعہ مرزائیت پر گولہ باری کیلئے اب تک موجود۔

ڈاکٹر عبدالحکیم اور مرزا جی

حافظ جی ہماری شکایت کرتے ہیں کہ ”ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیشگوئی کی طرف اشارہ کیا اور حقیقت کو بے نقاب نہیں کیا۔

ہمیں افسوس ہے کہ وہ ہمارے بلانے کے باوجود بھی دیوار کے پیچھے ہی رہے اگر سامنے آجاتے تو ہم ”بے نقاب“ بھی کر دیتے۔

ناظرین نے حافظ جی کی نمبر ۳ دوورقی میں دیکھا کہ جتنے دعوے بھی انہوں نے کیے ثبوت کسی ایک کا بھی نہیں دیا۔

(۱) کیا مرزا جی کے وہ الفاظ وصیت نامہ لکھے جن میں انہوں نے یہ تحریر فرمایا کہ وہ فلاں تاریخ لے تین برس کے اندر مر جائیں گے؟

(۲) یہ حوالہ دیا کہ ڈاکٹر صاحب نے کب اور کن الفاظ میں اپنی سابقہ پیشگوئی میں ترمیم کی؟ اب حافظ جی کی یہ تمنا ہے کہ ہم ہی ان کا نقاب اٹھائیں تو یہ لیجیے ناظرین ملاحظہ کریں کہ نقاب کے اندر کیا ہے؟

پہلے یہ معلوم کیجیے کہ مرزا جی اپنی عمر کے متعلق خود ہی کیا ارشاد فرماتے ہیں:

(تریاق القلوب ص ۶۸)

”میری عمر کے چالیس برس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آ پہنچا (یعنی ۱۳۰۰ھ میں مرزا جی کی عمر چالیس برس کی ہوئی)

حاشیہ تریاق القلوب ص ۵۳ پر فرماتے ہیں کہ خدا نے ان پر الہام کیا۔

"میں (خدا) تجھے (مرزا کو) اسی برس یا چند سال زیادہ یا اس سے کچھ کم عمر دوں گا"۔

(یہ مزعومہ الہام بھی ایک لطیفہ ہے مرزا جی کا الہام کرنے والا ایسی ہی تخمینی انکل کی باتیں کہا کرتا ہے) اس جگہ تخمینہ تھا تصریح کے ساتھ اور ملاحظہ کیجئے:

حقیقۃ الوحی ص ۲۰۰ آخری زمانہ اس مسیح موعود (مرزا صاحب) کا دانیال نبی نے ۱۳۳۵ برس لکھا ہے جو خدائے تعالیٰ کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا ہے"۔

پس ان دونوں مزعومہ الہاموں کی رو سے مرزا جی کو ۱۳۳۵ میں بہ عمر ۴۰ + ۳۵ = ۷۵ سال مرنا چاہیے تھا۔

یہی ان کا اعلان یہی بقول ان کے خدا کا الہام اور دانیال نبی کی دی ہوئی خبر۔ ان اقوال کے دیکھنے کے بعد اب فیصلہ بہت ہی آسان ہو گیا اس لئے کہ اس میں تو غالباً کسی کو مجال انکار ہی نہیں کہ مرزا جی ۱۳۲۶ میں مرے یعنی اپنی میعاد مقررہ سے

(۱۳۳۵ـ۱۳۲۶) = ۹

پورے نو برس پہلے۔ اس کا سبب مرزا جی اور حافظ جی بتائیں یا نہ بتائیں ہم بتائے دیتے ہیں کہ:

ڈاکٹر عبدالحکیم نے اعلان الحق ص ۴، ۵ پر جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ اعلان کیا کہ:

"صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا یعنی تین سال کے اندر میرے سامنے مرزا صاحب مر جائیں گے"۔

اس کے جواب میں مرزا جی اپنے اشتہار مجریہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء میں فرماتے ہیں:

"میں سلامتی کا شہزادہ ہوں کوئی مجھ پر غالب نہیں آ سکتا بلکہ خود عبدالحکیم خاں میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہوگا"۔

(بقیہ عبارت مرزائی حقیقت کا اظہار نمبر ا پر ملاحظہ کیجئے)

اس میں مرزا جی نے ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کے مرنے کی پیش گوئی کس صفائی کے ساتھ کی۔ اس لئے ڈاکٹر عبدالحکیم نے غضب میں آ کر اس وقت سے چودہ مہینے کی میعاد بتائی جس کے جواب میں مرزا صاحب فیصلہ فرماتے ہیں اور اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ دعویٰ یہ ہے کہ الہام ہوا۔

اشتہار تبصرہ ۵ نومبر ۷ء "اپنے دشمن ڈاکٹر عبدالحکیم سے کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ کرے گا۔ میں تیری عمر بڑھا دوں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو جھوٹا کر دوں گا اور تیری عمر بڑھا دوں گا۔ دشمن جو تیری موت چاہتا ہے وہ خود تیری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔ تجھ سے لڑنے والے اور تیرے پر حملہ کرنے والے سلامت نہیں رہیں گے۔ تیرے مخالفوں کا اخزاو فنا تیرے ہی ہاتھ سے مقدر تھا"۔ اور آگے بڑھیے اور ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء کا بدر دیکھئے کہ انتقال سے دو دن پہلے بھی جناب مرزا صاحب اسی مزعومہ الہام کو اپنی صداقت کا معیار بنا رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس الہام میں دو خاص وعدہ ہیں اور ان کا خدا

کی طرف سے ہونا بہ تاکید بیان کیا جارہا ہے

(۱) (مرزاجی) کی عمر بڑھادوں گا۔

(۲) (مرزاجی کا دشمن ڈاکٹر عبدالحکیم) اصحاب فیل کی طرح نابود ہوگا۔ ان کا اخزا وافنا (مرزاجی کے) ہاتھ میں مقدر تھا۔

پس کیا مرزاجی کی عمر بڑھی؟ نہیں بلکہ ۹ برس پہلے مرے

کیا ڈاکٹر عبدالحکیم خاں مرزاجی کے سامنے مرے اس لئے کہ ان کا مرنا اور فنا ہونا مرزا جی کے ہاتھ سے مقدر تھا۔	نہیں بلکہ وہ اب تک زندہ ہیں۔ اور مرزائیت کے انہدام میں مصروف

لہذا یہ الہام جھوٹا ہوا اور سچے جھوٹے کا فرق ظاہر۔

تھوڑی دیر کیلئے اگر فرض بھی کرلیا جائے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی پیش گوئی میں کوئی مزید ترمیم کی ہو نیز اگر برائے چندے یہ بھی مان لیں کہ مرزاجی نے اپنے تمام سابقہ مزعومہ الہاموں کے خلاف اپنے مرنے کی میعاد تین سال بھی بیان کردی ہو تب بھی یہ الہام جھوٹے' ان کی عمر نہ بڑھی' ڈاکٹر عبدالحکیم ان کے سامنے نہ مرے بلکہ مرزاجی ان کو اچھا بھلا چھوڑ کر چل دیئے۔

پس وہ مفتری۔ کاذب اور شریر ثابت ہوئے۔

حافظ جی کی اور دلیری دیکھئے۔ ع ...... چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد

ہم سے پوچھتے ہیں (آخری صفحہ کے حاشیہ کی سطر کو ذرا غور سے پڑھئے)

''اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ مرزا صاحب کی زندگی میں ڈاکٹر مرے گا؟

ہم جواب دیں یا ناظرین خود جواب دے لیں گے ہمیں ضرورت نہیں کہ ہاں ہاں اسی میں لکھا ہے کہ:

''عبدالحکیم خان میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہوگا''۔ اسی میں لکھا ہے کہ:

''وہ خود تیری آنکھوں کے سامنے اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا''

ہمیں یقین ہے کہ اب ہمارے ناظرین ہی ان سے کہہ دیں گے کہ آنکھیں ہوں تو دیکھو دندان شکن جواب اس کو کہتے ہیں۔

حافظ جی کے متعلق تو ہمیں اُمید نہیں ہاں ہمارے وہ بھولے بھالے افراد جوان کے بہکاوے میں آکر مرزائیت کا شکار ہو گئے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس ہدایت تامہ ہی کے ذریعہ بحول اللہ وقوتہ ہدایت پا جائیں تو اچھا ہو۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

التحقیق الصحیح فی حیات المسیح

امام بخاری پر اعتراض کی تہمت

حافظ جی کو ان کے مزعومہ مجدد کی وراثت میں اور کچھ ملا یا نہ ملا مگر اس کا ہم نے ضرور اندازہ لگا لیا کہ جھوٹ کا ورثہ ان کو کافی مقدار میں نصیب ہوا۔ اسی لئے وہ ایسے بیان کے متعلق بھی جھوٹ بولتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے۔ جس کے سننے والے اُن کے پڑوس ہی میں بہت سے موجود ہیں۔

ہم نے ''متوفیک'' کے معنوں (حافظ جی نے اسی طرح لکھا ہے) کے

متعلق بخاری پر اعتراض'' ہرگز نہیں کیا بلکہ حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ اللہ الباری کی ذمہ داری کے متعلق یہ بیان کیا کہ وہ اپنی صحیح میں جہاں سند صحیح کے ساتھ احادیث کو ذکر فرماتے ہیں وہاں تعلیقات کو بھی ذکر کرتے ہیں (حافظ جی تو شاید تعلیق کی اصطلاح کو بھی نہ جانتے ہونگے)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا وہ قول جو امام بخاری نے نقل کیا اور مرزائی اس کو بڑی شدومد سے دلیل میں لاتے ہیں اس کو امام صاحب نے مستند احادیث میں داخل نہیں فرمایا بلکہ تعلیقات ہی کے ضمن میں ذکر کیا اور امام بخاری کی تعلیقات و آثار موقوفہ علی الصحابہ کے متعلق علامہ سخاوی فتح المغیث میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

صحیح بخاری کی روایات میں صحت کی ذمہ داری لے کر امام بخاری جس چیز کو نقل فرماتے ہیں وہ صرف وہی احادیث ہیں جن کی سند انہوں نے بیان فرمائی ''دُوْنَ التَّعَالِيْقِ وَالْآثَارِ الْمَوْقُوْفَةِ عَلَى الصَّحَابَةِ نہ کہ تعلیقات اور وہ آثار جو صحابہ پر موقوف ہیں''۔ بقول سخاوی امام بخاری ان کی ذمہ داری ہی نہیں لیتے۔

ہمارے اس کہنے کو 'امام بخاری پر اعتراض'' سے تعبیر کرنا ایک کھلا افترا ہے امام بخاری روایت میں بے حد محتاط جانتے تھے کہ اس اثر ابن عباس کے راوی ایسے مستند نہیں ہیں جیسے اور ان احادیث کے جو انہوں نے ذکر فرمائیں۔ اسی لئے انہوں نے اس کو بسند ذکر ہی نہیں فرمایا کہ ان پر ذمہ داری رہے۔

اب وہ جرح ملاحظہ کیجئے جو اس اثر کے راوی پر علمائے رجال نے فرمائی۔ ہم نے اپنی طرف سے بے ثبوت نہ کچھ کہا نہ کہیں احادیث و آثار کی جانچ پڑتال کتب

اسمائے رجال سے ہوتی ہے اور اس کا یہ طریق۔

قسطلانی نے اس اثر کے اسناد کو اس طرح ذکر فرمایا:

''وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فِیْمَا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ مِنْ طَرِیْقِ عَلِیِ بْنِ طَلْحَۃ عَنْہ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ مَعْنَاہُ مُمِیْتُکَ'' یعنی اس اثر کو حضرت ابن عباس سے علی ابن طلحہ روایت کرتے ہیں۔لہذا قواعد فن رجال کے مطابق علی ابن طلحہ کو دیکھا جائے گا کہ ان کی کیفیت کیا ہے۔

(۱) میزان میں موجود کہ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں ''اشیاء منکرات'' دحیم کہتے ہیں کہ علی بن طلحہ نے ابن عباس سے تفسیر سنی ہی نہیں۔

(۲) خلاصہ میں کہا گیا:قسوی فرماتے ہیں کہ علی بن طلحہ ضعیف ہے۔

(۳) تقریب میں ہے علی ابن طلحہ سالم مولی بنی عباس سکن حمص ارسل عن ابن عباس ولم یرہ من السادسہ۔

پس جو چھوٹی عمر میں ابن عباس سے جدا ہوئے ان سے تفسیر کو سنا ہی نہیں۔منکرات کے رواۃ اور پھر ضعیف۔ایسے راوی کی روایت سے استناد اور صاف صاف صریح آیات قرآن کریم اور امام بخاری ہی کی روایت کردہ اصح احادیث کے معنی کو بدلنا مرزائی فریب اور دھوکا نہیں تو کیا ہے۔پھر اگر ابن عباس کے ہی قول سے استناد ہے تو اُن کے بتائے ہوئے پورے معنی کو نہ ماننا صرف ایک لفظ کو لینا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ۔ (پ ۵ سورہ النساء آیت ۴۳) (نماز کے قریب ہی نہ جاؤ) کو ماننا اور وَاَنْتُمْ سُکٰرٰی (درآنحالیکہ تم نشہ میں ہو) کو چھوڑنا اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ

وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ (پ ا، سورہ البقرہ، آیت ۸۵) نہیں تو کیا ہے؟ ابن عباس ہی کی بات مانتے ہیں تو دل ماشاء آنکھیں کھولیں اور دیکھیں کہ انہوں نے متوفیک کے معنی ممیتک کس مطلب سے کہے اور وہ اس وعدہ ممیتک کے پورا ہونے کا وقت کب بنا رہے ہیں۔ (درمنثور جلد۲، صفحہ ۳۶)

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَوْلَهُ عَزَّوَجَلَّ یَا عِیسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ" قَالَ اِنِّی رَافِعُکَ ثُمَّ مُتَوَفِّیْکَ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ۔

ابن عباس سے مروی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ کے متعلق فرمایا "میں تمہیں اُٹھانے والا ہوں اور پھر آخر زمانہ میں تمہاری توفی کرنے والا ہوں"۔

یعنی چونکہ واؤ ترتیب کیلئے نہیں ہوتا لہذا ابن عباس اس امر کے قائل ہیں کہ پہلے رفع ہو گیا اور توفی آخر زمانہ میں ہوگی اور زیادہ تفصیل دیکھئے طبقات کبریٰ مطبوعہ یورپ جلد اوّل ص ۲۶ پر موجود ہے۔ اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ السَّائِبِ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ (اس سند کے بعد ایک طویل اثر کو ذکر فرمایا جس میں حضرت عیسیٰ کے اُٹھائے جانے کا مفصل حال ہے اس کا آخری جملہ یہ ہے) اِنَّ اللّٰهَ رفعه (اے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام) بجسده وانه حی الان و سیرجع الی الدنیا فیکون فیها ملکا ثم یموت کما یموت الناس۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو ان کے جسم کے ساتھ اُٹھا لیا۔ یقیناً وہ اب زندہ ہیں اور عنقریب دنیا کی طرف لوٹیں گے اس میں بادشاہ بنیں

گے پھر جس طرح اور آدمی مرتے ہیں اُسی طرح مریں گے۔

ناظرین نے دیکھ لیا کہ ابن عباس کس صراحت کے ساتھ بیان فرما رہے ہیں۔

ع...... جو اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اُس بُت کو خدا سمجھے

حافظ جی کا پانچ سو روپیہ انعام

تین مہینے خواب غفلت میں پڑے رہنے کے بعد لوگوں کے جھڑ جھڑانے سے ذرا آنکھ کھلی تو نیند کی اونگھ میں حافظ جی کو وہی گرو جی کی پرانی چال یاد آئی۔ جس میں سادہ لوح بہت جلد پھنس جاتے ہیں۔ حافظ جی میں اگر ہمت و جرأت تھی تو ہمارے بلاتے ہی پرسی سامنے آتے۔ ہم کیا ہیں کہ ہماری علمیت وہ دیکھتے۔ ہاں اللہ جل وعلا اور سول صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم وائمہ نے جو کہا ہے وہ انہیں سناتے اور دکھاتے۔ اُس وقت اُن کی انعام بازی کی ساری قلعی کھل جاتی۔ روپیہ کے لالچی تو حافظ جی ہی ہونگے کہ ماہانہ سو روپیہ کیلئے باوصف بے علمی اشتہار بازی پر مجبور ہوئے ہم یقیناً پہلے روز ہل کے مسلمان بچوں کی تعلیم کیلئے' جو مرزائیوں کے ہاتھوں برباد ہو رہی ہے' اُن سے کہتے کہ پانچ سو روپیہ کسی معتمد کے پاس جمع کیجئے اور نفس جواب لیجئے۔ اب کہ ہم اپنے بھولے بھالے بھائیوں کو سمجھانے کیلئے یہ سطور لکھ رہے ہیں حسبۃً لِلّٰہ انہیں مرزائی چال کا پول کھول کر دکھائے دیتے ہیں۔

حافظ جی لکھتے ہیں اور اپنی طرف سے نہیں اپنے گرو جی کی عمر بھر کی علمی پونجی کا خلاصہ سامنے لاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ایک بھی ایسی مثال قرآن سے حدیث سے لغت عرب سے پیش کردیں کہ فعل توفی باب تفعل سے ہواور اس کا فاعل اللہ ہواور مفعول کوئی انسان ہواور پھر اس کے معنی قبض روح کے سوا قبض جسم وغیرہ کے ہوں''۔...... یہ تو ایک علیحدہ بات ہے کہ چونکہ شاید اونگھ کی حالت میں حافظ جی لکھ رہے ہیں لہٰذا مرزا جی کی پوری تحریر یا تو سمجھ ہی میں نہ آئی یا لکھتے وقت پھر جھونکا آ گیا لہٰذا اُن کے دعوے کو پوری طرح نہ لکھ سکے بہر نوع ہمیں تنقیح دعویٰ کیلئے اوّل یہ دکھانا ہے کہ:

(ا) قبض روح سے مرزا جی کی کیا مراد ہے؟ اور ان کے نزدیک اس کے کیا معنی؟۔(ازالۃ الاوہام ص ۸۶۶)

(ا) تمام مقامات میں توفی کے معنی موت اور قبض روح کیے گئے۔

(ب) ازالۃ الاوہام ص ۸۸ صرف ایک ہی معنی قبض روح اور موت کیلئے مستعمل تھا

(ج) ازالۃ الاوہام ص ۳۳۵، اوّل سے آخر تک قرآنی محاورہ یہی ثابت کرتا ہے کہ ہر جگہ در حقیقت توفی کے لفظ سے موت ہی مراد ہے۔

ان تینوں حوالوں نے بتا دیا کہ مرزا جی کے نزدیک قبض روح اور موت دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ قبض روح کے معنی موت اور موت کے معنی قبض روح۔

اب اسی آیت کو لیجئے جو حافظ جی نے خود لکھی فقط ہم ہی نہیں کہتے بلکہ خود مرزا جی اور ان کی ذریت بھی یہی کہنے پر مجبور ہوگی۔ ہر ترجمہ قرآن کریم یہی بتائے گا اور معمولی علم والا بھی جان جائے گا کہ اس آیت میں توفی کے معنی موت کے نہیں۔

هُوَ الَّذِىْ يَتَوَفّٰكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ (پ ۷، سورہ انعام آیت ۶۰)

(وہی ہے جوتم کورات کے وقت لے لیتا ہے اور جانتا ہے کہ تم نے دن میں کیا کیا)

کیا بقول مرزا جی کوئی عقل والا یہاں یہ معنی کرسکتا ہے کہ وہی ہے جوتم کو رات کے وقت مارڈالتا ہے؟ اور کیا ہر آدمی رات کے وقت مرجاتا ہے۔

غور سے دیکھ لیجئے کہ توفی باب تفعل سے ہے فاعل اللہ ہے مفعول انسان ہے اور معنی موت کے نہیں بلکہ نیند کے ہیں۔

اگر مرزائی یہ کہیں کہ نیند بھی تو مجازی موت ہے جیسا کہ مرزا جی نے فرمایا ازالۃ الاوہام ص ۳۳۲ ''اس جگہ توفی سے مراد حقیقی موت نہیں بلکہ مجازی موت مراد ہے جو نیند ہے''۔ تو اس مجازی کا جواب خود مرزا جی کے کلمات ازالۃ الاوہام ص ۳۳۵ میں کلمہ درحقیقت سے لیجئے یا تو یہ کہیے کہ نیند درحقیقت موت ہے اور یایوں کہیے کہ توفی کے معنی درحقیقت موت نہیں۔ نیند کو حقیقی موت تو کوئی احمق ہی بتائے گالہذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ توفی کے معنی درحقیقت موت نہیں۔

پس جب توفی کے معنی موت کے کرتے ہوئے بھی مرزا جی کے نزدیک اس سے مجازی موت یعنی نیند مراد لی جاسکتی ہے تو انہیں سوائے اپنے دعوے مسیحیت کے بطلان کے خوف کے اور کون سی دشواری حائل ہے کہ وہ انی متوفیک میں بھی ایسی ہی مجازی موت یعنی نیند مراد لے لیں جبکہ اثر امام حسن بصری رضی اللہ عنہ بھی اس کی تائید میں موجود اور بعض مفسرین اہل حق نے اس مراد کو ذکر بھی فرمایا۔

پس یہ تو اچھی طرح واضح ہوگیا کہ توفی کے معنی درحقیقت موت نہیں، تو دیکھنا یہ ہے کہ درحقیقت اس کے کیا معنی ہیں؟

کتب لغت میں تصریح کے ساتھ موجود کہ اَلتَّوَفِّیْ اَخْذُ الشَّیْ وَافِیاً۔ توفی کے (حقیقی) معنی ہیں کسی چیز کو پورا پورا لے لینا۔ موت کے معنی کیونکر ہو سکتے ہیں ؟ اس کو علامہ زمخشری جن کی امامت لغت عرب کو مرزا جی بھی تسلیم کرتے ہیں صاف بتا رہے ہیں کہ: "مِنَ الْمَجَازِ تَوَفِّیْ وَ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ اَدْرَکَتْهُ الْوَفَاةُ"۔ یعنی توفی کے معنی موت کے مجازی ہیں حقیقی نہیں۔ مجازی معنی موت یا نیند وغیرہ میں اُسی وقت لیا جائے گا جبکہ کوئی قرینہ موجود ہو ورنہ اپنے اصلی و حقیقی ظاہری معنی میں رہے گا۔ قرآن حدیث سمجھنے کیلئے اصول کا متفق علیہ مسئلہ کہ:

(۱) اَلنُّصُوْصُ یُحْمَلُ عَلٰی ظَوَاهِرِ هَا وَصَرْفُ النُّصُوْصِ عَنْ ظَوَاهِرِ هَا اِلْحَادٌ۔ نصوص کو ان کے ظاہری معنی پر حمل کیا جائے گا نصوص کو ظاہری معنی سے پھیرنا الحاد ہے۔

(۲) اَللَّفْظُ یُحْمَلُ عَلَی الْحَقِیْقَةِ مَالَمْ یَصْرِفْ عَنْهَا صَارِفٌ لفظ اپنے حقیقی معنی پر حمل کیا جائے گا۔ جب تک کہ اس کو کوئی پھیرنے والا (قرینہ) (ظاہری معنی سے) نہ پھیر لے۔ ان لغت و اصول کی باتوں کو سیدھے سادھے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ توفی کے اصلی معنی ہیں پورا پورا لینا۔ پس جہاں کہیں بھی یہ لفظ استعمال کیا جائے گا۔ اس کے اوّل یا بعد کے الفاظ قرینہ بن کر بتا دیں گے کہ کس چیز کا پورا پورا لینا مراد ہے۔ اگر آگے پیچھے کا کوئی لفظ یا جملہ یہ ظاہر کرے گا کہ موت مراد ہے تو مجازی معنی موت کے ہو جائیں گے۔ نیند کا قرینہ ہو گا تو نیند کے جزا و سزا کا ذکر ہو گا تو اس کے 'حق لینے کا بیان ہو گا تو اس کے 'غرض جیسا قرینہ ہو گا ویسے معنی مثلاً دوسری آیت لیجئے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ يَتَوَفّٰكُمْ وَ مِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ۔

(پ ۱۴، سورہ النحل، آیت ۷۰)

اس میں یرد الی ارذل العمر کا قرینہ معنی موت پر دلالت کرنے والا۔ اسی طرح مرزا جی نے موت کے معنی ظاہر کرنے کیلئے ازالۃ الاوہام میں ص ۳۳۰، ۳۳۲ پر بہت سی آیتیں لکھیں مگر ان سب میں آگے پیچھے کے لفظ موت کا قرینہ ہیں۔ اسی لئے موت کے معنی۔ اور دیکھیے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَ يُرْسِلُ الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ۔ (پارہ ۲۴، سورہ زمر، آیت ۴۲) یہاں ایک ہی آیت میں توفی کی دوشانیں موجود ہ ایک موت کی کیفیت، دوسری نیند کی حالت۔ دیکھنا یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں کون سی صورت ذکر کی گئی۔ جیسا کہ ہم نے ابھی بتایا کہ قرینہ توفی کی مراد کو واضح کرے گا وہاں بھی ہمیں قرینہ ہی دیکھنا ہوگا۔

حافظ جی نے تو غالباً اونگھ کے سبب عجب بے تکا سوال کیا ہے کہ:

"توفی کے معنی قبض روح کے سوا قبض جسم وغیرہ کے ہوں"۔

پہلے تو انہیں یہ غور کرنا چاہیئے کہ یہ دعویٰ کس نے کیا کب کیا کہاں کیا؟

"کہ کلمہ توفی ہی کے حقیقی معنی صرف قبض جسم ہیں"۔

مسلمانوں کا دعویٰ تو لغت کی رو سے صرف اس قدر ہے کہ "توفی کے حقیقی معنی پورا پورا لینے کے ہیں"۔ اگر کسی میں حوصلہ ہو تو یہ دکھائے کہ توفی کے معنی پورا لینے کے نہیں بلکہ صرف موت ہی کے ہیں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ "لینے کے ساتھ جو قرینہ ہوگا

اسی قرینہ کے مطابق ''لینے'' کا مطلب ہوگا۔اب دیکھئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق جہاں وعدہ متوفیک فرمایا گیا ہے وہاں کیا قرینہ ذکر میں آیا۔آیہ کریمہ ہے:
یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ ۔الآیہ (اس آیت کا ترجمہ ہم مزید اتمام حجت کیلئے وہی کیے دیتے ہیں جو جناب مرزا جی کے خلیفہ اوّل صاحب نے کیا ہے)

اے عیسیٰ میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں تجھ کو اپنی طرف۔

قرائن (۱) حق تعالیٰ خطاب کرتا ہے عیسیٰ علیہ السلام سے۔یہ ایک نام ہے کس کا؟ روح اور جسم دونوں کے مجموعہ کا۔

(۲) توفی (پورا لینے) کا اطلاق کس پر ہوگا؟ عیسیٰ علیہ السلام کے وجود یعنی روح وجسم دونوں پر۔

(۳) رفع (اُٹھانا) کس چیز کا ہوگا؟ روح اور جسم دونوں کا۔

(۴) توفی (پورا پورا لینا) رفع (روح وجسم کا اُٹھانا) کس کی طرف ہوگا؟ اللہ کی طرف پس ان قرائن نے صاف کردیا کہ یہ توفی ایک علیحدہ قسم کی توفی ہے جس میں نہ نیند کی کیفیت نہ موت کی صورت بلکہ شکل ہی سب سے جدا یعنی توفی مع الرفع اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اسی طرح خاص جیسے بغیر باپ کے پیدا ہونا انہی کے لئے مخصوص۔اس توفی کا نمونہ کسی آیت یا حدیث میں کسی دوسرے شخص کیلئے طلب کرنا سراسر بے ہودگی بلکہ فریب اور دھوکہ دہی۔اس شان کی توفی کا وعدہ کسی کے ساتھ کیا ہی نہیں گیا اور نہ کسی کی توفی اس طرح ہوئی بلکہ جس طرح ان کے پیدا ہونے کے انداز میں اعجاز اسی طرح ان کی توفی بھی اعجازی۔نظر بریں ہمیں خیال آتا

ہے کہ ہندوستان میں ایک صاحب نے حیات مسیح علیہ السلام کو بدلائل ساطعہ ثابت
کرتے ہوئے مرزائی چیلنج کا جواب دیتے ہوئے تمام مرزائی پارٹی کو

ایک ہزار روپیہ انعام کا چیلنج

دیا کہ اگر فعل توفی رفع کے ساتھ مستعمل ہے اور فاعل دونوں کا اللہ ہو اور مفعول ذی
روح ذات واحد ہو تو وہاں توفی کے معنی اخذ مع الرفع ہی کے ہوں گے نہ کوئی اور
معنی۔ اگر کوئی مرزائی سارے قرآن کریم میں ایک مقام پر بھی اس کے خلاف دکھا
دے تو اُسے مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام ملے گا۔

اس چیلنج کو دیئے ہوئے بھی برسوں گزر گئے مگر آج تک کسی مرزائی کو جواب
کی جرأت نہ ہوئی۔ اس امر پر تمام مسلمانوں کا یقین وایمان کہ یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ
سلام الرحمٰن بھی انسان اللہ کے بندے اور رسول عظیم الشان۔ بے شک حسب فرمان
واخبار عالم ما یکون وکان سید انس وجان علیہ سلام الملک المنان اس دنیا میں مکرر
تشریف لائیں گے، نکاح کریں گے۔ دجال کو قتل فرمائیں گے پھر مدینہ منورہ ہی میں
انتقال فرمائیں گے اور وہیں مقبرہ مبارکہ میں دفن کیے جائیں گے۔ حافظ جی نے آیہ
كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (پ۴، سورہ آل عمران، آیت ۱۸۵) لکھی۔ مرزا جی نے
ساری اس قسم کی آیتوں کو جمع کر کے اپنی انتہائی قوت صرف کر دی مگر سب بیکار گئی۔
اس لئے کہ ان کو تو اس وقت پیش کیا جائے جبکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہو کہ عیسیٰ علیہ
السلام پر کبھی موت ہی نہ آئے گی۔ بے شک بے شک وہ رجوع الی اللہ جس کے بعد

پھر دنیا کی طرف نہ لوٹیں، ہوگا اور ضرور ہوگا ابھی رفع الی اللہ ہوا ہے۔

یہ کہنا کہ ”اگر کسی نبی کو آئندہ کیلئے زندہ رکھنا خدا کی سنت ہوتی تو حضرت رحمۃ للعالمین (فداہ ابی وامی) کو رکھتا“۔ کتاب سنت سے جہالت پر مبنی۔ ممکن ہے کل کوکوئی یہ بھی کہے کہ اگر کسی نبی کو بغیر باپ کے پیدا کرنا خدا کی سنت ہوتی تو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح بے باپ کے پیدا کرتا۔ اسی طرح دیگر معجزات انبیاء علیہ السلام کا ذکر بھی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن دنیا جانتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ نرالی توفی اور دوبارہ تشریف آوری کمالات محمدی (ﷺ) ہی کے اظہار کے لئے ہوئی کہ بنی اسرائیل کے نبی اولوالعزم بھی دنیا میں تشریف لائیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب وخلیفہ بن کر خدمات اسلام بجالائیں تاکہ بنی اسرائیل کے وہ لوگ جو مرض امتیاز نسلی میں مبتلا ہو کر یہ کہتے ہیں کہ ہم بنی اسماعیل میں پیدا ہونے والے نبی کو نہیں مانتے۔ ان کی گردنیں ٹوٹ جائیں اور وہ اسرائیلی نبی حضرت مسیح ناصری کو رحمۃ للعالمین سید المرسلین (ﷺ) کی اطاعت وخلافت کرتے ہوئے دیکھ کر سب کے سب اسلام لائیں اور سمجھ جائیں یہ نبی سارے عالم کے نبیؑ ان کی اُمت میں نہ گورے کالے کا فرق نہ حسب ونسب کا امتیاز سب مساوات کے ساتھ ان کے دین میں داخل اور ساری دنیا ان کی اُمت میں شامل۔

حضور نے فرمایا بعثت الی الاسود و الاحمر میں تو کالے اور سرخ سب کیلئے مبعوث کیا گیا۔ رنگ ونسل کے امتیاز کو حضور نے مٹایا آج اگر مرزائی متنبی کو اصلی وحقیقی مسیح ناصری (سلام اللہ علیہ) کے مقابلہ میں نقلی وجعلی مسیح بننے کی غرض سے

ان کے ساتھ عناد و دشمنی ہے تو ہوا کرے اور ان کے چیلے اگر اسی عداوت کا اظہار بدیں الفاظ کرتے ہیں کہ ہمیں بنی اسرائیل کے نبی کی حاجت نہیں'' تو کیا کریں سارے عالم کے نبی فداہ ابی وامی اس ہرزہ سرائی کا جواب پہلے ہی فرما گئے کہ انا اولی الناس بعیسیٰ بن مریم ۔الخ۔ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار شان ہی کے لئے رب عزت نے یہ حکمت رکھی کہ ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وقت حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نزول فرمائیں تا کہ دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ فاطمی النسل محمد بن عبداللہ مہدی علیہ السلام امامت کر رہے ہیں اور بنی اسرائیل کے نبی ان کے مقتدی۔ اگر کوئی جدید صاحب شریعت نبی آپ کے بعد آتے تو:۔

(۱) وعدۂ ختم نبوت کے خلاف ہوتا۔

(۲) ان کی شریعت کی ضرورت وعدۂ تکمیل دین کے خلاف ہوتی۔

اگر غیر صاحب شریعت جدید نبی آتے تو:۔

(۱) وعدۂ خاتم النبیین کے خلاف ہوتا۔

(۲) ایسے نبی تو اور انبیاء کے ... بعد بھی آئے اس میں شان تخصیص نہ رہتی۔

سید المرسلین نبی الانبیاء جن کی نبوت کا میثاق سب رسل و انبیاء سے لیا گیا (علیہ ﷺ) ان کی خاص شان کا اسی طرح اظہار کہ نبی اولوالعزم صاحب شریعت (جن کی شریعت نافذ ہوئی مگر شرع مصطفوی سے منسوخ ہو چکی) تشریف لائیں مگر تابع شرع مصطفوی بن کر اور مصداق یکون خلیفتی علی امتی ہو کر۔ اسی لئے اس دلفریب منظر کو اس شادمانی و خوشی کے وقت کو حضور انور ﷺ اس طرح پیش فرماتے ہیں۔ (بیہقی ص ۳۰۱)

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رضی اللّٰہ عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ مِنَ السماء فِیْکُمْ وَ اِمَامُکُمْ مِّنْکُمْ ۔ تم اس وقت کیسے (خوش) ہو گے جب عیسیٰ بن مریم آسمان سے تم میں نزول فرما ہونگے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔

اَللّٰھُمَّ امنا وصدقنا بما اخبرنا نبینا صلی اللّٰہ علیه وسلم ۔

ان عیسیٰ علیه السّلام لَمْ یَمُتْ وانه راجع الیکم قبل

یوم القیٰمه ان عیسیٰ (علیه السّلام) یاتی علیه الفنا

مذکورہ بالا احادیث کے متعلق حافظ جی نے ناحق یہ کہنے کی بھی تکلیف گوارا فرمائی کہ "یہ کوئی معتبر روایتیں نہیں نہ صحاح ستہ میں ان کا وجود پھر قرآن ان کو رد کر رہا ہے۔ صحیح حدیثیں ان کو رد کر رہی ہیں"۔

یہاں انہوں نے یقیناً حق شاگردی مرزا ادا نہیں کیا انہیں وہی کہنا چاہیے تھا جو ایسے مواقع پر مرزا جی نے کہا جب کبھی علما نے کلام الٰہی کی تفسیر میں احادیث کو پیش کیا اور مرزا جی کا دم بند ہوا تو مرزا جی نے جھٹ کہہ دیا کہ:

(۱) "جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اُسے اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کرے"۔ (حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۰)

(۲) "اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں"۔ (اعجاز احمدی ص ۳۰)

مسلمان تو یقیناً قرآن کریم کو اُسی طرح سمجھتے ہیں جس طرح حضور صاحب وحی وکتاب صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث میں سمجھایا۔ مرزا جی نے جب قرآن ہی کے متعلق یہ فرمادیا کہ ''زمین سے اُٹھ گیا تھا میں آسمان سے لایا ہوں'' تو حدیثوں کا انکار کردینا ان کے لئے کیا بڑی بات تھی۔

حافظ جی کو تو خبر نہیں مگر ہاں دین سے معمولی حصہ پانے والا بھی جانتا ہے کہ یہ کہنے سے کہ ''کوئی معتبر روایتیں نہیں نہ صحاح ستہ میں ان کا وجود''۔ الخ۔ کوئی حدیث غیر معتبر نہیں ہوسکتی۔ کیا صحاح ستہ کی حدیثوں کے سوا تمام احادیث غیر معتبر ہیں؟ اور کیا صحاح ستہ کی کسی حدیث میں کسی قسم کا ضعف ہے ہی نہیں؟ (اللہ اس جہالت سے پناہ میں رکھے)

پہلی حدیث علامہ ابن کثیر وابن جریر نے اپنی اپنی تفاسیر میں باسناد صحیحہ نقل فرمائی۔ ایک سند ہم نقل کیے دیتے ہیں:

قَالَ ابن ابی حاتم حدثنا ابی حدثنا احمد بن عبدالرحمٰن حدثنا عبد اللّٰه بن ابی جعفر عن ابیه حدثنا الربیع بن انس عن الحسن قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم للیهود ان عیسیٰ لم یمت و انه راجع الیکم قبل یوم القیمة ۔رسول ﷺ نے یہود سے فرمایا کہ یقیناً عیسیٰ (علی نبینا وعلیہ السلام) نہیں مرے اور وہ یقیناً تمہاری طرف قیامت کے دن سے پہلے لوٹ کر آنے والے ہیں۔

(۲) وفد نصارے بنی نجران کے دربار رسالت میں حاضری کا واقعہ سیرت کی

کتابوں میں اس قدر شہرت کے ساتھ ذکر کیا گیا کہ تاریخ اسلام سے ادنیٰ مناسبت رکھنے والے کو بھی اس کی خبر ہوگی۔ ابن ہشام نے تفصیل لکھی جس کا دل چاہے' دیکھ لے ہم نے اس واقعہ کے صرف اس قدر حصہ کو نقل کیا جس کا ہمارے مضمون سے تعلق تھا۔اب اس کی سند بیان کیے دیتے ہیں۔

اَخرَجَ ابنُ جَرِیرٍ وَ ابنُ اَبِی حَاتِمٍ عَنِ الرَّبِیعِ قَالَ اِنَّ النَّصَارٰی اَتَوا رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَخَاصَمُوا فِی عِیسَی بنِ مَریَمَ عَلَیھِمَا السَّلَامُ وَقَالُوا لَہٗ مَن اَبُوہُ وَ قَالُوا عَلَی اللّٰہِ الکَذِبَ وَ البُھتَانَ فَقَالَ لَھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَلَستُم تَعلَمُونَ اَنَّہٗ لَا یَکُونُ وَلَدٌ اِلَّا وَھُوَ یُشبِہُ اَبَاہُ قَالُوا بَلٰی قَالَ اَلَستُم تَعلَمُونَ اَنَّ رَبَّنَا حَیٌّ لَا یَمُوتُ وَ اَنَّ عِیسٰی یَاتِی عَلَیہِ الفَنَا قَالُوا بَلٰی۔ نصاریٰ حضور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے باب میں مخاصمہ کرنے لگے اور کہا کہ (اچھا بتاؤ) ان کا باپ کون ہے؟ پھر خدا پر جھوٹ بہتان باندھنے لگے (یعنی ان کو خدا کا بیٹا بتایا) حضور ﷺ نے فرمایا تم نہیں جانتے بیٹا ہمیشہ باپ سے مشابہ ہوا کرتا ہے انہوں نے کہا ہاں حضور نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب تو ایسا زندہ ہے کہ کبھی مرے ہی گا نہیں اور یقیناً عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آئے گی' وہ بولے بیشک۔ یاللعجب کہ اصلی مسیحی تو حضور کے سامنے ''بلیٰ'' کہیں مگر جعلی و نقلی مسیح کے پیرو''لا'' ہی کہے جائیں۔

حضور اکرم ﷺ فرمائیں کہ وہ ابھی نہیں مرے بلکہ مریں گے یہ کہے جائیں کہ نہیں وہ تو مر گئے۔ حافظ جی کا یہ کہنا کہ ''قرآن ان کو رد کر رہا ہے' صحیح

حدیثیں ان کو رڈ کر رہی ہیں"۔ یہ صرف کہنا ہی کہنا ہے اگر حوصلہ تھا تو کسی ایک آیت ہی میں دکھایا ہوتا کہ "ان عیسیٰ مات "عیسیٰ مر گئے"۔ قرآن کریم میں تو کسی جگہ حضرت عیسیٰ کے لئے "موت" کا لفظ استعمال ہی نہ کیا گیا مگر وہیں جہاں اُن کے دوبارہ آنے کے بعد تمام اہل کتب کے ایمان لانے کا واقعہ بیان ہوا یعنی **ان من اهل الكتب الا ليومنن به قبل موته** (پ ۶، سورہ النساء آیت ۱۵۹) (اس کا ترجمہ بھی ہم وہی لکھ دیں جو مرزا جی کے خلیفہ نمبر ا نے لکھا شاید مرزائی اس کو دیکھ کر ہی ہدایت پائیں)

(فصل الخطاب جلد ۲ صفحہ ۸۰)

"ترجمہ" نہیں کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے (عیسیٰ علیہ السلام کے) پہلے موت اس کی (عیسیٰ علیہ السلام کی) کے"۔

رہی توفی اس کی کیفیت ہم ظاہر کر ہی چکے۔

حافظ جی نے صحیح احادیث کا نام تو لیا مگر کوئی ایک حدیث ہی نقل کی ہوتی جس میں یہ موجود ہوتا کہ "عیسیٰ بن مریم مر گئے"۔ علمائے اسلام برسوں سے مرزائیوں کو للکار رہے ہیں کہ کوئی ایک حدیث ایسی ہی سہی جیسی ہم پیش کر رہے ہیں دکھاؤ جس میں موجود ہو کہ "عیسیٰ بن مریم مر گئے"۔ مگر آج تک نہ کوئی دکھا سکا نہ دکھا سکے۔ ہاں اپنی خودرائی سے قرآن کریم کے معنی بدلے۔ احادیث کے معنی بدلے۔

اصح احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم آسمان سے منارہ شرقی دمشق پر دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اُتریں گے۔ باب لد پر دجال کو قتل کریں گے۔ ۴۰، ۴۵ برس زندہ رہیں گے۔ سرکار دو عالم کی قبر انور پر حاضر ہو کر سلام عرض

کریں گے۔ پھر مدینہ منورہ ہی میں انتقال فرمائیں گے۔ وہیں حضور انور کے مقبرہ میں اس طرح دفن ہوں گے کہ ان کی قبر چوتھی ہو''۔ (ملخصاً)

اس سے زیادہ دجل وفریب اور کیا ہوگا کہ مرزا جی لغت کو بدلیں، صرف ونحو کو بدلیں، ناموں کو بدلیں۔ اپنی ڈکشنری نئی بنائیں۔ تعجب ان پر ہے جو ایسے کھلے کھلے امور کو دیکھتے ہوئے بھی ان کے فریب میں آئیں اور سمجھانے پر بھی راہِ راست نہ پائیں۔

مرزائی ڈکشنری کا نمونہ ملاحظہ ہو

عیسٰی بن مریم	غلام احمد بن گھسیٹی
دو فرشتے	نورالدین ومحمد احسن
کدعہ	قادیان
باب (لُد)	شہر لدھیانہ
منارہ	نور کی جگہ (اور وہ منار جو مرزا جی نے چندہ سے بنایا
دمشق	ظہور مسیح
شریف	خاندان مغل
قبر	جنت یا دوزخ کا ٹکڑا
قرآن	وہ جو مرزا جی آسمان سے لائے۔ (معاذ اللہ)
حدیث	وہ جس کو مرزا جی ردی کر کے نہ پھینکیں

وَغَیْرَ ذَالِکَ مِنَ الْمزخرفَات

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِ الْعَظِیْمِ

خطبہ امام حسن

حافظ جی نے کسی جگہ حضرت امام حسن علیہ وعلی آبائہ السلام کے خطبہ کے کلمات دیکھ لئے لہذا بے سوچے سمجھے لکھ ڈالا تاکہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ ممات مسیح کے ثبوت میں ایک حوالہ دے تو دیا۔ اگر ذرا عقل ہوتی، عربی زبان کا کچھ بھی علم ہوتا تو سوچتے کہ امام حسن نے حضرت علی کی رحلت کا ذکر فرماتے ہوئے صرف تاریخ کی اہمیت دکھاتے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر فرمایا اور وہاں بھی اُسی مسلمانوں کے عام اعتقاد کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے انتقال کی کیفیت کو قبض کے لفظ سے ظاہر کیا مگر حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے وہ لفظ نہ استعمال کیا بلکہ عرج کہا۔ اگر دونوں کی کیفیت یکساں ہوتی تو ایک لفظ استعمال ہوتا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے رفع و عروج کا مسئلہ صحابہ وتابعین سے لے کر آج تک ایسا مشہور چلا آرہا ہے کہ جہاں کہیں کوئی بھی اس واقعہ کا کسی عنوان سے ذکر آتا ہے۔ اس مخصوص کیفیت عروج کی طرف کسی نہ کسی انداز سے اشارہ کر ہی دیتا ہے۔ وہی شان اس خطبہ کے کلمات میں بھی موجود۔ حافظ جی نے حضرت ابن عباس کا نام لیا ہم نے ان کا عقیدہ پیش کیا۔ اب امام حسن کا ذکر کیا لیجئے ان کا عقیدہ بھی ملاحظہ کیجئے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۸۳/۲)

امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کَيْفَ تُهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَالْمَهْدِيُّ وَسَطُهَا وَالْمَسِيْحُ اٰخِرُهَا۔ وہ اُمت کیونکر ہلاک ہوسکتی ہے جس کا اوّل میں ہوں وسط امام مہدی ہیں اور آخر مسیح

(علیہ السلام) (یہاں یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ مہدی اور ہیں اور مسیح دوسرے (یعنی وہی مسیح بن مریم یہ مرزائیوں کا فریب ہے کہ مسیح و مہدی دونوں ایک ہی ہیں)

عمر مسیح علیہ السلام

ثبوت موت مسیح میں جناب حافظ صاحب حجج الکرامہ کی ایک روایت پیش کرتے ہیں۔ (غالباً ان کے نزدیک یہ کتاب صحاح ستہ میں داخل ہو گی اس لئے کہ بقول ان کے صحیح حدیثیں تو فقط صحاح ستہ ہی میں ہیں) علمائے محققین نے اس قسم کی تمام حدیثوں کو جمع فرمایا جس میں حضرت مسیح کی عمر کا ذکر آیا اور جو فیصلہ مختلف احادیث میں تطبیق دینے سے کیا جا سکا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۲۰ سال ان کی عمر شریف کی وہ پوری مدت ہے جو اس زمین پر انہوں نے گزاری اور گزاریں گے مرزائیوں کی عام عادت ہے۔ وہی مرض حافظ جی میں بھی کہ کہیں سے آدھا پاؤ جملہ لے لیا۔ حدیث کا کوئی جزو ذکر کر دیا تحقیق کرنا پورے جملوں پر نظر ڈالنا تطبیق دینا یہ علماء کا کام۔ حافظ جی کو اس سے کیا نسبت۔ تحریر طویل ہوتی جاتی ہے ورنہ ہم اس کی تفصیل بھی لکھ دیتے۔

قبر مسیح علیہ السلام

سامعین جلسہ وعظ کو یاد ہو گا ہم نے ترجمہ حدیث کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور رسول اکرم ﷺ کے مقبرہ میں دفن ہونگے اور قبر اور مقبرہ کا فرق معمولی اُردو پڑھے ہوئے بھی جانتے ہیں۔ حافظ جی کی دھوکہ دہی دیکھئے کہ اوّل ہمارے لفظ کو بدلا پھر یہ بے ہودہ بات تراشی کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

قبر کو شہید کرنے کی کون مسلمان جرأت کرے گا"۔ پھر قبر کی وہ نئی اصطلاح بتائی جو مرزائی ڈکشنری میں انہیں آنکھ بند کر کے نظر آئی اور اس تحریف نے بھی ان کی کچھ حاجت روائی نہ کی بلکہ موجب رسوائی ہوئی جیسا کہ عنقریب ظاہر ہوگا۔

ان تمام لغو باتوں کے جواب میں ہم اپنے ناظرین کو مختصراً وہ فیصلہ سنادیں جو احادیث و آثار صحابہ میں موجود۔ ظاہری معنی کو بدلنا اور من گھڑت معنی لینا آپ نے دیکھ ہی لیا۔ اصول کا مسئلہ ہے کہ الحاد ہے۔ حدیث میں جو لفظ آئے ان کا کھلا مطلب آثار صحابہ میں دیکھئے۔

وہ امام بخاری جن کی تعلیق و روایت کردہ اثر پر بھی حافظ جی اور تمام مرزائی پورا اعتماد رکھتے ہیں اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں "صاحب درمنثور اس کو ص ۲۴۵ ج ۲ پر بدیں الفاظ درج کرتے ہیں اخرج البخاری فی تاریخه عن عبد الله بن سلام قال یدفن عیسیٰ عَلَیْهِ السَّلَام معه رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ و ابی بکر و عمر فیکون قبراً رابعاً۔ عبداللہ بن سلام جو یہود کے سب سے بڑے عالم، تورات و انجیل کے زبردست فاضل مانے جاتے تھے اور اجل اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دفن کئے جائیں گے۔ پس (ان کی قبر اس مقبرہ میں) چوتھی قبر ہوگی۔

اس مضمون کی ایک مرفوع حدیث علامہ ابن جوزی محدث نے کتاب الوفا میں نقل کی ہے جس میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں یَنْزِلُ عِیسَی بْنُ

مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ فَیَتَزَوَّجُ وَ یُوْلَدُ لَهٗ وَ یَمْکُثُ خَمْسًا وَّ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ثُمَّ یَمُوْتُ فَیُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَ عِیْسَی بْنُ مَرْیَمَ فِیْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ بَیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ. یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف اُتریں گے پھر شادی کریں گے پھر ان کی اولاد ہوگی اور ۴۵ برس کے بعد رحلت فرمائیں گے۔ پھر میرے ساتھ میرے مقبرہ میں دفن کیے جائیں گے پھر حشر کو میں اور عیسیٰ بن مریم ایک مقبرہ سے اُٹھیں گے ابوبکر وعمر کے درمیان رضی اللہ عنہما۔ حافظ جی کہاں تک حدیثوں کا انکار کریں گے اور ان کی تحریف کو حدیثیں چلنے کب دیتی ہیں' قبر سے آپ نے باغ جنت مراد لیا تو قطع نظر اس کے کہ قبر کا لفظ اس معنی کیلئے نہ بنایا گیا نہ اس معنی میں مستعمل نہ کسی لغت میں قبر کے یہ معنی آئے نہ زبان عرب کا کوئی محاورہ اس کا شاہد لفظ دفن کو کیا کیجئے گا۔ باغ میں آرام کرنے کو دفن ہونا کس ملک میں بولتے ہیں۔ قادیان کا مخصوص محاورہ ہو تو عجب نہیں کہ وہاں کی ہر بات بے ڈھنگی۔ دنیا میں تو سیر تفریح آرام کو دفن نہیں بولتے پھر قبر کے معنی باغ جنت لینے پر رابعا کی صفت کیسے چسپاں ہوگی اور باغ جنت میں قبروں کی شمار کا کیا طریقہ ہوگا۔ تحریف کرتے شرم تو نہ آئی ہوگی اور تحریف بھی ایسی کھلی اور باطل تحریف کہ کوئی جاہل بھی نہ کرے۔ حدیث شریف میں سلسلہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُتریں گے پھر شادی کریں گے پھر اولاد ہوگی۔ ۴۵ برس دنیا میں رہ کر انتقال فرمائیں گے۔ پس میرے مقبرہ میں دفن کیے جائیں گے۔ ایسے موقع پر کوئی کودن بھی نہ کہے گا کہ قبر کے معنی مزار نہیں ہیں باغ جنت ہے باغ جنت تو اُن حضرات کے غلاموں کیلئے بھی ہے اور ان کی قبریں قطعہ جنت بنی ہوئی

ہیں، مگر قبر کے معنی کا انکار تو کسی طرح بنتا ہی نہیں۔ حدیث میں یہ بھی ہے کہ پھر (حشر کو) میں اور عیسیٰ (علیہ السلام) ایک مقبرہ سے اٹھیں گے ابوبکر وعمر کے درمیان۔ اب اگر قبر کے معنی واقعی مراد نہ لو تو باغ جنت ہے۔ یہاں کس طرح مراد ہو سکتا ہے۔ حدیث شریف کا ایک ایک کلمہ حافظ جی کی اس تحریف کو باطل کر رہا ہے۔ مرزائیوں کی غیرت پر حیرت ہے کہ انہیں ایسی صریح باطل بات زبان سے نکالنے کی جرأت کس طرح ہوتی ہے۔

حافظ جی نے ہماری نقل کردہ ایک حدیث پر اور ہاتھ صاف کرنے کی کوشش بے جا کی۔ مگر بے چاروں نے حدیث پڑھی ہوتی تو یہ تمیز آتی کہ حدیث پر تنقید کس طرح کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے ناحق براہ عناد یہ لکھا کہ فلاں حدیث معتبر نہیں۔ ان کے لئے سیدھی سی بات وہی تھی جو مرزا جی نے کہی کہ "جو حدیث ان کی مرضی کے خلاف ہو وہ ردی کی ٹوکری میں" (معاذ اللہ) وہ ناحق صاحب کنز العمال کو بدنام کرتے ہیں اور ابن عساکر کی تمام روایتوں کو ناقابل اعتبار بتاتے ہیں۔ انہیں اتنی تمیز کہاں کہ کسی کتاب کو نامعتبر کہنا تو کیا حدیث کو ضعیف کرے گا اگر خاص کسی حدیث پر جرح مبہم کی جائے وہ بھی پایہ اعتبار سے ساقط نہیں ہوتی اور جرح مبہم کسی حدیث کو ناقابل استدلال نہیں کر سکتی ورنہ ہر حدیث کو جو چاہے نامعتبر بتا دیا کرے، کبھی اصول حدیث کو خواب میں بھی دیکھا ہے۔ کچھ بود گی تھی تو وجہ ضعف لکھی ہوتی اور ایک حدیث ضعیف بھی ہوتی تو جب اس مضمون کی بکثرت صحیح حدیثیں وارد ہیں اور اس پر اُمت کا اجماع ہے تو انکار کا کیا محل، بلکہ فرض کرو کوئی اور حدیث اس مضمون کی نہ ہوئی صرف

ایک حدیث ہی ہوتی اور وہ بھی ضعیف ہوتی تو کیا قابل انکار تھی۔ بقول مرزا صاحب تھی تو حدیث ہی کسی مدعی مہدیت و مسیحیت کے الہام کی ڈینگ تو نہ تھی کیوں نہ مانی جاتی۔ ضعیف حدیث اس وقت چھوڑی جاتی ہے جبکہ وہ قوی صحیح کے معارض ہو' اس کا معارض ہی کہاں ہے؟ افسوس بے علمی اور مدارک علمیہ میں دخل دے کر اپنا ایمان برباد کرنا' اللہ ہدایت کرے۔

موطا امام مالک کی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے اس سے یہ معنی نکالنا کہ حضرت عائشہ کے حجرہ میں تین مقبروں ہی کا ہونا مقدر تھا۔ حافظ جی کی مزید جہالت کا ثبوت ہے۔ حدیث میں اس کی رمق بھی نہیں یہ خالص افترا اور محض بہتان ہے۔ غیرت ہو تو حدیث میں وہ لفظ بتائیں جس کا ترجمہ یہ ہو کہ حجرہ صدیقہ میں تین قبروں ہی کا ہونا مقدر تھا۔ آپ کے دین کا مدار ایسی افترا پردازیوں ہی پر ہے۔

ثبوت شے کا نفی ماعدا کی دلیل کس نے مانا ہے یہ تو ایک علمی اصول ہے۔ آپ اس کو نہ سمجھ سکے تو اتنا سمجھنا بھی آپ کی عقل سے بالاتر تھا کہ خواب میں کسی کو ایک شے کے پیدا ہونے کی خبر ملنا اس کے اور اولاد ہونے کا انکار نہیں۔ خواب کے ذریعہ سے حضرت امام حسن کی ولادت کی خبر دی گئی تو کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ حضرت خاتون جنت کے اور اولاد ہی نہ ہوگی۔ اگر حضرت صدیقہ کے اس خواب میں ان کے حجرۂ مبارکہ میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین جلیلین کے مدفون ہونے کی خبر ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حضرت صدیقہ کے زمانہ میں یہ تین حضرات آرام فرمائیں گے۔ نہ یہ معنی کہ پھر اور قبر ہی نہ ہوگی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا دفن ان

کے زمانہ میں نہیں اس لئے ان کی خواب میں اس کا بیان بھی نہیں اور بیان کی حاجت بھی کیا جبکہ صحیح حدیثوں میں صراحت کے ساتھ اس کا بیان موجود ہے تو کیا خواب میں اس کا بیان نہ ہونے سے ان تمام صحیح احادیث کا انکار جائز ہو جائے گا؟

نفس امر یہ ہے کہ مرزائی اور حدیث سمجھیں؟ وہ تو سمجھیں ہیں نہ سمجھیں گے۔ دین میں سمجھ کے لئے ایمان شرط۔ جب شرط نہیں تو مشروط کہاں سے آئے؟

حدیث کو مرزا جی اور اُن کے حوارئین کیا سمجھ سکتے ہیں جبکہ بقول حافظ جی مدتوں تک قرآن کریم کے لفظوں کو بھی مرزا جی نہ سمجھ سکے بلکہ ان کے الہام کرنے والے نے بھی ان کو نہ سمجھایا۔ برسوں ایسے عقیدہ میں مبتلا رہنے دیا جو ان کے خلیفہ نمبر۲ کے نزدیک مشرکانہ عقیدہ ہے"۔ حافظ جی کا دعویٰ ہے کہ "جب تک صریح طور پر مرزا صاحب کو خدائے تعالیٰ نے خبر نہیں دی وہ بھی مسلمانوں کے رسمی عقیدہ کو تسلیم کرتے رہے"۔ کیا حافظ جی نے یہ سمجھ لیا ہے کہ دنیا میں کوئی عقل والا رہا ہی نہیں جو اتنی موٹی بات کو بھی جان جائے کہ کسی معاملہ میں حرام وحلال جائز وناجائز کا امر یا نہی دوسری چیز ہے اور ایک تاریخی واقعہ بلکہ ایک لفظ کے معنی لغوی دوسری چیز' مرزا جی تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ "توفی کے معنی درحقیقت موت ہیں"۔ تمام آیتیں تمام حدیثیں تمام لغت عرب بقول ان کے سب کے سب اسی کی تائید کرتے ہیں۔ بس اس سے اتنا تو ثابت ہو گیا کہ:

(۱) مدتوں برسوں مرزا جی تمام آیتوں' تمام حدیثوں تمام لغت عرب کے معنی (بقول خود) غلط سمجھتے رہے۔ اس وقت تک ان کے نزدیک بھی تمام آیتوں تمام

حدیثوں تمام لغت عرب میں توفی کے معنی درحقیقت موت کے نہ تھے اب اس کے بعد سمجھے تو لغت عرب کے ذریعہ نہ سمجھے۔ قرآن کے ذریعہ نہ سمجھے' حدیث کے ذریعہ نہ سمجھے بلکہ (بزعم خود) صرف اپنے الہام سے سمجھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں (ازالہ اوہام ص ۵۶۱) اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح بن مریم فوت ہو چکا ہے "۔ اس الہام سے مرزا جی یہ سمجھے کہ توفی کے معنی درحقیقت موت ہی کے ہیں"۔

پس اب نہ (مرزائیوں کو) قرآن سے مطلب نہ حدیث سے' غرض نہ لغت عرب سے بحث' صرف یہ دیکھ لینا ہے کہ مرزا جی کا الہام سچا یا جھوٹا خدا کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے۔ اس کی پہچان خدائے قدوس نے قرآن کریم میں بتا ہی دی کہ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ۔ (پ ۵، سورہ النساء آیت ۸۲) اگر یہ قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو تم اس میں بہت اختلاف پاتے یعنی جن الہاموں میں اختلاف ہو وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ انصاف پسند حضرات بغور دیکھیں کہ اس مزعومہ الہام کی رو سے اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ کے معنی ہوئے "میں تجھے مارنے والا ہوں"۔ چنانچہ بقول مرزا جی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے۔

اب دوسرا مزعومہ الہام دیکھئے جناب مرزا صاحب براہین احمدیہ ص ۵۱۹ ۔ ۵۵۷ میں فرماتے ہیں کہ "بعد اس کے الہام ہوا یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ اِلَیَّ اے عیسیٰ (یہاں عیسیٰ سے مراد جناب مرزا صاحب ہیں اس لئے کہ یہ الہام ان پر ہو رہا ہے۔ ان کے متعلق ہے، معاذ اللہ) میں تجھے کامل اجر بخشوں گا نیز فرمایا اے عیسیٰ (مرزا غلام احمد) میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا"۔

خدارا انصاف شرط ہے۔ للہ! کوئی غور کرے کہ اس مزعومہ الہام میں جبکہ لفظ متوفیک مرزا صاحب کیلئے استعمال کیا گیا تو الہام ہی میں اس کے معنی "کامل اجر بخشوں گا" فرمائے گئے۔ "پوری نعمت دوں گا" بتائے گئے اور جب یہی وحی ربانی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے متعلق قرآن کریم میں ذکر ہوئی تو مرزا جی ہی کے مزعومہ الہام میں یہ معنی بتائے گئے کہ "وہ فوت ہو چکا ہے"۔ وہی لفظ جب مرزا جی کے لئے الہام میں بولا گیا تو الہام کرنے والے نے اور معنی بتائے۔ وہی لفظ بالکل اُسی شان سے اسی عبارت میں جب عیسیٰ علیہ السلام کیلئے آیا تو الہام کرنے والا دوسرے معنی بتائے یا تو یہ مرزا جی پر الہام کرنے والا دروغ گورا حافظہ نباشد کا مصداق ہے یا الہام کا مدعی ہی مفتری وکذاب۔

سچے خدا کا الہام ہمیشہ سچا

اس شکل کو دیکھتے ہوئے ہمیں یقین ہے کہ مرزائی صاحبان اپنی آئندہ تحریروں میں "توفی" کے معنی کے متعلق جہاں اور شرطیں لکھتے رہے اب اس شرط کا اضافہ کر دیں گے اور یہ لکھیں گے کہ "توفی باب تفعل سے ہو فاعل اللہ ہو مفعول بہ خاص حضرت عیسیٰ بن مریم مسیح ناصری علیہ السلام ہوں تو اس کے معنی موت ہی کے ہوں گے"۔ ورنہ اگر وہ یہ شرط نہ لگائیں گے تو ان کے چیلنج کے جواب میں مرزا جی کے مزعومہ الہام براہین احمدیہ ص ۵۱۹، ۵۵۷ کو پیش کر دیا جائے گا۔ اس لئے کہ مرزا جی کو بھی تو اعجازی کلام کا دعویٰ ہے ہی اور اس کے معنی چونکہ وہیں (بزعم مرزا جی) الہام

ہی میں بیان کردیے گئے ہیں۔ لہذا مرزائیوں کو ان کے ماننے میں انکار بھی نہ ہوگا۔

(۲) ''حافظ جی نے اپنی اس عبارت میں یہ بھی مان لیا کہ حیات مسیح مسلمانوں کا رسمی عقیدہ تھا۔ اسی لیے مرزا جی اُسے تسلیم کرتے رہے''۔

پس جب حافظ جی کو یہ تسلیم ہے کہ حیات مسیح تمام مسلمانوں کا عقیدہ تھا تو اس میں بھی انہیں تامل نہ ہوگا کہ اس کے بعد (مزعومہ الہام ہی کے ذریعہ سہی) جو عقیدہ ممات مسیح کا سکھایا وہ اس عقیدہ کے خلاف ایک نیا طریقہ تھا۔

اب ہم حدیث شریف میں دیکھتے ہیں کہ پرانے طریقہ کے خلاف نیا طریقہ بتانے والے کون ہوتے ہیں؟ اور ہمیں ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ''ان بین یدی الدجال کذابون ثلثون او اکثر قال ما ایتهم قال ان یاتوک بسنة لم تکونوا علیها بغیرون بها سنتکم و دینکم فاذرایتموهم فاجتنبوهم وعا دوهم''

(رواہ الطبرانی عن ابن عمر رضی اللہ عنہما)

دجال سے پہلے تینتیس (۳۳) یا زیادہ کذاب ہونگے۔ ایک صحابی نے پوچھا کہ ان کی نشانی کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ''کہ وہ تمہارے پاس وہ طریقہ لے کر آئیں گے جس پر تم پہلے نہ ہوگے وہ اپنے اس طریقہ سے تمہارے طریقہ اور دین کو بدل ڈالیں گے۔ جب تم انہیں دیکھو تو اُن سے بچنا اور ان سے عداوت رکھنا''۔

(کنز العمال ص ۷۱ ج ۷)

ناظرین! آپ نے دیکھ لیا' سن لیا۔ حضور رسول علیہ السلام نے ہمیں ذرا ذرا سی باتوں کی بھی خبریں پہلے ہی سے دے دیں ہر قسم کی پہچانیں بتا دیں۔

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ !!!؟

اب بھی اس دجالی فتنہ سے بچو گے؟

حافظ جی کی دو ورقیوں کا جواب مختلف عنوانوں کے ماتحت ختم ہوا۔ ان کا اس دو ورقی میں آخری جھوٹ کہ (حافظ جی کی) "ان تحریروں نے"، "ہمیں پریشان کیا ہے"۔ مارشس والوں پر روشن کہ پریشان ہم تھے یا حافظ جی۔ جواب کا "دندان شکن" ہونا دلائل سے ظاہر۔ بہر صورت ہمیں اس فضولیات سے کچھ سروکار نہیں۔ وہ ہمیں اس سے زیادہ سب و شتم کر لیں لیکن خدارا اللہ جل علا اور رسول سلم اللہ علیہ وصلی پر حملہ سے باز آئیں۔

باوصف مشاغل کثیرہ چلتے چلتے قلم برداشتہ دو نمبروں کے جواب دے ہی چکا تھا۔ اب کہ جہاز میں سفر کر رہا ہوں چاروں طرف نصاریٰ کا ہجوم ہے۔ خود میری کیبن میں چار کیتھولک پادری' میرے قریب کی کیبن میں پادریوں کا انسپکٹر پروٹسٹنٹ پادری وغیرہ بھی بہت سے آزاد خیال افراد میں بھی بہت سے منچلے...... میرا وہی حال ہے جو مارشس میں تھا۔ چاروں طرف مختلف قسم کے مسائل پوچھنے والے ہجوم کیے ہوئے اور میں تن تنہا جواب دینے کیلیے۔ یکسوئی کے ساتھ تحریر کی مہلت عنقا۔ پھر اس پر یہ عجیب ماجرا کہ ایک طرف دائیں آنکھ میں سخت درد' دوسری طرف تکلیف درد

معابمنہ تعالیٰ اسی حالت میں جو کچھ لکھا گیا وہ حاضر۔

مالک عالم کلام میں اثر دے جو ناظرین کے قلوب کو انوار ہدایت سے بھر دے۔ اگر اسے دیکھ کر ایک مرزائی بھی راہ راست پر آ گیا تو یہ بہترین ثمرہ ہوگا۔ مجھے مسودہ کو صاف کرنا تو کجا بغور نظر ثانی کی بھی فرصت نہیں۔ اس لئے ناظرین سے التجا کہ اگر کہیں سہو دستی پائیں معاف فرمائیں اور بالفرض ناقل و کاتب صاحب سے کتابت میں غلطی ہو تو مجھے ذمہ دار نہ بنائیں۔ بلکہ خود اصلاح فرمالیں۔ دعائے خیر میں ہمیشہ یاد کرتے رہیں کہ مالک عالم اعدائے دین کی سرکوبی اور دین متین کی صحیح خدمت کیلئے مزید قوت وہمت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ وصحبہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

محمد عبد العلیم الصدیقی القادری

کیبن نمبر ۱۲۱۹ ایس ایس جنرل وارد

یکم مئی ۱۹۲۹ء

☆☆☆==============☆☆☆

ضروری گذارش

حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی مدظلہ العالی کی مستعدی قابل صد ہزار تبریک و تہنیت کہ باوصف مشاغل کثیرہ و تعب سفر۔ نیز ایسی حالت میں کہ نہ حوالہ دیکھنے کیلئے کتابیں موجود، نہ غور و تامل کیلئے دماغ کو یکسوئی حاصل، مرزائی حافظ جی کی دو ورقیوں کے جواب قلم برداشتہ ایسے مدلل و جامع و مانع تحریر فرمائے کہ مارشس کے مرزائی حافظ جی تو کیا اگر خود مرزا جی بھی قبر سے اُٹھ کر دیکھیں تو انگشت بدنداں ہی رہ جائیں۔

مرزائی حافظ جی نے اپنی دو ورقیاں جان بوجھ کر ایسے وقت باہر نکالیں جبکہ مولانا مارشس سے روانگی کیلئے پابرکاب تھی تاکہ جواب نہ دیا جاسکے اور ان کو باتیں بنانے کا موقع ملے۔ مگر زہے ہمت کہ اسی مختصر وقت میں ان کا جواب ڈپلی کیٹر کے ذریعہ نقلیں لے کر مارشس میں تقسیم کیا گیا۔

چونکہ مارشس میں کوئی ایسا مطبع نہیں جہاں مکمل اجوبہ کی بصورت کتاب طباعت ہو سکتی، اتنے دور دراز جزیرہ میں بیٹھ کر ہندوستان میں طباعت کا انتظام کوئی آسان کام نہ تھا۔ پھر مطابع کی حالت بھی ظاہر کہ اہل علم بے علم افراد کے دست نگر باوصف نگرانی اغلاط کتابت سے نجات دشوار، نظر بر آں تاخیر اشاعت و بعض اغلاط کتابت پر عفو و تقصیر عرض اور التماس کہ صحت نامہ کے ذریعہ کتابت کی غلطیاں درست فرمالیں۔ المنۃ اللہ کہ جس کام کو شروع کیا گیا پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ رب العالمین شرف قبول فرمائے اور اپنے جس خاص بندہ کو مصارف طباعت و اشاعت برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائی انہیں دارین کی نعمتوں سے مالا مال بنائے۔ آمین ثم آمین۔ "ناشر"

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی حَبِیۡبِہِ الۡکَرِیۡمِ

عزیزی ومحبی حامی دین ناصر شرع متین مولانا الحاج شاہ محمد عبدالعلیم صاحب صدیقی سلمہ العلی الولی وحفظہ من شر کل غوی وایدہٗ بالاید القوی نے مرزائی کا قلم برداشتہ جواب سفر کی رواروی اور جہاز پر ملاقاتوں کے ہجوم میں ایسا لکھا کہ باید وشاید۔ حقیقت واضح ہوگئی اور مرزائیت کے بطلان کا پردہ فاش ہوگیا۔

مرزائی مبلغ کا رد بحمد اللہ ابلغ وجہ پر ہوا اور مرزائی دین کی بنیادیں متزلزل ہو گئیں۔ سلاست بیان، روانی مضمون، قوت دلیل، حسن ادا ایک ایک بات قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب مولانا کی اس تحریر کو گم گشتگان راہ کے لئے ذریعہ ہدایت بنائے۔ درحقیقت مولانا موصوف اسلام کی بہت بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں اور انہوں نے دور دراز ممالک اور جزائر میں پہنچ کر بر و بحر کے سفروں کی صعوبتیں برداشت کر کے اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے اپنی خدمتیں وقف کردی ہیں۔

جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔

کتبہٗ العبد المعتصم بحبلہ المتین محمد نعیم الدین

المرادآبادی غفرلہ الہادی

===============

مجموعہ رسائل

ردِّ مرزائیت

السوء والعقاب، قہر الدیان
الجراز الدیانی المبین

امام احمد رضا قادری بریلوی
قدس سرہ العزیز

فہرست رسائل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام احمد رضا بریلوی ـــــ اور ردِّ مرزائیت

دو نقطوں کو ملانے کے لیے متعدد خطوط کھینچے جا سکتے ہیں، لیکن ان میں سے خطِ مستقیم صرف ایک ہوگا جو سب کے درمیان ہوگا، اس میں نہ تو کجی ہوگی اور نہ ہی نشیب و فراز ہوگا۔ اسی طرح اسلام کا نام لینے والے تو بہت سے فرقے ہیں، لیکن مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِی (جس طریقے پر میں ہوں اور میرے صحابہ، فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا مصداق اور سلفِ صالحین کی راہ پر چلنے والے صرف اہلِ سنت وجماعت ہیں۔ دوسرے فرقے اعتقادی اعتبار سے راہِ راست پر قائم نہ رہ سکے۔ اور گمراہی ان کا مقدر ہوگئی اور بہت سے تو ایسے ہیں جو حدِ کفر تک پہنچ گئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ایمان کی سلامتی اور خاتمہ بالخیر عطا فرمائے۔

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ (متوفی ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) چودھویں صدی کے وہ عظیم عالم اور دنیائے اسلام کے نامور مفتی ہیں، جنہوں نے اپنی تمام زندگی عقائدِ اسلامیہ کا پہرہ دیتے ہوئے گزاری ان کا قلم اس دور کے تمام اعتقادی فتنوں کا محاسبہ کرتا نظر آتا ہے۔ اسلامی حرمت کے پیشِ نظر کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے، ان کے بے لاگ فتووں اور غیرتِ ایمانی میں ڈوبی ہوئی تنقید کو بعض طبقے شدت سے تعبیر کرتے ہیں، لیکن انصاف پسند حضرات جب معاملے کی گہرائی تک پہنچتے ہیں، تو انہیں ان کے فیصلوں پر صاد کرنا پڑتا ہے۔ وہ مرزائیوں اور مرزائی نوازوں میں فرق نہیں کرتے، اور عموماً دونوں کے یکساں احکام بیان کر جاتے ہیں۔

مرزائیوں کا خود ساختہ خدا

امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ کفار اور گمراہ فرقے خداوند قدوس و برحق کو نہیں مانتے اور جس خدا کا وہ ذکر کرتے ہیں، وہ ان کا خود ساختہ خدا ہے۔ فرماتے ہیں:

"ایک عام بات یہ ہے کہ کفر کیا ہے؟ اس بات کی تکذیب جو بالقطع والیقین ارشادِ الٰہی عزوجل ہے، اب یہ تکذیب کرنے والا اگر اُسے ارشادِ الٰہی نہیں مانتا، تو ایسے کو خدا سمجھا ہے، جس کا یہ ارشاد نہیں ہے، حالانکہ خدا وہ ہے جس کا یہ ارشاد ہے، تو اس نے خدا کو کہاں جانا؟ اور اگر اس کا ارشاد مان کر تکذیب کرتا ہے تو ایسے کو خدا سمجھا ہے جس کی بات جھٹلانا روا ہے اور خدا اس سے پاک و وراء و بلند و بالا ہے، تو اس نے خدا کو کب جانا؟ حاصل وہی ہوا اِتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ (اس نے اپنی خواہش کو معبود بنالیا ہے)" [1]

مرزائیوں کے خود ساختہ خدا کے کیا اوصاف ہیں، اس عنوان کے تحت فرماتے ہیں:

"قادیانی ایسے کو خدا کہتا ہے جس نے چار سو جھوٹوں کو اپنا نبی کہا، ان سے جھوٹی پیشین گوئیاں کہلوائیں، جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، ایسے کو عظیم الشان رسول بنایا، جس کی نبوت پر اصلاً دلیل نہیں، بلکہ اس کی نفی نبوت پر دلیل قائم، جو (خاک بدہن ملعوناں) ولد الزنا تھا، جس کی تین دادیاں، نانیاں زناکار کسبیاں، ایسے کو (خدا مانتا ہے) جس نے ایک بڑھئی کے بیٹے کو محض جھوٹ کہہ دیا کہ ہم نے بن باپ کے بنایا اور اس پر یہ فخر کی ڈینگ ماری کہ یہ ہماری قدرت کی کیسی کھلی نشانی ہے۔

ایسے کو (خدا مانتا ہے جس نے ایک بدچلن عیاش کو اپنا نبی کیا، جس نے ایک یہودی فتنہ گر کو اپنا رسول کر کے بھیجا، جس کے پہلے فتنہ نے دنیا کو تباہ کر دیا۔

---

[1] احمد رضا خاں بریلوی، امام، فتاویٰ رضویہ (مطبوعہ شیخ غلام علی لاہور) ج ۱، ص ۲۸،

ایسے کو (خدا مانتا ہے) جو اس (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک بار دنیا میں لاکر دوبارہ لانے سے عاجز ہے۔ وہ جس نے ایک شعبدہ باز کی مسمریزم والی مکروہ حرکات، قابلِ نفرت حرکات جھوٹی بے ثبات کو اپنی آیاتِ بینات بتایا[1]

مرزا کا چاند ایسا بیٹا جس سے بادشاہ برکت حاصل کریں

ایسے کو (خدا مانتا ہے) جس نے اپنا سب پیارا بروزی خاتم النبیین دوبارہ قادیان میں بھیجا، مگر اپنی جھوٹ، فریب، تمسخر، ٹھٹول کی چالوں سے اس کے ساتھ بھی نہ چوکا، اس سے کہہ دیا کہ:

تیری جورو کے اس حمل سے بیٹا ہوگا جو انبیاء کا چاند ہوگا، بادشاہ اس کے کپڑوں سے برکت لیں گے۔ بروزی بے چارہ اس کے دھوکے میں آکر اسے اشتہاروں میں چھاپ بیٹھا، اسے تو یوں ملک بھر میں جھوٹا بننے کی ذلت و رسوائی اوڑھنے کے لیے یہ حمل دیا اور جھٹ پٹ میں اُلٹی یہ کل پھرا دی بیٹی بنا دی، بروزی بے چارہ کو اپنی غلط فہمی کا اقرار چھاپنا پڑا اور اب دوسرے پیٹ کا منتظر رہا۔

اب کی یہ مسخرگی کی کہ بیٹا دے کر امید دلائی اور ڈھائی برس کے بچے ہی کا دم نکال دیا۔ نہ نبیوں کا چاند بننے دیا، نہ بادشاہوں کو اس کے کپڑوں سے برکت لینے دی۔ غرض کہ اپنے چہیتے بروزی کا جھوٹا کذاب ہونا خوب اچھالا اور اس پر مزہ یہ کہ عرش پر بیٹھا اس کی تعریفیں گا رہا ہے۔[2]

کیا محمدی بیگم کا نکاح اللہ تعالیٰ نے کر دیا تھا

مرزائے قادیانی کی جھوٹی نبوت کو محمدی بیگم کی وجہ سے سخت دھکا لگا۔ بقول مرزا غلام احمد قادیانی اسے الہام ہوا کہ اپنی (رشتے کی) بہن احمدی بیگم کی لڑکی محمدی بیگم کے ساتھ

---

[1] احمد رضا خاں بریلوی، امام: فتاویٰ رضویہ ج ۱، ص ۴۲
[2] ؎ ؎ ؎ ؎

نکاح کا پیغام بھیجو۔ بدقسمتی کہ پیغام رد کر دیا گیا۔ مرزا صاحب نے دھمکیاں دیں کہ اگر اس کا نکاح دوسری جگہ کر دیا گیا، تو اڑھائی سال میں اس کا باپ مر جائے گا اور تین سال میں اس کا شوہر ہلاک ہو جائے گا یا اس کے برعکس ہوگا۔ اب اس سے آگے امام احمد رضا خاں کا بیان پڑھیے، فرماتے ہیں:

"اب قادیانی کے ساختہ خدا کو اور شرارت سوجھی، چٹ بروزی (مرزا) کو وحی بھیج دی کہ زَوَّجْنٰکَھَا محمدی (بیگم) سے ہم نے تیرا نکاح کر دیا۔ اب کیا تھا بروزی جی ایمان لے آئے کہ اب محمدی کہاں جا سکتی ہے، یوں جل دے کر بروزی کے مُنہ سے اسے اپنی منکوحہ چھپوا دیا تاکہ وہ حد بھر کی ذلت جو ایک چمار بھی گوارا نہ کرے کہ اس کی جورو اس کے جیتے جی دوسرے کی بغل میں، یہ مرتے وقت بروزی کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہو اور رہتی دنیا تک بیچارے کی فضیحت و خواری و بے عزتی و کذابی کا ملک میں ڈنکا ہو، ادھر تو عابد و معبود کی یہ جی بازی ہوئی، اُدھر سلطان محمد آیا اور نہ عابد کی چلنے دی اور نہ معبود کی، بروزی جی کی آسمانی جورو سے بیاہ کر، سے تھلے، یہ جا وہ جا، چلتا بنا، ڈھائی تین برس پر موت دینے کا وعدہ تھا وہ بھی جھوٹا گیا، الٹے بروزی جی زمین کے نیچے چل بسے وغیرہ وغیرہ خرافاتِ ملعونہ۔

یہ ہے قادیانی اور اس کا ساختہ خدا۔ کیا وہ جانتا تھا یا اب اس کے پیرو جانتے ہیں؟ حَاشَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ"[1]

مرزائیوں کے احکام

امام احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں:

قادیانی مرتد، منافق ہیں، مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] احمد رضا خاں بریلوی، امام، فتاویٰ رضویہ، جلد اول، ص ۳، ۴

یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریاتِ دین میں کسی شے کا منکر ہے۔[1] قادیانی کے پیچھے نماز باطل محض ہے۔[2] قادیانی کو زکوٰۃ دینا حرام ہے اور اگر ان کو دے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔[3] قادیانی مرتد ہے اس کا ذبیحہ محض نجس و مردار حرام قطعی ہے۔[4] مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم و ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے۔[5]

۱۳۳۶ھ میں ایک استفتاء آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی لڑکی کا نکاح مرزائی سے کر دیا ہے، حالانکہ اسے علم ہے کہ تمام علمائے اسلام فتویٰ دے چکے ہیں کہ مرزائی کافر و ملحد ہیں۔ اس کے جواب میں امام احمد رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں،

"اگر ثابت ہو کہ وہ (لڑکی کا باپ) مرزائیوں کو مسلمان جانتا ہے، اس بناء پر یہ تقریب کی تو خود کافر و مرتد ہے۔ علمائے کرام حرمین شریفین نے قادیانی کی نسبت بالاتفاق فرمایا کہ مَنْ شَكَّ فِي عَذَابِهِ وَكُفْرِهِ فَقَدْ كَفَرَ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے، وہ بھی کافر۔

اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت و حیات کے سب علاقے اس سے قطع کر دیں۔ بیمار پڑے پوچھنے کو جانا حرام، مر جائے تو اس کے جنازے پر جانا حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام۔"[6]

۱۳۳۵ھ میں محمد عبدالواحد خاں مسلم ببئی اسلام پورہ نے سوال کیا کہ قادیانیوں سے کس پیرائے میں بحث کی جائے؟ اس کے جواب میں فرماتے ہیں،

---

[1] احمد رضا بریلوی، امام — احکام شریعت (مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی) حصہ اول ص ۱۱۲
[2] ایضاً — ״ ص ۱۲۸
[3] ایضاً — ״ ص ۱۳۹
[4] ایضاً — ״ ص ۱۲۲
[5] ایضاً — ״ ص ۱۷۷
[6] ایضاً — فتاویٰ رضویہ (مطبوعہ مبارکپور، اعظم گڑھ) ج ۶، ص ۵۱

نسب میں بھاری ذریعہ اس کے رد کا اول اول کلماتِ کفر پر گرفت ہے جو اس کی تصانیف میں برساتی حشرات الارض کی طرح اہلے گہلے پھر رہے ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہینیں، عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں، ان کی ماں طیبہ طاہرہ پر طعن اور یہ کہنا کہ یہودی کے جو اعتراض عیسیٰ اور ان کی ماں پر ہیں، اُن کا جواب نہیں (اس کے علاوہ متعدد گنواتے ہیں)

دوسرا بھاری ذریعہ ان خبیث پیشین گوئیوں کا جھوٹا پڑنا، جن میں بہت چمکتے روشن حرفوں سے لکھنے کے قابل دو واقعے ہیں، (۱) لڑکے کی پیدائش کی خبر نشر کی، لیکن لڑکی پیدا ہوئی (۲) محمدی بیگم سے نکاح کی پیش گوئی کی لیکن وہ بھی جھوٹی ہوئی، یہ دونوں واقعے اس سے پہلے بیان ہو چکے ہیں)

غرض اس کے کفر و کذب حد شمار سے باہر ہیں، کہاں تک گنے جائیں اور اس کے ہوا خواہ ان باتوں کو ٹالتے ہیں اور بحث کریں گے، تو کاہے میں کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتقال فرمایا، مع جسم اٹھائے گئے یا صرف روح؟ مہدی و عیسیٰ ایک ہیں یا متعدد؟ یہ ان کی عیاری ہوتی ہے۔ ان کفروں کے سامنے ان مباحث کا کیا ذکر؟[1] (ملخصاً)

کیا مرزا مجدد ہو سکتا ہے؟

ڈیرہ غازی خاں سے ۱۳۳۹ھ میں عبدالغفور صاحب نے ایک استفتاء بھیجا کہ ایک مرزائی قادیانی کا سوال ہے کہ ابن ماجہ کی حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر صدی کے بعد مجدد ضرور آئے گا" مرزا صاحب مجدد وقت ہے۔ یہی لاہوری پارٹی کا موقف ہے، اس کے جواب میں امام احمد رضا بریلوی نے فرمایا،

مجدد کا کم از کم مسلمان ہونا تو ضروری ہے اور قادیانی کافر و مرتد تھا، ایسا کہ تمام

---

[1] احمد رضا خاں بریلوی، امام: فتاویٰ رضویہ ج ۶، ص ۳۲ - ۳۱

علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا کہ مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَ عَذَابِہٖ فَقَدْ کَفَرَ۔ جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے، وہ بھی کافر، لیڈر بننے والوں کی ایک ناپاک پارٹی قائم ہوئی ہے جو گاندھی مشرک کو رہبر دین کا امام و پیشوا مانتے ہیں۔ گاندھی پیشوا ہو سکتا ہے نہ مجدد۔[1]

المعتمد المستند ۱۳۲۰ھ میں مولانا شاہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ کی عقائد میں تصنیف لطیف "المعتقد المنتقد" کی کتابت و طباعت کا سلسلہ جاری تھا، اسی اثناء میں مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس پر حاشیہ لکھنے کی فرمائش کی۔ امام احمد رضا بریلوی نے مختلف مقامات پر قلم برداشتہ عربی حاشیہ تحریر فرمایا، اپنے دور کے مبتدعین نو پیدا فرقوں کا ذکر کرتے ہوئے مرزائیوں کا بھی ذکر کیا۔ فرماتے ہیں:

اُن میں سے مرزائیہ بھی ہیں، ہم انہیں غلام احمد قادیانی کی نسبت سے غلامیہ کہتے ہیں، وہ اس زمانے میں پیدا ہونے والا دجال ہے۔ اس نے پہلے تو مسیح کے مماثل ہونے کا دعویٰ کیا، بے شک اس نے سچ کہا، وہ یقیناً مسیح دجال کذاب کا مثیل ہے۔

پھر اُس نے ترقی کی اور وحی کا دعویٰ کر دیا، بخدا یہ بھی سچ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا۔

"اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن بنائے انسانوں اور جنوں کے شیطان کہ ان میں سے ایک خفیہ طور پر جھوٹی بات دوسرے پر القاء کرتا ہے دھوکہ دینے کے لئے۔"

—— جہاں تک وحی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے اور اپنی کتاب براہین غلامیہ (براہین احمدیہ) کو کلام الٰہی قرار دینے والے کا تعلق ہے تو یہ بھی ابلیس کا القاء ہے کہ مجھ سے حاصل کر اور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دے۔

---

[1] احمد رضا خاں، بریلوی، امام: فتاویٰ رضویہ، ج ۶، ص ۸۱

پھر اس نے نبوت و رسالت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کہا اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ نازل کیا ہے،

اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ بِالْقَادِیَانِ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ

بے شک ہم نے اسے قادیان میں نازل کیا اور وہ حق کے ساتھ نازل ہوا

وہ کہتا ہے میں ہی وہ احمد ہوں جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی اور اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر فرمایا،

مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُہٗٓ اَحْمَدُ

وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ تو اس آیت کا مصداق ہے

ھُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

پھر اس نے اپنے نفسِ خبیث کو بہت سے انبیاء و مرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہم وسلم سے افضل قرار دینا شروع کیا خصوصاً کلمۃ اللہ، روح اللہ اور رسول اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اپنے آپ کو افضل قرار دیا، وہ کہتا ہے ؎

ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور جب اس پر اعتراض کیا گیا کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مماثلت کا دعویٰ کرتے ہو تو وہ روشن معجزات کہاں ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے، مثلاً مردوں کو زندہ کرنا، مادرزاد نابینا اور برص کے مریض کو شفایاب کرنا اور مٹی کا پرندہ بنانا اور اس میں پھونک مارنا اور اس کا حکمِ خداوندی سے اُڑ جانا۔ تو اس نے جواب دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام یہ سب کچھ مسمریزم اور شعبدہ بازی کے زور سے کیا کرتے تھے اور اگر میں اس کو ناپسند نہ کرتا، تو میں بھی ایسے کام کر دکھاتا۔

اس کے چند مزید کفریات کا ذکر کر کے آخر میں فرماتے ہیں،

اُس کے علاوہ اس کے بہت سے ملعون کفر ہیں، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کے اور دیگر تمام دجالوں کے شر سے محفوظ فرمائے۔"[1]

حسام الحرمین ۱۳۲۴ھ میں امام احمد رضا بریلوی نے ایک استفتاء مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ کے علماء اہل سنت کی خدمت میں بھجوایا جس میں چند عبارات کے بارے میں سوال تھا کہ یہ کفریہ ہیں یا نہیں اور ان کے قائل پر بحکم شریعت کفر کا حکم ہے یا نہیں؟ ان میں سرِ فہرست مرزائیوں کا ذکر تھا[2] اس استفتاء کے جواب میں حرمین شریفین کے علماء نے بالاتفاق مرزائیوں اور مرزائی نوازوں کی تکفیر کی۔

اس کے علاوہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ نے عقیدۂ ختمِ نبوت اور ردِ مرزائیت میں مستقل رسائل بھی قلم بند فرمائے۔

جزاء اللہ عدوّہٗ اس تصنیف لطیف کا تعارف خود حضرت مصنف قدس سرہٗ کی زبانی سنیے، فرماتے ہیں:

"اللہ و رسول نے مطلقاً نفی نبوت تازہ فرمائی، شریعتِ جدیدہ وغیرہا کی کوئی قید کہیں نہ لگائی اور صراحۃً خاتم بمعنی آخر بتایا، متواتر حدیثوں میں اس کا بیان آیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اب تک تمام امتِ مرحومہ نے اس معنی ظاہر و متبادر و عموم و استغراق حقیقی تام پر اجماع کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تمام انبیاء کے خاتم ہیں اور اسی بناء پر سلفاً و خلفاً ائمہ مذاہب نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر کہا، کتبِ احادیث و تفسیر و عقائد و فقہ ان کے بیانوں سے گونج رہی ہیں۔

---

[1] احمد رضا خان بریلوی، امام: المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد (مکتبہ حامدیہ، لاہور) ص ۲۲۷-۹

[*] اس حاشیہ کا صحیح نام یہی ہے، کتابت کی غلطی سے المستند المعتمد چھپ گیا ہے۔ ۱۲ قادری

[2] احمد رضا بریلوی، امام: حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر والمین (مکتبہ نبویہ لاہور) ص ۷-۱۵

فقیر غفرلہ المولیٰ القدیر نے اپنی کتاب جَزَاءُ اللّٰہِ عَدُوَّہٗ بِاِبَائِہٖ خَتْمَ النُّبُوَّۃ"

۱۳۱۷ھ (دشمنِ خدا کے ختم نبوت کا انکار کرنے پر خدائی جزاء) میں اس مطلب ایمانی پر صحاح وسنن ومسانید ومعاجیم وجوامع سے ایک سو بیس حدیثیں اور تکفیرِ منکر پر ارشاداتِ ائمہ وعلمائے قدیم وحدیث وکتب عقائد واصول فقہ وحدیث سے تیس نصوص ذکر کیے، وللہ الحمد[1]

اَلْمُبِیْن خَتْمَ النَّبِیِّیْن ۱۳۲۶ھ میں بہار شریف سے مولانا ابوالطاہر نبی بخش نے ایک استفتاء بھیجا، جس میں دریافت کیا گیا کہ بعض لوگ

"خاتم النبیین" میں الف لام عہد خارجی قرار دیتے ہیں (یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعض انبیاء کے خاتم ہیں) اور بعض اُسے استغراقی قرار دیتے ہیں (اب مطلب یہ ہوگا کہ آپ تمام انبیاء کے خاتم ہیں) ان میں سے کس کا قول صحیح ہے؟

امام احمد رضا بریلوی نے اس کے جواب میں ایک مختصر رسالہ تحریر فرما دیا فرماتے ہیں:

"جو شخص لفظ خاتم النبیین میں النبیین کو اپنے عموم واستغراق پر نہ مانے بلکہ اسے کسی تخصیص کی طرف پھیرے اس کی بات مجنون کی بک یا سرسامی کی بہک ہے، اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ اس نے نص قرآنی کو جھٹلایا، جس کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص"[2]

پھر خاتم النبیین میں تاویل کی راہ کھولنے والوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں،

"آج کل قادیانی بک رہا ہے کہ خاتم النبیین سے ختم شریعت جدیدہ مراد ہے۔ اگر حضور کے بعد کوئی نبی اسی شریعت مطہرہ کا مُروِّج اور تابع ہو کر آئے کچھ حرج نہیں اور وہ خبیث اپنی نبوت جمانا چاہتا ہے"[3]

---

[1] احمد رضا بریلوی، امام: فتاوی رضویہ، ج ۶، ص ۵۹

[2] ایضاً: " " ص ۵۸

[3] ایضاً: " " ص ۵۸

قہرُ الدّیان علیٰ مرتد بقادیان یہ رسالہ بھی امام احمد رضا بریلوی کے رشحاتِ قلم سے ہے، اس میں ختم نبوت کے منکر، کلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن، جھوٹے مسیح مرزائے قادیانی کے شیطانی الہاموں کا رد کر کے عظمتِ اسلام کو اجاگر کیا ہے۔

اَلسُّوْءُ وَالْعِقَابُ ۱۳۲۰ھ میں امرتسر سے مولانا محمد عبدالغنی نے ایک استفتاء بھیجا۔ سوال یہ تھا کہ ایک مسلمان نے ایک مسلمہ عورت سے نکاح کیا، عرصہ تک باہمی معاشرت رہی، پھر مرد، مرزائی ہوگیا، تو کیا اس کی منکوحہ اس کی زوجیت سے نکل گئی ہے؟ ساتھ ہی امرتسر کے متعدد علماء کے جوابات منسلک تھے۔

امام احمد رضا خاں بریلوی نے اس کے جواب میں ایک رسالہ "اَلسُّوْءُ وَالْعِقَابُ عَلَی الْمَسِیْحِ الْکَذَّابِ" (جھوٹے مسیح پر عذاب و عقاب) قلمبند فرمایا جس میں دس وجہ سے مرزائے قادیانی کا کفر بیان کر کے فتاویٰ ظہیریہ، طریقہ محمدیہ، حدیقہ ندیہ، برجندی شرح نقایہ اور فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری) کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

"یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہٖ مرتدین کے احکام ہیں"

پھر سوال کا جواب ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں:

"شوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے۔ اب اگر بے اسلام لائے، اپنے اس قول و مذہب سے بغیر توبہ کیے یا بعد اسلام و توبہ بغیر نکاح جدید کیے، اس سے قربت کرے، زنائے محض ہو اور جو اولاد ہو یقیناً ولد الزنا ہو، یہ احکام سب ظاہر اور تمام کتب میں دائر و سائر ہیں۔"[1]

اَلْجُرَازُ الدَّیَّانِی یہ رسالہ امام احمد رضا بریلوی کی آخری تصنیف ہے۔ پیلی بھیت سے شاہ میر خاں قادری نے ۳ محرم ۱۳۴۰ھ کو ایک استفتاء بھیجا۔

---

[1] احمد رضا خاں بریلوی امام؛ السوء والعقاب (مسلم بک ڈپو ہاؤس، لاہور)، ص ۲۱

جس کے جواب میں آپ نے یہ رسالہ اَلْجُرَازُ الدَّیَّانِی عَلَی الْمُرْتَدِ الْقَادِیَانِی (قادیانی مُرتد پر خُدائی شمشیرِ بُرّاں) سُپردِ قلم فرمایا۔ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو آپ کا وصال ہوگیا۔

سائل نے ایک آیت اور ایک حدیث پیش کی تھی، جس سے قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال کرتے ہیں اور پوچھا تھا کہ اس استدلال کا جواب کیا ہے؟

امام احمد رضا بریلوی نے پہلے اعتراض کا جواب دینے سے پہلے سات فائدے بیان کیے، جن میں واضح کیا کہ مرزائی حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ کیوں اٹھاتے ہیں؟ دراصل مرزا کے ظاہر و باہر کفریات پر پردہ ڈالنے کے لیے ایک ایسے مسئلے میں الجھتے ہیں جس میں اختلاف آسان ہے پھر بھی یہ مسئلہ ان کے لیے مفید نہیں۔ پھر سات وجہ سے بتایا کہ یہ آیت قادیانیوں کی دلیل نہیں بن سکتی اور حدیث کو دلیل بنانے کے دو جواب دیئے۔

آپ کے صاحبزادے حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے ۱۳۱۵ھ میں ایک سوال کے جواب میں ایک کتاب "الصارم الربانی" تصنیف فرمائی جس میں مسئلہ حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کو تفصیل سے بیان کیا اور مرزا کے مثیلِ مسیح ہونے کا زبردست رد کیا۔

امام احمد رضا خاں بریلوی اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں:

اس ادعائے کاذب (مرزا کے مثیلِ مسیح ہونے) کی نسبت سہارن پور سے سوال آیا تھا جس کا ایک مبسوط جواب ولدِ عزیز فاضلِ نوجوان مولوی حامد رضا خاں محمد حفظہ اللہ نے لکھا اور بنام تاریخی "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" مسمّی کیا۔ یہ رسالہ حامیِ سنن، ماحیِ فتن، ندوہ شکن، ندوی افگن قاضی عبدالوحید صاحب حنفی فردوسی صِینَ عَنِ الْفِتَن نے اپنے رسالہ مبارکہ تحفہ حنفیہ میں کہ عظیم آباد (پٹنہ) سے ماہوار شائع ہوتا ہے، طبع فرمادیا۔

بحمد اللہ اس شہر میں مرزا کا فتنہ نہ آیا اور اللہ عزوجل قادر ہے کہ کبھی نہ لائے۔[1]

---

[1] امام رضا بریلوی: السوء والعقاب (مسلم کتابوی، داتا دربار مارکیٹ، لاہور) ص ۵-۶

مرزائے قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے قصرِ ختمِ نبوت میں نقب لگانے کی کوشش کی۔ علمائے اسلام نے حق کو واضح کیا اور اس کی کوششوں کو ناکام بنا دیا۔ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ نے جو استفتاء حرمین شریفین کے علماء کے سامنے پیش کیا تھا، اس میں مرزا کے خرافات کے ساتھ ساتھ اس قسم کی عبارات کا بھی تذکرہ تھا۔

"سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں، مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقامِ مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔"[1]

اسی طرح یہ عبارت:

"بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔"[2]

علمائے عرب نے ان عبارات کی بناء پر بھی کفر کا فتویٰ صادر کیا۔ یہ فتاویٰ حسام الحرمین میں چھپ چکے ہیں۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ امام احمد رضا بریلوی ختمِ نبوت کو کس قدر اہمیت دیتے تھے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ یہ اجماعی اور قطعی عقیدہ اس قدر اہم اور نازک ہے کہ اس سلسلے میں کسی رعایت کی گنجائش نہیں ہے۔

بے بنیاد الزام

صدرِ پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے کراچی کے ہوائی اڈے پر کہا،

---

[1] اس جگہ تقدم یا تاخر زمانی کے بالذات فضیلت ہونے کی نفی ہے، لیکن آئندہ عبارت میں کہا گیا ہے کہ مقامِ مدح میں وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اس میں نہ صرف بالذات بلکہ بالعرض فضیلت ہونے کی بھی نفی کر دی گئی ہے۔

[1] محمد قاسم نانوتوی، تحذیر الناس (کتب خانہ امدادیہ دیوبند) ص ۳

[2] ایضاً " " " " ص ۲۴

"آج کل کسی کو بدنام کرنا ہو تو اس پر قادیانی ہونے کا لیبل لگا دیا جاتا ہے۔ یہ بالعموم اس وقت کیا جاتا ہے جب موردِ الزام کے خلاف کوئی مواد دستیاب نہیں ہوتا"۔[1]

بالکل یہی حال مخالفین اہل سنت کا ہے، انہیں امام احمد رضا خاں بریلوی کو بدنام کرنے کے لیے مواد دستیاب نہیں ہوتا، تو یہاں تک کہنے سے بھی باز نہیں آتے۔

"مرزا غلام قادر بیگ جو انہیں (امام احمد رضا بریلوی کو) پڑھایا کرتے تھے۔ نبوت کے جھوٹے دعویدار مرزا غلام احمد قادیانی کے بھائی تھے"۔[2]

شیخ عطیہ محمد سالم نے اس جھوٹی بنیاد پر ایک اور عمارت کھڑی کرنے کی کوشش کی کہ وہ کہتے ہیں:

"اُن پر یہ بات صادق آتی ہے کہ انگریزی استعمار کی خدمت کرنے میں قادیانی اور بریلوی دونوں بھائی ہیں"۔[3]

گزشتہ صفحات میں امام احمد رضا خاں بریلوی کے فتاویٰ کی ایک جھلک پیش کی جا چکی ہے جو مرزائے قادیانی سے متعلق ہیں، ان کے باوجود ایسے گھناؤنے الزام لگانے والوں کے بارے میں یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ انہیں امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کے خلاف پروپیگنڈا کرنے کے لیے مواد دستیاب نہیں ہے۔ ورنہ جھوٹے الزامات کا سہارا ہرگز نہ لیتے۔

اس سلسلے میں چند امور قابلِ توجہ ہیں:

امام احمد رضا بریلوی نے چند ابتدائی کتابیں (میزان، منشعب وغیرہ) مرزا غلام قادر بیگ سے پڑھی تھیں، جبکہ ظہیر یہ تاثر دے رہے ہیں کہ وہی ان کے اُستاد تھے۔

---

[1] روزنامہ جنگ، لاہور، شمارہ ۱۱ رمئی ۱۹۸۴ء

[2] احسان الٰہی ظہیر: البریلویۃ (مطبوعہ لاہور) ص ۲۰-۱۹

[3] ایضاً، ؍؍ ؍؍ ؍؍ ص ۴

مرزائے قادیانی کا بھائی مرزا غلام احمد بیگ دنیا نگر کا معزول تھانیدار تھا،[1] جو پچپن برس کی عمر میں ۱۸۸۳ء میں فوت ہوا،[2] جبکہ امام احمد رضا بریلوی کے استاد مرزا غلام قادر بیگ رحمۃ اللہ تعالیٰ پہلے بریلی میں رہے، پھر کلکتہ چلے گئے اور بریلی سے بذریعہ استفسار رابطہ رکھتے رہے۔

ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری فرماتے ہیں،

"میں نے جناب مرزا صاحب مرحوم و مغفور (مرزا غلام قادر بیگ) کو دیکھا تھا گورا چٹا رنگ عمر تقریباً اسی سال، داڑھی، سر کے بال ایک ایک کر کے سفید، عمامہ باندھے رہتے تھے۔ جب کبھی اعلیٰ حضرت کے پاس تشریف لاتے، اعلیٰ حضرت بہت ہی عزت و تکریم کے ساتھ پیش آتے۔ ایک زمانہ میں جناب مرزا صاحب کا قیام کلکتہ امر تلالین میں تھا، وہاں سے اکثر سوالات جواب طلب بھیجا کرتے۔ فتاویٰ میں اکثر استفسار ان کے ہیں۔ انہیں کے ایک سوال کے جواب میں اعلیٰ حضرت نے رسالہ مبارکہ "تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین" تحریر فرمایا ہے۔"[3]

فتاویٰ رضویہ مطبوعہ مبارک پور انڈیا جلد سوم کے ص ۸ پر ایک استفسار ہے جو مرزا غلام قادر بیگ کا ۲۱ جمادی الآخرہ ۱۳۱۴ھ کا بھیجا ہوا ہے۔

ان تفصیلات کے مطابق معمولی سوجھ بوجھ والا آدمی بھی اس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ مرزائے قادیانی کا بڑا بھائی اور امام احمد رضا بریلوی کے استاد قطعاً دو الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ وہ قادیان کا معزول تھانیدار، یہ مدرس طالب مولوی، وہ پچپن سال کی عمر میں مر گیا۔ یہ اسی سال کی عمر میں حیات تھے۔ وہ ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء میں فوت ہوا، یہ ۱۳۱۴ھ/۱۸۹۷ء میں حیات تھے، کیونکہ عادۃً ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ وہ ۱۸۸۳ء میں چل بسے ہوں اور وفات کے چودہ سال بعد ۱۸۹۷ء میں کلکتہ سے بریلی استفسار بھیج دیا ہو۔

---

[1] ابو القاسم رفیق دلاوری: رئیس قادیان (مجلس ختم نبوت، ملتان) ج ۱ ص ۱۱

[2] ایضاً: ص ۱۴

[3] محمد ظفر الدین بہاری، ملک العلماء: حیاتِ اعلیٰ حضرت (مکتبہ رضویہ کراچی) ج ۱ ص ۳۲

پروفیسر محمد ایوب قادری لکھتے ہیں،

"یہ افترائے محض ہے، مرزا غلام قادر بیگ بریلوی قطعاً دوسری شخصیت ہیں، میں تفصیلی جواب ارسال خدمت کروں گا، اطمینان فرمائیے۔" [1]

تشکر — پیش نظر نایاب رسالہ "الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی" حضرت اقدس مولانا تقدس علی خان مدظلہ، شیخ الجامعہ، جامعہ راشدیہ پیر جو گوٹھ (سندھ) کی عنایت سے دستیاب ہوا۔ ۱۹۸۲ء میں جب آپ عرس اعلیٰ حضرت کے موقع پر بریلی شریف تشریف لے گئے تو محض یہ رسالہ حاصل کرنے کے لیے بریلی سے پیلی بھیت گئے اور واپسی پر لاہور یہ رسالہ عنایت فرماتے گئے۔

مولانا اظہار اللہ ہزاروی سلمہٗ (ریسرچ سکالر) نے اس رسالہ پر تخریج کا کام کیا ہے۔ آیات و احادیث اور دیگر عبارات کے حوالوں کی نشان دہی کی ہے۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری
جامعہ نظامیہ رضویہ،
لوہاری منڈی لاہور، پاکستان

۱۵ر شعبان المعظم ۱۴۰۴ھ
۱۷ر مئی ۱۹۸۴ء

---

[1] مکتوب بنام راقم، تحریر ۱۳ر مئی ۱۹۸۳ء

نوٹ، افسوس کہ ۱۳ر نومبر ۱۹۸۳ء کو پروفیسر قادری صاحب ایک ایکسیڈنٹ میں جاں بحق ہو گئے، اس لیے انہیں تفصیلاً لکھنے کا موقع نہ مل سکا۔ ۱۲ شرف قادری

السوء والعقاب علی المسیح الکذّاب

۱۳۲۰ھ

مسئلہ : از امرتسر کٹرہ گربا سنگھ کوچہ ٹنڈا شاہ، مرسلہ جناب مولانا مولوی محمد عبدالغنی صاحب واعظ

۲۱ ربیع الاول شریف ۱۳۲۰ھ

باسمہٖ سبحٰنہٗ :

مستفتی نے ظاہر کیا کہ ایک شخص نے درانحالیکہ مسلمان تھا ایک مسلمہ سے نکاح کیا، زوجین ایک عرصہ تک باہم معاشرت کرتے رہے، اولاد بھی ہوئی، اب کسی قدر عرصہ سے شخص مذکور مرزا قادیانی کے مریدوں میں منسلک ہو کر صبغ عقائد کفریۂ مرزائیہ سے مصطبغ ہو کر علی رؤس الاشہاد ضروریاتِ دین سے انکار کرتا رہتا ہے، اب مطلوب عن الاظہار یہ ہے کہ شخص مذکور شرعاً مرتد ہو چکا اور اس کی منکوحہ اس کی زوجیت سے علیحدہ ہو چکی اور منکوحۂ مذکورہ کا کل مہر معجل ہو مؤجل زید مذکور کے ذمہ ہے، اولادِ صغار اپنے والد مرتد کی ولایت سے نکل چکی یا نہ؟ بیّنوا توجروا۔

خلاصہ جواباتِ امرتسر

(۱) شخص مذکور بباعث آنکہ ہم عقیدہ مرزا کا ہے جو باتفاق علمائے دین کافر ہے، مرتد ہو چکا، منکوحہ زوجیت علیحدہ ہو چکی، کل مہر بذمہ مرتد واجب الادا ہو چکا، مرتد کو اپنی اولادِ صغار پر ولایت نہیں۔

ابو محمد زبیر غلام رسول الحنفی القاسمی عفی عنہ

(۲) شک نہیں کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو رسول اللہ، نبی اللہ کہتا ہے اور اس کے مرید اس کو نبی مرسل جانتے ہیں اور دعوٰی نبوت کا بعد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بالاجماع کفر ہے، جب اس طائفے کا ارتداد ثابت ہوا، پس مسلمہ ایسے شخص کے نکاح سے خارج ہوتی ہے، عورت کو مہر ملنا ضروری ہے اور اولاد کی ولایت بھی ماں کا حق

ہے۔ عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی

(۳) لایشک فی ارتداد من نسب المسمریزم الذی ھو من اقسام السحر الی الانبیاء علیھم السلام واھان روح اللہ عیسی بن مریم علیھما السلام وادعی النبوۃ وغیرھا من الکفریات کالمرزا فنکاح المسلمۃ لاشک فی فسخہ لکن لھا المھر والاولاد الصغار۔

ابوالحسن غلام مصطفٰی عفی عنہ

(۴) شک نہیں کہ مرزا کے معتقدات کا معتقد مرتد ہے، نکاح منفسخ ہوا، اولاد عورت کو دی جائیگی، عورت کامل مہر لے سکتی ہے۔ ابومحمد یوسف غلام محی الدین عفی عنہ

(۵) آنچہ علمائے کرام از عرب وہند وپنجاب در تکفیرِ مرزا قادیانی ومعتقدانِ وے فتوٰی دادہ اند، ثابت وصحیح ست، قادیانی خود را نبی ومرسلِ یزدانی قرار مے دہد وتوہین وتحقیرِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وانکارِ معجزات شیوۂ اوست کہ از تحریراتش ہویدا وظاہر است (نقل عباراتِ ازالہ کہ از رسائلِ مرزا ست) احقر عباد اللہ العلی واعظ محمد عبدالغنی

(۶) احقر العباد خدا بخش امام مسجد شیخ خیرالدین۔

(۷) شک نہیں کہ مرزا قادیانی مدعی نبوت ورسالت ہے (نقل عبارات کثیرہ ازالہ وغیرہا تحریراتِ مرزا) پس ایسا شخص کافر تو کیا میرا جدان یہی کہتا ہے کہ اس کو خدا پر بھی ایمان نہیں۔ ابوالوفاء ثناء اللہ کفاہ اللہ، مصنف تفسیر ثنائی امرتسری۔

(۸) قادیانی کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ضروریاتِ دین سے انکار ہے نیز دعوٰی رسالت کا بھی چنانچہ (ایک غلطی کا ازالہ) میں اس نے صراحۃً لکھا ہے کہ میں رسول ہوں، لہٰذا غلام احمد اور اس کے معتقدین بھی کافر بلکہ اکفر ہوئے، مرتد کا نکاح فسخ ہوجاتا ہے، اولادِ صغار والد کے حق سے نکل جاتی ہے، پس مرزائی مرتد سے اولاد لے لینی چاہئے اور مہر معجّل اور مؤجّل لے کر عورت کو اس سے علیحدہ کرنا چاہئے۔ ابوتراب محمد عبدالحق امرتسر بازار صابونیاں

(۹) مرزائی مرتد ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے منکر معجزات کو مسمریزم تحریر کیا ہے، مرزا کافر ہے، مرزا سے جو دوست ہو یا اس کے دوست سے دوست، وہ بھی کافر مرتد ہے۔ صاحبزادہ صاحب سید ظہور الحسن قادری فاضلی سجادہ نشین حضرات سادات جیلانی، بٹالہ شریف۔

(۱۰) آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت و رسالت کا دعوےٰ اور ضروریات دین کا انکار بے شک کفر و ارتداد ہے، ایسے شخص پر قادیانی ہو یا غیر، مرتدوں کے احکام جاری ہوں گے۔ نور احمد عفی عنہ

از جناب مولانا مولوی محمد عبد الغنی صاحب امرتسری بنام سامی حضرت عالم اہلِ سنّت دام ظلہم العالی

بخدمت شریف جناب فیض مآب قامع فساد و بدعات دافع جہالت و ضلالات مفخر العلماء الحنفیہ قاطع اصول الفرقۃ الضالۃ النجدیہ مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب متعنا اللہ بعلمہ

تحفہ تحیات و تسلیمات مسنونہ رسانیدہ مکشوف ضمیر مہر انجلا آنکہ چوں دریں بلاد از مدتِ مدیدہ بہ ظہورِ دجال کذاب قادیانی فتور و فساد برخاستہ است بموجب حکم آزادگی بہیچ صورتے در جنگ علماء آں دہرے راہزنِ دینِ اسلام نمی آید۔ اکنوں ایں واقعہ در خانہ یک شخصِ حنفی شد کہ زنے مسلمہ در عقدِ شخصے بودہ، آں مرد مرزائی گردید۔ زنِ مذکورہ از وے ایں کفریات شنیدہ، گریز نمودہ بخانۂ پدر رسید لہٰذا برائے آں و برائے سدِ آئندہ و تنبیہ مرزائیاں فتوےٰ ہمراہ طبع کردہ آئید۔ امید کہ آنحضرت ہم بمہر و دستخط شریف خود مزین فرمائید کہ باعثِ افتخار باشد۔ سفیر از ندوہ کدام مولوی غلام محمد ہوشیار پوری وارد امرتسر از مدتِ دو ماہ شدہ است، فتوائے ہٰذا نزد وے فرستادم، مشار الیہ دستخط نمود و گفت اگر دریں فتوےٰ دستخط کنم ندوہ از من بیزار شود، خاکش بدہن ازیں جہت مردمانِ بلدہ را بسیار بدظنی درحقِ ندوہ مے شود، زیادہ چہ نوشتہ آید جزاکم اللہ عن الاسلام والمسلمین۔

الملتمس، بندۂ کثیر المعاصی واعظ محمد عبد الغنی از امرتسر کٹرہ گربا سنگھ کوچہ ٹنڈا شاہ

الجواب

الحمد لله وحدہ و الصلوٰۃ و السلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ وعلیٰ

الہٖ وصحبہ المکرمین عندہ رب انی اعوذ بک من ھمزات الشیٰطین

واعوذ بک رب ان یحضرون۔

اللہ عزوجل دینِ حق پر استقامت عطا فرمائے اور ہر ضلال و وبال و نکال سے

بچائے، قادیانی مرزا کا اپنے آپ کو مسیح ومثیلِ مسیح کہنا تو شہرۂ آفاق ہے اور بحکم آنکہ ؏

عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

فقیر کو بھی اس دعوے سے اتفاق ہے، مرزا کے مسیح ومثیلِ مسیح ہونے میں

اصلاً شک نہیں مگر لا واللہ نہ مسیح کلمۃ اللہ علیہ صلوٰۃ اللہ بلکہ مسیح دجال علیہ اللعن والنکال پہلے

اس ادعائے کاذب کی نسبت سہار نپور سے سوال آیا تھا جس کا ایک مبسوط جواب ولدِ اعز

فاضلِ نوجوان مولوی حامد رضا خاں محمد حفظہ اللہ تعالےٰ نے لکھا اور بنام تاریخی "الصارم الربانی

علی اسراف القادیانی" مسمےٰ کیا۔ یہ رسالہ حامیِ سنن ماحیِ فتن ندوہ شکن ندوی فگن، مکرمنا قاضی

عبدالوحید صاحب حنفی فردوسی، عصمین عن الفتن، نے اپنے رسالہ مبارکہ تحفۂ حنفیہ میں کہ عظیم آباد

سے ماہوار شائع ہوتا ہے، طبع فرما دیا۔ بحمد اللہ تعالےٰ اس شہر میں مرزا کا فتنہ نہ آیا اور اللہ

عزوجل قادر ہے کہ کبھی نہ لائے، اس کی تحریرات یہاں نہیں ملتیں، مجیب ہفتم نے جو اقوالِ

ملعونہ اس کی کتابوں سے بہ نشانِ صفحات نقل کئے، مثیلِ مسیح ہونے کے ادعا کو شناعت و

نجاست میں ان سے کچھ نسبت نہیں، ان میں صاف صاف انکارِ ضروریاتِ دین اور بوجوہ

کثیرہ کفر وارتداد مبین ہے، فقیر ان میں سے بعض کی اجمالی تفصیل کرے گا۔

کفرِ اول: مرزا کا ایک رسالہ ہے جس کا نام "ایک غلطی کا ازالہ" ہے، اس کے صفحہ ٦٧٣ پر

لکھتا ہے "میں احمد ہوں جو آیت مبشرا برسول یاتی من بعدی

اسمہ احمد" میں مراد ہے۔ آیۂ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا مسیح ربانی

عیسٰے بن مریم روح اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ مجھے اللہ عزّ وجل نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، توریت کی تصدیق کرتا اور اس رسول کی خوشخبری سناتا جو میرے بعد تشریف لانے والا ہے جس کا نام احمد ہے، صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم۔ ازالہ کے قولِ ملعونِ مذکور میں صراحۃً ادّعا ہوا کہ وہ رسولِ پاک جن کی جلوہ افروزی کا مژدہ حضرتِ مسیح لائے، معاذ اللہ مرزا قادیانی ہے۔

کفرِ دوم: "توضیحِ مرام" میں لکھا[1] ہے کہ میں محدِّث ہوں اور محدِّث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔[ع]

ع لا الٰہ الا اللہ لقد کذب عدو اللہ ایہا المسلمون، سید المحدثین امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ ہیں کہ انہی کے واسطے حدیث محدثین آئی وانہی کے صدقے میں ہم نے اس پر اطلاع پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے فرمایا قد کان فیما مضی قبلکم من الامم اناس محدثون فان یکن فی امتی منہم احد فانہ عمر بن الخطاب "اگلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے یعنی فراستِ صادقہ والہام حق والے، اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہوگا تو وہ ضرور عمر ہے، رضی اللہ تعالٰے عنہ" رواہ احمد والبخاری عن ابی ھریرۃ واحمد ومسلم والترمذی[2] والنسائی عن ام المؤمنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما۔ فاروقِ اعظم نے نبوت کے کوئی معنے نہ پائے صرف ارشاد آیا لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب "اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو ضرور عمر ہوتا" رواہ[3] احمد والترمذی والحاکم عن عقبۃ بن عامر والطبرانی فی الکبیر عن عصمۃ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہما مگر پنجاب کا محدث حادث کہ حقیقۃً نہ محدث ہے نہ محدث، یہ ضرور ایک معنے پر نبی ہوگیا الا لعنۃ اللہ علی الکذبین والعیاذ باللہ رب العلمین۔

[1] مرزا غلام احمد قادیانی توضیح المرام مطبع ریاض الہند امرتسر ص ۱۶

[2] ابو عیسٰے ترمذی ترمذی شریف مطبع امین کمپنی دہلی ج ۲ ص ۲۱۰

[3] امام حاکم مستدرک دار الفکر بیروت ج ۳ ص ۸۵ و امام ترمذی ترمذی شریف مطبع امین کمپنی دہلی ج ۲ ص ۲۰۹

کفرِ سوم: "دافع البلاء"[1] میں لکھتا ہے "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"
کفرِ چہارم: مجیبِ مجسم نے نقل کیا: ونیز میگوید کہ "خدا نے تعالٰے نے براہینِ احمدیہ میں اس عاجز کا نام اُمتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی"۔ ان اقوالِ خبیثہ میں: اوّلاً کلامِ الٰہی کے معنٰی میں صریح تحریف کی کہ معاذ اللہ آیہ کریمہ میں یہ شخص مراد ہے نہ حضور صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم۔

ثانیاً: نبی اللہ ورسول اللہ وکلمۃ اللہ عیسٰے رُوح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افترا کیا کہ وہ اس کی بشارت دینے کو اپنا تشریف لانا بیان فرماتے تھے۔

ثالثاً: اللہ عزوجل پر افترا کیا کہ اس نے عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس شخص کی بشارت دینے کے لیے بھیجا اور اللہ عزوجل فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ[2] "بے شک جو لوگ اللہ عزوجل پر بہتان اٹھاتے ہیں، فلاح نہ پائیں گے" اور فرماتا ہے اِنَّمَا یَفْتَرِی الْكَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ[3] "ایسے افترا وہ باندھتے ہیں جو بے ایمان کافر ہیں"

رابعاً: اپنی گھڑی ہوئی کتاب براہینِ غلامیہ کو اللہ عزوجل کا کلام ٹھہرایا کہ خدائے تعالٰے نے براہینِ احمدیہ میں یوں فرمایا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَیْدِیْهِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِیَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَیْدِیْهِمْ وَوَیْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا یَكْسِبُوْنَ[4] "خرابی ہے ان کے لئے جو اپنے ہاتھوں کتاب لکھیں پھر کہہ دیں یہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ اس کے بدلے کچھ ذلیل قیمت حاصل کریں، سو خرابی ہے ان کے لئے ان کے لکھے ہاتھوں سے

---

[1] مرزا غلام احمد قادیانی دافع البلاء، ضیاءالاسلام، قادیان ص ۳۶ [2] النحل ۱۱۶
[3] النحل ۱۰۵ [4] البقرہ ۷۹

اور خرابی ہے ان کے لئے اس کمائی سے"۔

ان سب سے قطع نظر ان کلماتِ ملعونہ میں صراحۃً اپنے لئے نبوت و رسالت کا ادعائے قبیحہ ہے اور وہ باجماعِ قطعی کفرِ صریح ہے۔ فقیر نے رسالہ "جزی اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ" خاص اسی مسئلے میں لکھا اور اس میں آیتِ قرآنِ عظیم اور ایک سو دس حدیثوں اور تیس نصوں کو جلوہ دیا اور ثابت کیا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرضِ اجل و جزءِ ایقان ہے، وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ نصِ قطعی قرآن ہے، اس کا منکر نہ منکر بلکہ شک کرنیوالا، نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس عقیدۂ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہونے میں شک و تردد کو راہ دے، وہ بھی کافر ہیں، الکفر جلی الکفران ہے

قولِ دوم و سوم میں شاید وہ یا اس کے اذناب آجکل کے بعض شیاطین سے سیکھ کر تاویل کی آڑ لیں کہ یہاں نبی و رسول سے معنے لغوی مراد لیں یعنی خبر دار یا خبر دہندہ اور فرستادہ۔ مگر یہ محض ہوس ہے۔

اوّلاً صریح لفظ میں تاویل نہیں سنی جاتی۔ فتاوٰے خلاصہ و فصولِ عمادیہ و جامع الفصولین و فتاوٰے ہندیہ وغیرہا میں ہے:

واللفظ للعمادی قال قال انا رسول اللہ او قال بالفارسیۃ

من پیغمبرم یرید بہ من پیغام مے برم یکفر[1]

"یعنی اگر کوئی اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہے یا کہے میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ لے کر میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی ہوں، کافر ہو جائیگا"۔

---

[1] فتاوٰے عالمگیری نورانی کتب خانہ، پشاور ج ۲ ص ۲۶۳

امام قاضی عیاض کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں فرماتے ہیں:-

قال احمد بن سلیمان صاحب سحنون رحمهما الله تعالیٰ فی رجل قیل له لا و حق رسول الله فقال فعل الله برسول الله کذا و کذا و ذکر کلاما قبیحا فقیل له ما تقول یا عدو الله فی حق رسول الله فقال له اشد من کلامه الاول ثم قال انما اردت برسول الله العقرب فقال ابن ابی سلیمان للذی سأله اشهد علیه و انا شریکك یرید فی قتله و ثواب ذلك قال حبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل[1]۔

"یعنی امام احمد بن ابی سلیمان تلمیذ و رفیق امام سحنون رحمہما اللہ تعالیٰ سے ایک مرد کی نسبت کسی نے پوچھا کہ اس سے کہا گیا تھا، رسول کے حق کی قسم! اس نے کہا اللہ، رسول اللہ کے ساتھ ایسا ایسا کرے، اور ایک بد کلام ذکر کیا، کہا گیا اے دشمن خدا تو رسول اللہ کے بارے میں کیا بکتا ہے؟ تو اس سے بھی سخت تر لفظ بکا، پھر بولا میں نے تو رسول اللہ سے بچھو مراد لیا تھا، امام ابن ابی سلیمان نے مستفتی سے فرمایا تم اس پر گواہ ہو جاؤ اور اسے سزائے موت دلانے اور اس پر ثواب ملے گا اس میں میں تمہارا شریک ہوں یعنی تم حاکم شرع کے حضور اس پر شہادت دو اور میں بھی سعی کروں گا کہ ہم تم دونوں بحکم حاکم اسے سزائے موت دلانے کا ثواب عظیم پائیں۔ امام حبیب بن ربیع نے فرمایا یہ اس لئے کہ کھلے لفظ میں تاویل کا دعوے مسموع نہیں ہوتا۔"

مولانا علی قاری شرح شفاء میں فرماتے ہیں:-

---

[1] قاضی عیاض: شفاء شریف ج ۲ ص ۲۰۹

ثم قال انما اردت برسول الله العقرب فانه ارسل من عند الحق وسلط على الخلق تاويلا للرسالة العرفية بالارادة اللغوية وهو مردود عند القواعد الشرعية [1]

"یعنی وہ جو اس مردک نے کہا کہ میں نے بچھو مراد لیا۔ اس طرح اس نے رسالتِ عرفی کو معنے لغوی کی طرف ڈھالا کہ بچھو کو بھی خدا ہی نے بھیجا اور خلق پر مسلط کیا ہے اور ایسی تاویل قواعدِ شرع کے نزدیک مردود ہے۔"

علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں :۔

هذا حقيقة معنى الارسال وهذا مما لا شك فى معناه وانكاره مكابرة لكنه لايقبل من قائله ادعاءه انه مراده لبعده غاية البعد وصرف اللفظ عن ظاهره لايقبل كما لو قال انت طالق قال اردت محلولة غير مربوطة لايلتفت لمثله ويعد هذيانا اه ملتقطا [2]

"یعنی یہ لغوی معنے جن کی طرف اس نے ڈھالا، ضرور بلاشک حقیقی معنے میں اسکا انکار ہٹ دھرمی ہے باایں ہمہ قائل کا ادعاء مقبول نہیں کہ اس نے یہ معنے لغوی مراد لئے تھے اس لئے کہ یہ تاویل نہایت دور از کار ہے اور لفظ کا اس کے معنے ظاہر سے پھیرنا مسموع نہیں ہوتا جیسے کوئی اپنی عورت کو کہے تو طالق ہے اور کہے میں نے تو یہ مراد لیا تھا کہ تو کھلی ہوئی ہے بندھی نہیں ہے (کہ لغت میں طالق کشادہ کو کہتے ہیں) تو ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور اسے ہذیان سمجھا جائے گا۔"

---

[1] ملا علی قاری : شرح شفاء علی ہامش نسیم الریاض

[2] شہاب الدین خفاجی : مطبوعہ دار الفکر بیروت ج ۴ ص ۳۴۳

ثانیاً: وہ بالیقین ان الفاظ کو اپنے لئے مدح وفضل جانتا ہے نہ ایک ایسی عام بات کہ ؎

دندانِ تو جملہ در دہانند　　　چشمانِ تو زیرِ ابروانند

کوئی عاقل بلکہ نیم پاگل بھی ایسی بات کو جو ہر انسان ہر بھنگی چمار بلکہ ہر کافر مرتد میں موجود ہو مجلِ مدح میں ذکر نہ کرے گا نہ اس میں اپنے لئے فضل وشرف جانے گا، بھلا کہیں براہینِ غلامیہ میں یہ بھی لکھا کہ سچا خدا وہی ہے جس نے مرزا کی ناک میں دو نتھنے رکھے، مرزا کے کان میں دو گھونگے بنائے یا خدا نے براہینِ احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی ناک ہونٹوں سے اوپر اور بھوؤں کے نیچے ہے کیا ایسی بات لکھنے والا پورا مجنوں پکا پاگل نہ کہلایا جائے گا اور شک نہیں کہ وہ معنے لغوی یعنی کسی چیز کی خبر رکھنا یا دنیا یا بھیجا ہوا ہونا۔ ان مثالوں سے بھی زیادہ عام ہیں، بہت جانوروں کے ناک کان بھوؤیں اصلاً نہیں ہوتیں مگر خدا کے بھیجے ہوئے وہ بھی ہیں، اللہ نے انہیں عدم سے وجود، نر کی پیٹھ سے مادہ کے پیٹ سے دنیا کے میدان میں بھیجا جس طرح اس مردک خبیث نے مجھ کو رسول بمعنے لغوی بنایا، مولوی معنوی قدس سرہ القوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ بخواں　　　مر ورا بے کار وبے فعلے مداں
کمتریں کارش ہر روز است آں　　　کو سہ لشکر کند ایں رواں
لشکرے زاصلاب سوئے امہات　　　بہر آں تا در رحم روید نبات
لشکرے زارحام سوئے خاکداں　　　تا زنر و مادہ پر گردد جہاں
لشکرے از خاکداں سوئے اجل　　　تا بہ بیند ہر کسے حسنِ عمل [1]

حق عزوجل فرماتا ہے فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ [2] "ہم نے فرعونیوں پر بھیجے طوفان اور ٹڈیاں اور جوئیں اور مینڈکیں اور

---

[1] مولانا رومی: مثنوی شریف　مطبع انجمن تحقیقاتِ فارسی ایران و پاکستان　دفتر اول　ص ۳۲۱

[2] الاعراف　۱۳۳

خون" کیا مرزا ایسی ہی رسالت پر فخر رکھتا جسے ٹیری اور مینڈک اور جوں اور کتے اور سور سب کو شامل ملنے گا، ہر جانور بلکہ ہر حجر وشجر بہت علوم سے خبردار ہے اور ایک دوسرے کو خبر دیتا بھی صحاح احادیث سے ثابت ہے حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی ان کی طرف سے فرماتے ہیں ؎

ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم — با شما نامحرماں ما خاشیم

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ [۱]

"کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو مگر ان کی تسبیح تمہاری سمجھ میں نہیں آتی"

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من شیء الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرۃ الجن والانس

"کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوا کافر جن اور آدمیوں کے"

رواہ الطبرانی فی الکبیر عن یعلی بن مرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصححہ خاتم الحفاظ [۲]

حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَمَكَثَ غَیْرَ بَعِیْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ یَّقِیْنٍ۔

"کچھ دیر ٹھہر کر ہدہد بارگاہِ سلیمانی میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے ایک بات وہ معلوم ہوئی ہے جس پر حضور کو اطلاع نہیں اور میں خدمتِ عالی میں ملکِ سبا سے ایک یقینی خبر لے کر حاضر ہوا ہوں"

---

[۱] بنی اسرائیل ۴۴

[۲] معجم طبرانی بحوالہ جامع صغیر جلال الدین سیوطی مع فیض القدیر مطبوعہ بیروت ج۵ ص ۴۸۲

حدیث میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

ما من صباح ولا رواح الا و بقاع الارض ینادی بعضہا بعضا یا جارۃ ھل مر بك الیوم عبد صالح صلی علیك او ذکر اللہ فان قالت نعم رأت ان لہا بذلك فضلا۔

"کوئی صبح اور شام ایسی نہیں ہوتی کہ زمین کے ٹکڑے ایک دوسرے کو پکار کر نہ کہتے ہوں کہ اے ہمسائے آج تیری طرف کوئی نیک بندہ ہو کر نکلا جس نے تجھ پر نماز پڑھی یا ذکر الٰہی کیا؟ اگر وہ ٹکڑا جواب دیتا ہے کہ ہاں تو بڑھنے والا ٹکڑا اعتقاد کرتا ہے کہ اسے مجھ پر فضیلت ہے۔"

رواہ الطبرانی فی الاوسط وابونعیم فی الحلیۃ عن انس رضی اللہ تعالی عنہ[1]

تو خبر رکھنا، خبر دینا سب کچھ ثابت ہے، کیا مرزا ہر اینٹ پتھر، ہر بت پرست کافر، ہر پرند چرند، ہر کتے سور کو بھی اپنی طرح نبی و رسول کہے گا؟ ہرگز نہیں، تو صاف روشن ہوا کہ معنی لغوی ہرگز مراد نہیں بلکہ یقیناً وہی شرعی و عرفی رسالت و نبوت مقصود اور کفر و ارتداد یقینی قطعی موجود۔

وبعبارۃ اُخریٰ، معنے کے چار ہی قسم ہیں لغوی، شرعی، عرفی عام یا خاص۔ یہاں عرفِ عام تو بعینہٖ وہی معنی شرعی ہے جس پر کفر قطعاً حاصل اور ارادۂ لغوی کا ادّعاء یقیناً باطل؛ اب یہی رہا کہ فریب دہی عوام کو یوں کہہ دے کہ میں نے اپنی خاص اصطلاح میں نبی رسول کے معنے اور رکھے ہیں جن میں مجھے سگ و خوک سے امتیاز بھی ہے اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وصفِ نبوت میں اشتراک بھی نہیں مگر حاش للہ! ایسا باطل ادعاء اصلاً شرعاً عقلاً عرفاً کسی طرح باد ہشت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا، ایک ایسی جگہ لغت و شرع و عرفِ علم

---

[1] معجم اوسط طبرانی وحلیۃ الاولیاء لابی نعیم بحوالہ جامع صغیر مع فیض القدیر امام جلال الدین سیوطی مطبوعہ بیروت ج ۵ ص ۴۸۵

سب سے الگ اپنی نئی اصطلاح کا مدعی ہونا قابلِ قبول ہو تو کبھی کسی کافر کی کسی سخت سی سخت بات
پر گرفت نہ ہو سکے، کوئی مجرم کسی معظم کی کیسی ہی شدید توہین کر کے مجرم نہ ٹھہر سکے کہ ہر ایک کو اختیار ہے
اپنی کسی اصطلاح خاص کا دعوٰے کر دے جس میں کفر و توہین کچھ نہ ہو۔ کیا زید کہہ سکتا ہے خدا دو ہیں،
جب اس پر اعتراض ہو کہہ دے، میری اصطلاح میں ایک کو دو کہتے ہیں، کیا عمرو جنگل میں سور کو
بھاگتا دیکھ کر کہہ سکتا ہے وہ قادیانی بھاگا جاتا ہے۔ جب کوئی مرزائی گرفت چاہے، کہہ دے،
میری مراد وہ نہیں جو آپ سمجھے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے یا جنگلی کو قادیانی کہتے ہیں، اگر کہیے
کوئی مناسبت بھی تو جواب دے کہ اصطلاح میں مناسبت شرط نہیں لامشاحۃ فی الاصطلاح
اگر سب جگہ منقول ہونا کیا ضرور، لفظ مرتجل بھی ہوتا ہے جس میں معنی اول سے مناسبت اصلا منظور
نہیں۔ معہذا قادی بمعنے جلدی کنندہ ہے یا جنگل سے آنے والا، قاموس میں ہے قدت
قادیۃ جاء قوم قد اقحموا من البادیۃ والفرس قدیانا سرع [١]
قادیان اس کی جمع اور قادیانی اس کی طرف منسوب یعنی جلدی کرنے والوں یا جنگل سے
آنے والوں کا ایک۔ اس مناسبت سے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے جنگلی کا نام قادیانی
ہوا۔ کیا زید کی وہ لفتہ پر کسی مسلمان، یا عمرو کی یہ توجیہ کسی مرزائی کو مقبول ہو سکتی ہے؟ حاشا و کلا
کوئی عاقل ایسی بناوٹوں کو نہ مانے گا بلکہ اسی پر کیا موقوف اور اصطلاح خاص کا ادعا مسموع
ہو جائے تو دین و دنیا کے تمام کارخانے درہم برہم ہوں، عورتیں شوہروں کے پاس سے
نکل کر جس سے چاہیں نکاح کر لیں کہ ہم نے تو ایجاب و قبول نہ کیا تھا، اجازت لیتے وقت
ہاں کہا تھا، ہماری اصطلاح ہاں بمعنے ہوں یعنی کلمہ جزر و انکار ہے۔ لوگ بیعنامے
لکھ کر رجسٹری کرا کر جائیدادیں چھین لیں کہ ہم نے تو بیع نہ کی تھی، بیچا لکھا تھا، ہماری اصطلاح
میں عاریت یا اجارے کو بیچنا کہتے ہیں الی ذلک من فسادات لاتحصی تو ایسی جھوٹی

---

[١] محمد بن یعقوب : قاموس مکتبہ مصطفی البابی، مصر ج ٤ ص ٣٧٩

تاویل والا خود اپنے معاملات میں اسے نہ مانے گا، کیا مسلمان کو زن و مال اللہ و رسول سے زیادہ پیارے ہیں کہ جورو اور جائیداد کے باب میں تاویل نہ سنے اور اللہ و رسول کے معاملے میں ایسی ناپاک بناوٹیں قبول کریں لا الہ الا اللہ مسلمان ہرگز ایسے مردود بہانوں پر التفات بھی نہ کریں گے انہیں اللہ و رسول اپنی جان اور تمام جہان سے زیادہ عزیز ہیں وللہ الحمد جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، خود ان کا رب جل وعلا قرآنِ عظیم میں ایسے بیہودہ عذروں کا دربار جلا چکا ہے، فرماتا ہے قُلْ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ "ان سے کہہ دو بہانے نہ بناؤ، بیشک تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد" والعیاذ باللہ تعالیٰ رب العالمین۔

ثالثاً کفر چہارم میں امتی و نبی کا مقابلہ صاف اسی معنی شرعی و عرفی کا تعین کرتا ہے۔

رابعاً کفر اول میں تو کسی چھچھے اذعائے تاویل کی بھی گنجائش نہیں، آیت میں قطعاً معنی شرعی ہی مراد ہیں نہ لغوی نہ اس شخص کی کوئی اصطلاح خاص اور اسی کو اس نے اپنے نفس کے لئے مانا تو قطعاً یقیناً بمعنے شرعی ہی اپنے نبی اللہ و رسول اللہ ہونے کا مدعی اور ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کا منکر اور باجماع قطعی جمیع امت مرحومہ مرتد و کافر ہوا، سچ فرمایا سچے خدا کے سچے رسول سچے خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہ عنقریب میرے بعد آئیں گے ثلثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی "تیس دجال کذاب کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی[1] حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں امنت امنت صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم اسی لئے فقیر نے عرض کیا تھا کہ مرزا ضرور مثیلِ مسیح ہے مصدق بلکہ مسیح دجال کا کہ ایسے مدعیوں کو یہ لقب خود بارگاہِ رسالت سے عطا ہوا العیاذ باللہ رب العالمین۔

---

[1] امام احمد بن حنبل، مسند امام احمد مطبوعہ بیروت ج۵ ص ۳۹۶

کفر پنجم : دافع البلاء صفحہ ۱۳ پر حضرت مسیح علیہ الصلاۃ والسلام سے اپنی برتری کا اظہار کیا ہے۔ [۱]

کفر ششم : اسی رسالہ کے صفحہ ۲۰ پر لکھا ہے [۲]

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑدو اس سے بہتر غلام احمد ہے

کفر ہفتم : اشتہار معیار الاخیار میں لکھا ہے "میں بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں" یہ ادعا بھی باجماع قطعی کفر وارتداد یقینی ہیں۔

فقیر نے اپنے فتوے سُنّی بر رد الرفضہ میں شفا شریف امام قاضی عیاض و روضہ امام نووی وارشاد الساری امام قسطلانی وشرح عقائد نسفی، وشرح مقاصد امام تفتازانی و اعلام امام ابن حجر مکی ومنح الروض علامہ قاری وطریقہ محمدیہ علامہ برکوی وحدیقہ ندیہ مولیٰ نابلسی وغیرہا کتب کثیرہ کے نصوص سے ثابت کیا ہے کہ باجماع مسلمین کوئی ولی کوئی غوث کوئی صدیق بھی کسی نبی سے افضل نہیں ہو سکتا، جو ایسا کہے قطعاً اجماعاً کافر ملحد ہے۔ ازانجملہ شرح صحیح بخاری شریف میں ہے :-

النبی افضل من الولی وھو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ کافر کانہ معلوم من الشرع بالضرورۃ۔

"یعنی ہر نبی ہر ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریاتِ دین سے ہے"۔

کفر ہفتم میں اسے ایک لطیف تاویل کی گنجائش تھی کہ یہ لفظ (نبیوں) بتقدیم نون نہیں بلکہ (بنیوں) بتقدیم بار ہے یعنی بھنگی درکنار کہ خود ان کے تو لال گرو کا بھائی ہوں ان سے افضل ہوا ہی چاہوں، میں بنیوں سے بھی افضل ہوا ہوں کہ انہوں نے صرف

---

[۱] مرزا قادیانی دافع البلاء ضیاء الاسلام قادیان ص ۳۰

[۲] ایضاً

آٹے دال میں ڈنڈی ماری اور یہاں وہ مبہم پھیری کی کہ بیسیوں کا دین ہی اُڑ گیا مگر افسوس کہ دیگر تصریحات نے اس تاویل کی جگہ نہ رکھی۔

کفر ہشتم : ازالہ صفحہ ۳۰۹ پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کو جن کا ذکر خداوند تعالےٰ بطور احسان فرماتا ہے، مسمریزم لکھ کر کہتا ہے ،

" اگر میں اس قسم کے معجزات کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا" [۱]

یہ کفر متعدد کفروں کا خمیرہ ہے، معجزات کو مسمریزم کہنا ایک کفر کہ اس تقدیر پر وہ معجزہ نہ ہوئے بلکہ معاذ اللہ ایک کسبی کرشمے ٹھہرے، اگلے کافروں نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔ حق عز وجل فرماتا ہے

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـــَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًا ۢ بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۔ [۲]

" جب فرمایا اللہ سبحانہ نے اے مریم کے بیٹے ! یاد کر میری نعمتیں اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تجھے قوت بخشی، لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر کا ہو کر اور جب میں نے تجھے سکھایا لکھنا اور علم کی تحقیق باتیں اور

---

[۱] مرزا قادیانی : ازالہ اوہام ریاض الہند، امرتسر ص ۱۲۶

[۲] المائدہ ۱۱۰

توریت وانجیل اور جب تو بناتا مٹی سے پرند کی شکل میری پروانگی سے پھر تو اس میں پھونکتا تو وہ پرند ہو جاتی میرے حکم سے اور تو چنگا کرتا مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میری اجازت سے اور جب تو قبروں سے جیتا نکالتا مردوں کو میرے اذن سے اور جب میں نے یہود کو تجھ سے روکا جب تو اُن کے پاس یہ روشن معجزے لے کر آیا تو اُن میں کے کافر بولے یہ تو نہیں مگر کھلا جادو "

مسمریزم بتایا یا جادو کہا۔ بات ایک ہی ہوئی یعنی الٰہی معجزے نہیں کسبی ڈھکوسلے ہیں۔ ایسے ہی سحروں کے خیال ضلال کو حضرت مسیح کلمۃ اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیٰ سیّدہٖ وعلیہ وسلم نے بار بار بتاکید رد فرما دیا تھا۔ اپنے معجزاتِ مذکورہ ارشاد کرنے سے پہلے فرمایا :-

اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـٴَـةِ الطَّیْرِ الاٰیۃ [1]

"میں تمہارے پاس رب کی طرف سے معجزے لایا کہ میں مٹی سے پرند بناتا اور پھونک مار کر اُسے جلاتا اور اندھے اور بدن بگڑے کو شفا دیتا اور خدا کے حکم سے مُردے جلاتا اور جو کچھ گھر سے کھا کر آؤ اور جو کچھ گھر میں اٹھا رکھو وہ سب تمہیں بتاتا ہوں "

اور اس کے بعد فرمایا اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ [2] " بے شک ان میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان لاؤ " پھر مکرر فرمایا جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوْنِ [3] " میں تمہارے رب کے پاس سے معجزہ لایا ہوں تو خدا سے ڈرو اور میرا حکم مانو " مگر جو عیسیٰ کے رب کی نہ مانے وہ عیسےٰ کی کیوں ماننے لگا، یہاں تو اسے صاف گنجائش ہے کہ اپنی بڑائی سبھی کرتے ہیں ؎ کس نگوید کہ دوغ من ترش است

---

[1] آل عمران ۴۹ [2] آل عمران ۴۹ [3] آل عمران ۵۰

پھران معجزات کو سحر وہ جاننا دوسرا کفر ہے بلکہ اگر ابت اگر اس بنار پر ہے کہ وہ فی نفسہٖ مذموم کام تھے جب تو کفر ظاہر ہے قال اللہ تعالیٰ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ [1] "یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی" اور اسی فضیلت کے بیان میں ارشاد ہوا وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ [2] "اور ہم نے عیسٰے بن مریم کو معجزے دئے اور جبریل سے اس کی تائید فرمائی" اور اگر اس بنار پر ہے کہ وہ کام اگرچہ فضیلت کے تھے مگر میرے منصبِ اعلیٰ کے لائق نہیں تو یہ وہی پراپنی تفضیل ہے، ہر طرح کفر وارتداد قطعی سے مفر نہیں۔

پھران کلماتِ شیطانیہ میں مسیح کلمۃ اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیٰ سیدہ وعلیہ وسلم کی تحقیر تیسرا کفر ہے اور ایسی ہی تحقیر اس کلام ملعون کے خشم میں تھی اور سب سے بڑھ کر اس کفر نہم میں ہے کہ ازالہ صلہ [3] پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لکھا "بوجہ مسمریزم کے عمل کرنے کے تنویر باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجے پر بلکہ قریب ناکام رہے" انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ الا لعنۃ اللہ علیٰ اعداء انبیاء اللہ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ انبیائہٖ وبارک وسلم۔

ہر نبی کی تحقیر مطلقاً کفر قطعی ہے جس کی تفصیل سے شفار شریف وشرح شفا روسیفِ مسلول امام تقی الملۃ والدین سبکی وروضہ امام نووی ووجیز امام کردری واعلام امام ابن حجر مکی وغیرہا تصانیفِ ائمۂ کرام کے دفتر گونج رہے ہیں نہ کہ نبی بھی کون نبی مرسل نہ کہ مرسل بھی کیسا مرسل اولوالعزم نہ کہ تحقیر بھی کتنی کہ مسمریزم کے سبب نورِ باطن نہ نورِ باطن بلکہ دینی استقامت نہ دینی استقامت بلکہ نفسِ توحید میں نہ کم درجہ بلکہ ناکام رہے، اس ملعون قول لعن اللہ قائلہ وقابلہ، اولوالعزمی ورسالت ونبوت درکنار اس عبداللہ وکلمۃ اللہ وروح اللہ

---

[1] البقرہ ۵۳ [2] البقرہ ۵۳
[3] مرزا قادیانی ازالۂ اوہام ص ۱۱۶

علیہ وصلوٰۃ اللہ وسلام وتحیات اللہ کے نفسِ ایمان میں کلام کر دیا، اس کا جواب ہمارے ہاتھ میں کیا ہے سو اس کے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا[1] بیشک جو لوگ ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اُن پر اللہ نے لعنت کی دنیا و آخرت میں اور ان کے لئے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب"

کفر دہم: ازالہ[2] ۶۲۹ پر لکھتا ہے، ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیش گوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے یہ صراحۃً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب ہے، علم اقوام کفار لعنہم اللہ کا کفر حضرت عزت عزجلالہٗ نے یونہی تو بیان فرمایا كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

ائمہ کرام فرماتے ہیں جو نبی پر اس کی لائی ہوئی بات میں کذب جائز ہی مانے اگرچہ وقوع نہ جانے، باجماع کفر ہے نہ کہ معاذ اللہ چار سو انبیاء کا اپنے اِخبار بالغیب میں کہ وہ ضرور اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے واقع میں جھوٹا ہو جانا، شفا شریف میں ہے:

من دان بالوحدانیۃ وصحۃ النبوۃ و نبوۃ نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذلک المصلحۃ بزعمہ او لم یدعہا فھو کافر باجماع[3]۔

"یعنی جو اللہ تعالےٰ کی وحدانیت، نبوت کی حقانیت، ہمارے نبی صلی اللہ

---

[1] الاحزاب ۵۷ [2] مرزا قادیانی: ازالۂ اوہام ص ۶۲۹

[3] قاضی عیاض: شفا شریف ج ۲ ص ۲۶۹ ع ۔ یہ حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھئے ۱۲

علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو بایں ہمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ان کی باتوں میں کذب جائز مانے، خواہ بزعمِ خود اِس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔"

ظالم نے چار سو کہہ کر گمان کیا کہ اس نے باقی انبیاء کو تکذیب سے بچالیا حالانکہ یہی آیتیں جو ابھی تلاوت کی گئی ہیں، شہادت دے رہی ہیں کہ اس نے آدم نبی اللہ سے محمد رسول اللہ تک تمام انبیائے کرام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کو کاذب کہہ دیا کہ ایک رسول کی تکذیب تمام مرسلین کی تکذیب ہے۔

دیکھو قومِ نوح وہود وصالح ولوط وشعیب علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہی ایک نبی کی تکذیب کی تھی مگر قرآن نے فرمایا قومِ نوح نے سب رسولوں کی تکذیب کی، عاد نے کل پیغمبروں کو جھٹلایا، ثمود نے جمیع انبیاء کو کاذب کہا، قومِ لوط نے تمام رسل کو جھوٹا بتایا، ایکہ والوں نے سارے نبیوں کو دروغ گو کہا، یونہی واللہ اس قائل نے نہ صرف چار سو بلکہ جملہ انبیاء ومرسلین کو کذاب مانا فلعن اللہ من کذب احدا من انبیائہ و صلی اللہ تعالٰی علی انبیائہ و رسلہ و المؤمنین بہم اجمعین وجعلنا منہم وحشرنا فیہم وادخلنا معہم دار النعیم بجاہہم عندہ و برحمتہ بہم و رحمتہم بنا انہ ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین۔

طبرانی معجم کبیر میں وَبر حنفی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں: انی اشہد عدد تراب الدنیا ان مسیلمۃ کذاب "بے شک میں ذرہ ہائے خاک تمام دنیا کی برابر گواہیاں دیتا ہوں کہ مسیلمہ (جس نے زمانہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) عــہ یا اس کی پیش بندی ہے کہ یہ کذاب اپنی تڑ میں ہمیشہ پیشگوئیاں ہانکتا رہتا ہے اور بعنایت الٰہی وہ آئے دن جھوٹی پڑتی رہتی ہیں تو یہاں یہ بتانا چاہتا ہے کہ پیشگوئی کی غلطی کچھ شانِ نبوت کے خلاف نہیں معاذ اللہ اگلے انبیاء میں بھی ایسا ہوتا رہا ہے۔ ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

اقدس میں ادّعائے نبوت کیا تھا کذاب ہے وانا اشھد معک یارسول اللہ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ عالم پناہ کا یہ ادنیٰ کتّا بعدد وانہائے ریگ و ستارہائے آسمان گواہی دیتا ہے اور میرے ساتھ تمام ملائکۂ سمٰوات وارض وحاملانِ عرش گواہ ہیں اور خود عرشِ عظیم کا مالک گواہ ہے وکفیٰ باللہ شہیدا کہ ان اقوالِ مذکورہ کا قائل بے باک کافر مرتد کذاب ناپاک ہے، اگر یہ[عہ] اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو واللہ واللہ وہ یقیناً کافر اور جو اُس کے ان اقوال یا ان کے امثال پر مطلع ہوکر اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر۔ ندوۂ مخذولہ اور اس کے اراکین کہ صرف طوطے کی طرح کلمہ گوئی پر مدارِ اسلام رکھتے اور تمام بددینوں گمراہوں کو حق پر جانتے، خدا کو سب سے یکساں راضی مانتے، سب مسلمانوں پر مذہب سے لادعوے دینا لازم کرتے ہیں جیسا کہ ندوہ کی رودادِ اول و دوم و رسالۂ اتفاق وغیرہ میں مصرح ہے، ان اقوال پر بھی اپنا وہی قاعدۂ ملعونہ مجردِ کلمہ گوئی بحیرتیت کا اعلیٰ نمونہ جاری رکھیں، اس کی تکفیر میں چون وچرا کریں تو وہ بھی کافر، وہ اراکین بھی کفار۔ مرزا کے پیرو اگرچہ ان اقوالِ انجس الاقوال کے معتقد نہ بھی ہوں مگر جبکہ صریح کفر کھلے ارتداد دیکھتے سنتے پھر مرزا کو امام و پیشوا و مقبولِ خدا کہتے ہیں، قطعاً یقیناً سب مرتد ہیں، سب مستحقِ نار، شفا شریف میں ہے:۔

نکفر من دان بغیر ملۃ المسلمین من الملل او وقف فیہم او شک[۱]

"یعنی ہم ہر اُس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے یا اس کی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے"

شفا شریف نیز فتاوٰے بزازیہ و درر وغرر و فتاوٰے خیریہ و درِ مختار و مجمع الانہر وغیرہا میں ہے

عہ یہ اقوال و دیگر کے منقول بعض س تحت سے کے بعد مرزا کی نئی تحریریں خود نظر سے گزریں جن میں قطعی کفر بھرے ہیں بلا شبہ وہ یقیناً کافر مرتد ہے۔ منہ

[۱] قاضی عیاض : شفا شریف ج ۲ ص ۲۷۱

من شك فی کفرہ وعذابہ فقد کفر[1]" جو اس کے کفر وعذاب میں شک کرے، یقیناً خود کافر ہے" اور جو شخص باوصف کلمہ گوئی وادّعائے اسلام کفر کرے وہ کافروں کی سب سے بدتر قسم مرتد کے حکم میں ہے۔ ہدایہ و درمختار و عالمگیری و غرر و ملتقی الابحر و مجمع الانہر وغیرہا میں ہے،

صاحب الھوٰی ان کان یکفر فھو بمنزلۃ المرتد۔ فتاوٰے ظہیریہ و طریقہ محمدیہ و حدیقہ ندیہ و برجندی شرح نقایہ و فتاوٰے ہندیہ میں ہے۔

ھٰؤلاء القوم خارجون عن ملۃ الاسلام و احکامھم احکام المرتدین[2]

"یہ لوگ دینِ اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہ مرتدین کے احکام ہیں"

اور شوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے، اب اگر بے اسلام لائے اپنے اس قول و مذہب سے بغیر توبہ کئے یا بعد اسلام و توبہ عورت سے بغیر نکاح جدید کئے اس سے قربت کرے زنائے محض ہو، جو اولاد ہو یقیناً ولد الزنا ہو، یہ احکام سب ظاہر اور تمام کتب میں دائر و سائر ہیں، فی الدر المختار عن غنیۃ ذوی الاحکام مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح و اولادہ اولاد الزنا[3] اور عورت کا کل مہر اس کے ذمہ عائد ہونے میں بھی شک نہیں جبکہ خلوتِ صحیحہ ہو چکی ہو کہ ارتداد کسی دین کو ساقط نہیں کرتا فی التنویر وارث کسب اسلامہ وارثہ المسلم بعد قضاء دین اسلامہ و کسب ردتہ فی بعد قضاء دین ردتہ[4] اور معجل تو فی الحال آپ ہی واجب الاداء ہے، رہا مؤجل وہ ہنوز اپنی اجل پر رہے گا مگر یہ کہ مرتد بحالِ ارتداد ہی مرجائے یا دار الحرب کو چلا جائے اور حاکمِ شرع

---

[1] درمختار مع ردمختار مطبوعہ دہلی ج ۳ ص ۲۹۰ و علامہ خیر الدین رملی: فتاوٰی خیریہ مطبوعہ قندھار ج ۱ ص ۱۷۰

[2] فتاوٰے عالمگیری: مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ج ۲ ص ۲۶۴

[3] درمختار مع ردمختار مطبوعہ دہلی ج ۱ ص ۳۵۹

[4] تنویر مع درمختار مطبوعہ دہلی ج ۱ ص ۳۵۹

حکم فرمادے کہ وہ دار الحرب سے ملحق ہوگیا، اس وقت مؤجل بھی فی الحال واجب الادا ہوجائیگا، اگرچہ اجلِ موجود میں دس بیس برس باقی ہوں فی الدر لان حکم القاضی بلحاقہ حل دینہ فی رد المحتار لانہ باللحاق صار من اھل الحرب وھم اموات فی حق احکام الاسلام فصار کالموت الا انہ لایستقر لحاقہ الا بالقضاء لاحتمال العود واذا تقرر موتہ تثبت الاحکام المتعلقۃ بہ کما ذکرناہ اھ[1] اولادِ صغار ضرور اس کے قبضے سے نکال لی جائیگی حذرا علی دینھم الا تری انھم صرحوا بنزع الولد من الام الشفیقۃ المسلمۃ ان کانت فاسقۃ والولد یعقل یخشی علیہ التخلق بسیرھا الذمیمۃ فماظنک بالاب المرتد والعیاذ باللہ تعالٰی قال فی رد المحتار الفاجرۃ بمنزلۃ الکتابیۃ فان الولد یبقی عندھا الی ان یعقل الادیان کما سیأتی خوفا علیہ من تعلمہ منھا ماتفعلہ فکذا الفاجرۃ الخ[2] وانت تعلم ان الولد لایحضنہ الاب الا بعد مابلغ سبعا او تسعا وذلک عمر العقل قطعا فیحرم الدفع الیہ ویجب النزع منہ وانما احوجنا الی ھذا الان الملک لیس بید الاسلام والا عہ فالسلطان این یبقی المرتد حتی یبحث عن حضانتہ الا تری الی قولھم لاحضانۃ للمرتدۃ لانھا تضرب وتحبس کل یوم فانی تتفرغ للحضانۃ فاذا کان ھذا فی المحبوس فماظنک بالمقتول ولکن انا للہ وانا الیہ راجعون ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مگر ان کے نفس یا مال میں بدعوٰے ولایت اس کے تصرفات موقوف رہیں گے، اگر پھر اسلام لے آیا اور اس مذہب ملعون سے توبہ کی تو وہ تصرف سب صحیح

عہ فان سلطان الاسلام مامور بقتلہ لایجوز لہ ابقاؤہ بعد ثلثۃ ایام ۱۲ منہ۔

[1] ابن عابدین شامی: ردالمحتار مطبوعہ بیروت ۳/ ص ۳۰۰ [2] ایضاً

ہوجائیں گے اور اگر مرتد ہی مر گیا یا دار الحرب کو چلا گیا تو باطل ہوجائیں گے فی الدر المختار یبطل منہ اتفاقا ما یعتمد الملۃ وھی خمس النکاح والذبیحۃ والصید والشہادۃ والارث ویتوقف منہ اتفاقا ما یعتمد المساواۃ وھو المفاوضۃ او ولایۃ متعدیۃ وھو التصرف علی ولدہ الصغیر ان اسلم نفذ وان ھلک او لحق بدار الحرب وحکم بلحاقہ بطل[۱] اھ مختصرا۔

نسأل اللہ الثبات علی الایمان و حسبنا اللہ ونعم الوکیل وعلیہ التکلان ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولٰنا وآلہ وصحبہ اجمعین آمین، واللہ تعالیٰ اعلم۔

محمد سنی حنفی قادری
عبدہ المصطفیٰ احمد رضا خاں

محمد وصی احمد
ناصر دین

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی
عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۱؎ در مختار مع رد المحتار مطبوعہ بیروت ج ۳ ص ۳۰۱

قہر الدیان علی مرتد بقادیان

١٣٢٣ھ

قادیانی مُرتد پر قہرِ خداوندی

الحمد للّٰہ وکفی، سمع اللّٰہ لمن دعا، لیس وراء اللّٰہ منتھی،

ان ربی لطیف لما یشاء، صلوات العلی الاعلی، وتسلیمات المنزھۃ

عن الانتھاء، وبرکاتہ التی تنمی وتنمی، علی خاتم النبیین جمیعا، فمن

تنبأ بعدہ تاما او ناقصا، فقد کفر وغوی، اللّٰہ اکبر علی من عاث وعتا،

وتمرد وعصی، وتی ھوۃ ھواہ ھوی، اللّٰھم اجرنا من ان نذل ونخزی،

او نضل ونشقی، ربنا وانصرنا بنصرک علی من طغی وبغی، وضل و

اضل عن سبیل الاھتداء، صل علی المولی وآلہ وصحبہ ابد ابداء،

واشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ احدا صمدا، وان محمدا

عبدہ ورسولہ بالحق ودین الھدی، صلی اللّٰہ تعالی علیہ وعلی

آلہ وصحبہ دائما سرمدا۔

اللّٰہ اکبر علیٰ من عتا وتکبر

مدتے ایں مثنوی تاخیر شد مہلتے بایست تا خوں شیر شد

اللہ عزوجل اپنے دین کا ناصر، اپنے بندوں کا کفیل وحسبنا اللہ ونعم الوکیل

رسالہ ماہواری ردِّ قادیانی کی ابتداء حکمتِ الٰہیہ نے اس وقت پر رکھی تھی کہ یہاں دو چار جاہلانِ

محض اُس کے مرید ہو آتے، مسلمانوں نے حسبِ حکم شرع شریف اُن سے میل جول، ارتباط، سلام کلام

یک لخت ترک کر دیا، دین میں فساد، مسلمانوں میں فتنہ پیدا کرنے والوں نے یہ العذاب

الادنیٰ دون العذاب الاکبر چکھا، مسلمانوں پر حملے میں اپنی چلتی کوئی گئی نہ کی، بس

یہ چلا تو متواتر عرضیاں دیں کہ ہمارا پانی بند ہے، ہم پر زندگی تلخ ہے، بیدار مغز حکومت ایسی لغویات کو کب سنتی، ہر بار جواب ملا کہ مذہبی امور میں دست اندازی نہ ہوگی، سائلان آپ اپنا انتظام کریں، آخر بحکم آنکہ ع

دست بگیر و سرِ شمشیر تیز

ایک بے قید پرچے روہیل کھنڈ گزٹ میں اشتہار چھپا کہ عمائدِ شہر اگر علمائے طرفین سے مناظرہ کرائیں اور وہ بھی اس شرط پر کہ دونوں طرف سے خود ہی منتظم رہیں تو ہمیں اطلاع دیں کہ ہم بھی مرزائی ملانوں کو بلالیں اور اس بیں علمائے اہلِ سنّت کی شان میں کوئی دقیقہ بدزبانی و اکاذیبِ بہتانی و کلماتِ شیطانی کا اُٹھا نہ رکھا، یہ حرکت نہ فقط ان بے علم بے فہم مرزائیوں بلکہ لعونہ تعالےٰ خود مرزا کے حق میں کالباحثۃ[1] عن حتفہ بظلفہ سے کم نہ تھی ؎

ست بازو بجہل میفگند | پنجہ با مردِ آہنیں چنگال

مگراز انجا کہ عسیٰ[2] ان تکرھوا شیئا و ھو خیر لکم ع

خدا شرّے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

یہ ایک غیبی تحریکِ خیر ہوگئی جس نے اُس ارادۂ رسالہ کی سلسلہ جنبانی فرمادی۔ اشتہار کا جواب اشتہاروں سے دیا گیا۔ مناظرہ کے لئے ابکار افکار مرزا قادیانی کو پیام دیا، اس کے ہولناک اقوال ادّعائے رسالت و نبوت و افضلیت من الانبیاء وغیرہا کفر و ضلال کا خاکہ اڑایا، گالیوں کے جواب میں گالی سے قطعی احتراز کیا، صرف اتنا دکھایا کہ تمہاری آج کی گالی نہیں، قادیانی تو ہمیشہ سے اللہ و رسول و انبیائے سابقین و ائمہ دین، سب کو گالیاں سناتا رہا ہے، ہر عبارت اس کی کتابوں سے بحوالۂ صفحہ مذکور ہوئی، مضمون کثیر تھا، متعدد پرچوں میں

---

[1] اس کی طرح جو اپنی موت اپنے کھُر سے کرید کر نکالے۔

[2] قریب ہے کہ تم ناگوار سمجھو گے بعض چیزیں اور وہ تمہارے لئے بہتر ہونگی۔ منہ

اشاعت منظور ہوئی، ہدایتِ نوری بجواب اطلاع ضروری نام رکھا گیا، اس میں دعوتِ مناظرہ، شرائطِ مناظرہ، طریقِ مناظرہ، مبادئ مناظرہ سب کچھ موجود ہے۔

اس مختصر تحریر نے اپنی سلکِ منیر میں متعدد سلاسل لئے، سلسلۂ دشنامہائے قادیانی بر حضرتِ ربانی و رسولانِ رحمانی و محبوبانِ یزدانی۔ سلسلۂ کفریات و ضلالاتِ قادیانی۔ سلسلۂ تناقضات و تہافتاتِ قادیانی۔ سلسلۂ دجالی و تلبیساتِ قادیانی۔ سلسلۂ جہالات و بطالاتِ قادیانی۔ سلسلۂ تاصیلات، سلسلۂ سوالات —— اور واقعی وقتی ضرورات مختلف مضامین پر کلام کی مقتضی ہوتی ہیں اور اس کے اکثر رسائل اُلٹ پھیر کر انہیں ڈھاک کے تین پات کے حامل، لہٰذا ہر رسالے کے جداگانہ رُو سے انہیں سلاسل کا انتظام احسن و اولیٰ۔

اب بعونہ تعالےٰ اسی ہدایتِ نوری سے ابتدائے رسالہ ہے اور مولےٰ تعالےٰ مدد فرمانے والا ہے۔ اس کے بعد وقتاً فوقتاً رسائل و مضامین حسبِ حاجت اندراج گزین رہا ب کر جو کلام جس سلسلے سے متعلق آتا جائے بہ شمار سلسلہ اسی کی سلک میں انسلاک پائے جو نیا کلام ان سلاسل سے جدا شروع ہو اس کے لئے تازہ سلسلہ موضوع ہو۔ اعتراضات کے تازیانے جن کا شمار خدا جانے اول تا آخر ایک سلسلے میں منضود اور ہر اعتراض حاشیہ پر تازیانہ یا اُس کی علامت ت لکھ کر جدا معدود۔

مسلمانوں سے تو بفضلہ تعالےٰ الیقینی امیدِ مدد و موافقت ہے۔ مرزائی بھی اگر تعصب چھوڑ کر خوفِ خدا اور روزِ جزا سامنے رکھ کر دیکھیں تو بعونہ تعالےٰ امیدِ ہدایت ہے۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد والہ وصحبہ انہ ھو القریب المجیب۔

ہدایتِ نوری بجواب اطلاعِ ضروری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم خاتم النبیین والہ وصحبہ اجمعین

اِس میں قادیانی کو دعوتِ مناظرہ اور اُس کے بعض سخت ہولناک اقوال کا تذکرہ ہے

اللہ عزوجل مسلمانوں کو دینِ حق پر استقامت اور اعدائے دین پر فتح و نصرت بخشے آمین۔

روہیلکھنڈ گزٹ مطبوعہ یکم جولائی ۵ء میں تصور حسین نیچہ بند کے نام سے ایک مضمون بعنوان "اطلاعِ ضروری" نظر سے گزرا جس میں اوّلاً علمائے اہلِ سنت نصرھم اللہ تعالیٰ پر سخت زبان درازی و افترا پردازی کی ہے، کوئی دقیقہ توہین کا باقی نہ رکھا اور آخر میں عمائدِ شہر کو ترغیب دی ہے کہ علمائے طرفین میں مناظرہ کرادیں کہ حق جس طرف ہو ظاہر ہو جائے۔

ہر ذی عقل جانتا ہے کہ نیچہ بند صاحب جیسے بے علم فضل کیا کلام و خطاب کے قابل، بلکہ فوج کی اگاڑی آندھی کی پچھاڑی مشہور ہے، جس فوج کی یہ اگاڑی یہ ہراول اُس کی پچھاڑی معلوم ازاول مگر اپنے دینی بھائیوں سے دفعِ فتنہ لازم لہٰذا دونوں باتوں کے جواب کو یہ ہدایتِ نوری دو عدد پر منقسم۔ آئندہ حسبِ حاجت اس کے شمار کا اللہ عالم (پہلے عدد میں) اُن گالیوں کا جوابِ متین جو علمائے اہلِ سنت کو دی گئیں۔

پیارے بھائیو! عزیز مسلمانو! کیا یہ خیال کرتے ہو کہ ہم گالیوں کا جواب گالیاں دیں؟ حاشا للہ ہرگز نہیں بلکہ اُن دل کے مریضوں اور اُن کے ساختہ مسیح مرزا قادیانی کو گالی کے جواب میں یہ دکھائیں گے۔ اُن کی آنکھیں صرف اتنا دکھا کر کھولیں گے کہ شستہ دشنو! تمہاری گندی گالی

تو آج کی نئی نرالی نہیں، قادیانی بہادر ہمیشہ سے علماء و ائمہ کو کڑی گالیاں دینے کا دھنی ہے استغفر اللہ! علماء و ائمہ کی کیا گنتی، وہ کونسی شدید خبیث ناپاک گالی ہے جو اس نے اللہ کے محبوبوں اللہ کے رسولوں بلکہ خود اللہ واحد قہار کی شان میں اٹھا رکھی ہے۔ یہ اطلاع ضروری کی پہلی بات کا جواب ہوا۔

(دوسرے عدد) میں بعونہٖ تعالیٰ قادیانی مرزا کو دعوتِ مناظرہ ہے۔ اس میں شرائطِ مناظرہ مندرج ہیں اور نیز اُس کا طریق مذکور ہے جو بہایت متین و مہذب اور احتمالِ فتنہ سے یکسر دُور ہے۔ اس میں قادیانی کی طرح فریقِ مقابل پر شرائط میں کوئی سختی نہ رکھی گئی بلکہ قادیانی کی باگ ڈھیلی کی اور اُس کی تنگی کھول دی گئی ہے۔ اس میں بحولہٖ تعالیٰ شرائط کے ساتھ مبادی بھی ہیں جو کمال تہذیب و متانت سے ضلالتِ ضال کے کاشف اور مناظرہ حسنہ کے بادی بھی ہیں۔

ایک مدعی وحی کو لازم کہ اپنے وحی کنندوں کو رات دن اُس پر اُترتے رہتے ہیں جمع کر رکھے اور اپنی حال کی اور پچھلی قوت سب حق کا وار سہارنے کے لئے بلالے۔ ہاں ہاں قادیانی کو تیار ہو رہنا چاہیے اس سخت وقت کے لئے جب واحد قہار اپنی مدد مسلمانوں کے لئے نازل فرمائے گا اور جھوٹی مسیحی جھوٹی وحی کا سب جال پیچ بعونہٖ کھل جائے گا وما ذلک علی اللہ بعزیز لقد عز نصر من قال وقول الحق ان جندنا لھم الغلبون ولن یجعل اللہ للکفرین علی المؤمنین سبیلا والحمد للہ رب العلمین۔

یہ دوسرا عدد بحولہٖ تعالیٰ اس کے متصل ہی آتا ہے۔ اب بعونہٖ تعالیٰ پہلے عدد کا آغاز ہوتا ہے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

عددِ اوّل اللہ کے محبوبوں، اللہ کے رسولوں حتے کہ خود اللہ عزوجل پر قادیانی کی لچھے دار گالیاں۔

مسلمانو! اللہ تعالیٰ تمہارا مالک و مولےٰ تمہیں کفر و کافرین کے شر سے بچائے۔ قادیانی نے سب سے زیادہ اپنی گالیوں کا تختۂ مشق رسول اللہ وکلمۃ اللہ وروح اللہ سیدنا عیسےٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کو بنایا ہے اور واقعی اُسے اس کی ضرورت بھی تھی، وہ مثیل

عیسٰے بلکہ نزولِ عیسٰے یا دوسرے لفظوں میں عیسٰے کا اُتار بنا ہے، عیسٰے کے تمام اوصاف اپنے میں بتاتا ہے اور حقیقت دیکھئے تو مسیح صادق کی جمیع اوصافِ حمیدہ سے اپنے آپ کو خالی اور اپنے تمام شنائع ذمیمہ سے اس پاک مبارک رسول کو منزہ پاتا ہے لہٰذا ضرور ہوا کہ اُن کے معجزات، اُن کے کمالات سے یک لخت انکار اور اپنی تمام شنیع خصلتوں ذمیم حالتوں کی اُن پر بوچھاڑ کرے جب تو اُتار بنا ٹھیک اُترے۔ میں یہاں اُس کی گالیاں جمع کروں تو دفتر ہو لہٰذا اُس کی خروارے مشتِ نمونہ پیشِ نظر ہو۔

فصلِ اوّل

رسول اللہ عیسٰے بن مریم اور اُن کی ماں علیہما الصلوٰۃ والسلام پر قادیانی کی گالیاں

تازیانہ ۱ (۱) اعجازِ احمدی صہ ۱۳ پر صاف لکھ دیا کہ "یہود عیسٰے کے بارے میں ایسے قوی اعتراض رکھتے

تازیانہ ۲ ہیں کہ ہم بھی جواب میں حیران ہیں بغیر اس کے کہ یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسٰے نبی ہے کیونکہ قرآن نے

تازیانہ ۳ اُس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہو سکتی بلکہ ابطالِ نبوت پر کئی دلائل قائم ہیں۔"

یہاں عیسٰے کے ساتھ قرآنِ عظیم پر بھی ہاتھ صاف کر دیا کہ وہ ایسی باطل بات بتا رہا ہے جس کے ابطال پر متعدد دلائل قائم ہیں۔

تازیانہ ۴ و ۵ (۲) ایضاً صہ ۲۴ "کبھی[1] آپ کو شیطانی الہام بھی ہوتے تھے۔"

تازیانہ ۶ (۳) ایضاً صہ ۲۴ "ان کی اکثر پیشگوئیاں غلطی سے پُر ہیں۔" یہ بھی صراحۃً نبوتِ عیسٰے سے انکار ہے کیونکہ قادیانی خود اپنی ساختہ کشتی صہ ۵ پر کہتا ہے "ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیشین گوئیاں ٹل جائیں"

تازیانہ ۷ نیز پیشگوئی لیکھرام آخر داغ الوساوس صہ ۳ پر کہتا ہے "کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا تمام

تازیانہ ۸ رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔" ضمیمہ انجام آتھم صہ ۲۷ پر کہا "کیا اِس کے سوا کسی اور چیز کا نام

---

[1] یہ خود انکا اپنا عقیدہ ہے بخلاف انجیل کے کہ معترب ہے خود اسے اپنے لئے یعنی محمدیت ثابت ماننا ہے انکا بیان انشاء اللہ تعالٰی آگے آتا ہے۔ منہ

تازیانہ ۹ ذلت ہے کہ جو کچھ اُس نے کہا وہ پورا نہ ہوا اور کشتی ساختہ میں اپنی نسبت یوں لکھتا ہے صلا

اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے تو ایسی کوئی پیشگوئی جو میرے منہ سے نکلی ہو اسے نہیں

ملے گی جس کی نسبت وہ کہہ سکتا ہو کہ خالی گئی۔ تو مطلب یہ ہوا کہ اس کے لئے تو بھاری

عزت ہے اور سیدنا عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے وہ خواری و ذلت ہے جس سے

بڑھ کر کوئی رسوائی نہیں الا لعنۃ اللہ علی الظٰلمین۔

(۴) دافع البلاء، ٹائیٹل پیج صہ ہم مسیح کو بے شک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ

کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا، واللہ اعلم مگر وہ حقیقی منجی نہ تھا۔ رسول اللہ اور وہ بھی ان پانچ

مرسلین اولوالعزم سے کہ تمام رسولوں سے افضل ہیں یعنی ابراہیم و نوح و موسےٰ و عیسےٰ و محمد

تازیانہ ۱۰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وعلیہم وسلم اس کی صرف اتنی قدر ہے کہ ایک راستباز آدمی تھا، جو اُن کی

خاکِ پا کے ادنیٰ غلاموں کا بھی پورا وصف نہیں تو بات کیا، وہی کہ عیسےٰ کی نبوت باطل ہے

تازیانہ ۱۱ فقط ایک نیک شخص تھا وہ بھی نہ ایسا کہ کسی دوسرے کو نجات ملنے کا واقعی سبب ہو سکے بلکہ حقیقی

تازیانہ ۱۱ نجات دہندہ نبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم تھے اور اب قادیانی ہے کہ اسی کے متصل کہتا ہے کہ

حقیقی منجی وہ ہے جو حجاز میں پیدا ہوا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر خاکسار غلام احمد

از قادیان۔

(۵) پھر یہاں تک تو عیسےٰ کا ایک راستباز آدمی اور اپنے بہت اہلِ زمانہ سے اچھا ہونا

یقینی تھا کہ بے شک اور البتہ کے ساتھ کہا، نوٹ میں چل کر وہ یقین بھی زائل ہو گیا، اسی صفحہ پر

تازیانہ ۱۳ کہا یہ ہمارا بیان محض نیک ظنی کے طور پر ہے ورنہ ممکن ہے کہ عیسےٰ کے وقت میں بعض راستباز

اپنی راستبازی میں عیسےٰ سے بھی اعلیٰ ہوں اے سبحٰن اللہ! ؎

ایماں یقین شعار باید   حسنِ ظن تو چکار آید

تازیانہ ۱۱ (۶) پھر ساتھ لگے خدا کی شریعت بھی ناقص۔ وہ تمام ہو گئی، اسی کے صہ پر کہا "عیسےٰ کوئی کامل

شریعت نہ لائے تھے"۔

(۷) عیسےٰ کی راستبازی پر شراب خوری اور انواع انواع بد اطواری کے داغ بھی لگ گئے

ایضاً ص۴ مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسرے راستبازوں سے بڑھ کر ثابت

نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ کو اُس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ (یعنی یحییٰ) شراب نہ پیتا تھا اور کبھی

نہ سنا کہ کسی فاحشہ عورت نے اپنی کمائی کے مال سے اُس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور

اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اُس کی خدمت

کرتی تھی، اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا نہ رکھا کیونکہ ایسے

قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔

(۸) اسی ملعون قصے کو اپنے رسالہ ضمیمہ انجام آتھم ص۷ میں یوں لکھا آپ کا کنجریوں سے

میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے (یعنی عیسےٰ بھی

ایسوں ہی کی اولاد تھے) ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا

کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اُس کے

سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اُس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس

چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

اس رسالہ میں تو ص۴ سے ص۸ تک مناظرہ کی آڑ لے کر خوب ہی جلے دل کے

پھپھولے پھوڑے ہیں۔ اللہ عزوجل کے سچے مسیح عیسےٰ بن مریم کو نادان اسرائیلی، شریر، مکار،

بد عقل، زنانے خیال والا، فحش گو، بد زبان، کٹیل، جھوٹا، چور، علمی عملی قوت میں بہت کچا،

خلل دماغ والا، گندی گالیاں دینے والا، بد قسمت، نرا فریبی، پیرو شیطان وغیرہ وغیرہ

خطاب اس قادیانی دجال نے دئے (۲۶) صاف لکھ دیا ص۶ حق بات یہ ہے کہ آپ سے

کوئی معجزہ نہ ہوا (۲۷) اس زمانے میں ایک تالاب سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے،

آپ سے کوئی معجزہ ہوا بھی ہو تو وہ آپ کا نہیں، اس تالاب کا ہے، آپ کے ہاتھ میں سوا مکر و

فریب کے کچھ نہ تھا (۲۸) انتہا یہ کہ ص۷ پر لکھا آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے، تین

دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا انا للہ و انا

تازیانہ۴۳ الیہ راجعون۔ خدائے قہار کا حلم کہ رسول اللہ کو بحلیہ وبے حلیہ یہ ناپاک گالیاں دی جاتی ہیں اور

آسمان نہیں پھٹتا۔ ان شدید ملعون گالیوں کے آگے ان لچھے دار شرافتوں کا کیا ذکر جو بچہ بچہ صاحب

علمائے اہل سنت کو دیں ان کا بیر تو نانی دادی تک کی دے چکا الا لعنۃ اللہ علی الظلمین۔

(۲۹) وہ پاک کنواری مریم صدیقہ کا بیٹا کلمۃ اللہ جسے اللہ نے بے باپ کے پیدا کیا نشان سارے

جہان کے لئے۔ قادیانی نے اس کے لئے دادیاں بھی گنا دیں اور ایک جگہ اس کا دادا بھی لکھا

تازیانہ ۴۱ ۴۴ ہے اور اس کے حقیقی بھائی سگی بہنیں بھی لکھی ہیں۔ ظاہر ہے کہ دادا دادی حقیقی بہنیں، سگے بھائی

اسی کے ہو سکتے ہیں جس کے لئے باپ ہو، جس کے نطفے سے وہ بنا ہو، پھر بے باپ کے

پیدا ہونا کہاں رہا؟ یہ قرآن عظیم کی تکذیب اور طیبہ طاہرہ مریم کو سخت گالی ہے۔ کشتی ساختہ ۱۶

تازیانہ ۴۵ پر لکھا مسیح تو مسیح ہیں اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں مسیح کی دونوں ہمشیروں

کو بھی مقدسہ سمجھتا ہوں اور خود ہی اس کے نوٹ میں لکھا یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں

تھیں، یہ سب یسوع مسیح کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھے۔

دیکھو کیسے کھلے لفظوں میں یوسف بڑھئی کو سیدنا عیسٰے کلمۃ اللہ کا باپ بنا دیا اور

تازیانہ ۴۶ اس صریح کفر میں صرف ایک پادری کے لکھ جانے پر اعتماد کیا۔ ہاں ہاں یقین جانو آسمانی قہر سے

واحد قہار سے سخت لعنت پائے گا وہ جو ایک پادری کی بے معنے زٹل سے قرآن کو

تازیانہ ۴۷ رد کرتا ہے (۳۰) نیز اسی دافع البلاء کے صہ۱۵ پر لکھا خدا ایسے شخص (یعنے عیسٰے) کو کسی طرح دوبارہ

دنیا میں نہیں لا سکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ ان گالیوں کے لحاظ

سے عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو ایک ہلکی سی گالی ہے کہ اس کے فتنے نے دنیا تباہ کر دی مگر

اس میں دو شدید گالیاں اور ہیں کہ ان شاء اللہ تعالٰے فصل سوم میں مذکور ہونگی (۳۱) اربعین نمبر۲

ؔلہ خبیث حیلہ سازہ کلھے۔ اس کا رد عنقریب آتا ہے۔ منہ

تازیانہ ۴۸ صـ۱۳ پر لکھا کامل مہدی نہ موسےٰ تھا نہ عیسےٰ اِن مرسلین اولوالعزم کا کامل ہادی ہونا بالائے طاق پورے

تازیانہ ۴۹ و ۵۰ مہدی بھی نہ ہوئے اور کامل کون ہیں۔ جناب قادیانی دیکھو اسی کا صـ۱۲ و ۱۳ (۳۲) مواہب الرحمٰن پر

صاف لکھ دیا کہ عیسےٰ یہودی تھا لو قدر اللہ رجوع عیسےٰ الذی ھو من الیھود لرجع

العزۃ الی تلک القوم ظاہر ہے کہ یہودی مذہب کا نام ہے نہ کہ نسب کا کیا مرزا کہ پارسیوں

تازیانہ ۵۲ کی اولاد ہے مجوسی ہے (۳۳) حد یہ کہ عیسےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکفیر کردی۔ مسلمانو! وہ اتنا احمق نہیں

کہ صاف حرفوں میں لکھ دے عیسےٰ کافر تھا بلکہ اس کے مقدمات متفرق کرکے لکھے یہ تو دشنام سوم میں

سن چکے کہ عیسےٰ کی سخت رسوائیاں ہوئیں اور کشتی ساختہ صـ۱۸ پر کہتا ہے جو اپنے دلوں کو صاف

کرتے ہیں ممکن نہیں کہ خدا ان کو رسوا کرے، کون خدا پر ایمان لایا، صرف وہی جو ایسے ہیں۔ دیکھو

کیسا صاف بتا دیا کہ جسے خدا پر ایمان ہے ممکن نہیں کہ اسے خدا رسوا کرے لیکن عیسےٰ کو رسوا کیا تو

ضرور اسے خدا پر ایمان نہ تھا اور کیا کافر کہنے کے سر پر سینگ ہوتے ہیں الا لعنۃ اللہ علی

الکفرین۔

قصد تھا کہ فصلِ اوّل یہیں ختم کی جائے کہ اتنے میں قادیانی کی ازالۃ الاوہام ملی،

اس کی برہنہ گوئیاں بہت بے لاگ اور قابلِ تماشا ہیں۔

(۳۴) یہ جو مثیلِ مسیح بنا اور اس پر لوگوں نے مسیح کے معجزے مثلاً مردے جِلانا

اس سے طلب کئے تو صاف جواب دیتا ہے صـ۳ احیاءِ جسمانی کچھ چیز نہیں احیاءِ روحانی

کے لئے یہ عاجز آیا ہے۔ دیکھو وہ ظاہر باہر قاہر معجزہ جسے قرآنِ عظیم نے جابجا کمال تعظیم

کے ساتھ بیان فرمایا اور آیۃ اللہ ٹھہرایا، قادیانی کیسے کھلے لفظوں میں اس کی تحقیر کرتا ہے

تازیانہ ۵۳ کہ وہ کچھ چیز نہیں۔ پھر اس کے متصل کہتا ہے صـ۴ ماسوائے اس کے اگر مسیح کے اصلی

کاموں کو ان حواشی سے الگ کرکے دیکھا جائے جو محض افترا یا غلط فہمی سے گھڑے ہیں تو کوئی

اعجوبہ نظر نہیں آتا بلکہ مسیح کے معجزات پر جس قدر اعتراض ہیں، میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق پر ایسے شبہات ہوں، کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔

دیکھو کوئی اعجوبہ نظر نہیں آتا، کہ کران کے تمام معجزات سے کیسا صاف انکار کیا اور تالاب کے قصے سے اور بھی پانی پھیر دیا اور آخر میں لکھا صلاوہ زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ حضرت مسیح معجزہ نمائی سے صاف انکار کر کے کہتے ہیں کہ میں ہرگز کوئی معجزہ دکھا نہیں سکتا مگر پھر بھی عوام الناس ایک انبار معجزات کا ان کی طرف منسوب کر رہے ہیں۔

غرض اپنی مسیحیت قائم رکھنے کو نہایت کھلے طور پر تمام معجزاتِ مسیح و تصریحاتِ قرآنِ عظیم سے صاف منکر ہے اور پھر مہدی و رسول و نبی ہونے کا ادعاء، مسلمان تو مکذّبِ قرآن کو مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے، قطعاً کافر مرتد زندیق بے دین ہے نہ کہ نبی و رسول بن کر اور کفر پر کفر پڑھے الا لعنۃ اللہ علی الکفرین اور اس کذاب کا کہنا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنے معجزے سے منکر تھے رسول اللہ پر محض افترا، اور قرآنِ عظیم کی صاف تکذیب ہے۔ قرآنِ عظیم تو مسیح صادق سے یہ نقل فرماتا ہے کہ انی قد جئتکم بایۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ان فی ذلک لایۃ لکم ان کنتم مؤمنین۔

"بے شک میں تمہارے پاس تمہارے رب سے یہ معجزے لیکر آیا ہوں کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی صورت بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں، وہ خدا کے حکم سے پرند ہو جاتی ہے اور میں بحکم خدا مادر زاد اندھے اور بدن بگڑے کو اچھا کرتا اور مردے زندہ کرتا ہوں اور تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے اور جو گھروں میں اٹھا رکھتے ہو، بیشک اس میں تمہارے لئے بڑا معجزہ ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو" پھر مکرر فرمایا وجئتکم بایۃ من ربکم فاتقوا اللہ واطیعون "میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بڑے معجزات لے کر آیا تو اللہ سے ڈرو اور

میرا حکم مانو اور یہ قرآن کا جھٹلانے والا ہے' انہیں اپنے معجزات سے انکار تھا۔

کیوں مسلمانو قرآن سچا یا قادیانی؟ ضرور قرآن سچا ہے اور قادیانی کذاب جھوٹا،

کیوں مسلمانو جو قرآن کی تکذیب کرے وہ مسلمان ہے یا کافر؟ ضرور کافر ہے، ضرور کافر بخدا (۳۵)

اسی بحر فکر قادیانی کے ازالہ شیطانی میں آخر صفحہ ۱۵ سے آخر صفحہ ۶۲ تک تو نوٹ میں پیٹ بھر کر رسول اللہ

تازیانہ ۵۸ وکلمۃ اللہ کو وہ گالیاں دیں اور آیات اللہ و کلام اللہ سے تمسخر کیں جن کی حد و نہایت نہیں، صاف

تازیانہ ۵۹ لکھ دیا کہ جیسے عجائب انہوں نے دکھائے، عام لوگ کر لیتے تھے، اب بھی لوگ ویسی باتیں کر دکھاتے

تازیانہ ۶۰ ہیں (۳۶) بلکہ آجکل کے کرشمان سے زیادہ بے لاگ ہیں (۳۷) وہ معجزے نہ تھے، کل کا دور

تازیانہ ۶۱ تھا عیسیٰ نے اپنے باپ بڑھئی کے ساتھ بڑھئی کا کام کیا تھا، اس سے یہ کلیں بنانی آگئی تھیں (۳۸)

تازیانہ ۶۲ عیسیٰ کے سب کرشمے مسمریزم سے تھے (۳۹) وہ جھوٹی جھلک تھی (۴۰) سب کھیل تھا، لہو و

تازیانہ ۶۳ لعب تھا (۴۱) سامری جادوگر کے گوسالے کے مانند تھا (۴۲) بہت مکروہ و قابل نفرت کام

تازیانہ ۶۴ تھے (۴۳) اہل کمال کو ایسی باتوں سے پرہیز رہا ہے (۴۴) عیسیٰ روحانی علاج میں بہت

۶۶ ضعیف اور نکما تھا۔

وہ ناپاک عبارات بروجہ التقاط یہ ہیں صفحہ ۱۵۱ انبیاء کے معجزات دو قسم ہیں ایک

تازیانہ ۶۸ محض سماوی جس میں انسان کی تدبیر و عقل کو کچھ دخل نہیں جیسے شق القمر دوسرے عقل جو خارق عادت

۶۹ عقل کے ذریعہ سے ہوتے ہیں جو الہام سے ملتی ہے جیسے سلیمان کا معجزہ صرح ممرد من

قوارير بظاہر مسیح کا معجزہ سلیمان کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں

ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے جو شعبدہ بازی اور دراصل بے سود

اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے، وہ لوگ جو سانپ بنا کر دکھلا دیتے اور کئی قسم کے جانور

تیار کر کے زندہ جانوروں کی طرح چلا دیتے، مسیح کے وقت میں عام طور پر ملکوں میں تھے سو کچھ

تعجب نہیں کہ خدائے تعالیٰ نے مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو

جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا پھونک مارنے پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندیا

پیروں سے چلتا ہو کیونکہ مسیح اپنے باپ[1] یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا ہے جس میں کلوں کے ایجاد[2] میں عقل تیز ہو جاتی ہے پس کچھ تعجب نہیں کہ مسیح نے اپنے دادا[3] سلیمان کی طرح یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو، ایسا معجزہ عقل سے بعید بھی نہیں، حال کے زمانہ میں بھی اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ بولتی بھی ہیں ہلتی بھی ہیں، دُم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سنا ہے کہ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں؛ بمبئی اور کلکتے میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں، ماسوا[4] اس کے یہ قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز عمل الترب یعنی مسمریزی طریق سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آ سکیں کیونکہ مسمریزم میں ایسے ایسے عجائبات ہیں سو[5] یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اس فن میں مشق والا مٹی کا پرند بنا کر پرواز کرتا دکھا دے تو کچھ بعید نہیں کیونکہ کچھ اندازہ نہ کیا گیا کہ اس فن کی کہاں تک انتہا ہے، سلب[6] امراض عمل الترب (مسمریزم) کی شاخ ہے، ہر زمانے میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس عمل سے سلب امراض کرتے ہیں اور مفلوج مبروص ان کی توجہ سے اچھے ہوتے ہیں، بعض نقشبندی وغیرہ نے بھی ان کی طرف بہت توجہ کی تھی محی الدین ابن عربی کو بھی اس میں خاص مشق تھی، کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ مسیح بحکم الٰہی اس عمل (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں، اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو ان عجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ اس عمل کا ایک نہایت برا خاصہ یہ ہے کہ جو اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے وہ روحانی تاثیروں میں جو روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ گو مسیح جسمانی بیماریوں

---

[1] اس کا باپ: دیکھئے مسیح و مریم دونوں کو سخت گالی ہے۔ [2] اس کا دادا، دیکھئے وہی مسیح و مریم کو گالی ہے۔ [3] یہاں تک تو مسیح کا معجزہ کل دبانے سے تھا، اب دوسرا پہلو بدلتا ہے کہ مسمریزم تھا۔ [4] یہاں تک مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرند بنانے پر استہزاء تھے، اب اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرنے پر مسخرگی کرتا ہے۔

کو اس عمل (مسمریزم) کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت و توحید اور دینی استقامتوں کے دلوں میں قائم کرنے میں ان کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔ جب یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ان پرندوں میں صرف جھوٹی حیات جھوٹی جھلک نمودار ہو جاتی تھی تو ہم اس کو تسلیم کر چکے ہیں، ممکن ہے کہ عمل الترب (مسمریزم) کے ذریعہ سے پھونک میں وہی قوت ہو جائے جو اس دخان میں ہوتی ہے جس سے غبارہ اوپر کو چڑھتا ہے۔ مسیح جو جو کام اپنی قوم کو دکھلاتا تھا وہ دعا کے ذریعہ سے ہرگز نہ تھے بلکہ وہ ایسے کام اقتداری طور پر دکھاتا تھا۔ خدائے تعالٰی نے صاف فرما دیا ہے کہ وہ ایک فطری طاقت تھی جو ہر فرد بشر میں ہے، مسیح کی کچھ خصوصیت نہیں چنانچہ اس کا تجربہ اسی زمانے میں ہو رہا ہے۔ مسیح کے معجزات تو اس تالاب کی وجہ سے بے رونق و بے قدر تھے جو مسیح کی ولادت سے پہلے مظہر عجائبات تھا جس میں ہر قسم کے بیمار اور تمام مجذوم مفلوج مبروص ایک ہی غوطہ مار کر اچھے ہو جاتے تھے لیکن بعض بعد کے زمانوں میں جو لوگوں نے اس قسم کے خوارق دکھلائے اس وقت تو کوئی تالاب بھی نہ تھا۔ یہ بھی[1] ممکن ہے کہ مسیح ایسے کام کے لئے اس تالاب کی مٹی لاتا تھا جس میں روح القدس کی تاثیر تھی بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل تھا جیسے سامری کا گوسالہ۔

مسلمانو! دیکھا کہ اس دشمن اسلام نے اللہ عزوجل کے سچے رسول کو کیسی مغلظ گالیاں دیں، کونسی ناگفتنی اس ناشدنی نے ان کے حق میں اظہار رکھی، ان کے معجزوں کو کیا صاف صاف کھیل اور لہو و لعب و شعبدہ و سحر ٹھہرایا ابرائے اکمہ و ابرص کو مسمریزم پر ڈھالا، معجزۂ پرند میں تین احتمال پیدا کئے، بڑھئی کی کل یا مسمریزم یا کراماتی تالاب کا اثر اور دل سے صاف سامری کا بچھڑا بنا دیا بلکہ اس سے بدتر کہ سامری نے جو اسپ جبریل کی خاکِ سُم اٹھائی وہ اسی کو نظر آئی

[1] یہ تیسرا پہلو ہے کہ حضرت مسیح اس مٹی کے پرند میں تالاب کی مٹی ڈال دیتے جسمیں روح القدس کا اثر تھا اسکے زور سے حرکت کرتا جیسے سامری نے اسپ روح القدس کے پاؤں تلے کی خاک بچھڑے میں ڈال دی بولنے لگا۔ منہ

دوسرے نے اطلاع نہ پائی، قال اللہ تعالٰے قال بصرت بما لم یبصروا بہ فقبضت قبضة من اثر الرسول فنبذتھا وکذلک سولت لی نفسی" سامری نے کہا میں نے وہ دیکھا جو انہیں نظر نہ آیا تو میں نے اسپِ رسول کی خاکِ قدم سے ایک مٹھی لیکر گوسالے میں ڈال دی کہ وہ بولنے لگا نفسِ امارہ کی تعلیم سے مجھے یونہی بھلا معلوم ہوا"۔ مگر مسیح کا کرتب ایک دست مال تھا جس سے دنیا جہان کو خبر تھی، مسیح پیدا بھی نہ ہوئے تھے جب تالاب کی کرامات شہرۂ آفاق تھیں تو اللہ کا رسول یقیناً اس کافر جادوگر سے بہت کم رہا اور مزہ یہ ہے کہ مسیح کے وقت میں بھی ایسے شعبدے تماشے بہت ہوتے تھے پھر معجزہ کدھر سے ہوا۔ اللہ اللہ رسولوں کو گالیاں، معجزات کے انکار، قرآن کی تکذیبیں اور پھر اسلام باقی ہے ع چوں وضوئے محکم بی بی تمیزہ؛ اس سے تعجب نہیں کہ ہر مرتد جو لتنے بڑے دعوے کرکے اٹھے اسے ایسے کفروں سے چارہ نہیں اندھے تو وہ ہیں جو یہ کچھ دیکھتے ہیں بھراتے بڑے مکذبِ قرآن و دشمن انبیاء و عدو الرحمٰن کو امام وقت و مسیح و مہدی مان لیے ہیں ع گر مسیح این ست لعنت بر مسیح! اور اُن سے بڑھ کر اندھا وہ ہے جو شُدبُد پڑھ لکھ کر اس کے ان صریح کفروں کو دیکھ بھال کر کہے میں جناب مرزا صاحب کو کافر نہیں کہتا، خطا پر جانتا ہوں۔ ہاں شاید الیسوں کے نزدیک کافر وہ ہوگا جو انبیاء اللہ کی تعظیم کرے کلام اللہ کی تصدیق و تکریم کرے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم، کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار۔

تنبیہ: ان عباراتِ ازالہ سے بحمد اللہ تعالٰے اس چھوٹے عذر معمولی کا ازالہ بھی ہوگیا جو عباراتِ ضمیمہ انجام آتھم کی نسبت بعض مرزائی پیش کرتے ہیں کہ یہ تو عیسائیوں کے مقابلہ میں حضرت عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دی ہیں۔

لہ الیسوں کو شاید اتنی بھی خبر نہیں کہ جو مخالف ضروریاتِ دین کو کافر نہ جانے خود کافر ہے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر جب تکذیبِ قرآن عظیم و سب و شتم انبیاء کرام بھی کفر نہ ٹھہرے تو خدا جانے آریہ و ہنود و نصارٰی نے اس سے بڑھ کر کیا جرم کیا ہے کہ وہ کفار ٹھہرائے جائیں، یا شاید الیسوں کے زعم میں تمام دنیا مسلمان ہے کافر کوئی تھا نہ ہے نہ ہو، یہ بھی معجزاتِ مسیح کی طرح قرآن کے بے اصل کر فلانا مسلم فلانا کافر، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ منہ

اولاً ان عبارات کے علاوہ جو گالیاں اس کے اور رسائل مثل اعجازِ احمدی و دافع البلاء و کشتی نوح و اربعین و مواہب الرحمٰن وغیرہ میں اہلی وگلی پھر رہی ہیں، وہ کس عیسائی کے مقابلہ میں ہیں، مثل مشہور ہے۔ دلہن کا منہ کالا، مشاطہ کب تک ہاتھ دے رہے گی۔

ثانیاً کس شریعت نے اجازت دی ہے کہ کسی بدمذہب کے مقابل اللہ کے رسولوں کو گالیاں دی جائیں؟

ثالثاً مرزا کو ادعا ہے کہ اگرچہ اس پر وحی آتی ہے مگر کوئی نیا حکم جو شریعتِ محمدیہ سے باہر ہو نہیں آسکتا، ہم تو قرآنِ عظیم میں یہ حکم پاتے ہیں کہ لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم "کافروں کے جھوٹے معبودوں کو گالی نہ دو کہ وہ اس کے جواب میں بے جانے بوجھے دشمنی کی راہ سے اللہ عزوجل کی جناب میں گستاخی کریں گے"

مرزا اپنی وہ وحی بتائے جس نے قرآن کے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔

رابعاً مرزا کو ادعا ہے کہ وہ مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے قدم بقدم چل رہا ہے، التبلیغ ص۲۸۳ پر لکھتا ہے من ایات صدقی انہ تعالی وفقنی باتباع رسولہ و اقتداء نبیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فما رأیت اثرا من اثار النبی الا قفوت۔ بتائے تو کہ مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے کس دن عیسائیوں کے مقابل معاذ اللہ عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ کو گالیاں دی ہیں۔

خامساً مرزا کے ازالہ نے مرزائیوں کی اس بکر فکر کا کامل ازالہ کر دیا۔ ازالہ کی یہ عبارتیں تو کسی عیسائی کے مقابل نہیں۔ ان میں وہ کونسی گالی ہے جو ضمیمہ انجام آتھم سے کم ہے حتی کہ چور اور ولد الزنا کا بھی اثبات ہے وہاں چوری کسی مال کی بتائی تھی بلکہ علم کی، ضمیمہ انجام ص۶ نہایت شرم کی یہ بات ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔

ازالہ میں اس سے بدتر چوری معجزہ کی چوری مانی کہ تالاب کی مٹی لا کر لیے پر کی اُڑاتے

اور اپنا معجزہ ٹھہراتے، رہی ولادتِ زنا وہ اس نے اس بائبل محرف کے بھروسے پر لکھی برائے نام کہہ سکتا تھا کہ عیسائیوں پر الزاماً پیش کی اگرچہ مرزا کی عملی کارروائی صراحۃً اس کی مکذب تھی کہ وہ اپنے رسائل میں بکثرت مسلمانوں کے مقابل اسی بائبل محرف کو نزول الیاس وغیرہ کے مسئلہ میں پیش کرتا ہے مگر ازالہ میں تو صاف تصریح کردی کہ قرآنِ عظیم اسی بائبل محرف کی طرف رجوع کرنے اور اس سے علم سیکھنے کا حکم دیتا ہے، ازالہ ص۶۰۸ آیت ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون یعنی تمھیں علم نہ ہو تو اہلِ کتاب کی طرف رجوع کرو، ان کی کتابوں پر نظر ڈالو، اصل حقیقت منکشف ہو، ہم نے موافق حکم اس آیت کے یہود و نصاریٰ کی کتابوں کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہوا کہ مسیح کے فیصلے کا ہمارے ساتھ اتفاق ہے دیکھو کتاب سلاطین و کتاب ملاکی نبی اور انجیل، تو ثابت ہوا کہ یہ توریت و انجیل بلکہ تمام بائبل موجودہ اس کے نزدیک سب بحکم قرآن مستند ہے تو جو کچھ اس سے لکھا ہرگز الزاماً نہ تھا بلکہ اس کے طور پر قرآن سے ثابت اور خود اس کا عقیدہ تھا اور اللہ تعالٰی دجالوں کا پردہ یونہی کھولتا ہے و الحمد للہ رب العلمین۔

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر مرزائیوں کے چند اعتراضات کا
حقانیت افروز جواب

الجراز الدیّانی علی المرتدّ القادیانی

۱۳۴۰ھ

قادیانی مُرتد

پر

خُدائی تلوار

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ العزیز
کی آخری تصنیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم اليك اسناد الحمد ونهاية سلاسل الصمد وصل على حبلك الموصول المتصل الغير
المنقطع ومسلك المرفوع بوصلك فوق كل مرتفع وعلى آله وصحبه خير آل وصحب رواة عنه و
حديثه طرق الوصول الى ساحة الرحب وبعد فلما علمت [illegible] رحمة الله [illegible] ايها
الفاضل الكامل القرم الجاحل مولانا المولوي محمد [illegible] المفتي
المفتي [illegible] محمد [illegible] أدام الله تعالى عليه وعليك
ديم النعيم [illegible] اجازة [illegible] بسائر مروياتي
عن المشايخ السندية [illegible] وان لم اكن [illegible] فاجزتك
على [illegible] الله تعالى [illegible] رسوله الكريم عليه وعلى آله افضل الصلاة والتسليم أولا بالحصن
الحصين كما اجازني به حضرة شيخي ومرشدي وذخري [illegible] وعدتي مجمع الطريقين و
مرجع الفريقين عالم الباطن والظاهر ملحق الاصاغر بالاكابر حضرة السيد الشاه آل الرسول الاحمدي
المارهروي رضي الله تعالى عنه قال اجازني استاذي المعظم مولانا عبد العزيز الدهلوي رحمه الله تعالى
عليه قال سمعت الثلث الاول بقراءة اخي الشيخ محمد علي [illegible] على الاستاذ الشاه ولي الله احمد ابن الشيخ عبد الرحيم
الدهلوي قال اجازني به الشيخ ابو طاهر ابن الشيخ ابراهيم المدني عن ابيه عن القشاشي عن الشناوي
عن الشمس الرملي عن الشيخ زكريا عن الحافظ [illegible] محمد بن محمد بن محمد [illegible] الهاشمي المكي عن
مؤلفه الامام [illegible] محمد بن محمد الجزري رحمه الله تعالى ح واجازني عاليا به حرم مكة المعظمة في
ذي الحجة [illegible] مفتي الحنفية ببلد الله الحرام [illegible] مولانا الشيخ عبد الرحمن السراج ابن مفتي الحنفية الشيخ
عبد الله السراج عن مفتي الحنفية بمكة المحمية الشيخ جمال بن عبد الله بن عمر المكي عن الشيخ عابد السندي
عن الشيخ يوسف بن محمد بن علاء الدين بن محمد المزجاجي عن ابيه عن الشيخ حسن العجيمي عن الشيخ ابي
الوفا احمد بن محمد الملقب بالعجل عن يحيى بن مكرم الطبري المكي عن جده الحافظ محب الدين محمد بن
محمد الطبري عن مؤلفه ح وايضا الشيخ المدني عن الشيخ صالح الفلاني عن الشريف سليمان الاهدل والشيخ
محمد بن سنة كلاهما عن الشريف محمد بن عبد الله عن السراج [illegible] والشيخ برهان الدين الكركي والشمس
محمد بن عبد الرحمن العلقمي كلهم عن الامام الحافظ السيوطي عن ابي القاسم عمر بن فهد وابنه تقي الدين محمد بن فهد
كلاهما عن مؤلفه رحمة الله تعالى عليهم وعلينا معهم آمين وثانيا بالصحاح الستة وسائر كتب الحديث
والفقه والتفسير والاصول والعقائد والكلام وغير ذلك مما يصح لي روايته عن اشياخي الكرام رضي الله
تعالى عنهم في دار السلام وثالثا بالعلوم الخمسة والاربعين التي منحني ربي سبحانه وتعالى [illegible] وقد [illegible]
في اجازتي لعلماء الحرمين الكريمين حين حلولي بهما سنة [illegible] ولقد بارك الله لي ولك وعلي وعليك بهذا
كل ذلك بشرطه المعروف عند اهل السعداء والاستقامة على طريقة اهل السنة والجماعة ورعاية الادب
والكتابة [illegible] الاستطاعة وارجوك ان لا تنساني من دعائك الصالح [illegible] مثله ان شاء
الله الكريم الفاتح وكان ذلك [illegible] خلتا من ذي القعدة سنة [illegible] [illegible] الله تعالى سعده وسعد
ما بعده [illegible] وحسبنا الله ونعم الوكيل وصلى الله تعالى وبارك وسلم [illegible] على المولى الجليل المجيد واله
وصحبه وابنه وحزبه وعلينا بهم يا كريم
آمين والحمد لله رب [illegible]

[illegible]



اعلیٰ حضرت مدظلکم العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اس میں شک نہیں آپ کی خدمت میں بہت سے جواب طلب خطوط موجود ہوں گے لیکن عریضہ ہٰذا الحالت اشد ضرورت ارسالِ خدمت ہے امید کہ بواپسی جواب سے شرف بخشا جائے۔

سوال ۱ کریمہ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ۔ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ۔

(اور اللہ کے سوا جن کی عبادت کرتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں، مُردے ہیں زندہ نہیں اور انہیں خبر نہیں لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔ ک)

یہ ظاہر کرتی ہے کہ ماسوا اللہ تعالےٰ کے جس کسی کو خدا کہا جاتا ہے وہ خالق نہ ہونے اور مخلوق ہونے کے علاوہ مردہ ہے زندہ نہیں۔

بنا بریں عیسےٰ علیہ السلام کو بھی جبکہ نصاریٰ خدا کہتے ہیں تو کیوں نہ اُن کو مردہ تسلیم کیا جائے اور کیوں اُن کو آسمان پر زندہ مانا جائے؟

۲ صاحب بخاری بروایتِ عائشہ رضی اللہ عنہا ارقام فرماتے ہیں (منقول از مشارق الانوار، حدیث ۱۱۱۸):-

لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِھِمْ مَسٰجِدَ

(اللہ تعالےٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔)

اس سے ظاہر ہے کہ نبیِ یہود حضرت موسٰے و نبیِ نصاریٰ حضرت عیسٰے علیٰ نبینا و علیہما الصلوٰۃ والسلام کی قبریں پوجی جاتی تھیں۔
حسبِ ارشادِ باری تعالےٰ عز اسمہ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ آیاتِ الٰہیہ، احادیثِ نبویہ ثبوتِ مماتِ عیسٰی علیہ السلام میں موجود ہوتے ہوئے کیونکر اُن کو زندہ مان لیا جائے؟

میں ہوں حضور کا ادنیٰ خادم

شاہ میر خاں قادری رضوی غفرلہ ربہٗ
ساکن پیلی بھیت
۳ محرم الحرام ۱۳۴۰ھ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الجواب

(۱) قبلِ جواب ایک امر ضروری کہ اس سوال وجواب سے ہزار درجہ اہم ہے معلوم کرنا لازم، بے دینوں کی بڑی راہِ فرار یہ ہے کہ انکار کریں ضروریاتِ دین کا اور بحث چاہیں کسی ہلکے مسئلے میں جس میں کچھ گنجائشِ دست وپا زدن ہو۔

قادیانی صدہا وجہ سے منکرِ ضروریاتِ دین تھا اور اس کے پس ماندے حیات ووفاتِ سیدنا عیسٰی رسول اللہ علیٰ نبینا الکریم وعلیہ صلوات اللہ وتسلیمات اللہ کی بحث چھیڑتے ہیں جو ایک فرعی سہل خود مسلمانوں میں ایک نوع کا اختلافی مسئلہ ہے جس کا اقرار یا انکار کفر تو درکنار ضلال بھی نہیں (فائدہ ۲ میں آئے گا کہ نزولِ حضرتِ عیسٰی علیہ السلام اہلِ سنت کا اجماعی عقیدہ ہے) نہ ہرگز وفاتِ مسیح ان مرتدین کو مفید، فرض کردم کہ رب عزوجل نے ان کو اس وقت وفات ہی دی پھر اس سے ان کا نزول کیونکر ممتنع ہو گیا؟ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی موت محض ایک آن کو تصدیقِ وعدۂ الٰہیہ کے لئے ہوتی ہے پھر وہ ویسے ہی حیاتِ حقیقی دنیاوی جسمانی سے زندہ ہوتے ہیں جیسے اس سے پہلے تھے، زندہ کا دوبارہ تشریف لانا کیا دشوار؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون[1]

(انبیاء زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں)

(۲) معاذ اللہ! کوئی گمراہ بد دین یہی مانے کہ ان کی وفات اوروں کی طرح ہے

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی: شرح الصدور، مطبوعہ خلافت اکیڈمی، سوات، ص ۷۸

جب بھی اُن کا دوبارہ تشریف لانا کیوں محال ہوگیا؛ وعدہ وَحَرَامٌ عَلٰی قَرْیَۃٍ اَھْلَکْنٰھَا اَنَّھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ۔ [1] (اور حرام ہے اس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ پھر لوٹ کر آئیں، ک) ایک شہر کے لئے ہے، بعض افراد کا بعد موت دنیا میں پھر آنا خود قرآن کریم سے ثابت ہے جیسے سیدنا عزیر علیہ الصلاۃ والسلام، قال اللہ تعالٰے فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہٗ۔ [2] (تو اللہ نے اسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا ۱۲ ک)،

چاروں طائرانِ خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام، قال اللہ تعالٰے ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْھُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُھُنَّ یَاْتِیْنَکَ سَعْیًا۔ [3] (پھر اُن کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے، پھر انہیں بلا، وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے ۱۲ ک)

ہاں مشرکین ملاعین منکرین بعث اسے محال جانتے ہیں اور درباره مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیانی بھی اُس قادر مطلق عز جلالہ کو معاذ اللہ صراحۃً عاجز مانتا اور دافع البلاء کے ص۲۴ پر یوں کفر بکتا ہے:

"خدا ایسے شخص کو پھر دنیا میں نہیں لا سکتا جس کے پہلے فتنے ہی نے دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔" [4]

مشرک و قادیانی دونوں کے رد میں اللہ عز وجل فرماتا ہے:

اَفَعَیِیْنَا بِالْخَلْقِ الْاَوَّلِ بَلْ ھُمْ فِیْ لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ۔ [5]

(تو کیا ہم پہلی بار بنا کر تھک گئے بلکہ وہ نئے بننے سے شبہہ میں ہیں۔ ک)

جب صادق و مصدوق صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے اُن کے نزول کی

---

[1] القرآن پ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۹۵ — [2] پ۳ البقرۃ آیت ۲۵۹

[3] پ۳ البقرۃ آیت ۲۶۰ — [4] مرزا قادیانی: دافع البلاء (مطبوعہ ربوہ) ص ۲۴

[5] پ۲۶ قٓ آیت ۱۵

خبر دی اور وہ اپنی حقیقت پر ممکن و داخل زیرِ قدرت و جائز، تو انکار نہ کریگا مگر گمراہ۔

(۳) اگر وہ حکم افراد کو بھی عام مانا جائے تو موت بعدِ استیفائے اجل کے لئے ہے۔ اُس سے پہلے اگر کسی وجہ خاص سے اماتت ہو تو مانع اعادت نہیں بلکہ استیفائے اجل کے لئے ضرور اور ہزاروں کے لئے ثابت ہے، قال اللہ تعالےٰ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ۔ ۱؎ (اے محبوب! کیا تم نے نہ دیکھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے، تو اللہ نے اُن سے فرمایا مرجاؤ، پھر انہیں زندہ فرمادیا۔ ک) قتادہ نے کہا اماتهم عقوبة ثم بعثوا ليتوفوا مدة اٰجالهم ولو جاءت اٰجالهم ما بعثوا۔

(۴) اُس وقت حیات و وفاتِ حضرتِ مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کا مسئلہ قدیم سے مختلف چلا آتا ہے مگر آخر زمانے میں ان کے تشریف لانے اور دجالِ لعین کو قتل فرمانے میں کسی کو کلام نہیں، یہ بلا اشتباہ اہلِ سنت کا اجماعی عقیدہ ہے تو وفاتِ مسیح نے قادیانی کو کیا فائدہ دیا اور مغل بچہ عیسٰے رسول اللہ بے باپ سے پیدا ابنِ مریم کیونکر ہو سکا؟ قادیانی اُس اختلاف کو پیش کرتے ہیں، کہیں اِس کا بھی ثبوت رکھتے ہیں کہ اِس پنجابی کے ابتداع فی الدین سے پہلے مسلمانوں کا یہ اعتقاد تھا کہ عیسٰے آپ تو نہ اُتریں گے کوئی ان کا مثیل پیدا ہوگا، اسے نزولِ عیسٰے فرمایا گیا اور اُس کو ابنِ مریم کہا گیا؟ اور جب یہ عام مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہے تو يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا۔ ۲؎ (مسلمانوں کی راہ سے جُدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیں گے

۱؎ پ ۲ البقرہ آیت ۲۴۳ ۲؎ پ ۵ النساء آیت ۱۱۵

اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی۔ک) کا حکم صاف ہے۔

۵) مسیح سے مثیلِ مسیح مراد لینا تحریفِ نصوص ہے کہ عادتِ یہود ہے بے دینی کی بڑی ڈھال یہی ہے کہ نصوص کے معنے بدل دیں یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ۔ ایسی تاویل گڑھنی نصوصِ شریعت سے استہزاء اور احکام وارشادات کو درہم برہم کر دینا ہے، جس جس شے کا ذکر آیا کہہ سکتے ہیں وہ شے خود مراد نہیں، اس کا مثیل مقصود ہے، کیا یہ اس کی نظیر نہیں جو اباحیہ ملاعنہ کہا کرتے ہیں کہ نماز روزہ فرض ہے نہ شراب و زنا حرام بلکہ وہ کچھ اچھے لوگوں کے نام ہیں جن سے محبت کا ہمیں حکم دیا گیا اور یہ کچھ بدوں کے جن سے عداوت کا۔

۶) بفرضِ باطل انہم بر علم، پھر اس سے قادیان کا مرتد، رسول اللہ کا مثیل کیونکر بن بیٹھا؟ کیا اس کے کفر، اس کے کذب، اس کی وقاحتیں، اس کی فضیحتیں، اسکی خباثتیں، اس کی ناپاکیاں، اس کی بیباکیاں کہ عالم آشکار ہیں چھپ سکیں گی؟ اور جہان میں کوئی عقل و دین والا ابلیس کو جبریل کا مثیل مان لے گا؟ اس کے خروارِ ہزارہا کفریات سے مشتے نمونہ، رسائل السوء والعقاب علی المسیح الکذاب و قہر الدیان علی مرتد بقادیان و نور الفرقان و باب العقائد والکلام وغیرہا میں ملاحظہ ہوں کہ یہ نظیروں کی علانیہ تکذیب کرنے والا، یہ رسولوں کو فحش گالیاں دینے والا، یہ قرآنِ مجید کو طرح طرح رد کرنے والا، مسلمان بھی ہونا محال، نہ کہ رسول اللہ کی مثال، قادیانیوں کی چالاکی کہ اپنے ہیلہ کے نامسلم ہونے سے یوں گریز کرتے اور اس کے ان صریح ملعون کفروں کی بحث چھوڑ کر حیات و وفاتِ مسیح کا مسئلہ چھیڑتے ہیں۔

۷) مسیح رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مثیل صاف جلیلہ اور وہ کہ قرآنِ عظیم

ک پ البقرہ آیت ۲۴۳ سلہ پ۵ النساء آیت ۱۱۵

نے بیان کئے، یہ تھے کہ اللہ عزوجل نے اُن کو بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا نشانی سارے جہان کے لئے ؛ قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِیًّا ۔ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا ۔[1] (بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا، مجھے تو کسی آدمی نے ہاتھ نہ لگایا، نہ میں بدکار ہوں، کہا یونہی ہے، تیرے رب نے فرمایا ہے کہ یہ مجھے آسان ہے اور اس لئے کہ ہم اسے لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور اپنی طرف سے ایک رحمت اور یہ امر ٹھہر چکا ہے۔ ک)

انہوں نے پیدا ہوتے ہی کلام فرمایا فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَاۤ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا الاٰیۃ[2] (تو اس کے نیچے والے نے اسے آواز دی کہ تو غم نہ کر، تیرے رب نے تیرے نیچے نہر بہادی ہے۔) عَلٰی قِرَاءَةِ مَنْ تَحْتِهَا بِالْفَتْحِ فِیْهِمَا وَتَفْسِیْرِهٖ بِالْمَسِیْحِ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ (اس قرارت پر جس میں مَن کی میم مفتوح اور تحتہا کی دوسری تاء مفتوح ہے اور اس کی تفسیر حضرت عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی گئی ہے)

انہوں نے گہوارے میں لوگوں کو ہدایت فرمائی یُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا[3] (لوگوں سے بات کرے گا پالنے میں اور پکی عمر میں۔ ک)

انہیں ماں کے پیٹ یا گود میں کتاب عطا ہوئی، نبوت دیگئی قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ ۗ اٰتٰىنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ۔[4] (بچہ نے فرمایا میں ہوں اللہ کا بندہ

---

[1] پ ۱۶ مریم آیت ۲۱
[2] پ ۱۶ مریم آیت ۲۴
[3] پ ۳ آل عمران آیت ۴۶
[4] پ ۱۶ مریم آیت ۳۰

اس نے مجھے کتاب دی اور مجھے غیب کی خبریں بتانے والا (نبی) کیا۔ ک)

وہ جہاں تشریف لے جائیں برکتیں ان کے قدم کے ساتھ رکھی گئیں وَ جَعَلَنِی مُبٰرَكًا اَیْنَمَا كُنْتُ [۱] (اور اس نے مجھے مبارک کیا میں کہیں ہوں۔ ک)

برخلاف کفر طاغیہ قادیان کہ کہتا ہے جس کے پہلے قلتنے ہی نے دنیا کو تباہ کر دیا، انہیں اپنے غیبوں پر مسلط کیا عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ [۲] (غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ ک)

جس کا ایک نمونہ یہ تھا کہ لوگ جو کچھ کھاتے اگرچہ سات کوٹھڑیوں میں چھپ کر اور جو کچھ گھروں میں ذخیرہ رکھتے اگرچہ سات تہ خانوں کے اندر، وہ سب اُن پر آئینہ تھا وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ [۳] (اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو۔ ک)

انہیں توراۃ مقدس کے بعض احکام کا ناسخ کیا وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ [۴] (اور تصدیق کرتا آیا ہوں اپنے سے پہلی کتاب توراۃ کی اور اس لئے کہ حلال کروں تمہارے لئے کچھ وہ چیزیں جو تم پر حرام تھیں۔ ک)

انہیں قدرت دی کہ مادر زاد اندھے اور لاعلاج برص کو شفا دیدیتے وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ [۵] (اور تو مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے

---

[۱] پ ۱۶ مریم آیت ۳۱
[۲] پ ۲۹ جن آیت ۲۶
[۳] پ ۳ آل عمران آیت ۴۹
[۴] پ ۳ آل عمران آیت ۵۰
[۵] پ ۷ مائدہ آیت ۱۱۰

حکم سے شفا دیتا۔ ک)

انہیں قدرت دی کہ مُردے زندہ کرتے وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْ ۱؎
وَاُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۲؎ (اور جب تو مُردوں کو میرے حکم سے زندہ نکالتا۔ ک)
(اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ ک)

اُن پر اپنے وصفِ خالقیت کا پَر تو ڈالا کہ مٹی سے پرند کی صورت خَلق فرماتے اور اپنی پھونک سے اس میں جان ڈالتے کہ اُڑتا چلا جاتا وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْئَةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ ۳؎ (اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مُورت میرے حکم سے بناتا پھر اُس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اُڑنے لگتا۔ ک) ظاہر ہے کہ قادیانی میں ان میں سے کچھ نہ تھا پھر وہ کیونکر مثیلِ مسیح ہو گیا؟

اخیر کی چار یعنی مادر زاد اندھے اور ابرص کو شفا دینا، مُردے جلانا، مٹی کی مورت میں پھونک سے جان ڈال دینا، یہ قادیانی کے دل میں بھی کھٹکے کہ اگر کوئی پوچھ بیٹھا کہ تو مثیلِ مسیح بنتا ہے، اِن میں سے کچھ کر دکھا اور وہ اپنا حال خوب جانتا تھا کہ سخت جھوٹا ملوم ہے اور الٰہی برکات سے پورا محروم لہٰذا اس کی یوں پیش بندی کی کہ قرآنِ عظیم کو پسِ پشت پھینک کر رسول اللہ کے روشن معجزوں کو پاؤں تلے مَل کر صاف کہہ دیا کہ وہ معجزے نہ تھے، مسمریزم کے شعبدے تھے، میں ایسی باتیں مکروہ نہ جانتا تو کر دکھاتا، وہی ملاعنہ مشرکین کا طریقہ اپنے عجز پر یوں پردہ ڈالنا کہ لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ (اگر ہم چاہتے

۱؎ پ۷ مائدہ آیت ۱۱۰ ۲؎ پ۳ آل عمران آیت ۴۹
۳؎ پ۷ مائدہ آیت ۱۱۰

تو ایسا کلام کہتے) ہم چاہتے تو اس قرآن کا مثل تصنیف کر دیتے، ہم خود ہی ایسا نہیں کرتے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔

قادیانی خذلہ اللہ کے ازالۂ اوہام ص ۳، ۴، ۵ و نوٹ آخر ص ۱۵ تا آخر ص ۱۶۲ ملاحظہ ہوں جہاں اس نے پیٹ بھر کر یہ کفر بکے ہیں یا ان کی تلخیص رسالہ قہر الدیان ص ۱۰ تا ۱۵ مطالعہ ہوں۔ یہاں دو چار صرف بطور نمونہ منقول ملعون ازالہ ص ۳ : احیائے جسمانی کچھ چیز نہیں۔

ص ۴ : کیا تالاب کا قصہ مسیحی معجزات کی رونق دور نہیں کرتا۔

ص ۱۵ : شعبدہ بازی اور در اصل بے سود عوام کو فریفتہ کرنے والے مسیح اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس تک نجاری کرتے رہے، بڑھئی کا کام درحقیقت ایسا ہے جس میں کلوں کے ایجاد میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ بعض چڑیاں کل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں، بمبئی کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں۔ یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے اعجاز مسمریزمی بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں۔ سلب امراض مسمریزم کی شاخ ہے ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو اس سے سلب امراض کرتے ہیں۔ مبروص ان کی توجہ سے اچھے ہوتے ہیں، مسیح مسمریزم میں کمال رکھتے تھے۔ یہ قدر کے لائق نہیں، یہ عاجز اس کو مکروہ قابل نفرت نہ سمجھتا تو ان عجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ اس عمل کا ایک نہایت برا خاصہ ہے جو اپنے تئیں اس میں ڈالے روحانی تاثیروں میں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل (مسمریزم) سے اچھا کرتے مگر ہدایت توحید اور دینی استقامتوں کے دلوں میں قائم کرنے میں ان کا نمبر ایسا کم رہا کہ قریب قریب ناکام رہے، ان پرندوں میں صرف جھوٹی حیات، جھوٹی جھلک

ــــــ

ے مرزا قادیانی ازالۂ اوہام مطبع ریاض الہند ص ۱۲۱ - ۱۱۳

نمودار ہو جاتی تھی، مسیح کے معجزات[۲۹] اُس تالاب کی وجہ سے بے رونق[۳۰] بے قدر[۳۱] تھے جو مسیح کی ولادت سے پہلے مظہرِ عجائبات تھا، بہر حال یہ معجزہ صرف ایک کھیل[۳۲] تھا جیسے سامری[۳۳] کا گو سالہ۔

مسلمانو دیکھا! اِن ملعون کلمات میں وہ کونسی گالی ہے جو رسول اللہ کو نہ دی اور وہ کونسی تکذیب ہے جو آیاتِ قرآن کی نہ کی، اتنے ہی جملوں میں تینتیس کفر ہیں۔

بہر حال یہ تو ثابت ہوا کہ یہ مرتد مثیلِ مسیح نہیں، مسلمانوں کے نزدیک یوں کہ وہ نبی مرسل اولوالعزم صاحبِ معجزات و آیات و بیّنات اور یہ مردود مطرود مرتد و مورِدِ آفات اور خود اُس کے نزدیک یوں کہ معاذ اللہ وہ شعبدہ باز بھانمتی سمریزی تھے، روحانی تاثیروں میں ضعیف نکمے اور یہ ڈال کا ٹوٹا مقدس مہذب برگزیدہ ہادی الا لعنۃ اللہ علی الظٰلمین (خبردار! ظالموں پر خدا کی لعنت)

ہاں ایک صورت ہے، اس نے اپنے زعمِ ملعون میں مسیح کے یہ اوصاف گنے، دافع البلا ص ۴: مسیح کی راستبازی اپنے زمانے میں دوسروں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ (یحییٰ) شراب نہ پیتا تھا،[۳۴] کبھی نہ سنا کہ کسی فاحشہ[۳۵] نے اپنی کمائی کے مال سے[۳۶] اس کے سر پر عطر ملا یا ہاتھوں[۳۷] اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا یا کوئی بے تعلق[۳۸] جوان عورت اس کی خدمت کرتی، اسی وجہ سے خدا نے یحییٰ کا نام حصور رکھا مسیح نہ رکھا کہ ایسے[۳۹] قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔ [۱]

---

[۱] مرزا غلام احمد قادیانی دافع البلا (مطبع ضیاء الاسلام، قادیان) ص ۵-۶

ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ : آپ (یعنی عیسےٰ) کا کنجریوں[39] سے میلان اور صحبت[40] بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت[41] درمیان ہے (یعنی عیسےٰ بھی الیسوں ہی کی اولاد تھے) ورنہ کوئی پرہیزگار[42] ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگائے، زناکاری[43] کی کمائی کا پلید عطر اُس کے سر پر ملے، اپنے[44] بال اس کے پیروں پر ملے، سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان[45] کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

ص ۶ : حق یہ[46] ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہ ہوا۔

ص ۷ : آپ کے ہاتھ میں سوا مکر[47] و فریب[48] کے کچھ نہ تھا، آپ کا خاندان[49] بھی نہایت پاک ہے، تین دادیاں[50] اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا ——— یہ پچاس کفر ہوئے۔

نیز اسی رسالہ ملعونہ میں ص ۴ سے ۸ تک بحیلہ باطلہ مناظرہ خود ہی جلے دل کے پھپھولے پھوڑے، اللہ عزوجل کے سچے رسول مسیح عیسےٰ بن مریم کو نادان[51]، شریر[52]، مکار[53]، بد عقل[54]، زنانے[55] خیال والا فحش[56] گو، بدزبان[57]، کٹیل[58]، جھوٹا[59]، چور[60]، علمی عملی قوت میں بہت کچا، خلل[61] دماغ والا، گندی[62] گالیاں دینے[63] والا، بد قسمت[64]، نرا فریبی[65]، پیرو[66] شیطان وغیرہ وغیرہ خطاب اس قادیانی دجال نے دیے اور اس کے تین کفر اوپر گذرے کہ اللہ[68] مسیح کو دوبارہ نہیں لاسکتا، مسیح[69] فتنہ تھا، مسیح کے فتنے نے دنیا کو تباہ کر دیا ——— یہ سب ستر[70] کفر ہوئے اور ہزاروں ستر کی گنتی کیا غرض تیس سے اونچے اوصاف اس دجال مرتد نے اپنے مزعوم مسیح میں بتائے۔ اگر قادیانی خود اپنے لئے ان میں سے بھی دس وصف قبول کر لے کہ یہ شخص یعنی قادیانی بدچلن، بدمعاش، فریبی، مکار، زنانے خیال والا، کٹیل بھی جھوٹا، چور، گندی گالیوں والا، ابلیس کا چیلہ، کنجریوں کی اولاد، کسبیوں کا جنا ہے زنا کے

خون سے بنتا ہے تو ہم بھی اس کی مان لیں گے کہ یہ ضرور مثیلِ مسیح ہے مگر کونسے مسیح کا؟ اُسی مسیحِ قلیح کا جو اُس کا موہوم و مزعوم ہے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔

مسلمانو! یہ سات فائدے محفوظ رکھیے کیسا آفتاب سے زیادہ روشن ہوا کہ قادیانیوں کا مسئلہ وفات وحیاتِ مسیح چھیڑنا کیسا ابلیسی مکر، کیسی عبث بحث، کیسی تضییعِ وقت، کیسا قادیانی کے صریح کفروں کی بحث سے جان چھڑانا اور فضول زق زق میں وقت گنوانا ہے،

اس کے بعد ہمیں حق تھا کہ ان ناپاک و بے اصل پادر ہوا شبہوں کی طرف اِلتفات بھی نہ کرتے جو انہوں نے حیاتِ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پیش کئے۔ ایسی مہمل عیاریوں کیّادیوں کا بہتر جواب یہی تھا کہ مُثبت پہلے قادیانی کے کفر اٹھاؤ یا اُسے کافر مان کر توبہ کرو، اسلام لاؤ، اس کے بعد یہ فرعی مسئلہ بھی پوچھ لینا مگر ہم ان مرتدین سے قطع نظر کرکے اپنے دوست سائل سُنّی المذہب سے جوابِ شبہات گزارش کرتے ہیں وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ۔

پہلا شبہہ: کریمہ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الآية

اقول اوّلاً یہ شبہہ مرتدانِ حال نے کافرانِ ماضی سے ترکہ میں پایا ہے، جب آیۂ کریمہ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وَارِدُوْنَ [1] (اور جو کچھ اللہ کے سوا تم پوجتے ہو سب جہنم کے ایندھن ہو تمہیں اس میں جانا ک) نازل ہوئی کہ بے شک تم اور جو کچھ تم اللہ کے سوا پوجتے ہو سب دوزخ کے ایندھن ہو تمہیں اس میں جانا، مشرکین نے کہا کہ ملائکہ اور عیسٰے اور عزیر بھی تو اللہ

---

[1] پ ۱۷ الانبیاء آیت ۹۸

کے سوا پوجے جاتے ہیں، اس پر رب عزّوجل نے اُن جھگڑالو کافروں کو قرآن کریم کی مراد بتائی کہ آیت بتوں کے حق میں ہے اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۙ لَا یَسْمَعُوْنَ حَسِیْسَهَا [1] وہ جن کے لئے ہم بھلائی کا وعدہ فرما چکے وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں، اس کی بھنک تک نہ سنیں گے، قرآن کریم نے خود اپنا محاورہ بتایا جب بھی مرتدوں نے وہی راگ گایا۔

ابوداؤد کتاب الناسخ والمنسوخ میں اور فریابی عبد بن حمید و ابن جریر و ابن ابی حاتم و طبرانی و ابن مردویہ اور حاکم مع تصحیح مستدرک میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

لما نزلت اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ قال المشرکون فالملٰئکۃ وعیسٰی وعزیر یعبدون من دون اللہ فنزلت اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰۤى اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ [2]

(جب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ الآیۃ تو مشرکین نے کہا ملائکہ حضرت عیسیٰ اور حضرت عزیر کو بھی اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا جاتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ الآیۃ بے شک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہو چکا وہ جہنم سے دور رکھے گئے ہیں)

ثانیاً یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یقیناً مشرکین ہیں اور قرآن عظیم نے اہلِ کتاب کو مشرکین سے جدا کیا اُن کے احکام اُن سے جدا رکھے اُن کی عورتوں سے

---

[1] پ ۱۷ الانبیاء آیت ۱۰۱

[2] ابوعبداللہ حاکم، مستدرک (طبع دار الفکر بیروت) ج ۲، ص ۳۸۵

نکاح صحیح ہے مشرکہ سے باطل ان کا ذبیحہ حلال ہو جائے گا اُن کا مردار قال اللہ تعالیٰ
لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ
الْبَیِّنَۃُ ۱ (کتابی کافر اور مشرک اپنا دین چھوڑنے کو نہ تھے جب تک ان کے پاس
دلیل نہ آئے ۱۲ ک)

وَقَالَ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ
فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّۃِ ۲ (بیشک جتنے کافر ہیں
کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہی تمام مخلوق
میں بدتر ہیں۔ ک)

وَقَالَ تَعَالٰی مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِکِیْنَ
اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْکُمْ مِّنْ خَیْرٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ ۳ (وہ جو کافر ہیں کتابی یا مشرک، وہ نہیں
چاہتے کہ تم پر کوئی بھلائی اُترے تمہارے رب کے پاس سے ۱۲ ک)

وَقَالَ تَعَالٰی لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَھُوْدَ
وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَھُمْ مَّوَدَّۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّا
نَصٰرٰی ۴ (ضرور تم مسلمانوں کا سب سے بڑھ کر دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پاؤ گے
اور ضرور تم مسلمانوں کی دوستی میں سب سے زیادہ قریب ان کو پاؤ گے۔ ک)

وَقَالَ تَعَالٰی اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا
الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ
الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ ۵

---

۱ پ ۳۰	البینۃ	آیت ۱	۲ پ ۳۰	البینۃ	آیت ۶
۳ پ ۱	البقرۃ	آیت ۱۰۵	۴ پ ۷	مائدہ	آیت ۸۲
۵ پ ۶	مائدہ	آیت ۵			

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؁ (اور شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو، جب تک مسلمان نہ ہو جائیں۔ ک)

جب قرآنِ عظیم يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں نصاریٰ کو داخل نہیں فرماتا۔ اس اَلَّذِيْنَ میں مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کیونکر داخل ہو سکیں گے؟

ثالثًا سورت مکیہ ہے اور سوائے عاصم قرأ سبعہ کی قرارت تَدْعُوْنَ بہ تائے خطاب، تو بُت پرست ہی مراد ہیں اور اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ اصنام۔

رابعًا خود آیۂ کریمہ طرح طرح دلیلِ ناطق کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والثناء عمومًا اور حضرتِ مسیح علیہ الصلوٰۃ والتسلیم خصوصًا مراد نہیں۔ یہاں فرمایا اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ اموات سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ پہلے زندہ تھے پھر موت لاحق ہوئی لہٰذا ارشاد ہوا غَيْرُ اَحْيَاءٍ یہ وہ مردے ہیں کہ نہ اب تک زندہ ہیں نہ کبھی تھے نرے جماد ہیں۔ یہ بتوں ہی پر صادق ہے۔ تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے

حَيْثُ كَانَ بَعْضُ الْاَمْوَاتِ مِمَّا يَعْتَرِيْهِ الْحَيَاةُ سَابِقًا اَوْ لَاحِقًا كَاَجْسَادِ الْحَيَوَانِ وَالنُّطَفِ الَّتِيْ يُنْشِئُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى حَيَوَانًا اُحْتُرِزَ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيْلَ غَيْرُ اَحْيَاءٍ اَيْ لَا يَعْتَرِيْهَا الْحَيٰوةُ اَصْلًا فَهِيَ اَمْوَاتٌ عَلَى الْاِطْلَاقِ ؂

(بعض اموات وہ تھے جنہیں زندگی حاصل تھی جیسے مردہ حیوان کا جسم اور بعض وہ ہیں جنہیں زندگی ملنے والی ہے مثلاً نطفہ جسے اللہ تعالیٰ المستقبل میں حیوان بنائے گا اس لئے ایسے اموات سے احتراز کیا

؁ پ۲ البقرہ آیت ۲۲۱

؂ محمد بن محمد العمادی: تفسیر ابی السعود ج ۵ ص ۱۰۶

اور فرمایا غیر احیاء یعنی یہ وہ اموات ہیں جنہیں زندگانی (ماضی یا مستقبل میں) بالکل حاصل نہیں لہٰذا یہ علی الاطلاق اموات ہیں)

خامساً رب عزوجل فرماتا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ۝ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ [1]

(خبردار! شہیدوں کو ہرگز مردہ نہ جانیو بلکہ وہ اپنے رب کے یہاں زندہ ہیں، روزی پاتے ہیں، اللہ نے جو اپنے فضل سے دیا اس پر خوش ہیں۔)

اور فرماتا ہے:

وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ [2]

(جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں تمہیں خبر نہیں۔)

محال ہے کہ شہید کو تو مردہ کہنا حرام، مردہ سمجھنا حرام اور انبیاء معاذ اللہ مُردے کہے سمجھے جائیں، یقیناً قطعاً ایماناً وہ اَحْيَاءٌ غَيْرُ اَمْوَاتٍ ہیں نہ کہ عیاذاً باللہ اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَاءٍ، جس وعدۂ الٰہیہ کی تصدیق کے لئے اُن کو عروضِ موت ایک آن کے لئے لازم ہے قطعاً شہداء کو بھی لازم ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ ک) پھر جب یہ اَحْیَاءٌ

---

[1] پ۴ آل عمران آیت ۱۶۹، [2] پ۲ البقرۃ آیت ۱۵۶، [3] پ۱۷ الانبیاء آیت ۳۵

غیرُ اَمْوَاتٍ ہیں وہ یقیناً ان سے لاکھوں درجے زائد اَحیاءٌ غیرُ اَمْوَاتٍ ہیں نہ کہ اَمْوَاتٌ غیرُ اَحیاءٍ۔

سادساً آیہ کریمہ میں وَ ھُمْ قَدْ خُلِقُوْا بصیغۂ ماضی نہیں کہ وہ پیدا کیے گئے بلکہ وَ ھُمْ یُخْلَقُوْنَ بصیغۂ مضارع ہے کہ دلیلِ تجدد و استمرار ہو یعنی بنائے گھڑے جاتے ہیں اور نئے نئے بنائے گھڑے جائیں گے، یہ یقیناً بت ہیں۔

سابعاً آیہ کریمہ میں اُن سے کسی چیز کی خلق کا سلبِ کلّی فرمایا کہ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا اور قرآنِ عظیم نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بعض اشیاء کی خلق ثابت فرمائی وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ کَھَیْئَۃِ الطَّیْرِ اور ایجابِ جزئی نقیضِ سلبِ کلّی ہے تو عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صادق نہیں۔ نامناسب سے قطع نظر ہو تو اَمْوَاتٌ قضیہ مطلقہ عامہ ہے یا دائمہ، بر تقدیرِ ثانی یقیناً انس وجن وملک سے کوئی مراد نہیں ہو سکتا کہ ان کے لیے حیات بالفعل ثابت ہے نہ کہ ازل سے ابد تک دائم موت، بر تقدیرِ اوّل قضیہ کا اتنا مفاد کہ کسی نہ کسی زمانے میں ان کو موت عارض ہو، یہ ضرور عیسٰی وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام سب کے لیے ثابت، بیشک ایک وقت وہ آئے گا کہ مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پائیں گے اور روزِ قیامت ملائکہ کو بھی موت ہے، اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ موت ہو چکی ورنہ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ میں ملائکہ بھی داخل ہیں، لازم کہ وہ بھی مر چکے ہوں اور یہ باطل ہے۔ تفسیر انوار التنزیل میں ہے:

(اَمْوَاتٌ) حالاً او مآلاً غَیْرُ اَحْیَاءٍ بِالذَّاتِ لِیَتَنَاوَلَ کُلَّ مَعْبُوْدٍ[1]

---

[1] عبداللہ بن عمر البیضاوی انوار التنزیل مطبوعہ مصر ج ۱ ص ۴۵۵

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے :۔

فَالْمُرَادُ مَا لَاحَیٰوۃَ لَہٗ سَوَاءٌ کَانَ لَہٗ حَیٰوۃٌ ثُمَّ مَاتَ کَعُزَیْرٍ اَوْ سَیَمُوْتُ کَعِیْسٰی وَالْمَلٰٓئِکَۃِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ اَوْ لَیْسَ مِنْ شَاْنِ الْحَیٰوۃِ کَالْاَصْنَامِ [1]

"یعنی ان اموات سے عام مراد ہے خواہ اس میں حیات کی قابلیت ہی نہ ہو جیسے بُت۔ یا حیات تھی اور موت عارض ہوئی جیسے عزیر یا آئندہ عارض ہونے والی ہے جیسے عیسےٰ و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔"

منکرین دیکھیں کہ اُن کا شبہ ہر پہلو پر مردود ہے، وللہ الحمد۔

شبہہ دوم لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اقول وَالْمِرْزَائِیَّۃُ لَعْنًا کَبِیْرًا

میں کہتا ہوں کہ مرزائیوں پر بھی بڑی لعنت ہو۔

اوّلاً اَنْبِیَآئِھِمْ میں اضافت استغراق کے لئے نہیں کہ معاذ اللہ یحییٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام تک ہر نبی کی قبر کو یہود و نصاریٰ سب نے مسجد کر لیا ہو، یہ یقیناً غلط ہے جس طرح وَقَتْلِھِمُ الْاَنْبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ میں اضافت و لام کوئی استغراق کا نہیں کہ نہ سب قاتل اور نہ سب انبیاء شہید کئے قال تعالیٰ فَفَرِیْقًا کَذَّبْتُمْ وَفَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ اور جب استغراق نہیں تو بعض میں مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا داخل کر لینا ادعائے باطل و مردود ہے۔ یہود کے سب انبیاء نصاریٰ کے بھی انبیاء تھے، یہود و نصاریٰ کا اُن میں بعض کی قبور کریمہ کو مسجد بنا لینا، صدقِ حدیث کے لئے بس اور اس سے زیادہ مرتدین کی ہوس

---

[1] حاشیہ شہاب الشہور بعنایۃ القاضی ج ۵ ص ۳۲۲

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں یہ اشکال ذکر کرکے کہ نصاریٰ کے انبیاء کہاں ہیں؟ اُن کے تو صرف ایک عیسےٰ نبی تھے، اُن کی قبر نہیں، ایک جواب یہی دیا جو بتوفیقہ تعالیٰ ہم نے ذکر کیا کہ :-

اَوِ الْمُرَادُ بِالْاِتِّخَاذِ اَعَمُّ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ ابْتِدَاعًا اَوِ اتِّبَاعًا فَالْیَهُوْدُ ابْتَدَعَتْ وَالنَّصَارٰی اتَّبَعَتْ وَلَا رَیْبَ اَنَّ النَّصَارٰی تُعَظِّمُ قُبُوْرَ کَثِیْرٍ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْنَ تُعَظِّمُهُمُ الْیَهُوْدُ۔

(انبیاء کی قبروں کو مسجد بنانا عام ہے کہ ابتداءً ہو یا کسی کی پیروی میں، یہودیوں نے ابتداء کی اور عیسائیوں نے پیروی کی اور اس میں شک نہیں کہ نصاریٰ بہت سے ان انبیاء کی قبروں کی تعظیم کرتے ہیں جن کی یہودی تعظیم کرتے ہیں۔)

ثانیاً امام حافظ الشان (ابن حجر) نے دوسرا جواب یہ دیا کہ اس روایت میں اقتصار واقع ہوا، واقعہ یہ ہے کہ یہود اپنے انبیاء کی قبور کو مساجد کرتے اور نصاریٰ اپنے صالحین کی قبروں کو، ولہٰذا صحیح بخاری حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں دربارۂ قبورِ انبیاء تنہا یہود کا نام ہے :

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ مَسَاجِدَ [1]

(فرمایا رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک فرمائے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنالیا)

اور صحیح بخاری حدیث ام سلمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا میں جبکہ تنہا نصاریٰ کا ذکر تھا صرف

---

[1] ابن حجر عسقلانی، امام: فتح الباری شرح صحیح بخاری مطبوعہ بیروت ج ۱ ص ۴۴۴

صالحین کا ذکر فرمایا، انبیاء کا نام نہ لیا کہ :

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُولٰٓئِکَ قَوْمٌ اِذَا مَاتَ فِیْھِمُ الْعَبْدُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلٰی قَبْرِہٖ مَسْجِدًا وَّ صَوَّرُوْا فِیْہِ تِلْکَ الصُّوَرَ [1]

(رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نصارٰی وہ قوم ہے کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو اُس کی قبر پہ مسجد بنا لیتے اور اُس میں تصویریں بناتے۔)

اور صحیح مسلم حدیث جندب رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں یہود و نصاریٰ دونوں کو عام تھا انبیاء و صالحین کو جمع فرمایا کہ :

سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا وَمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَانُوْا یَتَّخِذُوْنَ قُبُوْرَ اَنْبِیَآئِھِمْ وَصَالِحِیْھِمْ مَسَاجِدَ [2]

(میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیتے تھے۔)

ہمیشہ جمع طرق سے معنیٰ حدیث کا ایضاح ہوتا ہے۔

ثالثاً اقول چالاکی بھی سمجھے! یہ فقط قبر علیے ثابت کرنا نہیں بلکہ اس میں بہت اہم راز مضمر ہے۔ قادیانی مدعیٔ نبوت تھا اور سخت جھوٹا کذاب جس کے سفید چمکتے ہوئے جھوٹ وہ محمدی والے نکاح اور انبیاء کے چاند والے بیٹے قادیان و قادیانیہ کے محفوظ از طاعون رہنے کی پیشین گوئیاں وغیرہا ہیں اور ہر عاقل

---

[1] و [2] محمد بن اسمٰعیل بخاری: بخاری شریف مطبع مجتبائی ج ۱ ص ۶۲

جانتا ہے کہ نبوت اور جھوٹ کا اجتماع محال، اِس سے قادیانی کا سارا گھر ہر عاقل
کے نزدیک گھروندا ہو گیا اس لئے فکر ہوئی کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام
کو معاذ اللہ جھوٹا ثابت کریں کہ قادیانی کذاب کی نبوت بھی بن پڑے، اس کا
علاج خود قادیانی نے اپنے ازالۂ اوہام ص ۶۲۹ پر یہ کیا کہ ایک زمانے میں چار سو
نبیوں کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے، یہ اُس مرتد کے اکٹھے چار سو کفر کہ ہر نبی
کی تکذیب کفر ہے بلکہ کروڑوں کفر ہیں کہ ایک نبی کی تکذیب تمام انبیاء اللہ کی
تکذیب ہے، قال اللہ تعالیٰ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ تو اُس نے چار سو
ہر نبی کی تکذیب کی، اگر انبیاء ایک[1] لاکھ چوبیس ہزار ہیں تو قادیانی کے چار کروڑ
چھیانوے لاکھ کفر اور اگر دو[2] لاکھ چوبیس ہزار ہیں تو یہ اُس کے آٹھ کروڑ چھیانوے
لاکھ کفر ہیں اور اب ان مرزائیوں نے خود یا اُسی سے سیکھ کر اندراج کفر میں اور
ترقی معکوس کر کے اسفل سافلین میں پہنچنا چاہا کہ معاذ اللہ معاذ اللہ سید المرسلین
محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کا جھوٹ ثابت کریں۔ اس
حدیث کے یہ معنے گھڑے کہ نصارٰی نے عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کو مسجد کر لیا
یہ صریح سپید جھوٹ ہے، نصارٰی ہر گز مسیح کی قبر ہی نہیں مانتے، اسے مسجد کر لینا تو
دوسرا درجہ ہے تو مطلب یہ ہوا کہ دیکھو مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کے دشمنوں)
نے (خاک بدہن ملعونان) کیسی صریح جھوٹی خبر دی پھر اگر ہمارا قادیانی نبی جھوٹ کے
پھبکے اڑاتا تھا تو کیا ہوا قادیانی مرتدین کا اگر یہ مطلب نہیں تو جلد بتائیں کہ نصارٰی

---

[1] کما رواہ احمد وابن حبان والحاکم والبیہقی وغیرہم عن ابی ذر وابو یعلٰی وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ عن ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۱۲ منہ غفرلہ

[2] کما فی روایۃ علی ما فی شرح عقائد نسفی للتفتازانی قال خاتم الحفاظ لم اقف علیہا ۱۲ منہ غفرلہ

مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر کب مانتے ہیں، کہاں بتاتے ہیں، کس کس نصرانی نے اس قبر کو مسجد کرلیا جس کا مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ذکر کیا، اس مسجد کا روئے زمین پر کہیں پتا ہے؟ ان نصرانیوں کا دنیا کے پردے پر کہیں نشان ہے؟ اور جب یہ نہ بتا سکو اور ہرگز نہ بتا سکو گے تو اقرار کرو کہ تم نے محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذمے معاذ اللہ دروغ گوئی کا الزام لگانے کو حدیث کے یہ معنے گھڑے اور اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمْ عَذَابًا مُّہِیْنًا۔ (بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اُن پر اللہ کی لعنت دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے) کے گڑھے میں پڑے اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ۔ کیوں، حدیث سے موتِ عیسٰے علیہ الصلوٰۃ والسلام پر استدلال کا مزا چکھا؟ کَذٰلِکَ الْعَذَابُ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ اَکْبَرُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَم

كتبه
العبد المذنب
احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم



سے پ ۲۲ الاحزاب آیت ۵۷

آل انڈیا سُنّی کانفرنس کے مشاہیر علماء و مشائخین کا متفقہ فیصلہ

مُسلم لیگ کو ووٹ دے کر کانگریس کو شکست دی جائے

آل انڈیا سُنّی کانفرنس مسلم لیگ کے ہر اُس طریقۂ عمل کی تائید کرسکتی ہے جو شریعت مُطہرہ کے خلاف نہ ہو جیسے کہ الیکشن کے معاملہ میں کانگریس کو ناکام کرنے کی کوشش۔ اس میں مسلم لیگ جس مسلمان کو بھی اٹھائے سنی کانفرنس کے اراکین و ممبران اس کی تائید کرسکتے ہیں۔ ووٹ دے سکتے ہیں۔ دوسروں کو اس کے ووٹ دینے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔ مسئلہ پاکستان یعنی ہندوستان کے کسی حصہ میں آئین شریعت کے مطابق فقہی اصول پر حکومت قائم کرنا سنی کانفرنس کے نزدیک محمود و مستحسن ہے۔

(حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ الحاج مصطفےٰ رضا قادری (جانشین اعلیٰحضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ) [illegible] نعیم الدین مراد آبادی ناظم اعلیٰ آل انڈیا سنی کانفرنس ؛ (حضرت صدر الشریعت مولانا مفتی امجد علی (حضرت مولانا شاہ [illegible] سنی کانفرنس ؛ (مفتی اعظم حضرت مولانا محمد ابراہیم القادری [illegible] (حضرت مولانا شاہ [illegible] قادری خطیب خیر المساجد [illegible] (حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا جانشین حضرت مولانا [illegible] رضا خاں بریلوی ؛ [illegible] دار العلوم شمس العلوم و ناظم ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس بدایوں ؛ (مولانا) [illegible] (مولانا) محمد اسمٰعیل محمود آبادی [illegible] (مولانا) غلام جیلانی ؛ (مولانا) محمد ایوب [illegible] (مولانا) ابو المعالی [illegible] منظر حق ٹانڈہ ؛ (مولانا) محمد عبد الاکرم مراد آبادی ؛ (مولانا) غلام معین الدین نعیمی [illegible] آل انڈیا سنی کانفرنس ؛ (مولانا) [illegible] صدر المدرسین مدرسہ اسلامیہ میرٹھ ؛ (مولانا ہاشمی) احسان الحق نعیمی ناظم تبلیغ جامعہ نعیمیہ مراد آباد ؛ (مولانا) سید عبد الحق قادری [illegible] اشرفی [illegible] کشمیر ؛ (مولانا) عبد المصطفےٰ مدرس دار العلوم اشرفیہ ؛ (مولانا) محمد شاہ [illegible] مدرس مدرسہ فاروقیہ بنارس ؛ (مولانا) اختصاص الدین [illegible] (مولانا) محمد مصطفےٰ علی مدرس مدرسہ اسلامیہ میرٹھ ؛ (مولانا) رفیق الدین ؛ (مولانا) غلام محی الدین مراد آبادی ؛ (مولانا) عبد الرحیم احمد آباد ؛ (مولانا) ابو الفیض محمد علی آنولوی ؛ (مولانا) سردار علی منظر اسلام بریلی ؛ (حضرت مولانا) محمد اجمل سنبھلی ناظم اجمل العلوم سنبھل ؛ (مولانا) محمد طفیل احمد مدرس [illegible] (مولانا الحاج) سردار احمد صدر المدرسین منظر اسلام بریلی ؛ (مولانا) وقار الدین [illegible] ؛ مدرس مدرسہ [illegible] اسلام بریلی ؛ (مولانا) محبوب حسین [illegible] سنبھل ؛ (مولانا) محمد سالم اعظمی ؛ (مولانا) عبد الغفور [illegible] ؛ (مولانا) محمد شہاب الدین ؛ (مولانا) عبد الرشید [illegible] علی پور سیداں سیالکوٹ ؛ (مولانا) محمد ابراہیم اعظمی ؛ (مولانا) عبد الغفور مدرس مدرسہ منظر اسلام بریلی ؛ (مولانا) محمد لیٰس [illegible] (مولانا) فضل [illegible] مدرس منظر اسلام بریلی ؛ (مولانا) فضل الصمد سجادہ نشین [illegible] ؛ (مولانا) محمد سلیمان صدر المدرسین احسن المدارس کانپور ؛ (مولانا) محمد محبوب صدر المدرسین کانپور ؛ (مولانا مفتی) عبد الرؤف صدر المدرسین مدرسہ [illegible] (مولانا) مختار احمد مدرس مدرسہ اہلسنت امرتسر ؛ (مولانا) احسان علی مظفر پوری مدرسہ منظر اسلام بریلی ؛ (مولانا) [illegible] مدرسہ منظر اسلام بریلی ؛ (مولانا) نور الہدیٰ رضوی مظفر پوری ؛ (مولانا) محمد ذکی [illegible] ؛ (مولانا قاضی) فضل غنی مدرس مدرسہ منظر اسلام بریلی)

ناشر

محمد یعقوب حسین ضیاء القادری پروپگنڈہ سیکریٹری ڈسٹرکٹ سنی کانفرنس بدایوں یو۔پی

(مطبوعہ [illegible])

فی سبیل اللہ فساد

(۱۹ر جون ۱۹۸۴ء ، اداریہ نوائے وقت لاہور)

شارع اسلام نے مسلمانوں کو یہ بنیادی تعلیم دی تھی کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ مسلمانوں کا نبیؐ ایک خدا ایک کتاب یعنی قرآن پاک ایک لیکن یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم اس بنیادی تعلیم اور حقیقت کو فراموش کرکے کئی فرقوں میں بٹ گئے جبکہ ہمیں تسبیح کے دانوں کی طرح رشتہ اخوت میں پرو یا جانا چاہیئے تھا۔ فرقہ واریت کا زہر جب جسدِ اسلام میں سرایت کر گیا تو پھر ہماری تسبیح کے دانے بکھر گئے اور ہم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن گئے۔ فرقہ واریت کی یہ وبا اتنی زیادہ پھیل گئی کہ اس کے سبب انگلستان کی بعض مساجد پر تالے پڑ گئے۔ ہمارے ہاں سے جو مبلغ بیرونی ملکوں میں تبلیغ اسلام کے سلسلے میں گئے ہوئے تھے وہاں انہوں نے فرقہ وارانہ تنگ نظری کا ایسا مظاہرہ کیا کہ جو غیر مسلم اسلام کی طرف مائل ہو رہے تھے اور ذرا سی تحریک و تبلیغ پر جو آغوش اسلام میں آسکتے تھے۔ انہوں نے جب علماء کو ایک دوسرے کے خلاف نفرت پیدا کرتے دیکھا تو وہ اسلام ہی سے بدظن ہو گئے۔ اور یوں تبلیغ دین کا کام اگر رک نہیں گیا تو اس کی رفتار سست پڑ گئی خود ہمارے اپنے شہر لاہور میں ۲۲ مارچ کو مصری قاری شیخ عبدالباسط کی شاہی مسجد میں قرأت کے دوران مبینہ طور پر ایک ایسا سانحہ رونما ہو گیا کہ جسے زبان قلم پر لانا بھی ایک مسلمان کے لئے دشوار اور باعث خجالت ہے۔ اسکے بعد یہ مبینہ واقعہ دو ماہ تک تلخ نوائی، الزام تراشی اور محاذ آرائی کا باعث بنا رہا اور بالآخر یہ سلسلہ بادشاہی مسجد میں ہی دو متوازی کانفرنسوں کے انعقاد کے اعلان پر منتج ہوا۔ صوبائی حکومت نے امن و امان کے تحفظ اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی برقرار رکھنے کی خاطر دونوں کانفرنسوں کے انعقاد کی ممانعت کردی، لیکن اسکے باوجود تصادم ہو ہی گیا جس میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کے جاری کردہ پریس نوٹ کے مطابق پولیس کے ایک سپاہی سمیت چھ افراد زخمی ہوئے اب اس واقعہ کی غیر جانبدارانہ تحقیقات ہو رہی ہے۔

یہ تو فرقہ واریت کا صرف ایک پہلو تھا۔ مگر بات یہاں ختم نہیں ہو جاتی۔ یہ ایک تلخ مگر ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ اس فتنے کو بعض بیرونی ممالک سے بھی ہوا دی جا رہی ہے۔ جو اپنی جگہ ایک خطرہ ہے۔ یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ ملک عزیز کی بعض مذہبی تنظیموں اور مخصوص دینی جماعتوں کو انکے ہم عقیدہ امیر کبیر افراد تنظیموں اور ملکوں کی جانب سے تبلیغ کے نام پر پیٹرو ڈالر کی خطیر رقوم مل رہی ہیں یا بعض شخصیتوں کو ذاتی طور پر یہ رقم دی جاتی ہے۔ یہ رقم ہمیں اندیشہ ہے جو بے بنیاد نہیں کہ باہمی منافرت پھیلانے کا باعث بن رہی ہے۔ ایسے وقت جبکہ اتحاد بین المسلمین کی شدید ضرورت ہے۔ ان درآمد شدہ تبلیغی رقوم کو دینِ اسلام کے استحکام اور مسلمانوں میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور اتحاد پیدا کرنے کی بجائے نفاق، انتشار، مناقشت اور ایک دوسرے کو کافر ٹھہرانے پر صرف کی جا رہی ہیں۔ پاکستان کا قیام تو اس اعلیٰ مقصد کے لئے عمل میں آیا تھا کہ یہاں خالص اسلامی معاشرہ قائم ہو۔ پاکستانیوں کا طرزِ زندگی اسلام کا نمونہ ثابت ہو اور ایک ایسی فضا قائم ہو جو خالص اسلامی ہو اور جب تک یہاں مثالی اور معیاری معاشرہ قائم نہیں ہو جاتا ہم ان قربانیوں کی قیمت ادا نہیں کر سکتے جو برصغیر کے لاکھوں مسلمانوں نے اس ملک کو حاصل کرنے کے لئے دی تھی۔

حکومت کو اس صورت حال کا نوٹس لینا چاہیئے جو رقوم دوسرے اسلامی ممالک تبلیغ کیلئے دیتے ہیں، اگر حکومت ان رقوم کو اپنے طور پر صحیح تبلیغ دین کیلئے استعمال کرے تو یہ ان رقوم کا صحیح اور جائز استعمال ہو گا۔ بصورت ثانی، اگر ایسا انتظام نہ ہو تو پھر ملک عزیز کے اندر صورتِ حال مزید خراب ہوتی جائے گی۔ اتحاد بین المسلمین صرف تمام مسلمانوں کا فرض ہی نہیں، ہر نوع کے مکاتب فکر کے دینی رہنماؤں کی بڑی بھاری اور بنیادی ذمہ داری بھی ہے۔ اس نوعیت کے اختلاف اور نزاع سے اسلامی نظام کے مختلف النوع مخالفین کو طرح طرح کی باتیں کرنے اور شوشے چھوڑنے کا موقع ملتا ہے۔ یہ بات دینی رہنماؤں کو دعوتِ فکر و عمل دیتی ہے انہیں اسکا صرف احساس ہی نہیں ہونا چاہیئے بلکہ انکے خیالات و اقدامات کو اسکی نظر آنے والی گواہی بھی پیش کرنی چاہیئے۔

منقبت در شان اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا خان قادری بریلوی

قدس سرہٗ

از قلم مولانا غلام رسول گوہر ایڈیٹر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور مرید رشید حضرت قبلہ امیر ملت محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ



آفتابِ اہلسنت حضرتِ احمد رضا — عزت دین متیں ہے عزتِ احمد رضا

دوستانِ مصطفےٰ کی ہو گیا ہوں خاکِ پا — در حقیقت ہے یہ نعمت برکتِ احمد رضا

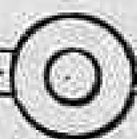
شکر کر اے اہلِ سنت محفلِ میلاد کر — مل گئی جو تجھ کو نعمت، نعمتِ احمد رضا

یا رسول اللہ کہنے کا تجھے یارا ہوا — ہو گئی غالب عدو پر حجتِ احمد رضا

ہے امام اہلسنت مقتدائے سالکاں — باعثِ صد مفخرت ہے نسبتِ احمد رضا

در بریلی بلدہ آں بادشاہِ عالماں — مطلعِ انوارِ حق ہے تربتِ احمد رضا

گوہرِ یکتائے دیں اور معدنِ درِ ہدیٰ
ہے قلم عاجز کہ لکھے مدحتِ احمد رضا



المبین ختم النبیین

١٣٢٦ھ

ختم نبوت کا بیان کرنے والا رسالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

رسالہ

المبین ختم النبیین ۱۳۲۶ھ

مسئلہ از بہار شریف محلہ قلعہ مدرسہ فیض رسول مرسلہ مولوی ابوطاہر نبی بخش صاحب

۱۸ ربیع الاول شریف ۲۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

امابعد! بست وپنجم ماہ ربیع الاول ۲۶ھ شب سہ شنبہ کو مولوی سجاد حسین و مولوی مبارک حسین صاحب مدرسین مدرسہ اسلامیہ بہار کے طلبا تعلیم دادہ وعظ میں فرماتے تھے کہ خاتم النبیین میں "النبیین" پر الف لام عہد خارجی کا ہے، جب دوسرے روز مسجد چوک میں مولوی ابراہیم صاحب نے (جو بالفعل مدرسہ فیض رسول میں پڑھتے ہیں) اثنائے وعظ میں آیہ کریمہ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ تلاوت کرکے بیان کیا کہ خاتم النبیین میں جو لفظ النبیین مضاف الیہ واقع ہوا ہے اس لفظ پر الف لام استغراق کا ہے بایں معنے کہ سوائے حضور پُرنور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے کوئی نبی نہ آپ کے زمانہ میں ہوا اور نہ بعد آپ کے قیامت تک کوئی نبی ہو، نبوت آپ پر ختم ہوگئی آپ کل نبیوں کے خاتم ہیں۔

بعد وعظ مولوی ابراہیم صاحب کے راحت حسین طالب علم مدرسہ اسلامیہ بہار کے مجاور درگاہ نے باعانت بعض معاون رد کوشش بڑے دعوے کے ساتھ مولوی ابراہیم صاحب کی تقریر مذکور کی تردید کی اور صاف لفظوں میں کہا کہ لفظ النبیین پر الف لام استغراق کا نہیں ہے بلکہ عہد خارجی کا ہے۔ چونکہ یہ مسئلہ عقائد ہے لہذا اس کے متعلق چند مسائل نمبروار

لکھ کر اہلِ حق سے گذارش ہے کہ بنظر احقاقِ حق ہر مسئلہ کا جواب باصواب بحوالہ کتب تحریر فرمادیں تاکہ اہلِ اسلام گمراہی و بدعقیدگی سے بچیں۔

۱۔ راحت حسین مذکور کا کہنا کہ "النبیین" پر الف لام عہد خارجی کا ہے استغراق کا نہیں، یہ قول صحیح اور موافق مذہب منصور اہلِ سنت وجماعت کے ہے یا موافق فرقہ ضالہ زیدیہ کے؟

۲۔ نفی استغراق سے آیہ کریمہ کا کیا مفہوم ہوگا؟

۳۔ بر تقدیر صحت نفی استغراق اس آیہ سے اہلِ سنت کا عقیدہ کہ حضور پرُنور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم، کل انبیاء کے خاتم ہیں ثابت ہوتا ہے کہ نہیں اور اہلِ سنت اس آیہ کو مثبتِ خاتمیتِ کاملہ سمجھتے ہیں یا نہیں؟

۴۔ اگر آیت مثبتِ کلیت نہیں ہوگی تو پھر کس آیت سے کلیت ثابت ہوگی اور جب دوسری آیت مثبتِ کلیت نہیں تو اہلِ سنت کے اس عقیدے کا ثبوت دلیلِ قطعی سے ہرگز نہ ہوگا۔

۵۔ جس کا عقیدہ ہو کہ حضور پرُنور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کل انبیاء کے خاتم نہیں ہیں اس کے پیچھے اہلِ سنت کو نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

۶۔ اس باطل عقیدے کے لوگوں کی تعظیم و توقیر کرنی اور ان کو سلام کرنا جائز ہوگا یا ممنوع؟

۷۔ کیا سُنی حنفی کو جائز ہے کہ جو شخص حضور پرُنور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو کل انبیاء کا خاتم نہ سمجھے اس سے دینی علوم پڑھیں یا اپنی اولاد کو علم دین پڑھنے کے واسطے ان کے پاس بھیجیں؟

فقط۔ المستفتی محمد عبداللہ

دلائلِ خارجیہ [ع]

دلیلِ اول: توضیح صفحہ میں ہے الاصل ای الراجح ھو العھد الخارجی لانہ حقیقۃ

ع۔ جو نکہ خاتم النبیین میں الف لام عہد خارجی کے قائل ہیں لہٰذا خارجیہ لکھے گئے ہیں ۱۲

التعیین وکمال التمییز ؎ (ترجمہ) اصل یعنی راجح عہد خارجی ہی کا ہے اس لئے کہ عہد خارجی حقیقت تعیین اور کمال تمیز ہے پس جب عہد خارجی سے معنی درست ہو تو استغراق وغیرہ معتبر نہ ہوگا۔

دلیل دوم: نورالانوار ص۸۱ میں ہے یسقط اعتبار الجمعیۃ اذا دخلت علی الجمع ؎ (ترجمہ) جب لامِ تعریف جمع پر داخل ہو تو اعتبارِ جمعیت ساقط ہو جاتا ہے" پس "نبیین" کہ صیغۂ جمع ہے، جب اس پر الف لام تعریف داخل ہوا تو "نبیین" سے معنی جمعیت ساقط ہو گیا اور جب معنی جمعیت ساقط ہو گیا تو الف لام استغراق کا ماننا صحیح نہیں ہو سکتا۔

دلیل سوم: یہ امر مسلم ہے کہ مضاف، مضاف الیہ کا غیر ہوتا ہے، پس جب فردِ واحد اس کل کی طرف مضاف ہو جس میں وہ داخل ہے تو وہ کل من حیث ہو کل ہونے کے کل باقی نہ رہے گا بلکہ کلیت اس کی ٹوٹ جاوے گی اور جب کلیت اس کی باقی نہ رہی تو لبعضیت ثابت ہو گئی اور یہی معنی ہے عہد کا۔ اور اگر اس فردِ مضاف کو ہم اس کل کے شمول میں رکھیں تو تقدم الشیئ علی نفسہٖ لازم آتا ہے اور یہ باطل ہے کیونکہ وجودِ مضاف الیہ مقدم ہوتا ہے وجودِ مضاف پر۔ پس ان دلائل سے ثابت ہوا کہ النبیین میں الف لام عہدِ خارجی کا ماننا چاہیے۔

الجواب

حضور پُرنور خاتم النبیین سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین کا خاتم یعنی بعثت میں آخر جمیع انبیاء و مرسلین بلا تاویل و بلا تخصیص ہونا ضروریاتِ دین سے ہے جو اس کا منکر ہو یا اس میں ادنیٰ شک و شبہہ کو بھی راہ دے، کافر مرتد ملعون ہے آیۂ کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وحدیث متواتر لانبی بعدی سے تمام امت

؎ علامہ تفتازانی: توضیح تلویح مکتبہ رشیدیہ دیوبند ص ۱۵۰

؎ ملا جیون: نورالانوار مطبع سعید کمپنی، کراچی ص ۸۱

مرحومہ نے سلفاً و خلفاً ہمیشہ یہی معنے سمجھے کہ حضورِ اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم بلا تخصیص تمام انبیاء میں آخر نبی ہوئے، حضور کے ساتھ یا حضور کے بعد قیامِ قیامت تک کسی کو نبوت ملنی محال ہے، فتاوٰے یتیمۃ الدہر و اشباہ والنظائر و فتاوٰے عالمگیریہ وغیرہا میں ہے :۔

اذا لم یعرف الرجل ان محمدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اٰخر الانبیاء فلیس بمسلم۔[1]

" جو شخص یہ نہ جانے کہ محمد صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم تمام انبیاء میں سب سے پچھلے نبی ہیں وہ مسلمان نہیں "

شفاء شریف امامِ اجل قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالٰے میں ہے :۔

کذلک نکفر من ادعی نبوۃ احد مع نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم او بعدہ (الی قولہ) فھؤلاء کفار مکذبون للنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لانہ صلی اللہ علیہ وسلم اخبر انہ خاتم النبیین ولا نبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالٰی انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس و اجمعت الامۃ علی حمل ھٰذا الکلام علی ظاھرہ وان مفھومہ المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلا شک فی کفر ھؤلاء الطوائف کلھا قطعا اجماعا وسمعا۔[2]

" یعنی جو ہمارے نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے زمانہ میں خواہ حضور کے بعد کسی کی نبوت کا ادعاء کرے، کافر ہے اور نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والا کہ نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور

---

[1] فتاوٰے عالمگیری : مطبوعہ پشاور ج ۲ ص ۲۶۳۔

[2] علامہ قاضی عیاض : شفاء شریف ج ۲ ص ۲۴۶-۷

ان کی رسالت تمام لوگوں کو عام ہے اور امت نے اجماع کیا ہے کہ یہ آیات و احادیث اپنے ظاہر پر ہیں جو کچھ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی خدا و رسول کی مراد ہے، نہ ان میں کوئی تاویل ہے نہ کچھ تخصیص تو جو لوگ اس کا خلاف کریں وہ بحکم اجماع امت و بحکم قرآن و حدیث سب یقیناً کافر ہیں"۔

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی، کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں:۔

ان الامۃ فہمت من ہذا اللفظ انہ افہم عدم نبی بعدہ ابدا و عدم رسول بعدہ ابدا و انہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص من اوّلہ بتخصیص فکلامہ من انواع الہذیان لا یمنع الحکم بتکفیرہ لانہ مکذب لہذا النص الذی اجمعت الامۃ علی انہ غیر مؤول ولا مخصوص[1] ملخصا۔

"یعنی تمام امت مرحومہ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا ہے وہ بتاتا ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا، حضور اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا ہے کہ اس میں اصلاً کوئی تاویل یا تخصیص نہیں، تو جو شخص لفظ خاتم النبیین میں النبیین کو اپنے عموم و استغراق پر نہ مانے بلکہ اسے کسی تخصیص کی طرف پھیرے اس کی بات مجنون کی بک یا سرسامی کی بہک ہے، اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ اس نے نص قرآنی کو جھٹلایا جس کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص"۔

عارف باللہ سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی، شرح الفرائد میں فرماتے ہیں:۔

---

[1] ابو حامد محمد بن محمد الغزالی : کتاب الاقتصاد مکتبۃ الادبیۃ، مصر ص ۱۱۴

تجویز نبی مع نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم او بعدہ یستلزم تکذیب القراٰن اذ قد نص علی انہ خاتم النبیین و اٰخر المرسلین و فی السنۃ انا العاقب لانبی بعدی واجمعت الامۃ علی ابقاء ھٰذا الکلام علی ظاھرہ و ھٰذہ احدی المسائل المشھورۃ التی کفرنا بھا الفلاسفۃ لعنھم اللہ تعالیٰ۔

" ہمارے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ یا بعد کسی کو نبوت ملنی جائز ماننا، تکذیبِ قرآن کو مستلزم ہے کہ قرآنِ عظیم تصریح فرما چکا ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین و آخر المرسلین ہیں اور حدیث میں فرمایا میں پچھلا نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور تمام امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر ہے یعنی عموم و استغراق بلا تاویل و تخصیص اور یہ ان مشہور مسئلوں سے ہے جن کے سبب ہم اہلِ اسلام نے کافر کہا فلاسفہ کو، اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے۔"

امام علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی حنفی کتاب المعتمد فی المعتقد میں فرماتے ہیں:

" بحمد اللہ تعالیٰ ایں مسئلہ در میان اسلامیاں روشن تر ازاں ست کہ آں را بکشف و بیان حاجت افتد خدائے تعالیٰ خبر داد کہ بعد از وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی دیگر نباشد و منکر ایں مسئلہ کسے تواند بود کہ اصلاً در نبوتِ او صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معتقد نباشد کہ اگر برسالتِ او معترف بودے وے را در ہر چہ ازاں خبر داد صادق دانستے و بہماں حجتہا کہ از طریقِ تواتر رسالتِ او پیشِ ما درست شدہ ایں نیز درست شد کہ وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باز پسیں پیغمبراں ست در زمانِ او و تا قیامت بعد از وے ہیچ نبی نباشد و ہر کہ دریں شک ست دراں نیز بہ شک ست و آں کس کہ گوید کہ بعد از وے نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود و آنکس نیز کہ گوید کہ امکان

وارد کرباشد کافر است ایں ست شرط درستی ایمان بر خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

بالجملہ آیہ کریمہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ مثل حدیثِ متواتر لانبی بعدی قطعاً عام اور اس میں مراد استغراقِ تام اور اس میں کسی قسم کی تاویل و تخصیص نہ ہونے پر اجماعِ امتِ خیر الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام۔ یہ ضروریاتِ دین سے ہے اور ضروریاتِ دین میں کوئی تاویل یا اس کے عموم میں کچھ قال وقیل مسموع نہیں جیسے آجکل دجال قادیانی بک رہا ہے کہ خاتم النبیین سے ختم نبوتِ شریعتِ جدیدہ مراد ہے، اگر حضور کے بعد کوئی نبی اسی شریعتِ مطہرہ کا مروج و تابع ہوکر آئے کچھ حرج نہیں اور وہ خبیث اس سے اپنی نبوت جمانا چاہتا ہے یا ایک اور دجال نے کہا تھا کہ "تقدم یا تاخر زمانی میں کچھ فضیلت نہیں"

خاتم بمعنے آخر لینا خیال جہال ہے بلکہ خاتم النبیین بمعنی نبی بالذات ہے اور اسی مضمون ملعون کو دجالِ اول نے یوں ادا کیا کہ خاتم النبیین بمعنے افضل النبیین ہے۔ ایک اور مرتد نے لکھا خاتم النبیین ہونا حضرت رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بہ نسبت اس سلسلہ محدودہ کے ہے نہ بہ نسبت جمیع سلاسل و عوالم کے، پس اور مخلوقات کا اور زمینوں میں ہونا ہرگز منافی خاتم النبیین کے نہیں، جموع محلے باللام استال اس مقام پر مخصوص ہوتی ہیں۔

چند اور ملعونوں نے لکھا کہ الف لام خاتم النبیین میں جائز ہے کہ عہد کے لئے ہو اور برتقدیر تسلیم استغراق جائز ہے کہ استغراق عرفی کے لئے ہو اور بر تقدیر حقیقی جائز ہے کہ مخصوص البعض ہو اور بھی عام کے قطعی ہونے میں بڑا اختلاف ہے، اکثر علماء ظنی ہونے کے قائل ہیں۔ ان شیاطین سے بڑھ کر اور بعض ابلیسوں نے لکھا کہ اہلِ اسلام کے بعض فرقے ختمِ نبوت ہی کے قائل نہیں اور

۱؎ تحذیر الناس نانوتی ۱۲ ۲؎ مراۃ ابن الرحمٰن قادیانی ۱۲ ۳؎ مناظرہ احمدیہ لعنہ نظر المؤمنین شہوانی ۱۲

۴؎ تحریرات ابی زندیق پشاوری ۱۲

بعض قائل ختمِ نبوت تشریعی کے ہیں نہ مطلق نبوت کے، الیٰ غیر ذٰلک من الکفریات الملعونۃ والارتدادات المشحونۃ بنجاسات ابلیس و قاذورات التدلیس لعن اللّٰہ قائلہا وقاتل اللّٰہ قابلیہا۔

یہ سب تاویلِ رکیک ہیں یا عموم و استغراق "النبیین" میں تشویش و تشکیک اور سب کفرِ صریح وارتدادِ قبیح، اللہ و رسول نے مطلقاً نفیِ نبوتِ تازہ فرمائی، شریعتِ جدیدہ وغیرہا کی کوئی قید کہیں نہ لگائی اور صراحۃً خاتم بمعنے آخر بتایا، متواتر حدیثوں میں اس کا بیان آیا اور صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے اب تک تمام امتِ مرحومہ نے اسی معنیٔ ظاہر و متبادر و عموم و استغراق حقیقیِ تام پر اجماع کیا اور اسی بنا پر سلفاً و خلفاً ائمہ مذاہب نے نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعیِ نبوت کو کافر کہا، کتبِ احادیث و تفسیر و عقائد و فقہ ان کے بیانوں سے گونج رہی ہیں۔ فقیر غفرلہ المولیٰ القدیر نے اپنی کتاب "جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ" میں اس مطلبِ ایمانی پر صحاح و سنن و مسانید و معاجیم و جوامع سے ایک سو بیس حدیثیں اور تکفیرِ منکر کے ارشاداتِ ائمہ و علمائے قدیم و حدیث و کتبِ عقائد و اصولِ فقہ و حدیث سے تیس نصوص ذکر کیے وللہ الحمد! تو یہاں عموم و استغراق کا انکار خواہ کسی تاویل و تبدیل کا اظہار نہیں کر سکتا مگر کھلا کافرِ خدا کا دشمن قرآن کا منکر مردود و ملعون خائب و خاسر والعیاذ باللہ العزیز القادر۔ ایسی تشکیکیں تو وہ اشقیا ربّ العالمین میں بھی کر سکتے ہیں کہ جائز ہے لام عہد کے لئے ہو یا استغراقِ عرفی کے لئے یا عام مخصوص منہ البعض یا عالمین سے عالمین زمانہ کقولہ تعالیٰ وانی فضلتکم علی العالمین اور سب کچھ سہی پھر عام قطعی تو نہیں خدا کا پروردگارِ جمیع عالم ہونا یقینی کہاں؟ مگر الحمد للہ مسلمان نہ ان ملعون ناپاک وساوس کو ربّ العالمین میں سنیں نہ ان خبیث گندے وساوس کو خاتم النبیین میں، الا لعنۃ اللہ علی الظالمین ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مھینا۔

یہ طائفہ خارجیہ جن سے سوال ہے اگر معلوم ہو کہ حضور پُرنور خاتم الانبیاء و المرسلین

صلے اللہ تعالے علیہ وعلیہم اجمعین کے خاتم ہونے کو صرف بعض انبیاء سے مخصوص کرتا ہے حضور اقدس صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کے روزِ بعثت سے جب یا اب یا کبھی کسی زمانے میں کوئی نبوت اگرچہ ایک ہی اگرچہ غیر تشریعی اگرچہ کسی اور طبقۂ زمین یا کنج آسمان میں اگرچہ کسی اور نوع غیر انسانی میں واقع مانتا یا باوصف اعتقاد عدم وقوع محض بطور احتمال شرعی وامکانِ وقوعی جانتا یا یہی سہی مگر جائز و محتمل ماننے والوں کو مسلمان کہتا یا طوائفِ ملعونہ مذکورہ خواہ ان کے کبراء یا نظراء کی تکفیر سے باز رہتا ہے تو ان سب صورتوں میں یہ طائفہ حائفہ خود بھی قطعاً یقیناً اجماعاً ضرورۃً مثل طوائفِ مذکورہ قادیانیہ وقاسمیہ وامیریہ ونذیریہ وامثالہم لعنہم اللہ تعالے کافر ومرتد ملعونِ ابد ہے قاتلہم اللہ انی یوفکون کہ ضروریاتِ دین کا جس طرح انکار کفر ہے یونہی ان میں شک وشبہہ اور احتمالِ خلاف ماننا بھی کفر ہے یونہی ان کے منکر یا ان میں شاک کو مسلمان کہنا یا اسے کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔ بحر الکلام امام نسفی وغیرہ میں ہے من قال بعد نبینا نبی یکفر لانہ انکر النص وکذلک لو شک فیہ۔ درمختار وبزازیہ ومجمع الانہر وغیرہا کتبِ کثیرہ میں ہے من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔[1]

ان لعنتی اقوال نجس ترازاقوال کے رد میں اواخر صدی گزشتہ میں بکثرت رسائل و مسائل علمائے عرب وعجم طبع ہو چکے اور وہ ناپاک فتنے غارِ مذلت میں گر کر قعرِ جہنم کو پہنچے والحمد للہ رب العٰلمین۔ اس طائفۂ جدیدہ کو اگر طوائفِ طریدہ کی حمایت سوجھے گی تو اللہ واحد قہار کا لشکرِ جرار اسے بھی اس کی سزا کے کردار پہنچانے کو تیار ہے قال تعالیٰ اَلَمْ نُهْلِكِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ ثُمَّ نُتْبِعُهُمُ الْاٰخِرِيْنَ ۝ كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝[2]

اور اگر اس طائفہ جدیدہ کی نسبت وہ تجویز واحتمالِ نبوت یا عدمِ تکفیر منکرانِ ختمِ نبوت

---

[1] درمختار : مطبع مجتبائی دہلی ج ۱ ص ۲۹۰ [2] مرسلات ۱۶ تا ۱۹

معلوم نہ بھی ہو، نہ اس کا خلاف ثابت ہو تو اس کا آیہ کریمہ میں افادۂ استغراق سے انکار اور ارادۂ بعض پر اصرار کیا اسے حکمِ کفر سے بچالے گا کہ وہ صراحۃً آیہ کریمہ کا اس تفسیر قطعی یقینی اجماعی ایمانی کا منکر و مبطل ہے جو خود حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی اور جس پر تمام امتِ مرحومہ نے اجماع کیا اور بنقلِ متواتر ضروریاتِ دین سے ہو کر ہم تک آئی، مثلاً کوئی شخص کہے کہ شراب کی حرمت قرآنِ عظیم سے ثابت نہیں، ائمۂ دین فرماتے ہیں وہ کافر ہو گیا اگرچہ اس کے کلام میں حرمتِ خمر کا انکار نہ تھا، نہ تحریم کا ثبوت قرآنِ عظیم پر موقوف کہ اُن کی تحریم میں احادیثِ متواترہ بھی موجود اور کچھ نہ ہو تو خود اس کی حرمت ضروریاتِ دین سے ہے اور ضروریاتِ دین خصوصِ نصوص کے محتاج نہیں رہتے۔ امام اجل ابوزکریا نووی کتاب الروضہ پھر امام ابنِ حجر مکی "اعلام بقواطع الاسلام" میں فرماتے ہیں: اذا جحد مجمعا علیہ یعلم من دین الاسلام ضرورۃ سواء کان فیہ نص اولا فان جحدہ یکون کفرا اھ ملتقطا (ترجمہ: "جب کوئی اجماعی مسئلہ کا انکار کرے، جو ضرورت کے علم دین کی بنا پر خواہ اس میں نص ہو یا نہ ہو، تو اس کا یہ انکار کفر ہوگا۔" (مرتب)

بعینہٖ یہی حالت یہاں بھی ہے کہ اگرچہ بعثت محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے ہمیشہ کے لئے دروازۂ نبوت بند ہو جانا اور اس وقت سے ہمیشہ تک کبھی کسی وقت کسی جگہ کسی صنف میں کسی طرح کی نبوت نہ ہو سکنا کچھ اس آیہ کریمہ ہی پر موقوف نہیں بلکہ اس کے ثبوت میں قاہر و باہر، متوافر و متظافر، متکاثر و متواتر حدیثیں موجود، اور کچھ نہ ہو تو بحمد اللہ تعالٰے مسئلہ خود ضروریاتِ دین سے ہے مگر آیت کے معنے متواتر مجمع علیہ قطعی ضروری کا انکار اس پر کفر ثابت کرے گا، اگرچہ اس کے کلام میں صراحۃً نفسِ مسئلہ کا انکار نہیں۔ منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ میں ہے:

لو قال حرمۃ الخمر لا تثبت بالقراٰن کفر ای لانہ عارض نص القراٰن وانکر تفسیر الفرقان [1]

"اگر کوئی کہے کہ حرمتِ شراب قرآن سے ثابت نہیں کافر ہو جائیگا کیونکہ اس نے نص قرآن سے تعارض کیا اور تفسیر قرآن کا انکار" (مرتب)

---

[1] ملا علی قاری: منح الروض الازہر شرح فقہ اکبر مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۳۴

فتاوےٰ تمہ میں ہے من انکر حرمۃ الخمر فی القراٰن کفر[1]

امام مکی نے ہمارے علماء سے کلماتِ کفر بالاتفاق میں نقل کیا او قال لم تثبت حرمۃ الخمر فی القراٰن پھر خود فرمایا کفر زاعمانہ لانص فی القراٰن علی تحریم الخمر ظاھر لانہ مستلزم لتکذیب القراٰن الناص فی غیر ما اٰیۃ علی تحریمہ لخمر فان قلت غایۃ ما فیہ انہ کذب وھو لا یقتضی الکفر قلت ممنوع لان کذب یستلزم انکار النص المجمع علیہ المعلوم من القراٰن بالضرورۃ تو اگرچہ یہ طائفہ آیہ کریمہ میں استغراق کے انکار سے ختمِ تامِ نبوت پر دلائلِ قطعیہ سے مسلمانوں کا ہاتھ خالی نہیں کرسکتا۔ اپنا ہاتھ ایمان سے خالی کرگیا، ہاں اگرارباب طائفہ صراحۃً ایمان لائیں کہ حضورِ اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کبھی کسی جگہ کسی طرح کی کوئی نبوت کسی کو نہیں مل سکتی۔ حضور کے خاتم النبیین و آخر الانبیاء والمرسلین ہونے میں اصلا کوئی تخصیص تاویل تقیید تحویل نہیں اور ان تمام مطالب کو نصوصِ قطعیہ و اجماعِ یقینی وضروریاتِ دین سے ثابت یقیناً مانیں اور ان تمام طوائفِ ملعونہ مذکورہ اور ان کے اکابر کو صاف صاف کافر مرتد کہیں، صرف بزعم خود اپنی نحوی و منطقی جہالتوں، بطالتوں، کج فہمیوں کے باعث آیہ کریمہ میں لام عہد لیں اور استغراق نامستقیم سمجھیں تو اگرچہ بوجہ انکار تفسیر متواتر اجماعی قطعی، اسلوبِ فقہی اس پر اب بھی لزومِ کفر مانے مگر ازانجا کہ اس نے اعتقادِ صحیح کی تصریح اور کبرائے منکرین کی تکفیرِ صریح کردی، اس کی تکفیر سے زبان روکنا ہی مسلکِ تحقیق و احتیاط ہوگا۔

امام مکی بعد عبارتِ مذکورہ فرماتے ہیں :۔

ومن ثم یتجہ انہ لو قال الخمر حرام و لیس

---

[1] فتاوےٰ تمہ بحوالہ منح الروض الازہر

فی القراٰن نص علیٰ تحریمہ لم یکفر لانہ الاٰن

محض کذب وھو لایکفر بہ اھ

اقول وباللہ التوفیق، اس تقدیر اخیر پر بھی اس قدر میں شک نہیں کہ یہ طائفہ[۱] حائفہ یاروِ معین مرتدین وکافرین وبازیچہ کنندۂ کلام رب العالمین ومکذب تفسیر حضور سید المرسلین ومخالفِ[۴] اجماع جمیع مسلمین وسخت[۵] بدعقل وگمراہ وبددین ہے۔

اول توظاہر ہی ہے کہ نفیِ استغراق وتجویزِ عہد میں یہ ان کفار کا ہمزبان ہوا بلکہ ان خبیثوں نے توبطور احتمال ہی کہا تھا " جائز ہے کہ عہد کے لئے ہو " اور اس نے بزعمِ خود عہد کے لئے ہونا واجب مانا اور استغراق کو باطل ومردود جانا۔

دوم اس لئے کہ قراٰن عظیم میں حضرات انبیاء کرام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کا ذکر پاک بہت وجوہ مختلفہ سے وارد (۱) فرداً فرداً خواہ بتصریح اسماء، یہ صرف چھبیس[۲۶] کے لئے ہے: آدم[۱]، ادریس[۲]، نوح[۳]، ہود[۴]، صالح[۵]، ابراہیم[۶]، اسحٰق[۷]، اسمٰعیل[۸]، لوط[۹]، یعقوب[۱۰]، یوسف[۱۱]، ایوب[۱۲]، شعیب[۱۳]، موسٰے[۱۴]، ہارون[۱۵]، الیاس[۱۶]، الیسع[۱۷]، ذوالکفل[۱۸]، داؤد[۱۹]، سلیمان[۲۰]، عزیر[۲۱]، یونس[۲۲]، زکریا[۲۳]، یحیےٰ[۲۴]، عیسےٰ[۲۵]، محمد[۲۶] صلے اللہ تعالٰے علیہ وعلیہم وبارک وسلم یا بر سبیلِ ابہام مثل قال لھم نبیھم (اشمویل[۱]) واذ قال لفتٰہ (یوشع[۲]) فوجدا عبدا من عبادنا (خضر[۳] علیھم الصلوٰۃ والسلام)۔

(۲) بر سبیلِ عموم واستغراق اور یہی اوفرواکثر ہے قولہ تعالٰی قولوا اٰمنا باللہ وما انزل علینا الٰی قولہ تعالٰی وما اوتی النبیون من ربھم لانفرق بین احد منھم[۳] وقال تعالٰی ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتب والنبیین[۴] وقال تعالٰی تلک الرسل فضلنا بعضھم علٰی بعض[۵] وقال تعالٰی کل اٰمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ وقال تعالٰی لانفرق بین احد من رسلہ[۶] وقال تعالٰی وما اوتی موسٰی و

عیسٰی والنبیون من ربہم لا نفرق بین احد منہم [۷] وقال تعالٰی اولٰئک
مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین [۸] وقال تعالٰی
والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ ولم یفرقوا بین احد منہم اولٰئک سوف
یؤتیہم اجورہم [۹] وقال تعالٰی فاٰمنوا باللہ ورسلہ [۱۰] وقال تعالٰی لئن
اقمتم الصلوٰۃ واٰتیتم الزکوٰۃ واٰمنتم برسلی وعزرتموہم [۱۱] وقال تعالٰی
یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم [۱۲] وقال تعالٰی وما نرسل المرسلین
الا مبشرین ومنذرین [۱۳] وقال تعالٰی فلنسئلن الذین ارسل الیہم ولنسئلن
المرسلین [۱۴] وقال تعالٰی عن المؤمنین لقد جاءت رسل ربنا بالحق [۱۵]
وقال تعالٰی عن الکافرین قد جاءت رسل ربنا بالحق فہل لنا من
شفعاء [۱۶] وقال تعالٰی ثم ننجی رسلنا والذین اٰمنوا [۱۷] وقال تعالٰی واتخذوا
اٰیتی ورسلی ہزوا [۱۸] وقال تعالٰی اولٰئک الذین انعم اللہ علیہم
من النبیین [۱۹] وقال تعالٰی انی لا یخاف لدی المرسلون [۲۰] وقال تعالٰی واذ
اخذنا من النبیین میثاقہم ومنک ومن نوح [۲۱] وقال تعالٰی ہذا ما وعد
الرحمٰن وصدق المرسلون [۲۲] وقال تعالٰی ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا
المرسلین [۲۳] وقال تعالٰی وسلٰم علی المرسلین [۲۴] وقال تعالٰی وجایٓء بالنبیین
والشہداء [۲۵] وقال تعالٰی انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا [۲۶] وقال تعالٰی
والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ہم الصدیقون [۲۷] وقال تعالٰی اعدت
للذین اٰمنوا باللہ ورسلہ [۲۸] وقال تعالٰی لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت [۲۹]
وقال تعالٰی کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی [۳۰] وقال تعالٰی واذا الرسل اقتت
لای یوم اجلت [۳۱]، الی غیر ذٰلک من اٰیٰت کثیرۃ۔

(۳) ملحوظ بوصف قبلیت نبیٔ انبیائے سابقین علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بمثل

قولہ تعالیٰ وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیہم من اھل القری[۳۲]

وقال تعالیٰ وما ارسلنا من قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام[۳۳]

وقال تعالیٰ سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل وکان امر اللہ قدرا مقدورا الذین یبلغون رسلت اللہ[۳۴] وقال تعالیٰ ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک[۳۵] وقال تعالیٰ ما یقال لک الا ما قد قیل للرسل من قبلک[۳۶] وقال تعالیٰ کذلک یوحی الیک والی الذین من قبلک اللہ العزیز الحکیم[۳۷]

(۴) بر سبیل معنے جنسی شامل فرد وجمع بے لحاظ خاص خصوص وشمول مثل قولہ تعالیٰ من کان عدوا للہ وملئکتہ ورسلہ[۳۸] وقولہ تعالیٰ ان الذین یکفرون بایت اللہ ویقتلون النبیین بغیر حق ویقتلون الذین یامرون بالقسط من الناس فبشرھم بعذاب الیم[۳۹] وقال تعالیٰ ولا یامرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبیین اربابا[۴۰] وقولہ تعالیٰ ومن یکفر باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضللا بعیدا[۴۱] و قولہ تعالیٰ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ الی قولہ تعالیٰ ھم الکفرون حقا[۴۲] وغیرھا۔

(۵) خاص خاص جماعت خواہ اس کا خصوص کسی وصف یا اضافت یا اور وجوہ بیان سے نفس کلام میں مذکور اور اس سے مستفاد ہو مثل قولہ تعالیٰ ولقد اتینا موسی الکتب وقفینا من بعدہ بالرسل[۴۳] وقال تعالیٰ فی بنی اسرائیل ولقد جاءتہم رسلنا بالبینت[۴۴] وقال تعالیٰ فی التورٰیۃ یحکم بہا النبیون الذین اسلموا للذین ھادوا[۴۵] وقال تعالیٰ بعد ما ذکر نوحا ثم بعد ھولاء اخر ثم ارسلنا رسلنا تترا ثم ارسلنا موسی[۴۶] وقال تعالیٰ اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ[۴۷] فالمراد ثم بعدہ ھود وموسی علیہم

الصلوٰۃ والسلام وقال تعالیٰ فقل انذرتکم صٰعقۃ مثل صٰعقۃ عاد وثمود اذ جاء تھم الرسل من بین ایدیھم ومن خلفھم[۴۸] وقال تعالیٰ بعد ذکر نوح و ابراھیم ثم قفینا علی اثارھم برسلنا[۴۹]، یا بوجہ عہدِ حضوری مثل قولہ تعالیٰ قال یٰقوم اتبعوا المرسلین[۵۰]، یا ذکری مثل قولہ تعالیٰ در قوم نوح وھود وصالح ولوط وشعیب بعد ما ذکرھم علیھم الصلوٰۃ والسلام، تلک القریٰ نقص علیک من انبائھا ولقد جاءتھم رسلھم بالبینٰت[۵۱]، یا علمی مثل قولہ تعالیٰ واضرب لھم مثلا اصحٰب القریۃ اذ جاءھا المرسلون[۵۲] وقال تعالیٰ سنکتب ما قالوا وقتلھم الانبیاء بغیر حق[۵۳] وغیر ذلک۔

اب اولاً اگر آیہ کریمہ ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین[۵۴] میں لام عہدِ خارجی کے لئے ہو جیسا کہ یہ طائفہ خارجیہ گمان کرتا ہے اور وہ یہاں نہیں مگر ذکری اور ذکر کو دیکھ کر کراتنے وجوہِ مختلفہ پر ہے اور ان میں صرف ایک وہ ہے جو بداہۃً کلامِ کریم میں مراد ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتی یعنی وجہِ سوم کہ جب انبیاء بموصوف بوصفِ قبلیت و مقید بقیدِ سبقت لے لئے گئے یعنی وہ انبیاء جو حضورِ اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سے پہلے ہیں تو اب حضور کو ان کا خاتم، ان کا آخر، ان سے زمانے میں متاخر کہنا محض لغو و فضول و کلامِ مہمل ومعطل ومغسول ہو گا جس کا حاصل حملِ اولی بدیہی مثل زید زید سے زائد نہ ہو گا کہ جب ان کو حضور سے اگلا کہہ دیا، حضور کا ان سے پچھلا ہونا آپ ہی معلوم ہوا، اسے بالخصوص مقصود بالافادہ رکھنا، قرآنِ عظیم تو قرآنِ عظیم اصلاً کسی عاقل انسان کے کلام کے لائق نہیں، نہ کہ وہ بھی مقامِ مدح میں کہ ؎

چشمانِ تو زیرِ ابروانند دندانِ تو جملہ در دہانند

سے بھی بدتر حالت میں ہے کہ شعر نے کسی افادہ کی عبث تکرار نہ کی اور بات جو کہی وہ بھی

واقعی تعریف کی تھی۔

احسن تقویم سے بعض اوضاع کا بیان ہے اسے مقامِ مدح میں یوں مہمل جانا گیا ہے کہ ایک عام مشترک بات کا ذکر کیا ہے بخلاف اس معنی کے کہ اس میں صراحۃً عبث موجود اور معنی مدح بھی مفقود اور پھر عموم و اشتراک بھی نقد وقت کہ ہر شے اپنے اگلے سے پچھلی ہوتی ہے، غرض یہ وجہ تو یوں مندفع ہو جائے گی کہ اصلاً محلِ افادہ و صالح ارادہ نہیں اور اس طائفہ خارجیہ کے طور پر وجہ دوم کو بھی نامحتمل مان لیجئے پھر بھی اول و چہارم و پنجم سب محتمل رہیں اور پنجم میں خود وجوہ کثیرہ ہیں، کہیں من بعد موسیٰ، کہیں من بعد نوح، کہیں انبیائے بنی اسرائیل، کہیں من بعد ھود و موسیٰ، کہیں صرف انبیائے عاد و ثمود، کہیں انبیائے قوم نوح و عاد و ثمود، کہیں من بعد ابراھیم قوم لوط و مدین وغیر ذلک۔

بہرحال ذکر وجوہ کثیرہ مختلفہ پر آیا ہے اور یہاں کوئی قرینہ بیّنہ نہیں کہ ان میں ایک وجہ کی تعیین کرے تو معلوم نہیں ہو سکتا کہ کون سے مذکور کی طرف اشارہ ہوا، پھر عہد کہاں رہا، سرے سے عہد کا مبنی ہی کہ تعین ہے منہدم ہو گیا کہ اختلاف و تنوع مطلقاً منافی تعین نہ کہ اتنا کثیر پھر عہدیت کیونکر ممکن۔

ثانیاً جب کہ اتنی وجوہِ کثیرہ محتمل اور قرآنِ عظیم نے کوئی وجہ بیان نہ فرمائی، حدیث کا بیان صحیح تو وہی عموم و استغراق ہے کہ لا نبی بعدی، کما سیأتی۔ اس تقدیر پر جب اشارہ ذکر استغراق کی طرف ٹھہرا، عہد و استغراق کا حاصل ایک ہو گیا اور وہی حاطہ تامہ کہ معتقدِ اہلِ اسلام تھا ظاہر ہوا مگر یہ اس طائفے کو منظور نہیں، لاجرم آیت کہ بر تقدیرِ عہدیت مجمل تھی بے بیان رہی اور وحی منقطع ہو کر متشابہات سے ہو گئی، اب رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہنا محض اقرارِ لفظ بے فہمِ معنے رہ گیا جس کی مراد کچھ معلوم نہیں، کوئی کافر خود زمانہ اقدس حضور پُرنور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں کتنے ہی انبیاء مانے حضور کے بعد

ہر قرن و طبقہ و شہر و قریہ میں ہزار ہزار اشخاص کو نبی جانے، خود اپنے آپ کو رسول اللہ کہے، اپنے استاذوں کو مرسلینِ اولو العزم بتائے، آیۂ کریمہ اس کا بال بیکا نہیں کر سکتی کہ آیت کے معنی ہی معلوم نہیں جس سے حجت قائم ہو سکے، کیا کوئی مسلمان ایسا خیال کرے گا؟ حاشا و کلا۔

ثالثاً میں تکثر و تزاحم معانی پر کیوں بنا کروں، سوائے استغراق کوئی معنے لے لیجئے سب پر یہی آش در کاسہ رہے گی کہ پچھلی جھوٹی کاذبہ ملعونہ نبوتوں کا دَر آیت بند نہ کر سکے گی، معنیٔ اول یعنی افراد مخصوصہ معینہ مراد لیجئے تو نبی صلے اللہ تعالے علیہ وسلم انہی معدود انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے خاتم ٹھہرے جن کا نام یا ذکرِ معین علی وجہ الابہام قرآنِ مجید میں آگیا ہے، جن کا شمار تیس چالیس نبی تک بھی نہ پہنچے گا، یونہی بر تقدیر معنے تنجیم یعنی جماعاتِ خاصہ خاص اسی جماعت کے خاتم ٹھہریں گے۔ باقی جماعات صادقہ سابقہ کے لئے بھی خاتمیت ثابت نہ ہوگی چہ جائے جماعات کاذبہ آئندہ اور معنے سوم میں صاف تخصیص انبیائے سابقین کی ہو جائے گی کہ جو نبی پہلے گزر چکے ان کے خاتم ہیں تو پچھلوں کی کیا بندش ہوئی بلکہ پیچھے اور آئے تو وہ ان کے بھی خاتم ہو گئے، رہے معنی چہارم جنسی اس میں جمیع مراد لینا اس طائفہ کو منظور نہیں ورنہ وہی ختم النبیین لنفسہٖ لازم آئے، لاجرم مطلقاً کسی ایک فرد کے اختتام سے بھی خاتمیت صادق مانے گا کہ صدق علی الجنس کے لئے ایک فرد پر صدق کافی ہے تو یہ سب معانی سے اَخس و اَرذل ہوا اور حاصل وہی ٹھہرا کہ آیت بہر نہج فقط ایک دو یا چند یا کل گذشتہ پیغمبروں کی نسبت صرف اتنا تاریخی واقعہ بتاتی ہے کہ ان کا زمانہ ان کے زمانے سے پہلے تھا اس سے زیادہ آئندہ نبوتوں کا وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتی نہ ان سے اصلاً بحث کرتی ہے، طوائفِ ملعونہ مہدویہ و قادیانیہ و امیریہ و نانوتویہ و امثالہم لعنہم اللہ تعالیٰ کا یہی تو مقصود تھا۔ وہ اس طائفہ خارجیہ نے جی کھول کر امنا بہ کرلیا وسیعلم الذین ظلموا أی منقلب ینقلبون۔

اصل بات یہ ہے کہ معانی قطعیہ جو تمام مسلمین میں ضروریاتِ دین سے ہوں

جب ان پر نصوصِ قطعیہ پیش نہ کیے جائیں تو مسلمانوں کو احمق بنا لینا اور معتقداتِ اسلام کو خیالاتِ عوام[1] ٹھہرا دینا، ایسے غبار کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے اور نصوص میں احادیث پر نہ عام لوگوں کی نظر نہ ان کے جمیع طرق و ادراکِ تواتر پر دسترس، وہاں ایک جنبش میں کام نکل جاتا ہے کہ یہ باب عقائد ہے۔ اس میں بخاری و مسلم[2] کی بھی صحیح آحاد حدیثیں مردود ہیں، ہاں ایسی جگہ ان ہی کے اندھوں کی کچھ کور دیتی ہے تو قرآن عظیم سے کہ بغرضِ تلبیسِ عوام برائے[3] نام اسلام کا ادعا رہ کر قرآن پر صراحۃً انکار کا ٹٹو خر در گل ہے لہٰذا وہاں تحریفِ معنوی کے چال چلتے اور کلام اللہ کو الٹے بدلتے ہیں کہ جب آیت سے مسلمانوں کو ہاتھ خالی کر لیں پھر گویا وحیِ شیطانی کا راستہ کھل جائے گا واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون ہ

سوم یعنی اس طائفہ کا مکذبِ ختمِ حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہونا، وہ ہر ادنیٰ خادمِ حدیث پر روشن، یہاں اجمالی دو حرف ذکر کریں، صحیح مسلم شریف و مسند امام احمد و سنن ابوداؤد و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ وغیرہا میں ثوبان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

ان سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی[4]

"بیشک میری امتِ دعوت میں یا میری امت کے زمانے میں تیس کذاب ہوں گے کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا اور میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

---

[1] دیکھو تحذیر الناس ص ۳ [2] دیکھو براہین قاطعہ گنگوہی ص ۷ [3] دیکھو تحذیر الناس ص ۳

[4] امام احمد بن حنبل : مسند امام احمد مطبوعہ بیروت ج ۵ ص ۲۷۸

ابو عیسےٰ ترمذی : ترمذی شریف مجتبائی دہلی ج ۲ ص ۴۵

امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر اور ضیائے مقدسی صحیح مختارہ میں حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی، رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فی امتی کذابون دجالون سبعۃ و عشرون منھم اربع نسوۃ و انی خاتم النبیین لا نبی بعدی [1]

"میری امتِ دعوت میں ستائیس دجّال کذاب ہوں گے ان میں چار عورتیں ہوں گی حالانکہ بے شک میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ترمذی و تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر ابن مردویہ میں جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مثلی و مثل الانبیاء کمثل رجل ابتنیٰ دارا فاکملھا واحسنھا الا موضع لبنۃ فکل من دخلھا فنظر الیھا قال ما احسنھا الا موضع اللبنۃ فانا موضع اللبنۃ فختم بی الانبیاء [2]

"میری اور نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک مکان پورا کامل اور خوبصورت بنایا مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی تو جو اس گھر میں جاکر دیکھتا کہتا یہ مکان کس قدر خوب ہے مگر ایک اینٹ کی جگہ کہ وہ خالی ہے تو اس اینٹ کی جگہ میں ہوا مجھ سے انبیاء ختم کردیے گئے۔"

صحیح مسلم و مسند احمد میں ابوسعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ

---

[1] امام احمد بن حنبل : مسند امام احمد مطبوعہ بیروت ج ۵ ص ۳۹۶
علامہ طبرانی معجم طبرانی ج ۳ ص ۱۸۸

[2] امام بخاری : بخاری شریف مکتبہ رشیدیہ، دہلی ج ۱ ص ۵۰۱

علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مثلی ومثل النبیین کمثل رجل بنی دارا فاتمہا الا لبنۃ واحدۃ فجئت انا و اتممت تلک اللبنۃ [1]

"میری اور انبیاء کی مثل اس شخص کی مانند ہے جس نے سارا مکان پورا بنایا سوا ایک اینٹ کے، تو میں تشریف فرما ہوا اور وہ اینٹ میں نے پوری کی"

مسندِ احمد وصحیح ترمذی میں بافادہ تصحیح ابی بن کعب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

مثلی فی النبیین کمثل رجل بنی دارا فاحسنہا واکملہا واجملہا وترک فیہا موضع لبنۃ لم یضعہا فجعل الناس یطوفون بالبنیان و یعجبون منہ و یقولون لو تم موضع ھذہ اللبنۃ فانا فی النبیین موضع تلک اللبنۃ [2]

"پیغمبروں میں میری مثال ایسی ہے کہ کسی نے ایک مکان خوبصورت و کامل و خوشنما بنایا اور ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی. وہ نہ رکھی، لوگ اس عمارت کے گرد پھرتے اور اس کی خوبی وخوشنمائی سے تعجب کرتے اور تمنا کرتے کسی طرح اس اینٹ کی جگہ پوری ہو جاتی، تو انبیاء میں اس اینٹ کی جگہ میں ہوں"

صحیح بخاری وصحیح مسلم وسنن نسائی وتفسیر ابن مردویہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یہی مثل بیان کر کے ارشاد فرمایا فانا اللبنۃ

---

[1] مسلم بن حجاج : مسلم شریف ج ۲ ص ۲۴۸

[2] امام ترمذی، ابو عیسٰے : ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۰۹

امام احمد بن حنبل : مسند امام احمد حنبل ج ۵ ص ۱۳۷

وانا خاتم النبیین" تو میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں" صلے اللہ تعالٰے علیہ وعلیہم اجمعین وبارک وسلم۔

چہارم کا بیان اوپر گزرا، پنجم سے اس طائفہ کی گمراہی بھی واضح ہو چکی کہ تفسیر رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کا رد کرنے والا اجماعِ قطعیِ امتِ مرحومہ کا خلاف کرنے والا، سوا گمراہ و بددین کے کون ہوگا نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا[1]

رہی بد عقلی وہ اس کے ان شبہات واہیات، خرافات، مزخرفات کی ایک ایک ادا سے ٹپک رہی ہے جو اُس نے اثبات ادعائے باطل عہدِ خارجی کے لئے پیش کئے۔ اہلِ علم کے سامنے ایسے مہملات کیا قابلِ التفات مگر حفظِ عوام و ازالۂ اوہام کے لئے چند حرف مجمل کا ذکر مناسب، واللہ الہادی وولی الایادی۔

شبہۂ اولیٰ میں اس طائفہ نے جو عبارت توضیح کی طرف محض غلط نسبت کی حالانکہ توضیح میں اس عبارت کا نشان نہیں بلکہ وہ اس کے حاشیہ تلویح کی ہے۔

اقول اوّلاً اگر یہ مدعیانِ عقل اسی اپنی ہی نقل کی ہوئی عبارت کو سمجھتے اور قرآن عظیم میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وجوہِ ذکر کو دیکھتے تو یقین کرتے کہ آیۂ کریمہ ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین میں لام عہدِ خارجی کے لئے ہونا محال ہے کہ بوجہ تنوّع وجوہِ ذکر و عدمِ اولویّت و ترجیح جس کا بیان مشرحاً گزرا، کمالِ تمیز جُدا، سرے سے کسی جزمعیّن کا امتیاز ہی نہ رہا تو یہی عبارت شاہد ہے کہ یہاں عہدِ خارجی ناممکن، کاش فکر کے لئے بھی کچھ عقل ہوتی تو اس کی جگہ توضیح ہی کی گول عبارت العهد هو الاصل ثم الاستغراق ثم تعریف الطبیعة[2] نقل کی ہوتی کہ خود نفسِ عبارت تو اُن کی جہالت و سفاہت پر شہادت نہ دیتی

---

[1] النساء : ۱۱۵

[2] علامہ سعد الدین تفتازانی : توضیح و تلویح مکتبہ مجتبائی، دہلی ص ۱۳۳

اگرچہ اس سے دو ہی سطر پہلے اسی توضیح میں متن تنقیح کی عبارت ولا بعض الافراد لعدم الاولویۃ اس کی صفر الکفی کو بس ہوتی مگر یہ کیونکر کھلتا کہ طائفہ حائفہ کو دوست و دشمن میں تمیز نہیں صریح مضر کو نافع سمجھتا ہے لہٰذا نام تو لیا توضیح کا اور براہ بدقسمتی عبارت نقل کردی تلویح کی جس میں صاف صریح ان عقلاء کی تسفیہ اور ان کے وہم کاسد کی تقبیح تھی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

ثانیاً توضیح کا مطلب سمجھنا تو بڑی بات، خود اپنا ہی لکھا نہ سمجھا کہ جب عہدِ خارجی سے معنے درست ہوں تو استغراق وغیرہ معتبر نہ ہوگا۔ ہم اوپر واضح کر آئے کہ عہدِ خارجی مزعوم طائفہ خارجیہ سے معنے درست نہیں ہو سکتے۔ آیہ کریمہ قطعاً آئندہ نبوتوں کا دروازہ بند فرماتی ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے یہی معنے اس کے بیان فرمائے، تمام امت نے سلفاً وخلفاً اس کے یہی معنے سمجھے اور اس عہد خارجی پر آیت کو اس سے کچھ محل نہیں رہتا تو واجب ہے کہ استغراق مراد ہو اسی تلویح میں اسی عبارت منقولہ طائفہ کے متصل ہے ثم الاستغراق الی ان قال فالاستغراق ھو المفہوم من الاطلاق حیث لا عھد فی الخارج خصوصا فی الجمع الی قولہ ھذا ما علیہ المحققون [1]

ثالثاً بہت اچھا اگر فرض کریں کہ لام عہدِ خارجی کے لئے ہے تو اس سے بھی قطعاً یقیناً استغراق ہی ثابت ہوگا کہ وجوہِ خمسہ سے اول و سوم و پنجم کا بطلان تو دلائل قاہرہ سے اوپر ثابت ہو لیا اور واضح ہو چکا کہ خود جن سے کلام الٰہی کا اولاً و اصالۃً خطاب تھا یعنی حضور پُرنور سید یوم النشور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم، انہوں نے ہرگز اس آیت سے بعض افرادِ معینہ یا کسی جماعت خاصہ کو نہ سمجھا، اب نہ رہیں مگر وجہ دوم و چہارم یعنی وہ جو قرآن عظیم میں بروجہ اکثر وافر ذکر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بروجہِ عموم و استغراقِ تام ہے اسی وجہِ معہود کی طرف لام النبیین مشیر ہے تو اس عہد کا حاصل بحمد اللہ تعالٰے وہی استغراقِ کامل جو مسلمانوں کا عقیدہ ایمانیہ ہے یا ذکرِ جنسی کی طرف

---

[1] علامہ سعد الدین تفتازانی : توضیح تلویح مکتبہ تھانوی دہلی ص ۱۳۶

اشارہ ہے اور ختم کا حاصل نفی معیت و بعدیت ہے جیسے ولیت بمعنے نفی معیت و قبلیت، تعریفات علامہ سید شریف قدس سرہ الشریف میں ہے الاول فرد لایکون غیرہ من جنسہ سابقا علیہ ولا مقارنا لہ. حدیث میں ہے انت الاول فلیس قبلک شیئ وانت الاٰخر فلیس بعدک شیئ[1] رواہ مسلم فی صحیحہ والترمذی واحمد وابن ابی شیبۃ وغیرھم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وللبیھقی فی الاسماء والصفات عن ام سلمۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما عن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ کان یدعو بھؤلاء الکلمات اللّٰھم انت الاول فلاشیئ قبلک وانت الاٰخر فلاشیئ بعدک[2] (الحدیث) تو خاتم النبیین کا حاصل ہمارے حضور پرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ اور بعد جنس نبی کی نفی ہوئی اور جنس کی نفی عرفاً ولغۃً وشرعاً جملہ افراد ہی سے ہوتی ہے ولہذا لائے نفی جنس صیغ عموم سے ہے جیسے لارجل فی الدار و لہذا لا الٰہ الا اللہ ہر غیر خدا سے نفی الوہیت کرتا ہے، یوں بھی استغراق ہی ثابت ہوا، وللہ الحمد۔

(نامکمل دستیاب ہوا)



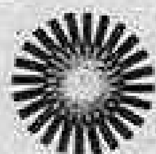
---

[1] مسلم بن حجاج : مسلم شریف مطبع صح المطابع، کراچی ج ۲ ص ۳۴۸

[2] امام بیہقی : اسماء و صفات مطبوعہ بیروت ص ۱۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَا اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ



نسخہ

کلمہ فضل رحمانی (۱۳۱۴ھ)

بجواب

اوہام غلام قادیانی (۱۳۱۴ھ)

جس کو عباد اللہ الصمد جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لودھیانہ مؤلف میزان الحق۔ گفتگو جمعہ۔ سلک الدر نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے رسالہ انجام آتھم وضمیمہ وغیرہ کے جواب میں تالیف کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ اٰلک واصحابک یا حبیب اللہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَاَھۡلِ بَیۡتِہٖ وَذُرِّیَاتِہٖ وَاَتۡبَاعِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔

امابعد حقیر پر تقصیر اضعف من عباد اللہ الصمد قاضی فضل احمد[1] بن حضرت قاضی الہ دین صاحب متوطن ضلع گورداسپور حال کورٹ انسپکٹر لودھیانہ ناظرین متین کی خدمت میں گذارش کرتا ہے۔ کہ آج کل (ماہ شعبان ۱۳۱۴ھ) ایک کتاب مسمّی بانجام آتھم مع رسائل دیگر۔ خدا کا فیصلہ۔ دعوت قوم۔ مکتوب عربی بنام علماء ومشائخ بلادِ ہند وغیرہ وغیرہ تصنیف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان تاریخ طبع ندارد، دیکھنے میں آئی۔ جو اکثر علماء و مشائخ کی خدمت میں مرزا صاحب کی طرف سے بذریعہ رجسٹری بھیجی گئی ہے جس میں مرزا صاحب نے تمام مخالفین کی بالعموم اور علماء و مشائخ کی بالخصوص خوب خبر لی ہے۔ اور سب وشتم کے تیروں سے ان کے دلوں کو چھلنی کی طرح خوب چھیدا ہے۔ اور اپنے غصہ کی آگ کو بزعم خود خوب بھڑکایا ہے۔ گویا سب کے جسم کو معہ استخوان جلایا ہے۔ قبل اس کے کہ میں ان کے موٹے موٹے مضامین کو بہت ہی اختصار کیساتھ بعبارت سلیس عام فہم پیش ناظرین کروں اور مرزا صاحب کی ہی الہامات وتحریرات کے مقابلہ میں ہدیہ شائقین یا تمکین کروں نہایت ہی افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ مرزا صاحب نے جو روش تحریر اس کتاب میں اختیار کی ہے اہل اسلام کو تو کیا دیگر مذاہب کے لوگوں کو بھی نہایت ناپسند ہوئی اور تحقیر کی نظروں سے دیکھی گئی ہے کیونکہ مرزا

[1] حنفی نقشبندی مجددی حسنی۔ قصبہ شاہ پور پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور۔ ۱۲ منہ

صاحب نے احکامات الٰہی واحادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقوال وافعال جمہور کا نعوذ باللہ صرف اغماض ہی نہیں کیا بلکہ بصورت انکار ان کو پس پشت ڈال دیا ہے۔

بطور نمونہ آیات واحادیث واقوال وافعال بزرگان پیش کرتا ہوں۔

آیات قرآنی جنکی مرزا صاحب نے تعمیل نہیں کی

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت : ۱۰۳)

ترجمہ: یعنی خدا کے دین کو سب اکٹھے ہوکر مضبوط پکڑو اور متفرق نہ ہو جاؤ۔

(۲) وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا۔ (پارہ ۴ سورۃ آل عمران آیت :۱۰۵) یعنی تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے فرق اور اختلاف کیا۔ ان ہر دو آیات کی تعمیل تو مرزا صاحب نے یہ کی کہ تمام اہل اسلام سے ایسی تفریق اور تخالف پیدا کرلی کہ کسی کو بھی اپنے ساتھ نہیں رکھا۔ حتیٰ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیکر آج تک کوئی بھی آپ کے عقائد کے ساتھ متفق نہیں ہوا۔

(۳) خداوند کریم کا حکم ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ۔ (پ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت :۱۰)

ترجمہ : یعنی مسلمان سب بھائی ہیں بھائیوں میں اصلاح کرو۔

اس حکم کی تعمیل مرزا صاحب نے ایسی کی کہ بجائے اصلاح کرنے کے اور آتش فساد مشتعل کردی اور اپنے خاص بھائیوں کو دشمن بنالیا۔

(۴) حکم اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہے۔ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُکُمْ ۔(پ ۱۰ سورۃ الانفال آیت :۴۶)

ترجمہ: یعنی آپس میں مت جھگڑو ست ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا بگڑ جائے گی۔

اس کی تعمیل میں مرزا صاحب نے رفع تنازع کیلئے ایسی کوشش کی کہ کوئی وقت کوئی ساعت جھگڑے یا فساد سے خالی ہی نہیں رکھی۔ کبھی کوئی کتاب کبھی کوئی رسالہ کبھی کوئی اشتہار نکالتے ہی گئے جس سے جھگڑوں میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔۔ یہاں تک پہنچے کہ ایک اشتہار[1] جمعہ کے روز کی تعطیل کا نکالا۔ اس میں اپنے مسلمان بھائیوں کے برخلاف گورنمنٹ کو اس امر کی توجہ دلائی کہ مسلمان لوگ گورنمنٹ کے ساتھ باغیانہ خیال رکھتے ہیں۔ اس کی شناخت یہ ہے کہ جو لوگ نماز جمعہ نہیں پڑھیں گے وہ سرکاری باغی اور بدخواہ سمجھے جائیں گے مطلب اس سے یہ تھا کہ جو لوگ بباعث نہ پورا ہونے شرائط جمعہ کے شہروں یا دیہات میں نماز جمعہ نہیں پڑھتے وہ باغی سمجھے جائیں۔ مگر آفرین ہے گورنمنٹ کی دانش پر کہ اس نے ایسی لغویات اور اشتہار پر کچھ توجہ نہ فرمائی ورنہ مرزا صاحب نے اس آیت کی تعمیل میں ذرہ بھر بھی نیش زنی کرنے میں فروگذاشت نہ تھی کہ جھٹ مسلمان لوگ باغی قرار دیئے جا کر احکام ضابطہ جاری ہوتے۔

(۵) وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ ۔ (پ ۸ سورۃ الاعراف آیت ۵۶) یعنی فساد مت کرو بیچ زمین کے۔

مگر افسوس مرزا صاحب کو اس فساد اور جھگڑوں میں ہی مزہ اور رونق ہے۔ طبیعت کا لگاؤ اور رجحان ہی اس طرف ہے۔

(۶) حکم خداوندی ہے۔ وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۔ (پ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۱۱) یعنی اپنے دین والوں کا عیب نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔ بدنامی ہے کسی کو ایمان کے بعد

[1] اشتہار مورخہ یکم جنوری ۱۸۹۶ء بابت تعطیل روز جمعہ۔ مرزا صاحب ۱۲ منہ عفی عنہ)

فسق سے یاد کرنا۔

مرزا صاحب نے اس حکم کی تعمیل یہ کی ہے کہ اس کتاب انجام آتھم میں مولوی صاحبان وسجادہ نشین صاحبان میں سے کسی کو دجال کسی کو بطال کسی کو شیخ نجدی کسی کو شیطان کسی کو فرعون کسی کو ہامان وغیرہ وغیرہ لقبوں سے یاد کیا ہے۔ مہذب اہل اسلام و دیگر ناظرین مرزا صاحب سے یہ سوال کرتے ہیں کہ یہ طریق جو آپ نے اپنی کتاب میں اختیار کیا ہے کوئی صفحہ یا سطر ایسی نہیں جس میں کوئی نہ کوئی گالی نہ ہو یہ کس آیت یا حدیث یا الہام کے ارشاد سے کیا گیا ہے۔

(۷) وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ (پ ۷ سورۃ الانعام آیت ۱۰۸)۔ یعنی کافروں کے معبودوں کو بھی گالی نہ دو، تا کہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے خدا کو گالیاں دیں۔

اس حکم کی تعمیل مرزا صاحب نے ایسی کی کہ مرزا صاحب کی کتابیں بالخصوص رسالہ انجام آتھم اور اس کا ضمیمہ شاہد ہیں اور ان کی تصدیق کیلئے آریہ اور عیسائیوں کی کتابیں موجود ہیں کہ جن میں مرزا صاحب کی بدولت خداوند کریم اور تمام پیغمبران علیہم السلام اور بالخصوص حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ایسے ایسے الفاظ دیکھے گئے ہیں کہ جن سے ایک ادنیٰ مسلمان کا بھی جگر پارہ پارہ ہوتا ہے۔ کیا یہ حکم خداوند تعالیٰ کی تعمیل ہے کیا یہ کل تحریروں کا ثواب مرزا صاحب کے اعمال نامہ میں روز بروز درج نہیں ہوتا ضرور در بلکہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔

(۸) اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے۔ قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا۔ (پ ا سورۃ البقرہ آیت ۸۳) یعنی لوگوں سے نیک اور بھلائی کی بات کہو۔ اس حکم میں کسی مسلمان کی بھی تخصیص نہیں عوام تو کہاں بیچارے خاص بھائی اور عزیز مسلمان بھی نیکی اور اچھے کلمے سے یاد نہیں کیے گئے۔

جب مرزا صاحب بقول خود تمام انبیاء اور مرسلوں کی صفات سے موصوف ہیں تو ایک ہی جسم سے ملہم۔ مجدد۔ مثیل مسیح۔ مسیح موعود۔ مہدی مسعود ہیں۔ تو کیونکر ہوسکتا ہے کہ ان کے سینہ بے گنجینہ زبان بے عنان سے ایسی فحش گالیاں مسلمان بھائیوں بالخصوص مولوی صاحبان و سجادہ نشین صاحبان کو کتابوں میں دی جاتی ہیں۔ جیسے بدذات۔ بے ایمان۔ دجال لعین۔ شیطان۔ فرعون۔ ہامان۔ ظالم۔ یہودی۔ بطال۔ خبیث۔ گدھے۔ کتے۔ سور وغیرہ وغیرہ اگر مسیح موعود کی تہذیب اور خواص ایسے ہی ہونے چاہئے تو مرزا صاحب کو مبارک ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆

احادیث جن سے مرزا صاحب نے روگردانی کی

(۱) امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم نے ایک حدیث طویل میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے توحید اور نماز اور زکوٰۃ اور روزہ اور حج اور صدقہ اور تہجد اور جہاد کا ذکر فرما کر ارشاد فرمایا کہ کہو تو بتاؤں تمہیں ان سب کی جڑ اور اصل کو۔ معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہاں اے نبی اللہ کے۔ آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا کہ اسکو روکے رہو۔ (مرزا صاحب نے زبان کو خوب روکا)

(۲) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ مَنْ صَمَتَ نَجَا۔ جو چپ رہا نجات پا گیا (مرزا صاحب اتنے بڑے پیغمبر ایسی چھوٹی حدیث پر کیسے عمل کرتے) نعوذ باللہ۔

(۳) صحیحین میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو لعنت کہنا مانند قتل کرنے اس کے ہے۔ (قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے)

(۴) ترمذی نے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔ یعنی لعنت کرنا ایمان کے مخالف ہے۔ (مرزا صاحب کی کل کتاب لعنتوں سے پُر ہے)

(۵) صحیحین میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا گالی دینا مسلمان کو بڑے گناہ کی بات ہے۔ (تمام کتاب ہی گالیوں سے بھری پڑی ہے حتیٰ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی)

(۶) امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گالی بکنے والا اور بے حیائی کی بات کرنے والا اسلام میں سے اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ (گالیاں بھی نعوذ باللہ وہ کہ مسیح علیہ السلام کی دادیوں نانیوں تک نوبت پہنچادی)

(۷) ترمذی اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہیں ہے مسلمان طعنہ کرنے والا اور نہ لعنت کرنے والا اور فحش بکنے والا اور نہ بیہودہ گو۔

(۸) مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کی مدد چھوڑے نہ اس کو ذلیل سمجھے پرہیزگاری یہاں ہے۔

(۹) ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلاں عورت کا ذکر ہوتا ہے کہ نماز بہت پڑھتی ہے، روزے بہت رکھتی ہے اور خیرات بہت کرتی ہے لیکن وہ اپنے ہمسائیوں کو اپنی زبان سے ایذا دیتی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے۔

(۱۰) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو نہ بتاؤں وہ عمل جو روزہ صدقہ نماز سے افضل ہے۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے کہا کہ ہاں! فرمایئے۔ آپ نے فرمایا صلح کرانا آپس میں، اور فساد ڈالنا یہ خصلت دین کی جڑ اکھاڑنے والی ہے۔

(۱۱) ایک شخص نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ کو کچھ نصیحت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا کہ غصہ مت کیا کر اس نے کئی دفعہ یہ سوال کیا آپ نے یہی جواب فرمایا کہ غصہ مت کیا کر۔

(۱۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا تیرے نزدیک تیرے بندوں میں کونسا عمل بہت عزیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب کسی کو کسی کی طرف سے ایذا پہنچے تو اس کو بخش دے۔



آثار صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم و اقوال وافعال علماء کرام و مشائخ عظام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

اگر ضبط تحریر میں لائے جائیں تو ایک عرصہ دراز چاہیے ان کے لکھنے کی اس واسطے بھی ضرورت نہیں درآن حالیکہ آیت شریف وحدیث شریف سے ہی اعراض ہے تو باقی پر کیا اعتبار و لحاظ ہے۔ لیکن مرزا صاحب کے ہی الہامات و تحریرات پیش کرنا ضروری ہے تاکہ ناظرین اس پر توجہ فرمائیں۔

مرزا صاحب کے الہامات و تحریرات جن پر انہوں نے خود بذاتہٖ مطلق عمل نہیں کیا اور حافظہ سے اتر گئے

میں نہایت افسوس سے کہتا ہوں اگر چہ مرزا صاحب نے قرآن شریف واحادیث شریفہ و آثار صحابہ رضی اللہ عنہم پر (جو تیرہ سو سال سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے) نعوذ باللہ پرانا ہونے یا کسی اور وجہ سے عمل نہیں کیا جیسے کہ عرض ہوا ہے مگر ان کو اپنے الہامات قطعی اور یقینی اور تحریرات الہامی پر تو (جو تازہ ہیں) ضرور ہی عمل کرنا چاہئے تھا۔ مگر ان پر بھی کوئی توجہ نہیں کی گئی۔

(۱) رسالہ انجام آتھم میں لکھتے ہیں کہ مجھ کو خدا نے الہام کیا ہے۔ کہ تلطف بِالنَّاسِ وترحم عَلَیھم۔ یعنی لوگوں کے ساتھ لطف اور مہربانی اور رحم کر۔ (ص ۵۵)

(۲) اسی کتاب میں ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ یا داؤد عامل بِالنَّاسِ رفقًا وَاحسَانًا۔ یعنی اے داؤد (پیغمبر) لوگوں کے ساتھ رفاقت اور احسان کر۔ (ص ۶۰)

فرمایئے مرزا صاحب! تلطف، رحم، رفق، احسان۔ ان چاروں الہامی احکام کی آپ نے کیا تعمیل کی؟ اور داؤد علیہ السلام کی صفت لوہے کو موم کرنے والی نے آپ میں کیا اثر کیا۔ بلکہ الٹا موم دلوں کو لوہا اور پتھر کر دیا۔ تمام جانداروں کو اپنی زبور کی خوش الحانی سے بجائے جمع کرنے اور دوست بنا لینے کے دشمن بنا لیا۔ اور متنفر کر لیا کارروائی ہی معکوس کر لی گویا تلطف کی جگہ سب و شتم۔ رحم کی جگہ درشتی قلم۔ رفق کی جگہ نفاق اتم۔ احسان کی جگہ رجم خصم کو پورا کیا۔

(۳) ہر ایک صاحب کی خدمت میں جو اعتقاد اور مذہب میں ہم سے مخالف ہیں۔ بصد ادب اور عجز عرض کی جاتی ہے کہ اس کتاب کی تصنیف سے ہمارا ہر گز یہ مطلب اور مدعا نہیں ہے جو کسی کے دل کو رنجیدہ کیا جائے یا کسی نوع کا بے اصل جھگڑا اٹھایا جائے۔ انتہی (بلفظہ ص ۸۳۔ براہین احمد)

(۴) چہارم بخدمت جملہ صاحبان یہ بھی عرض ہے کہ یہ کتاب کمال تہذیب اور رعایت آداب سے تصنیف کی گئی ہے اور اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس میں کسی بزرگ یا پیشوا کسی فرقہ کے کسر شان آئے۔ اور خود ہم ایسے الفاظ کو صراحتاً یا کنایتاً اختیار کرنا خبث عظیم سمجھتے ہیں اور مرتکب ایسے امر کو پرلے درجہ کا شریر النفس خیال کرتے ہیں۔ انتہی۔ بلفظہ (براہین احمد ص ۸۳)

(۵) عام اطلاع۔ ناظرین پر واضح رہے کہ ہمارا ہر گز یہ طریق نہیں کہ مناظرات ومجادلات میں یا اپنی تالیفات میں کسی نوع کے سخت الفاظ کو اپنے مخاطب کیلئے پسند رکھیں یا کوئی دل دکھانے والا لفظ اس کے حق میں یا کسی بزرگ کے حق میں بولیں کیونکہ یہ طریق علاوہ خلاف تہذیب ہونے کے ان لوگوں کے لئے مضر بھی ہے. جو مخالف رائے کی حالت میں فریق ثانی کی کتاب کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جب کسی کتاب کو دیکھتے ہی دل کو رنج پہنچ جائے۔ تو پھر برہی طبعیت کی وجہ سے کس کا جی چاہتا ہے کہ ایسی دل آزار کتاب پر نظر بھی ڈالے۔ بلفظہ (رسالہ شحنہ حق ص اول مطبوعہ ۱۳۰۴ھ)

(۶) بخدا ہم دشمنوں کے دلوں کو بھی تنگ کرنا نہیں چاہتے۔ اور ہمارا خدا ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح کا قول ہے کہ نبی بے عزت نہیں ہوتا مگر اپنے وطن میں۔ انتہی۔ بلفظہ (صفحہ ج، رسالہ شحنہ حق مطبوعہ ۱۳۰۴ھ)

(۷) چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمان کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے انتہٰی۔ بلفظہ (صفحہ اول، رسالہ تکمیل تبلیغ ۱۸۸۹ء مرزا صاحب)

(۸) ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا۔ فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔

(۹) نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ جہاں تک بس چل سکتا ہے۔ اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔ انتہٰی۔ بلفظہ (رسالہ تکمیل تبلیغ ص۴)

ناظرین! مرزا صاحب کو تمام آیات و احادیث والہام خاص و تحریرات الہامی سب کی سب یکدم فراموش ہو گئیں۔ اور اپنی اقراری دستاویزات اور الہامی عبارات سب کو یک لخت ملیامیٹ کر دیا۔ یا یاد ہوں مگر پھر انہوں نے خدا کے حکم (اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ) (پ۶ سورۃ المائدہ آیت ۱) اپنے وعدوں اور اقراروں کو پورا کرو۔ کی تعمیل نہیں کی۔ پھر خیال فرمایئے کہ نہ تو احکام الٰہی کی تعمیل کی اور نہ احکام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کچھ توجہ کی اور نہ اپنے الہامات کی پرواکی۔ جب یہ حالت ہے تو مرزا صاحب کے پاس کیا خاص وجہ ہے کہ باوجود ایسے صریح اور بدیہی احکام کی تعمیل پر بھی لوگوں سے اپنے مسیح موعودی اور تاویلات خانہ زاد کو منوانا چاہتے ہیں۔

ع ...... ”ایں خیال است ومحال است وجنوں“

البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مولوی صاحبان وسجادہ نشین صاحبان نے کیوں مرزا صاحب پر تکفیر کا فتویٰ دیا؟ اور ممکن ہے کہ مرزا صاحب خود اس کا جواب یہ دیں کہ جب

انہوں نے مجھ کو کافر کہا اور کفر کے فتوے میری نسبت دیئے۔ میں نے بھی یہ گالیاں ترکی بہ ترکی دیں جیسے ایک نقل مشہور ہے کہ کسی لاہوری مسلمان نے ایک لاہوری بنیا[1] کو کسی بات کے تکرار پر بہت مارا۔ بنیا بیچارہ کمزور تھا۔ مقابلہ نہ کرسکا لیکن جیسے وہ مارتا رہا۔ بنیا بہت سی گالیاں دیتا رہا۔ جب وہ زبردست مسلمان چلا گیا تو ہمسایہ دوکاندار نے پوچھا کہ کہو بھئی کیا ہوا۔ بنیا نے اپنی پنجابی بولی میں کہا۔ ''مینوں مسلے نے (مصلح) بہت ماریا پر میں بھی اسنوں گالیاں دے نال پیپو ہی کر چھڈیا'' یعنی اگرچہ اس مسلمان نے مجھکو بہت مارا لیکن میں نے بھی اس کو گالیوں سے ادہ موا کر دیا۔ سو اس میں شک نہیں کہ مولویوں اور سجادہ نشین صاحبوں نے مرزا صاحب کو کافر کہا دجال لکھا، جس کا انتقام مرزا صاحب نے اس کتاب (انجام آتھم) میں گالیوں سے لیا۔ انتقام بھی ایسا کہ وہ یاد ہی کریں گے۔ اور قیامت تک یہ کتاب مملو بہ درِ سبّ وشتم ان کی یاد فرمائی اور مرزا صاحب کے ثواب اخروی اور راہنمائی کی یاد رہے گی۔ جزاک اللہ۔

یہ مانا کہ مرزا صاحب کو جب انہوں نے کافر کہا اور دجال لکھا، تب مرزا صاحب نے غصہ میں آکر گالیوں سے بدلہ لیا۔ مگر افسوس مرزا صاحب نے یہاں بھی تو حکم خداوندی کی (الف) (فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۔ (پ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۸۵) یعنی پس درگذر کر درگذر کرنا)۔

(ب) وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۔ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۳۴) یعنی غصہ کے ہضم کرنے والے باوجود قدرت کے اور معاف کرنے والے لوگوں سے اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو) تعمیل پر کچھ توجہ نہیں کی۔ مؤخر الذکر آیت کے تحت میں اکثر مفسروں نے روایتیں لکھی ہیں جن

[1] بنیا یعنی دوکاندار ..... ۱۲ منہ

میں سے صرف دو روایتیں جو خاص مرزا صاحب کی توجہ کے قابل ہیں، لکھی جاتی ہیں۔

روایت کسی نے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو طمانچہ مارا۔ امام صاحب نے فرمایا میں بھی تجھے طمانچہ مار سکتا ہوں۔ مگر نہیں ماروں گا اور اس بات پر قادر ہوں کہ خلیفہ وقت سے تیرے پر نالش کروں مگر نہ کروں گا۔ درگاہ الٰہی میں نالہ و فریاد کر سکتا ہوں مگر نہ کروں گا۔ کہ قیامت کے دن تجھ سے جھگڑوں اور بدلہ لوں مگر نہ لوں گا۔ اگر فردا قیامت کو مجھے چھٹکارا ملے اور حق تعالیٰ میری سفارش قبول کرے تو تیرے بغیر جنت میں قدم نہ رکھوں گا۔

مردی گمان مبر کہ بزور است و پر دلی   باخشم گر برائی دانم کہ کاملی

روایت دوم تیسیر میں لکھا ہے کہ ایک دن جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرمانے بیٹھے تھے کہ آپ کا خادم جلتی ہوئی آش کا کاسہ مجلس میں لایا۔ دہشت سے اس کا پاؤں فرش کے کنارے لڑکھڑایا کاسہ جناب امام صاحب کے سر مبارک پر گر کر ٹوٹ گیا اور جلتی ہوئی آش سر اطہر پر گری حضرت نے ادب سکھانے کی راہ سے خادم کی طرف دیکھا خادم کی زبان پر جاری ہوا "وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ" آپ نے فرمایا غصہ میں نے فرو کیا خادم بولا۔ "وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ" حضرت نے فرمایا میں نے معاف کیا۔ خادم نے باقی آیت "وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ" (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۳۴) پڑھی۔ حضرت امام صاحب نے فرمایا! جا میں نے اپنے مال سے تجھے آزاد کر دیا۔

بدی را مکافات کردن بدی   بر اہل صورت بود بخردی

بمعنے کسانے کہ پے بردہ اند   بدی دیدہ و نیکوئی کردہ اند

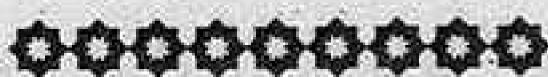
من وعن از تفسیر حسینی ۔ کامل آدمیوں کی اس سے شناخت ہوتی ہے ۔ جس پر مرزا صاحب نے بھی اپنی تصانیف میں ادعا کیا ہے۔

یہ ہر دو روایتیں بطور ضروری مرزا صاحب کی خاص توجہ کیواسطے اس لحاظ سے لکھی گئی ہیں کہ اول آپ نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۱ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف لکھی ہے۔ اور انکا اجتہاد اور استنباط قبول کر کے داد دی ہے اور پھر کتاب انجام آتھم کے صفحہ ۵۳ میں ''لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ معلقاً با لثریا لنالہ '' جو حدیث حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی میں ہے، اپنی طرف لگا کر فارسی النسل تسلیم کیا ہے اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ بھی بذات خاص آپ ہی ہیں۔ جیسے کہ آپ نے ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۶ سے ۷۰ تک اس کی تشریح کی ہے۔ قادیان کو دمشق قرار دیا ہے اور وہاں کے لوگوں کو یزیدی بنا کر خود حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن گئے۔ حاصل کلام جب حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ ہی ہیں تو پھر اس آیت کی تعمیل کرنے کے وقت کیا ہوا اور کیا بن گئے۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ اب ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ مرزا صاحب نے غضب وغیظ میں آکر ایسی کاروائی کی ہے کہ تمام کوشش مسیح موعود کے ہونے کو یکدم ملیامیٹ کر دیا۔ تمام احکامات الٰہی واحادیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور الہامات وحی خود اور دستاویزات کے خلاف قطعی کے برخلاف ایسی چال چلے جس سے عوام کو بدظنی پیدا ہو گئی۔ مسیح ادعائی کو لازم تھا کہ اگر کوئی ایک رخسارہ پر طمانچہ مارتا تو دوسرا رخسارہ بھی اس آگے کر دیا جاتا۔ کہ لیجئے دوسرا بھی حاضر ہے۔

اب اس کا کیا کیا جائے کہ مسیح موعود تو بنتے اور بننا چاہتے ہیں۔ مگر افسوس جسم میں خواص نہیں حلیہ تاویلی تو بتادیں مگر لباس نہیں ارہاص نہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ فی الواقعہ آپ بقول خود (انجام آتھم ص ۶۸) خونی مسیح اور خونی مہدی ہیں۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ آپ ہی مسیح اور ہی مہدی ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔ کیونکہ اس میں آپ کو کمال حاصل ہے بیچارے علماء و مشائخ وقت آپ کے کس شمار و قطار میں ہیں جبکہ آپ سے پیغمبران علیہم السلام بھی نہیں چھوٹے۔ مرزا صاحب گستاخی معاف۔ بجائے اس کے کہ آپ مسلمانوں کے بزرگ جماعت علماء و مشائخ کو گالیاں دیکر اپنا دشمن بنا لیتے مناسب یہ تھا کہ اپنے اعجاز مسیح اور ہدایت مہدویت سے ان کو گرویدہ کر کے اپنا حامی بنا لیتے۔ اور کرامات و خوارق عادات کا اثر ان کے دلوں پر ڈال کر اور اپنی دعا سے جو بجلی کی طرح کودتی ہے (انجام ص ۲۷۵) اپنی طرف جذب کر لیتے مگر افسوس اس طرف آپ نے بالکل رخ ہی نہیں کیا۔ کیا تو یہ کیا کہ گالیوں اور لعنتوں کے بوجھ سے ان کی کمر توڑ ڈالی اور کچھ بھی پاس مسلمانی نہ کیا۔ یہی باتیں ہیں کہ اس وقت آپ پر سب مسلمانوں کی طرف سے سخت درجہ کی بدگمانی ہے۔ دعاوی آپ کے سماوی ہیں اور عمل آپ کے ثراوی ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ. وَمَا اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاح۔

اب میں نہایت اختصار کے ساتھ مرزا صاحب کی کتاب انجام آتھم و ضمیمہ متذکرہ بالا کا خلاصہ پیش ناظرین کرتا ہوں اور اس کے مقابلہ میں کچھ اپنی طرف سے بہت ہی کم لکھوں گا۔ ورنہ کلھم مرزا صاحب کی ہی تصانیف سے ہدیہ ناظرین کروں گا۔ جس سے مرزا صاحب کی حالت (جو گرگٹ کیطرح بدلتی رہی ہے اور بدلتی ہے اور بدلتی

جائے گی) بخوبی ظاہر ہو جائے گی۔



اوّل مختصر خلاصہ رسالہ انجام آتھم

مسٹر عبداللہ آتھم ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور مر گیا۔ پہلے تاریخ مقررہ پر جو نہیں مرا تھا اس کا باعث یہ تھا کہ عبداللہ آتھم نے رجوع الی الحق کر لیا تھا۔ اس واسطے تاریخ مقررہ پر فوت نہیں ہوا۔ جب ہم نے ۳۰ دسمبر ۱۸۹۵ء کو اشتہار دیا تھا کہ اگر اس نے رجوع الی الحق نہیں کیا تو قسم کھائے اس نے قسم نہیں کھائی۔ اس لئے وہ ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو مر گیا اور ہماری الہامی پیشینگوئی کے مطابق مر۔ ملخصاً من ابتداء صفحہ الغایت ۳۳۔ اور صفحہ ۲۱، میں جلی قلم سے لکھتے ہیں۔ "اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے، کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑ دو گے۔ اے ظالم مولویوں۔ تم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔" (صفحہ ۲۱، بلفظہٖ)

ناظرین کرام! اول میں بابت پیشینگوئی مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے لکھتا ہوں جو مرزا صاحب نے اس کی نسبت لکھا تھا اور جو ۵ جون ۱۸۹۳ء کی پیشینگوئی ہے۔ وہ اس طرح پر ہے وھوھذا "میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشینگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کیلئے تیار ہوں۔ مجھے ذلیل کیا جائے میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے مجھ کو پھانسی دیا جائے۔ ہر ایک بات کیلئے تیار ہوں۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور وہ ایسا کریگا۔ ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان

ٹل جائیں گے پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔" (بلفظہ یہ الہامی پیشینگوئی تھی)

اس پیشینگوئی کی معیاد ۵۔ ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کی رات کو پندرہ ماہ پورے ہوتے تھے، اس تاریخ کی کیفیت میں اخبار وفادار مطبوعہ ۸ ستمبر ۱۸۹۴ء کے پرچہ سے نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ وھو ھذا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی پیشینگوئی مسٹر عبداللہ آتھم کی موت کی نسبت

لاہور میں ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کی رات تک بڑا چرچا رہا کہ مرزا صاحب کی پیشینگوئی کے اختتام کا وقت آج رات کو ختم ہے۔ جابجا بڑے مجمعے اور طرفدار پارٹیوں کے لوگ مختلف قسم کے خیالات ظاہر کرتے رہے۔ ایسے ہی امید کی جاتی ہے کہ پنجاب کے تمام مقامات میں بھی یہی کیفیت ہوگی۔ ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کی صبح کو مسٹر عبداللہ آتھم کی پارٹی بشاش اور مرزا صاحب کی پارٹی مغموم اور پریشان حالت میں تھی۔ (بلفظہ)

پھر اخبار وفادار مورخہ ۱۵، ستمبر ۱۸۹۴ء میں حسب ذیل درج ہے۔

ل مرزا صاحب اور عبداللہ آتھم کی بحث بمقام امرتسر ابتداء ۲۳ مئی ۱۸۹۳ء سے شروع ہو کر ۵۔ جون ۱۸۹۳ء کو ختم ہوئی یعنی پندرہ یوم تک بڑے زور و شور سے ہوتی رہی جب مرزا صاحب سے کچھ نہ ہوا حتی کہ ایک چوہڑہ بھی مسلمان نہ ہوا اور مسیحائی نے ذرہ بھر اثر نہ کیا تو آپ نے غصہ میں آکر یہ اقرار نامہ لکھ دیا اور اس کے پورے نہ ہونے پر سخت منفعل ہوئے بہت ہاتھ پاؤں رجوع الی الحق کے مارے مگر کچھ نہ بن سکا۔ ساری بددعائیں بیت الفکر میں ہی محدود رہیں۔ ۱۲۔ عفی عنہ

مرزا قادیانی کی پیش گوئی اور مسٹر عبداللہ آتھم کی مذہبی صداقت:

سچ کہنے میں بدترین خطرات جھوٹ کہنے میں ضمیر پر بدنما دھبہ۔ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کا سا معاملہ ہے۔ پس جھوٹ سے گریز اور توبہ ہزار توبہ۔

ع......راستی موجب رضائے خداست

مرزا قادیانی کی مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کی نسبت پہلی پیشگوئی غلط۔ غلط جھوٹ اور سراسر جھوٹ ثابت ہونے پر بعض عام اور بازاری لوگ ناواقفیت سے اسلام پر بڑے نامعقول فقرات اور اعتراض جماتے ہیں اور خاص لوگ مگر غیر مذہب والے متانت سے اپنے دلی مذہبی تعصب کے خیالات کے ظاہر کرنے میں اپنا زور قلم دکھا رہے ہیں جو بیشک زبردستی اور غلطی کر رہے ہیں۔ پہلے خیال کے لوگ مذہبی امور سے ناواقف ہیں مگر دوسرے واقف ہو کر اسلام کی تحقیر پر وضعداری سے کمر بستہ ہیں۔ ہم ان دونوں خیالات والوں کی علت نمائی مرزا قادیانی کی جھوٹی پیش گوئی سمجھتے ہیں۔ نہ کچھ اور۔ جس کی وجہ سے ہم بلاتامل اصول مذہب اور مذہبی اشتعال کی وجہ سے ایسا کہنے میں دریغ نہیں کرتے کہ اسلام ایسے صادق مذہب اور اسلام کے بانی صادق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصول مذہب کو بدنام اور انکی تحقیر کرنے والا مرزا قادیانی ہے۔ نہ کوئی اور۔ جسکے بعد ہم ایسا کہنے میں بے اختیار ہیں کہ او مرزا! او قادیانی! او جھوٹے مسیح موعود! او غلام! او عبدالدراہم والدنانیر مرزا! خداوند خدا تجھے تیری بدنیتی اور تیری جھوٹی پیش گوئی کے صلہ میں اور تو خیر مگر کم سے کم تیری جھوٹی

پیشینگوئی کے نتیجہ کے تمام فقرات کا تجھ پر ہی خاتمہ کر کے تمام دنیا میں تجھے عبرت مجسم بنا کر اسلام کی صداقت کی زیادہ تر صریح نظیر قائم کرے اور عام طور پر جتلائے کہ تیری ایسی بدنیتی سے شہرت پسندی کے خیال سے ایسی جھوٹی پیشگوئی کرنے والے دنیا میں ایسے ذلیل ہوا کرتے ہیں۔

ناظرین! مرزا قادیانی نے پہلے یہ پیش گوئی کی تھی جو شرمناک طور پر ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو غلط ثابت ہوئی کہ آج سے پندرہ ماہ تک مسٹر عبداللہ آتھم بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ اور میری پیش گوئی کبھی نہ ٹلے گی خواہ زمین و آسمان ٹل جائیں ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو آفتاب نہیں غروب ہوگا جب تک عبداللہ آتھم نہیں مرے گا۔ اگر میری پیش گوئی جھوٹ ہو تو مجھے ذلیل کیا جائے میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے مجھے روسیا کیا جائے اور مجھے لعنتی سمجھا جائے وغیرہ وغیرہ۔ اور اب ۶ ستمبر ۱۸۹۴ء کو اسی مرزا نے جو پیشگوئی شائع کی ہے اس کے پورے اندراج سے گریز کر کے صرف اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے کہ مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنے دل میں عظمت اسلام اور اسلام قبول کر لیا ہے جس کی وجہ سے وہ ہاویہ میں نہیں گرایا گیا۔ ہاں اب بھی اگر وہ عام مجمع میں اسلام کے خلاف کہہ دے تو وہ ایک سال تک مر جائے گا۔ اگر نہ مرے تو میں ایک ہزار روپیہ اسے ایک سال کے بعد دوں گا۔

ناظرین ! آپ نے مرزا کی پہلی پیش گوئی کے فقرات بغور ملاحظہ فرمائے ہوں گے۔ اب دور اندیشی سے توجہ کے ساتھ خیال فرمائیں کہ جس صورت میں مرزا کی پیش گوئی ایسی فاش غلط اور جھوٹی ثابت ہو چکی ہے تو کیوں نہ آپ دعا کریں گے کہ خداوند

تعالیٰ ایسے شخص کیساتھ ایسا ہی سلوک کرے جس کا مرزا قادیانی مستوجب ہے پس کیوں نہ آپ آمین کہیں اور کیوں نہ خدا کی طرف سے ایسے شخص پر اس کا قہر نازل ہو جس نے کہ اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے برخلاف اپنے جھوٹے الہام کے نام سے عام شورش پھیلادی اے خدا تو ایسے مذہبی رخنہ انداز شخص کو دنیا سے ناپید کر اور ضرور کر اور ہماری دعا ہے کہ تو حق پسند ہے چونکہ مرزا نے محض بدنیتی اور جھوٹے الہام کے ذریعے سے غریب عبداللہ آتھم اور اسکے متعلقین کو پندرہ ماہ تک مشوش اور پر خطر رکھا اس لئے تو اپنے انصاف سے کم سے کم پندرہ ماہ تک اسے نہایت سختی کے ساتھ دنیا سے اٹھا لے تاکہ تیری قدرت اور تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے طریق کے سیدھے راستہ میں پھر ایسے یا ایسے ٹائپ کے کسی دوسرے مسیح موعود کو رخنہ اندازی کا موقعہ نہ ملے۔

ناظرین! یہ جو کچھ لکھا گیا ہے مرزا کی پہلی پیشگوئی کے جھوٹ ثابت ہونے کی وجہ سے۔ اب ذرا دوسری پیشگوئی کی تکذیب بھی ملاحظہ فرمایئے۔

اے ہے! یہ شخص مسلمان ہے اور اے! توبہ مسلمانی اسی کا نام ہے؟ خدا ایسے مسلمانوں اور ایسی مسلمانی سے بچائے۔ مرزا کی جدید پیشگوئی کے بعد مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کا ایک خط ہمارے پاس پہنچا ہے۔ جس کا خلاصہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ وھو ہٰذا

”میں خدا کے فضل سے تندرست ہوں اور آپ کی توجہ صفحہ ۸۱۔۸۲۔ مرزا صاحب کی بنائی ہوئی کتاب نزول مسیح موعود کی طرف دلاتا ہوں۔ جو میری نسبت اور دیگر صاحبان کی نسبت موت کی پیشگوئی ہے۔ اسے شروع کرکے آج تک جو کچھ گذرا ہے ان کو معلوم ہے۔ اب مرزا صاحب کہتے ہیں کہ آتھم نے اپنے دل میں اسلام قبول کرلیا ہے۔ اس لئے نہیں مرا۔ خیر ان کو اختیار ہے جو چاہیں سو کہیں۔ جب انہوں نے

میرے مرنے کی بابت جو چاہا سو کہا اور اس کو خدا نے جھوٹا کیا اب بھی ان کو اختیار ہے جو چاہیں سو تاویل کریں کون کسی کو روک سکتا ہے۔ میں دل سے اور ظاہراً پہلے ہی عیسائی تھا اب بھی عیسائی ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں جب میں امرتسر میں جلسہ عیسائی بھائیوں میں شامل ہونے کو آیا تھا تو وہاں بعض اشخاص نے پہلے تو ظاہر کر دیا تھا۔ کہ آتھم مر گیا ہے نہیں آئے گا۔ جب مجھے ریلوے پلیٹ فارم پر دیکھا گیا تو کہنے لگے کہ یہ آتھم کی شکل کا ربڑ کا آدمی بنا ہوا ہے۔ انگریز حکمت والے ہیں۔ ربڑ کے آدمی میں کل لگا دی ہے ایسی ایسی باتوں کا جواب صرف خاموشی ہے میں راضی وخوشی تندرست ہوں اور ویسے ایک دن مرنا تو ضرور ہی ہے۔ زندگی موت صرف رب العالمین کے ہاتھ میں ہے۔ میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے اور جو کوئی چاہے پیشگوئی کر سکتا ہے کہ ایک سو سال کے اندر اس وقت کے جو باشندے اس دنیا میں ہیں سب مر جائیں گے۔"

کیوں مرزا جی! یہی آتھم صاحب کے اسلام قبول کرنے کا ثبوت ہے اور اسی پر آپ ایک ہزار روپیہ انہیں انعام میں دیتے ہیں۔ مرزا جی! آپ کے بال سفید ہو گئے ہیں۔ اب تو ایسی جھوٹی پیشگوئیوں سے توبہ کرو یہ جھوٹا خضاب بجائے بال سیاہ کرنے کے چہرہ مبارک سیاہ کر رہا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ آپ سچائی کی مہندی لگا کر دنیا کے تمام لوگوں میں اور علماء دین کے سامنے سرخرو ہو جاتے مگر یہ کب؟ جب آپ جھوٹے مسیح موعود بننے کا دعویٰ نہ کرتے۔ اب تو جو حال جھوٹ بولنے والوں کا چاہئے وہی آپ کا مناسب بلکہ انسب ہے۔ مرزا قادیانی کی بابت ہم عام لوگوں کو عموماً اور عیسائی صاحبان کی خدمت میں خصوصاً عرض کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی پیشگوئی اگر

درست نہیں ہوئی تو اس کا الزام مرزا کی ذات خاص پر آسکتا ہے نہ خدانخواستہ اسلام کے پاک اور سچے اصول پر۔ مرزا کی نسبت پہلے ہی انڈیا کے علماء وفضلاء شائد تکفیر کا فتویٰ کر چکے ہیں۔ ایسے شخص کی دروغ گوئی کا اثر ہرگز ہرگز اسلام کی سچائی پر کسی طرح نہیں ہوسکتا۔ سچے مسلمان مرزا کی پیشگوئی کو ہمیشہ نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ بلفظہ من وعن۔ ختم ہوئی عبارت اخبار وفادار کی۔

دوم۔ مرزا صاحب کا مرید خاص لودھیانوی (اگرچہ اسی تحریر کے باعث سے اصحاب بدر میں نام نہیں لکھا گیا) میاں الٰہ دین[1] جلد ساز اخبار "نور علیٰ نور" میں بہت شد و مد کے ساتھ دروغ گو ہونا لکھتا ہے۔ تھوڑا سا خلاصہ اس کا بھی پیش ناظرین کرتا ہوں۔

"اب چونکہ اس پیشگوئی کی میعاد گذر کر بارہ روز ہو گئے اور عبداللہ آتھم عیسائی اب تک زندہ اور بالکل تندرست ہے اور مرزا صاحب نے اپنے اشتہار فتح الاسلام میں جو تاویل کی ہے۔ وہ بالکل قابل اطمینان نہیں ہے۔ پس ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ المرء یوخذ باقرارہ آدمی اپنے اقرار کے سبب آپ گرفتار ہوتا اور پکڑا جاتا ہے۔ اور ہم مرزا صاحب کے عقائد جدیدہ یعنی اپنے آپ کو مسیح موعود قرار دینا نہیں مانتے"۔ ہمارے وہی عقائد ہیں جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کرام اور سلف صالحین فرقہ اہل السنت والجماعت سے برابر اب تک منقول اور متواتر ہیں۔ والسلام۔ العبد کمترین الٰہ دین جلد ساز لودھیانوی۔ بلفظہ۔ اخبار نور علیٰ نور مورخہ ۱۷۔ ستمبر ۱۸۹۴ء

اب میں عرض کرتا ہوں کہ مرزا صاحب کی اشتہاری پیش گوئی میں کوئی اگر مگر کا لفظ

[1] یہ الٰہ دین اب بہت خالص مریدوں میں سے ہیں اور اونچی بات سب سے اوپر رکھتے ہیں۔ عفی عنہ

نہیں تھا اور نہ اس میں شرط رجوع الی الحق[1] کی تھی جیسے کہ اوپر نقل کیا گیا ہے لیکن مرزا صاحب کی تاویلات کا پھاٹک کھلا ہے۔ تاویل درست ہو نہ ہو۔ اپنی تحریر کے مطابق ہو نہ ہو۔ مگر غلط ثابت ہونے پر کوئی نہ کوئی تاویل ضرور ہی کر دیں گے اور یہ بھی یاد رہے کہ عبداللہ آتھم کی عمر ۶۸ سال سے زیادہ تھی۔ جس وقت مرزا صاحب کی پیش گوئی سے بچ رہا تھا۔ اس سے بھی واضح ہے مسٹر آتھم اپنے پاؤں قبر میں لٹکائے بیٹھا تھا۔ آج نہ مرتا کل مرتا۔ مگر افسوس کہ اس وقت نہ مرا۔ تاکہ مرزا صاحب کی پیش گوئی سچی ہو جاتی۔ نیز ناظرین کو یہ بھی یاد رہے کہ مرزا صاحب کی شرط اس بات پر تھی کہ میں مسیح موعود ہوں اور اس بات میں سچا ہوں۔ اسلام کی حقانیت پر شرط نہیں تھی۔ اگر صرف اسلام کے ہی مقابلہ میں ایسی شرط کی جاتی تو یہ ضرور تھا کہ مرزا صاحب کامیاب ہو ہی جاتے مگر ان کا دعویٰ ایسا تھا۔ جو خود اہل اسلام کے ہی مخالف اور غلط اور دروغ تھا۔ اسی لئے مرزا صاحب سخت مایوسی کی حالت میں ناکام رہے ہے کیونکہ اہل اسلام کی طرف سے تو پہلے ہی بُری نظروں سے دیکھے جاتے اور تکفیر کی تشہیریں نزدیک و دور مشہور تھے یہی وجہ تھی کہ مولویوں اور سجادہ نشینوں کی گالیوں سے خبر لی خدا رحم کرے۔

[1] شرط رجوع الی الحق الخ یعنی مرزا صاحب نے اگرچہ اپنے جنگ مقدس ماہ جون ۱۸۹۳ء کے صفحہ ۱۷ میں لفظ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ ہاویہ میں گرایا جائے گا بلفظہ لکھا ہے۔ لیکن اس کے مخالف شرط رجوع الی الحق کو توڑ کر صفحہ ۱۸ میں اس کے بعد اپنے اقرار واثق میں بڑے زور سے وہی لکھتے ہیں۔ جو میں نے صفحہ ۱۶ مین درج کیا ہے اس میں کوئی شرط رجوع الی الحق کی نہیں ہے۔ بلکہ پیش گوئی کی شرط کو مرزا صاحب کے الہامی اقرار نے جو اس پیش گوئی کے بعد کیا ہے بالکل توڑ کر معدوم کر دیا۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

دوم مختصر خلاصہ رسالہ خدا کا فیصلہ

یہ رسالہ صفحہ ۳۴ سے ۱۴۱ تک ہے۔اس میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(الف) جیسا کہ ہم نے کتاب ست بچن میں سکھ صاحبان کو بھی مخفی چولہ کی تمام گرو کے چیلوں کو زیارت کرادی ہے۔اسی طرح ہم یسوع کے شاگردوں کو بھی ان کے تین مجسم خداؤں کے درشن کرا دیتے ہیں۔اور ان کے سہ گوشہ تثلیثی خدا کو دکھلا دیتے ہیں۔ چاہیے کہ ان کے آگے جھکیں اور سیس نوائین اور وہ یہ ہے۔جس کو ہم نے عیسائیوں کے شائع کردہ تصویروں سے لیا ہے۔بلفظہ ص ۳۵۔ بیٹا یسوع کی شکل پر روح القدس کبوتر کی شکل پر۔ باپ آدم کی شکل پر

ناظرین! مرزا صاحب نے اسی صفحہ ۳۵ پر تین تصویریں بالا بنائی ہیں۔جس کے واسطے سخت ممانعت خداوند تعالیٰ ورسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔کہ ہرگز تصویر نہ بنائی جائے۔ قیامت کو تصویر بنانے والے کو سخت عذاب دیا جائے گا۔جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے۔پھر تعجب ہے کہ مرزا صاحب اپنے لئے متبع سنت نبوی بڑے زور سے لکھتے ہیں۔اور عمل ان کا بالکل خلاف کتاب وسنت ہے۔

شائد مرزا صاحب اس کا جواب دیں کہ ہم نے تو عیسائیوں کی ہی کتابوں سے تصویریں دیکھ کر اپنی کتاب میں بھی بنادی ہیں۔کوئی جدید تصویریں نہیں بنائیں۔ممکن ہے کہ ناظرین خیال کر بھی لیں مگر جبکہ ان کتابوں میں تصویریں بنی ہوئی ہیں۔اور وہ روز درشن کرتے ہیں۔تو مرزا صاحب کو کون سی ایسی ضرورت سخت پڑی تھی کہ آپ بھی تصویریں بنا کر حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہوتے۔جبکہ مرزا

صاحب حکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں قدم بڑھائے چلے جاتے ہیں اور ان کو ایک ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں پھر کون شخص یا کون عالم اور مفتی ہے جو مرزا صاحب کو مرد مسلمان بھی قبول کر سکے۔ چہ جائیکہ مرد صالح۔ الہامی۔ مجدد، محدث۔ نبی، رسول، مسیح موعود، مہدی مسعود منظور کرلے گا۔ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ علماء و مشائخ و مفتیاں عرب وعجم فوراً سنتے ہی ضرور کفر کا فتوئی عداوتاً (جو حارث کی زمین اراضی ملکیت پر ہے) لگا دیں گے۔ اس واسطے میں ان کے فتوے کا منتظر نہیں۔ البتہ مرزا صاحب کی ہی دستاویزات کو پیش ناظرین کرنا ضروری ہوا۔ سنئے۔

(۱) اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر گز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ راہ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں۔ بلفظہ ازالہ اوہام ص ۱۳۸ اور کتاب اعلام الناس حصہ چہارم مؤلفہ مولوی محمد احسن امروہی حواری خاص ۔صفحہ ۳۷)

(۲) ششم قال اللہ وقال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ رسالہ تکمیل تبلیغ صفحہ ۲ مصنفہ ۱۸۸۹ء

(۳) ہمیں قرآن اور حدیث صحیحہ کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ (نور القرآن ۱۸۹۶ء ص ۲۰۔ بلفظہ)

مرزا صاحب نے تمام اپنی تالیفات میں اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ ہم کامل تبع رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ اس واسطے ہم یہ ہیں اور وہ ہیں۔ اب ان کی دو عبارتیں بھی نقل کر دی ہیں۔ مگر میں پہلے بطور نمونہ کتنی آیات اور احادیث لکھ کر دکھا چکا

ہوں کہ مرزا صاحب نے ان کی طرف رخ بھی نہیں کیا۔ پس جو کوئی ایسا کرے اس کے لئے مفتیان شرع متین فتویٰ دیں اور مرزا صاحب خود اپنی تحریر کو سامنے رکھ کر قبول کرلیں۔ مگر امید نہیں کہ مرزا صاحب کوئی نہ کوئی تاویل نہ کریں۔ مگر افسوس صریح روگردانی کی بھی کوئی تاویل قابل قبول ہے۔ نتیجہ ان تصاویر کے بنانے اور احکامات نصی اور احادیث صحیحہ کے انکار کا یہی نکلتا ہے کہ مرزا صاحب کو آزادی مدنظر ہے۔ جب عیسائیوں کے کفارہ کی طرح آپ[1] کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوگئے ہیں تو یہ تصویریں بنالینے میں کونسا گناہ ان کے لئے مضر ہوسکتا ہے۔

(ب) مسیح نے پہلے نبیوں سے بڑھ کر کیا دکھایا۔ خدائی کی مد میں کونسے کام کیے کیا یہ کام خدائی کے تھے کہ ساری رات آنکھوں میں سے رو رو کر نکالی پھر بھی دعا منظور نہ ہوئی۔ ایلی ایلی کہتے جان دی باپ کو کچھ بھی رحم نہ آیا اکثر پیشگوئیاں پوری نہ ہوئیں۔ معجزات پر تالاب نے دھبہ لگایا فقیہوں نے پکڑا اور خوب پکڑا کچھ بھی پیش نہ گئی۔ ایلیا کی تاویل میں کچھ عمدہ جواب بن نہ پڑا۔ اور نہ پیش گوئی کو اپنے ظاہر الفاظ پر پورا کرنے کیلئے ایلیا کو زندہ کر کے دکھا سکا۔ اور لما سبقتنی کہہ کر بصد حسرت اس عالم کو چھوڑا ایسے خدا سے تو ہندوؤں کا خدا رام چندر ہی اچھا رہا۔ جس نے جیتے جی راون سے اپنا بدلہ لے لیا۔ (بلفظہ نور القرآن۔ حاشیہ صفحہ ۱۸)

(ج) مریم کا بیٹا کشلیا[2] کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔ بلفظہ (انجام آتھم ص ۴۱)

ناظرین! مرزا صاحب کے کلمات اور الہامات توہین واستہزاء واستخفاف

[1] دیکھو صفحہ ۵۶۔ براہین احمدیہ۔ ۱۲ منہ
[2] کشلیا راجہ رام چندر جی کی ماں کا نام ہے جس کو ہندو لوگ بعض پرمیشر اور بعض اوتار اور راجہ جانتے ہیں۔ ۱۲ منہ

حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف غور فرمائیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ یا نہیں، اگر ہیں تو یہ بھی سوچ لیں کہ یہ ان کی کیسی توہین و تحقیر ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ کسی مسلمان کی طرف سے تو ایسا ہونا ممکن نہیں۔ مسلمانوں کے عقائد میں ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کا بیٹا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا (جو اولوالعزم پیغمبر ہیں) کوئی نہیں ہے اور مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبران علیہم السلام میں سے کسی پیغمبر یا نبی علیہ السلام کی توہین کفر ہے۔ کیا یہی قرآن شریف کی تعلیم اور احادیث کی تہذیب اور اپنے الہاموں کی تعمیل ہے؟ کہ آیت شریف وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ (پ ۷ سورۃ الانعام آیت ۱۰۸) کو کیسا نسیاً منسیاً کر دیا۔ کسی طرف بھی کوئی خیال نہیں کیا۔ عداوت اور غصہ پادریوں کے ساتھ ہے اور توہین و گالیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو توبہ! توبہ! توبہ!! (نقل کفر کفر نباشد)

مرزا صاحب شاید یہ تاویل کریں کہ مریم ایک تیلن قادیان میں ان کے محلہ میں رہتی ہے۔ تیل وغیرہ کے جھگڑے میں اسکی بابت لکھا ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ مخاطب اس کے عیسائی ہیں۔ تیلی نہیں۔

افسوس! ادھر تو مریم کا بیٹا کشلیا کا بیٹا ہے اور ادھر خود مرزا صاحب ابن مریم ہیں۔ اس جگہ اتنا ہی لکھا گیا ہے۔ باقی جو فحش اور گندی گالیاں مرزا صاحب نے اپنے ضمیمہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کو منہ پھاڑ کر دیں ہیں۔ ان کو اپنی جگہ ملاحظہ فرمائیں۔



سوم مختصر خلاصہ رسالہ دعوت قوم

یہ رسالہ صفحہ ۴۵ سے ۷۲ تک ہے اسی میں اشتہار مباہلہ بھی درج ہے۔

(الف) دجال اکبر پادری لوگ ہیں۔ اور یہی قرآن اور احادیث سے ثابت ہے اور مسیح موعود کا کام ان کو قتل کرنا ہے۔ (ملخصاً صفحہ ۴۷)

صفحہ ۵۱ سے الہامات جو اکثر آیات قرآنی ہیں مرزا صاحب پر بذریعہ وحی القاء ہوئے ہیں۔ جن کا ترجمہ اردو بہت اختصار و انتخاب کے ساتھ بطور نمونہ درج کیا جاتا ہے۔ جس سے مرزا صاحب کو نبی۔ پیغمبر۔ مرسل کے خطابات اور مراتب عطا ہوئے ہیں۔ گویا دوبارہ نزول قرآن شریف آپ پر شروع ہو گیا ہے۔

(ب) [۱] اے وہ عیسیٰ جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائیگا۔ (صفحہ ۵۱)

[۲] ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میرے پیچھے ہو لو تا کہ خدا بھی تم سے محبت کرے۔ (صفحہ ۵۲،۵۶)

[۳] اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔ (صفحہ ۵۲)

[۴] میں تجھے اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ (صفحہ ۵۲)

[۵] تیری شان عجیب ہے۔ (صفحہ ۵۲)

[۶] تو میری جناب میں وجیہہ ہے میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا ہے۔ (صفحہ ۵۲)

[۷] پاک ہے وہ جس نے اپنے بندہ کو رات میں سیر کرایا۔ (معراج) (صفحہ ۵۳)

[۸] تجھے خوشخبری ہو اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ (صفحہ ۵۵)

[۹] میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا۔ (صفحہ ۵۵)

[۱۰] لوگوں سے لطف کے ساتھ پیش آ اور ان پر رحم کر۔ (صفحہ ۵۵)

[۱۱] تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے۔ (صفحہ ۵۵)

[۱۲] تو ہمارے پانی میں سے ہے۔ (صفحہ ۵۵)

[۱۳] خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ (صفحہ ۵۵)

[۱۴] سب تعریف خدا کو ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ (صفحہ ۵۶)

[۱۵] کہہ میں ایک آدمی تم جیسا ہوں مجھے خدا سے الہام (وحی) ہوتا ہے۔ (صفحہ ۵۷)

[۱۶] تیرا بدگو بے خیر ہے (میاں سعد اللہ مدرس لودھیانہ) (صفحہ ۵۸)

[۱۷] نبیوں کا چاند آئے گا۔ (صفحہ ۵۷۔۶۰)

[۱۸] تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ (صفحہ ۵۹)

[۱۹] وہ خدا جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ (صفحہ ۵۹)

[۲۰] اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ (صفحہ ۵۹)

[۲۱] ان کو کہہ دے آؤ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں عزیزوں سمیت ایک جگہ اکٹھے ہوں پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔ (صفحہ ۶۰)

[۲۲] ابراہیم یعنی اس عاجز (مرزا صاحب) پر سلام۔ (صفحہ ۶۰)

[۲۳] اے داؤد لوگوں کے ساتھ نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کر (صفحہ ۶۰)

[۲۴] اے نوح اپنے خواب کو پوشیدہ رکھ۔ (صفحہ ۶۱)

[۲۵] ہم تجھے ایک سلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا۔ گویا

خدا آسمان سے اُترا۔ (نعوذ باللہ اُتار ہندوان) اس کا نام عمانوایل ہے۔ (صفحہ ۶۲)

یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں۔ اور ان کے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں۔ مگر خیال کرتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے۔ وہ کافی ہے اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ۔ خدا کا مامور۔ خدا کا امین۔ خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اس کا دشمن جہنمی ہے۔ (بلفظہٖ ص ۶۴)

ناظرین!! غور فرمائیں۔ ان الہامات وتحریرات مندرجہ بالا مرزا صاحب بہادر میں کوئی پہلو ایسا نکال سکتے ہیں کہ مرزا صاحب پیغمبری کا دعویٰ کھلم کھلا نہیں کرتے کیا پیغمبران علیہم السلام کے القابات سے ملقب نہیں ہوئے؟ کیا خدا کا فرستادہ رسول نہیں؟ کیا خدا کا مامور پیغمبر نہیں؟ کیا خدا کا امین نبی نہیں؟ کیا پیغمبر وقت پر ایمان لانا نہیں چاہئے۔ پیغمبر علیہ السلام کا دشمن جہنمی نہیں؟ ان دعووں میں کوئی شبہ ہے۔ کہ جس سے آپ مرزا صاحب کو پیغمبر یا نبی یا رسول نہیں کہہ سکتے؟ کیا جس قدر لوگ (گویا کُلہم مسلمان جو مرزا صاحب پر ایمان نہیں لائے۔ نعوذ باللہ منہا کافر نہیں ہیں۔ پھر تعجب یہ ہے۔ کہ جب کوئی مرزا صاحب کو کہتا ہے کہ تم پیغمبری اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہو تو فوراً کہتے ہیں۔ کہ "ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں" لیکن میں مرزا صاحب کی ہی تحریرات والہامات سے ان کی نبوت ادعائی کے اثبات کو پیش ناظرین کرتا ہوں۔ لکھتے ہیں۔

(الف) اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کیلئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام

ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے اور اسماء غیبیہ اس پر ظاہر کیے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے۔ اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ کہ اپنے تئیں باواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنیوالا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔ اور نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں اگر یہ عذر ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوئی ہے۔ اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزوی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کیلئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ (بلفظہ توضیح مرام صفحہ ۱۸)

(ب) رسالہ شحنہ حق کے صفحہ ابتدائی ج پر جبکہ مرزا صاحب کو قادیان والوں نے سخت تنگ اور بے عزت کیا تو اظہار نبوت اس طرح لکھتے ہیں۔ بخدا حضرت مسیح کا قول ہے کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔ (بلفظہٖ)

(ج) جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے۔ وہ اس خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے۔ جس نے مجھے مامور کیا۔ اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اس خدا کو قبول کرتا ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے۔ بلفظہٖ صفحہ ۳۶ ضمیمہ انجام۔

(د) اس عاجز کا نام خدا نے امتی بھی رکھا۔ اور نبی بھی۔ (صفحہ ۵۳۳، ازالہ اوہام)۔

(ہ) مرزا صاحب اپنی کتاب آریہ دھرم کے اخیر نوٹس میں بصفحہ ۶۵ اپنا نام اس لقب سے لکھتے ہیں۔ حضرت اقدس امام انام مہدی و مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام۔ بلفظہٖ۔

ناظرین! اب انصاف فرمائیگا۔ کہ پیغمبری۔ رسالت۔ نبوت میں کچھ کسر باقی ہے؟ پھر ایسی ایسی وضعی لعنتیں کس پر ہوئیں۔ مگر مرزا صاحب کو ان لعنتوں، پھٹکاروں اور گالیوں کی پرواہ نہیں۔ بلکہ وہ اس کو عین تہذیب سمجھتے ہیں۔ جبکہ مرزا صاحب کو ابتداء سے ہی ایسی عادت ہے تو اس کے جواز کے واسطے قرآن شریف پر ہی الزام لگا کر اس طرح لکھتے ہیں۔ نقل کفر کفر نباشد۔ وھو ہٰذا۔

(الف) قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا۔ ایک سخت گالی ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ (بلفظہ صفحہ ۲۵۔۲۶، ازالہ اوہام)

(ب) ایسے ہی ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتیں ہیں۔ استعمال کیے ہیں۔ (بلفظہ صفحہ ۲۷۔ ازالہ)

توبہ نعوذ باللہ منہا۔ یہ عقیدہ مرزا صاحب کو ہی نصیب ہو کہ قرآن شریف میں بدتہذیبی اور گندی گالیاں بھری پڑی ہیں۔ کسی مسلمان سے خداوند کریم ایسی اہانت کلام الٰہی کی نہ کرائے۔ جس سے مسلمانی سے خارج ہو جائے۔ مفتیان شرع اس گستاخی اور اہانت قرآن شریف کلام پاک پر مرزا صاحب کی نسبت خود فتوے دیں گے۔ خدا تعالیٰ مرزا صاحب کو بھی ہدایت بخشے اگر اس کی مشیت ہو۔ پھر مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ "اب اے مخاطب مولویو! اور سجادہ نشینوں یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعتوں کے تھوڑی سی ہے اور فئیہ قلیلہ اور شاید اس وقت تک چار ہزار پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ہوگی"۔ (بلفظہ

صفحہ ۶۴ ۔انجام آتھم)

ناظرین !ذرا مرزا صاحب کے حافظہ کو ملاحظہ فرمائیگا۔ کہ چار پانچ ہزار کی تعداد اسی کتاب میں درج کی ہے اور پھر اسی کتاب کے ضمیمہ میں بصفحہ ۲۶ ہفتہ عشرہ کے بعد آٹھ ہزار سے زیادہ لکھ دی ہے۔ جیسے لکھتے ہیں کہ اب آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ وہ لوگ ہیں۔ جو اس راہ میں جان فشان ہیں"۔ (بلفظہ صفحہ ۲۶۔ضمیمہ) پھر لکھا ہے کہ اب خدا کے فضل سے آٹھ ہزار کے قریب ہیں۔ صفحہ ۵۶۔ضمیمہ لیکن صفحہ ۴۱ سے ۴۴ تک ضمیمہ میں کل فہرست اپنی جماعت کی تین سو تیرہ (۳۱۳) لکھی ہے۔ ممکن ہے کہ مرزا صاحب ان اختلافات کی کوئی تاویل گھڑیں گے۔ اس کی بابت ضمیمہ کے خلاصہ میں لکھا جائے گا۔ فانتظرہ۔

(ج) میں کسی خونی مسیح کے آنے کا قائل نہیں اور خونی مہدی کا منتظر صفحہ ۶۹۔انجام

حضرات ناظرین ! مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ بروقت ظہور مہدی رضی اللہ عنہ ونزول حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کفار ودجال سے جہاد ہوگا۔ جسمیں اکثر افواج کام آئیں گی۔ اس بات کو مرزا صاحب نے تمام اہل اسلام کے عقائد کی مخالفت میں توہینا استہزاءً واستحقاقاً حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خونی کے لفظ اور لقب سے ملقب کیا ہے۔ اسی اعتقاد سے جہاد وغزا وسریہ وغیرہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وخلفاء راشدین وصحابہ مہدیین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی کشت وخون سمجھ کر ان کو بھی نعوذ باللہ منہا۔ خونی پیغمبر اور خونی خلفاء سمجھا جاتا ہے۔ مفتیان شرع ذرا اس طرف بھی توجہ فرمایئے گا۔ توبہ۔ توبہ۔ توبہ۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنے آپ میں اب تک کوئی جرأت یا حوصلہ نہیں رکھتے اور نہ کچھ امید رکھتے ہیں کہ جنگی کاروائی کریں اگرچہ اپنی جماعت کو کبھی فیئہ قلیلہ بیان کر کے لوگوں سے ایک لاکھ فوج کی درخواست کرتے ہیں۔ اور پانچ ہزار سپاہی منظور ہوتے ہیں۔ جیسے مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ "کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت میں دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں۔ ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے۔ تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر بیٹھا تھا۔ مخاطب کر کے کہا مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ مگر وہ چپ رہا۔ تب میں نے اس دوسرے کی طرف رخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا۔ اسے میں نے مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ وہ بولا ایک لاکھ فوج نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا۔ تب میں نے دل میں کہا کہ پانچ ہزار تھوڑے آدمی ہیں۔ اگر خدا چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی۔ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ۔ (پ۲ سورۃ البقرہ آیت ۲۴۹) (ازالہ اوہام حاشیہ صفحہ ۹۷۔۹۸)

ناظرین! ذرا مرزا صاحب سے دریافت تو فرمائیے گا۔ کہ ایک لاکھ فوج کی ضرورت کس کے واسطے ہوئی مگر افسوس درخواست ایک لاکھ فوج کی دو انسانی صورتوں سے کی جاتی ہے اور صرف پانچ ہزار ہی سپاہی منظور ہوتے ہیں۔ یہ درخواست ۱۳۰۸ھ میں جس کو عرصہ سات سال کے قریب گزر گیا ہے کی تھی۔ اس وقت صرف ۷۵ ہی سپاہی لنگڑے کالے تھے۔ اور اس وقت ہی دعویٰ صلیب کے توڑنے کا بھی کیا تھا اور دجال پادریوں کے قتل کا۔ مگر استعارات آپ سے اور اسی وقت یہ درخواست بھی ایک لاکھ

فوج کی، کی گئی تھی۔ مگر افسوس منظور نہ ہوئی ورنہ ضرور تھا غدر کر کے پادریوں کو قتل کرتے اور صلیب کو توڑتے اور اپنے دعوے کی تصدیق میں مسلمانوں پر بھی زور ڈالتے۔ اسی خیال سے اس رسالہ انجام میں اپنی جماعت کی تعداد چار پانچ ہزار بھی لکھی ہے اور اس کے ضمیمہ میں آٹھ ہزار تک لکھ کر اپنا رعب دکھلایا ہے۔ کہ جس سے گورنمنٹ کو بھی خیال ہو جائے۔ مگر افسوس یہ تعداد محض خیالی اور دماغی ہی ہے۔ کیونکہ جب ضمیمہ میں فہرست لکھنے بیٹھے تو صرف تین سو تیرہ (۳۱۳) کے ہی نام درج کیئے۔ ان میں بھی بہت سے مردوں کے نام لکھ کر تعداد پوری کی۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ اس قدر فوج مرزا صاحب کی معہ مردوں کے ہے جو درج فہرست کر دی ہے۔ یوں تو مرزا صاحب کہتے ہیں کہ ہم گورنمنٹ کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ ہمارے[1] باپ نے گھوڑے دیئے آدمی دیئے۔ مگر جب پادری[2] لوگ جو گورنمنٹ حال کے ہم مذہب پیر و مرشد اور بزرگ عیسائی ہیں۔ ان کو دجال مقرر کیا گیا ہے۔ اور ان کو قتل کیلئے آپ مسیح

[1] ہمارے باپ نے گھوڑے دیئے الخ۔۔۔ مرزا صاحب نے اپنے اشتہار اسلامی انجمنوں کی خدمت میں التماس ضروری کے صفحہ اول الف مشمولہ براہین احمدیہ حصہ دوم میں یوں لکھا ہے کہ غدر ۱۸۵۷ء میں ہمارے والد مرحوم نے پچاس گھوڑے اور پچاس مضبوط لائق سپاہی بطور مدد کے سرکار کو نذر کیے۔ (ملخصا) یہ ایسا لکھنا مرزا صاحب کا محض جھوٹ ہے جیسے کہ مرزا کے والد کے دوست مولوی عبدالحکیم بن امان اللہ ساکن دھرم کوٹ رندھاوا تحصیل بٹالہ ضلع گورداس پور اپنے رسالہ تحفہ مرزائیہ میں جو ۱۳۰۲ھ میں تالیف کیا تھا اس طرح لکھتے ہیں وھو ھذا۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب والد مرزا غلام احمد صاحب ممدوح کے سکھوں کے عہد میں واسطے تلاش معاش راہی کشمیر ہو کر بسواری ایک چھوٹے سے ٹٹو بوز رنگ کے راقم آثم کے پاس بمکان دھرم کوٹ رندھاوا وارد و فروکش ہوئے۔ ماحضر پیش کیا گیا۔ یہاں سے منزل بمنزل خطہ کشمیر میں پہنچ گئے۔ (باقی صفحہ آئندہ)

موعود بنتے ہیں تو پھر گورنمنٹ کی خیر خواہی کیسی ؟ کیا گورنمنٹ کے پیر ومرشد کا دشمن گورنمنٹ کا دوست ہوگا۔ ہر گز نہیں کیا گورنمنٹ کے بزرگ فرقہ کا دشمن اور قاتل گورنمنٹ کا دشمن اور قاتل نہیں؟ ضرور ہے۔ ضرور ہے۔ مگر افسوس تو اتنا ہے کہ مرزا صاحب کے پاس ایک لاکھ فوج نہیں۔ ورنہ مرزا صاحب کے ہاتھ دیکھتے اور یہ بھی یاد رہے کہ

(باقی صفحہ سابقہ) چنداں کہ نوکری کی تلاش کی مگر میسر نہ ہوئی آخر الامر جمعدار محمد بخش ککے زئی دہر کوٹی کے پاس وہاں واسطے تعلیم اس کے فرزندان مسمیان پیر بخش کے بمشاہرہ پانچ روپیہ اور نان نفقہ کے چند مدت گذاری۔ اتفاقاً سردار میہان سنگھ صوبہ کشمیر فوت ہو گیا تو وہ جمعدار اور مرزا صاحب واپس تشریف لائے۔ اور پھر شہزادہ شیر سنگھ کے زمانہ میں پھر کشمیر کو گئے اور واپس آگئے۔ شیر سنگھ بہادر مرزا صاحب سے سخت ناراض ہو گئے تو مرزا صاحب اور قادیخان تھانہ دار طالب پورہ کو علیحدہ کر دیا۔ مرزا صاحب اپنے گھر موضع قادیان میں آکر پیشہ طبابت میں مشغول ہوئے۔ پھر ڈپٹی گوپال سہائے سے مرزا صاحب کی دوستی ہوگئی۔ سرکار انگریزی کے وقت میں ملکیت آراضی قادیان مغل کی ان کے نام کر دی۔ وقت مفسدہ دہلی تو مرزا حکیم غلام مرتضیٰ صاحب والد مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے پاس سے ایک سوار بھی نوکر رکھ کر مدد سرکار نہیں دی۔ اور اس وقت ان کے پاس فقط ایک گھوڑی چھوٹی سی سرخ رنگ کی اپنے زیر سواری تھی۔ اور مفسدہ سے پانچ یا چھ ماہ اولاً مرزا غلام قادر خلف الرشید تھانہ داری دینا نگر سے معزول ہو کر بے نوکر پیچھے پیچھے عملہ ضلع کے پھرتے تھے۔ اور راقم الحروف ان دنوں دینا نگر میں مدرس تھا۔ اگر مرزا صاحب کو توفیق مدد دہی سرکار کی تھی تو ان کا خلف الرشید کیوں مارا مارا پھرتا تھا۔ فرضاً اگر سرکار کو اپنے رسالہ سے مدد دی تھی تو دفتر شاہی فوجی میں پتہ ہوگا۔ اس کے صلہ میں کوئی انعام یا جاگیر ملی ہوگی۔ اس وقت سرکار عام نوکر رکھتی تھی۔ اگر قادیان کے دس پندرہ آدمی نوکر ہوئے ہوں۔ تو کیا عجب ہے۔ بلفظہ ملتقطہ۔ کہاں مرزا صاحب کے والد کا پانچ روپیہ ماہوار پر لڑکے پڑھانے پر نوکر ہونا پھر اس سے بھی برطرف ہونا اور کجا پچاس سوار بھرتی کر کے سرکار کو مدد دینا۔ محض جھوٹ ہے۔ اگر تسلیم کر بھی لیا جائے تو پھر یہ سوال ہے کہ مرزا صاحب کے خیالات اپنے والد کے مطابق ہیں؟ جواب یہی (باقی صفحہ آئندہ)

جس وقت مرزا صاحب کے پاس پانچ ہزار سپاہی بھی ہوگئے۔ اسی روز انہوں نے اپنے الہام کم من فئۃ الخ.... کے مطابق ضرور جنگ کرنا ہے۔ اور فتح کی خوشی کے ارادہ پر اپنے الہام کے پورے اور سچا ہونے پر زور دینا ہے خواہ کسی موت سے مریں۔ مگر مجھے یہ امید موہوم ہی معلوم ہوتی ہے۔ اب تو میرے خیال میں چیونٹی کو پر لگ گئے ہیں۔ اور وقت قریب آگیا ہے۔ فقط۔

(د) مرزا صاحب نے اپنے مخالف مولویوں اور سجادہ نشینوں کے نام صفحہ ۶۹ سے ۷۲ تک اور ۲۸۲ پر درج کئے ہیں۔ مولوی صاحبان مقلدین وغیر مقلدین تعداد میں پچاسی ہیں۔ اور سجادہ نشین صاحبان انچاس کل ایک سو چونتیس ہیں جو ہندوستان اور پنجاب میں مشہور اور معروف ہیں سب کو ایک ہی رسے سے ہانکا ہے۔ اور بہت سی لعنتیں دے دیکر مباہلہ کیلئے طلب کیا ہے اور لکھتے ہیں: ''میں پھر ان سب کو اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں کہ مباہلہ کیلئے تاریخ اور مقام مقرر کر کے جلد میدان مباہلہ میں آئیں اگر نہ آئے اور نہ تکفیر اور تکذیب سے باز آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مریں گے۔'' (بلفظہٖ صفحہ ۶۹)

(باقی صفحہ سابقہ) ہوگا کہ ہرگز نہیں۔ جب باپ نے ایسی حالت میں گورنمنٹ کی مدد کی تو اب مرزا صاحب نے باوجود جائیداد ہونے کے کونسی مدد کی۔ ہاں رعایا انگلشیہ میں فساد ڈلواتے اور ایک دوسرے کو جانی دشمن جاننے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ یوں یہی رعایا کا دشمن بادشاہ کا دشمن ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

ے پادری لوگ الخ... گورنمنٹ عالیہ بھی عیسائی مذہب رکھتی ہے اور پادری صاحبان بھی عیسائی مذہب کے وارث ہیں اور گورنمنٹ کے پیر و مرشد۔ پس دوست کا دوست دوست ہوتا ہے۔ اور دوست کا دشمن دشمن مسلمہ ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ۔

(ہ) خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے۔ (بلفظہٖ ص ۶۷)

(و) لیکن میں نے یہ اشتہار دے دیا ہے کہ جو شخص اس کے بعد اس سیدھے طریق سے میرے ساتھ مباہلہ نہ کرے اور نہ تکذیب سے باز آئے وہ خدا کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام صلحا کی لعنت کے نیچے ہے۔ وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغ۔ (بلفظہٖ صفحہ ۱۹ ضمیمہ)

ناظرین! مرزا صاحب نے مباہلہ کی درخواست پر کس قدر مخالفین کو لعنتیں دیں ہیں۔ لیکن اس سے پہلے جو کچھ مرزا صاحب اپنے غالی عقائد بیان کر چکے ہیں۔ ان کو برائے ملاحظہ و تازگی حافظہ مرزا صاحب پیش کرتا ہوں۔ وھو ھذا۔

(۱) یہ نادان کہتے ہیں۔ کہ ابن مسعود نے جو مباہلہ کی درخواست کی تھی اس سے نکلتا ہے کہ مسلمانوں کا باہم مباہلہ جائز ہے مگر یہ ثابت نہیں کر سکتے۔ کہ ابن مسعود نے اپنے اس قول سے رجوع نہیں کیا۔ حق بات یہ ہے کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا نبی اور رسول تو نہیں تھا اس نے جوش میں اگر غلطی کھائی تو کیا اس کی بات کو (اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی [پ ۲۷ سورۃ النجم آیت ۴]) میں داخل کہا جائے۔ (بلفظہٖ ازالہ اوہام صفحہ ۵۹۶۔ ۱۳۰۸ھ)

یہاں مرزا صاحب نے کمال تعلی کی ہے اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں میں مباہلہ نہیں ہونا چاہئے۔ اور نا جائز ہے۔ اور ساتھ ہی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی کی کیسی بے ادبی کی ہے کہ ان کے نام پر کوئی کلمہ تعظیمیہ نہیں لکھا۔ اور نہ کوئی کلام میں ادب ملحوظ رکھا۔ بلکہ لکھتے ہیں کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا۔ اور اس نے جوش

میں آکر غلطی کھائی جو ماننے کے قابل نہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی کو اپنے مقابلہ میں معمولی انسان سمجھتے ہیں اور کیسے گستاخانہ الفاظ سے تحریر کرتے ہیں اور خود غرور سے اس سے اول صفحہ پر لکھتے ہیں۔ کہ اس عاجز کو آدم اور خلیفۃ اللہ کہا۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔ (پ ا سورۃ البقرہ آیت ۳۰) (ازالہ اوہام صفحہ ۶۹۵۔ بلفظہ)

اس کے بعد ۱۸۹۲ء کو مرزا صاحب کتاب آئینہ کمالات میں اس طرح اپنا الہام لکھتے ہیں۔ "اور مباہلہ کے بارے میں جو کلام الٰہی میرے اوپر نازل ہوا وہ یہ ہے۔ نظر اللہ الیک معطر اوق لو ا. اتجعل فیھا من یفسدفیھا. قال انی اعلم ما لا تعلمو ن. قالو ا کتاب ممتلے من الکفر والکذب. قل تعالو ا ندع ابنانا وابناء کم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین۔ یعنی خدا تعالیٰ نے ایک معطر نظر سے تجھ کو دیکھا اور بعض لوگوں نے اپنے دلوں میں کہا اے خدا کیا تو زمین پر ایک ایسے شخص کو قائم کردے گا۔ کہ دنیا میں فساد پھیلائے تو خدا نے ان کو جواب دیا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اور ان لوگوں نے کہا کہ اس شخص کی کتاب ایک ایسی کتاب ہے جو کذب اور کفر سے بھری ہوئی ہے سو ان کو کہہ دے کہ آؤ ہم اور تم مع اپنی عورتوں اور بیٹوں اور عزیزوں کے مباہلہ کریں پھر ان پر لعنت کریں جو کاذب ہیں"۔ (بلفظہ آئینہ کمالات اسلام مرزا صاحب صفحہ ۲۶۳ سے ۲۶۵ تک) یہ وہ اجازت مباہلہ ہے جو اس عاجز کو دی گئی۔ (بلفظہ آئینہ کمالات صفحہ ۲۶۶)

اب مندرجہ بالا اجازت اور حکم کے پانچ سال بعد یہ مباہلہ کا اشتہار نہایت سختی کے ساتھ شائع کیا اور عبارات تحریف قرآن شریف اور حضرت آدم علیہ السلام اور

فرشتوں کی بات چیت جو قرآن شریف میں ہے اور ادھر اُدھر الفاظ قرآنی اکٹھے کر کے اور ازالہ اوہام میں اپنے تئیں آدم علیہ السلام اور خلیفۃ اللہ قرار دے کر اتنے عرصہ بعد یہ الہام ہوا اور آیت مباہلہ جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تھی۔ آپ پر بھی کئی بار نازل ہوئی مگر افسوس پہلے مباہلہ کو ناجائز اور خلاف شرع لکھ کر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی سخت بے ادبی کی اور عرصہ پانچ سال کا ہوا کہ آیت مباہلہ اور حکم نازل ہوا۔ مگر اس کی تعمیل نہیں کی گئی۔ اب پھر وہی الہام ہوا اور آیت نازل ہوئی۔ جس کو مرزا صاحب نے اپنے انجام کے صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے اور تاکیدی لعنتیں دی گئیں کہ اگر کوئی مولوی یا شیخ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد مباہلہ کیلئے حاضر نہ ہوگا اس پر لعنت ہے اور وہ لعنتوں کے نیچے مرے گا۔ لیکن اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد بہت سے علماء نے آپ کو مباہلہ کے واسطے بلایا۔ مگر آپ نے اس کی طرف رخ بھی نہ کیا۔ حضرت مولانا مولوی محمد ابو عبد الرحمٰن غلام دستگیر صاحب ہاشمی دوم شعبان ۱۳۱۴ھ سے بعد لکھنے منظوری مباہلہ کے مع اپنے دو صاحبزادوں کے لاہور تشریف لے آئے۔ پہلے ۱۵ شعبان مقرر کی، مگر مرزا صاحب لاہور میں حاضر نہ ہوئے۔ پھر انہوں نے ۲۵ شعبان مقرر کر کے لکھ بھیجا پھر بھی مرزا صاحب لاہور میں بمیدان مباہلہ حاضر نہ ہوئے۔ بعد اس انتظار کے مولانا صاحب چار پانچ روز تک امرتسر میں مباہلہ کیلئے حاضر رہے مگر افسوس مرزا صاحب نے باوجود ایسی لعنتی تاکیدوں خود کے بھی اس طرف رخ نہ کیا۔ جب یقین ہو گیا کہ مرزا صاحب محض اشتہاری ہیں۔ اور حاضری مباہلہ سے انکاری اور فراری ہیں تب مولانا نے اشتہار شائع کر دیا۔



مرزا صاحب لاہور میں مباہلہ کیلئے حاضر نہ ہوئے

اس کے جواب میں مرزا صاحب نے ادھر اُدھر کی باتیں میعاد مباہلہ ایک سال نزول عذاب کے واسطے لگا کر اخیر پر ایک جھوٹ کا الزام اس طرح پر لگا دیا کہ ”مولوی صاحب (یعنی مولوی غلام دستگیر صاحب) کے نزدیک ضرورت کے وقت کذب کا استعمال جائز ہے۔ بھلا ہم حضرت موصوف سے دریافت کرتے ہیں کہ کب اور کس وقت میرے دوست مولوی حکیم فضل الدین صاحب آپ سے ڈر کر قادیان میں بھاگ آئے تھے۔ (بلفظہ اشتہار مطبوعہ ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ صفحہ ۲ سطر ۲۱، مرزا صاحب)

اشتہار حضرت مولانا مطبوعہ ۱۶ شعبان مذکورہ جو اس وقت سامنے رکھا ہے دیکھا گیا اس میں ہرگز یہ الفاظ حکیم فضل دین مجھ سے ڈر کر قادیان میں بھاگ گئے تھے۔ درج نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا صاحب نے خود عمداً کذب کا استعمال کیا اور ناحق بہتان لگایا۔ مولانا صاحب کے اشتہار کے الفاظ اس کے متعلق صرف یہ ہیں۔ حکیم مذکور (فضل دین) بغیر تصفیہ ترک میعاد کے قادیان کو چلا گیا“۔ فرمایئے وہ الفاظ ڈر کر قادیان کو بھاگ آئے۔ کہاں درج ہیں۔ افسوس! مرزا صاحب ذرہ ذرہ بات پر جھوٹ اور کذب کے استعمال سے اجتناب نہیں کرتے تو باقی اہم اعلیٰ معاملات پر تو خدا حافظ!!

ناظرین!! ذرا انصاف فرمایئے گا کہ مرزا صاحب نے ایسی سخت تاکیدیں اور مباہلہ نہ کرنے والوں کو خدا تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام صلحاء کی لعنتیں لکھی ہیں جب علماء دین مباہلہ کے واسطے اپنا گھر بار چھوڑ کر ایک دار السلطنت میں دوبارہ سہ بارہ اشتہار

دے کر بلواتے ہیں تو مباہلہ شرعی ہے گریز کر کے اس طرف بھی رخ نہیں کرتے پھر فرمائیے یہ کل لعنتیں کس کی طرف عود کرتی ہیں؟

چہارم مختصر خلاصہ مکتوب عربی بنام علماء ہند و مشائخ ہذا البلاد وغیرہ

یہ مکتوب عربی مع ترجمہ فارسی مرزا صاحب نے صفحہ ۷۳ سے شروع کر کے نہایت طوالت کے ساتھ ایک ہی بات کا چند بار اعادہ کر کے صفحہ ۲۸۲ تک پہنچایا ہے۔ علماء و مشائخ کی سخت درجہ کی توہین کر کے اور بری گندی گالیاں دیں ہیں۔ جن کے دھرانے کی ضرورت نہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب نے بہت زبردستی کی ہے اور دور تک نوبت پہنچائی ہے۔ اور نو اشخاص علماء کی طرف اشارہ کر کے دس علماء ہند کے نام درج کئے ہیں اور سب علماء کے علاوہ ان کو اپنی پاک زبان سے بڑھ کر گالیوں کی خلعت عنایت کی ہے ان میں وہ بھی ہیں۔ جنہوں نے بلا دریافت اصلیت کے مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ اور ظاہری طرز اور ادعائی اتقاء کی تعریف کی تھی اور مرد صالح لکھ دیا تھا۔ اور جب مرزا صاحب کی اصلیت معلوم ہوگئی تو دجال اور کافر لکھا تھا۔ خلاصہ مکتوب عربی کا نہایت اختصار کے ساتھ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ اس میں بھی مرزا صاحب نے الہامات درج کئے ہیں۔ وھوھذا

(۱) خدا نے میرا نام مسیح ابن مریم اپنے فضل اور رحمت سے رکھا ہم دونوں ایک مادہ کے دو جوہر ہیں۔ (صفحہ ۷۵)

(۲) مجھ کو علم غیب ازلی سے آگاہ کیا۔ (صفحہ ۷۶) پیشینگوئیوں کی صحت اسی پر ہے۔

(۳) جس نے تیری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ ہے۔ (صفحہ ۷۸)

(۴) وما ارسلناک الا رحمة للعالمین ۔ (پ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷) تجھ کو

تمام جہانوں کی رحمت کے واسطے بھیجا ہے۔ (صفحہ ۷۸)

(۵) اِنِّی مُرسلک اِلٰی قَوْمِ المُفْسِدِین۔ میں نے تجھ کو مفسدین کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ (صفحہ ۷۹)

(۶) مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مر چکے اور دنیا سے اٹھائے گئے۔ پھر دنیا پر نہیں آئیں گے خدا نے حکم موت کا اس پر جاری کیا۔ اور پھر کر آنے سے روک دیا۔ اور وہ مسیح میں ہی ہوں۔ (صفحہ ۱۰۰)

(۷) عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر مجھ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دے دی ہے۔ (صفحہ ۱۱۱)

(۸) مجھ کو خدا نے قائم کیا۔ مبعوث کیا اور خدا میرے ساتھ ہمکلام ہوا۔ (صفحہ ۱۱۳)

(۹) مجھ کو اس امت کا مجدد بھیجا اور عیسیٰ نام رکھا۔ (صفحہ ۱۴۲)

(۱۰) ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی انسان آسمان پر گیا۔ اور پھر واپس ہوا ہو۔ (صفحہ ۱۴۹)

(۱۱) میرے برابر کوئی کلام فصیح نہیں لکھ سکتا۔ وَاِنْ لَمْ یَفْعَلُوْ اوَلَنْ یَفْعَلُوْا (اگر نہ کریں اور ہرگز نہ کریں گے) (صفحہ ۱۵۵)

(۱۲) کیا تمہارا مسیح آسمان پھاڑ[1] کر آئے گا۔ (صفحہ ۱۷۴۔ سطر ۶)

(۱۳) خدا کا روح میرے میں باتیں کرتا ہے۔ (صفحہ ۱۷۶۔ سطر ۲۰)

(۱۴) میرے پر دروازہ الہامات کا کھول دیا ہے۔ مکاشفات کے باغوں کو مفتوح کر دیا ہے۔ (صفحہ ۱۵۱)

(۱۵) نو کس شریر اس ملک میں ہیں جنہوں نے زمین میں فساد مچا رکھا ہے ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

[1] یہ استہزا ہے جو کفر ہے۔ ۱۲ منہ

(۱) مولوی رسل بابا۔ امرتسری (۲) مولوی اصغر علی

(۳) مولوی محمد حسین بٹالوی (۴) مولوی نذیر حسین دہلوی

(۵) مولوی عبدالحق دہلوی (۶) مولوی عبداللہ ٹونکی

(۷) مولوی احمد علی سہارنپوری (۸) مولوی سلطان الدین جے پوری

(۹) مولوی محمد حسن امروہی (۱۰) مولوی رشید احمد گنگوہی۔ (ابتدائے صفحہ ۲۳۶ لغایت ۲۵۲)

اخیر پر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی نسبت الفاظ مندرجہ ذیل لکھے ہیں۔

اخرھم شیطان الاعمیٰ والغول الاغوی یقال لہ رشید احمد ن الجنجوھی وھو شقی کالامروھی ومن الملعونین۔ (صفحہ ۲۵۲۔ بلفظہٖ)

(۱۶) مولوی حکیم نورالدین فاضل بزرگ ہے۔ (صفحہ ۲۶۴)

(۱۷) میرے پاس ایسی دعا ہے جو بجلی کی طرح کودتی ہے۔ (صفحہ ۲۷۵)

خلاصہ ختم ہوا نظر ثانی شروع ہوئی

حضرات ناظرین! یہ سترہ نمبر تک مکتوب عربی کا خلاصہ مختصر طور پر پیش کر کے جوابات عرض کرتا ہوں۔ بغور ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) مرزا صاحب کا نام خدا نے مسیح ابن مریم رکھا۔ اور وہ اور حضرت مسیح ابن مریم ایک مادہ کے دو جوہر ہیں۔ مگر مرزا صاحب نے کوئی ترکیب نہیں بتلائی کہ کیونکر؟ حضرت مسیح علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے فرزند تھے۔ کیا آپ کی والدہ کا نام بھی مریم ہے۔ (اگرچہ مجھے نام معلوم ہے۔ لیکن تہذیب بتلانے یا لکھنے سے روکتی

ہے) پھر آپ تو خود ہی مریم بھی ہیں۔ اس صورت میں آپ عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہو سکتے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو انیس سو سال کا عرصہ ہوا پیدا ہوئے تھے۔ اور آپ اب (۱۲۵۹ھ) میں یہ تفاوت کیسے اور کیوں؟ آپ کے والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے۔ اگرچہ آپ نے بھی سر سید احمد خاں صاحب بہادر کی کاسہ لیسی سے ضرور لکھا ہے کہ یوسف نجار کے بیٹے تھے۔ (ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۳) وہ نجار اور آپ مغل حارث۔ وہ بے زن اور آپ کے کئی زوجہ۔ وہ بے اولاد۔ اور آپ کے کئی لڑکے ان کو بقول آپ کے یہودیوں نے سولی پر چڑھایا۔ آپ کا ابھی تک یہ موقعہ نہیں آیا۔ جو آپ کے الہام کے مطابق پورا ہوگا۔ جیسا کہ آپ نے اپنی براہین کے صفحہ ۵۵۶ میں ایلی ایلی لما سبقتانی کا ترجمہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھ کو کیوں چھوڑ دیا۔ لکھا ہے۔ خدا آپ کو جلدی نصیب کرے اور آپ کا الہام پورا ہو کر مریدوں کے دل کو تقویت ہو۔ آمین۔

(۲) مرزا صاحب علم غیب ازلی سے آگاہ کیے گئے ہیں۔ اس سے مرزا صاحب کا اپنے آپ کو نبی یا رسول ثابت کرنا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖٓ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ۔ (پ۲۹ سورۃ جن آیت ۲۶،۲۷) خدا اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا۔ مگر جس کو پسند کرے رسول سے۔ اور دوسری جگہ خداوند کریم فرماتا ہے۔ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ۔ (پ۴ سورۃ آل عمران آیت ۱۷۹) یعنی خدا غیب پر مطلع نہیں کرتا لیکن خدا چن لیتا ہے اپنے پیغمبروں سے جس کو چاہتا ہے۔ پس رسالت اور نبوت کے اثبات میں ہی مرزا صاحب اپنا الہام کرتے ہیں کہ ”مجھ کو علم غیب ازلی

سے آگاہ کردیا ہے"۔ (انجام آتھم ص ۷۶) مگر افسوس علم غیب بے تو مطلع ہیں۔ لیکن پیشینگوئیوں کے غلط ہونے پر نہیں۔

(۳۔۴۔۵) میں مرزا صاحب نے اپنی نبوت اور رسالت کو کامل طور پر ثابت کیا ہے۔ جس سے کسی شخص کو شبہ کرنے کی بھی گنجائش نہ رہے۔ جیسے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے حکمی نزول آیات کا تھا۔ بعینہ مرزا صاحب کے واسطے حکم خداوندی ہوا ہے اور نبوت نامہ کا ثبوت مرزا صاحب نے پہنچا دیا۔ مگر اس ثبوت کے دلائل میں مرزا صاحب کے پاس سوائے اپنے الہام کے اور کچھ نہیں۔ اور آیت شریف "وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ"۔ (پ ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷) کا نزول بھی بڑی دلیری سے اپنے دعوے نبوت پر ثبت کیا ہے۔

ناظرین! رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود باجود بموجب حکم خداتعالیٰ مسلمہ و متفقہ تمام جہانوں کیلئے رحمت ہے۔ ابتداء ولادت سے حشر تک رحمۃ للعالمین ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت اور رحمت سے ایسی خیر و برکت ورحمت ہوئی کہ قحط سخت و شدید دور ہوئے۔ خوب بارشیں ہوئیں۔ فصلیں میوہ جات بکثرت ہوئے۔ امراض دور ہوئے۔ مرزا صاحب کے ظہور و نزول آیت کے وقت سے تصدیق الہام یہ ہوئی کہ بارش کا نام ونشان نہیں۔ قحط ایسا عالمگیر ہو گیا کہ سینکڑوں آدمی فاقوں سے مر گئے۔ لوگوں نے اپنے مویشی ذبح کر کے کھالئے۔ بال بچے چھوڑ دیئے۔ خویش و اقارب سے دور ہو گئے۔ اپنے عزیزوں کی محبت اُڑ گئی۔ وباء طاعون نے ملک کو برباد کر دیا۔ گھروں کے گھر بے چراغ ہو گئے۔ زلزلوں نے شہروں کے شہر منہدم کر دیئے۔ اور مکانات اپنے مکینوں سمیت زمین سے مل گئے۔ مزید براں ایک اور رحمت مرزا

صاحب کی ہوئی۔ کہ مسلمانوں کے حج بند کروادیئے۔ فرائض اہل اسلام میں بھی دست اندازی کروائی۔ مرزا صاحب کی رحمت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے اور استدراجاً رحمت کی "ژ" پر نکتہ ہی پڑتا گیا۔ اور آپ کا استدراج ثابت ہوا۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب کا جس نے جھوٹا دعویٰ نبوت کا کیا تھا۔ جیسے لکھا ہے کہ مسیلمہ کے پاس کسی شخص نے اس کے سوال کے جواب میں کہا تھا۔ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے شمار معجزات ہیں۔ ادنیٰ ان میں سے یہ ہے کہ اگر وہ اندھے کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک رکھ کر دعا فرمائیں تو وہ بینا ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کڑوے کنویں میں اپنا لب مبارک ڈال دیں تو فوراً پانی اس کا میٹھا ہو جاتا ہے۔ مسیلمہ کذاب نے کہا کہ یہ تو کچھ بھی بڑی بات نہیں۔ لاؤ ایسا تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ اسی وقت ایک آدمی پیش کیا گیا جس کی ایک آنکھ نہ تھی۔ آپ نے اس کی آنکھ پر ہاتھ رکھا ہی تھا۔ کہ فوراً دوسری آنکھ بھی پھوٹ گئی۔ اسی طرح ایک کڑوے کنویں میں اپنا تھوک ڈالا تو اور بھی سخت کڑوا ہو گیا۔ اسی کا نام استدراج ہے۔ ایسے ہی مرزا صاحب کے اور بھی استدراج ہیں۔ جیسے (الف) مرزا صاحب نے دعا کی اور الہام ہوا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہو گا۔ بجائے اس کے لڑکی پیدا ہوئی۔

(ب) پھر کہا کہ لڑکا ضرور ہوگا جس سے قومیں برکت پاویں گی۔ زمین کے کناروں تک مشہور ہوگا۔ تب لڑکا تو ہوا لیکن سولہ ماہ کا ہو کر گمنام اور بے برکت مر گیا۔ اور اپنے باپ ملہم کو کاذب بنا کر الٹا داغ جگر پر دھر گیا۔

(ج) مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں ہمارے نکاح میں آئے گی باکرہ یا بیوہ ہو کر بھی۔ مگر افسوس ہے کہ وہ بیچاری لڑکی اپنے خاوند کے گھر میں بخوشی و خورمی آباد اور صاحب اولاد

ہے۔ مراد پوری نہ ہوئی۔

(د) عبداللہ آتھم پندرہ ماہ کے اندر مر جائے گا۔ مگر وہ زندہ رہا۔

(ہ) مرزا صاحب کا الہام۔ میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دونگا تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔ (صفحہ ۱۳۴۔ ازالہ) برعکس اس کے سخت بے عزتی اور نفرت کے ساتھ دور تک شہرت ہو گئی اور لوگوں کے دلوں میں نہایت شدت کے ساتھ بدرجہ غایت دشمنی اور عداوت پڑ گئی۔ علیٰ ہذا القیاس۔ مرزا صاحب کے اور بھی استدراجات ہیں۔ جس سے آپ کا دعویٰ نبوت اور رسالت باطل اور کذب ثابت ہو رہا ہے۔

(۶۔۷) میں مرزا صاحب نے اس بات پر زور دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور دنیا پر آنے سے روک دیئے گئے۔ مسیح موعود میں ہوں۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا صاحب پہلے اس سے اپنی کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۹۹ میں اس طرح درافشانی فرما چکے ہیں کہ ”میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل مسیح ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار بھی مثیل مسیح آ جائیں۔ (بلفظہٖ صفحہ ۱۹۹۔ ازالہ اوہام“)

اب فرمایئے مرزا صاحب کا کونسا الہام صحیح اور کونسا غلط۔ یا حافظہ نہیں۔ مرزا صاحب کا جواب ہو سکتا ہے کہ ۱۳۰۸ھ میں ہم کو مثیل مسیح کا عہدہ ملا تھا۔ اب ۱۳۱۴ھ میں چھ سال کے بعد مسیح موعودی کا عہدہ مل گیا۔ جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام من کل الوجوہ فوت ہو گئے۔ اور مستقل عہدہ خالی ہو گیا۔ آپ کا عہدہ بھی روز بروز

بڑھتا ہی گیا۔اور غایت درجہ کو پہنچ گیا۔ پہلے تو آپ صرف حارث کاشتکار تھے۔ پھر مجدد ہوئے۔ پھر مثیل مسیح۔ پھر مسیح موعود و مہدی مسعود دونوں خود ہو گئے۔ پھر پیغمبران علیہم السلام بھی آپ بن گئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ پھر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پھر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بن گئے۔ پھر ایسی چھلانگ ماری اور ایسے کودے کہ نعوذ باللہ منہا خدا بھی بن گئے۔

ناظرین! اور مرزائی اس بات پر ضرور چونکیں گے کہ ہیں! خدا کہاں بن گئے؟ البتہ باقی عہدے تو ضرور مرزا صاحب نے الہاموں کے ذریعہ سے حاصل کیے ہیں۔ اور اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔ مگر خدا بننا تو کہیں نہیں۔ لیجیے حضرات!! میں مرزا صاحب کا خدا بننا بھی ان کی تالیفات و تحریرات سے نکال کر پیش کرتا ہوں۔ وھوھذا۔

(الف) غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے۔ اسی سے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ (بلفظہٖ صفحہ ۵۳۳۔ ازالہ اوہام)

(ب) اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ بلفظہٖ اشتہار (لیکھ رام کی موت کی نسبت اور آریہ صاحبوں کے خیالات) [مورخہ ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء صفحہ ۳ کالم دوم سطر ۳۳۔۳۴]

ان دونوں تحریرات مرزا صاحب سے یہ ثابت ہے کہ براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے جو مرزا صاحب کی تصنیف ہے۔ اور کلام اللہ قرآن شریف مرزا صاحب کی منہ کی باتیں ہیں۔ گویا قرآن شریف مرزا صاحب کی کلام ہے۔ جو کلام الٰہی ہے۔ پس اب فرمایئے مرزا صاحب کے نعوذ باللہ خدا ہونے میں کوئی شبہ باقی ہے۔ جو کوئی شخص

تصنیف کو خدا کی کلام کہے اور کلام الٰہی قرآن شریف کو اپنی کلام بتائے۔ پھر کسی ادنیٰ سمجھدار کو بھی اس کے خدا ہونے میں کوئی تردد ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

مرزا صاحب کچھ ایسے بے خوف ہیں کہ اندھا دھند جو چاہتے ہیں اور جو جی میں آتا ہے لکھے چلے جاتے ہیں۔ جو کچھ قلم سے نکل جائے بس وہی الہام ہے اور جو کچھ زبان سے نکال دیں وہی قرآنی کلام ہے خدا بھی اس لئے بن گئے ہیں کہ عیسائیوں کے خدا کو مردہ ثابت کر لیا ہے۔ مرزا صاحب پکی کاروائی کرتے ہیں۔ جب تک کسی عہدے دار کو جان سے مار نہیں ڈالتے تب تک اس عہدہ پر قائم نہیں ہوتے اور نہ اس بات کو منظور کرتے ہیں کہ کسی پنشن خوار یا مستعفی یا رخصتی کا عہدہ اختیار کریں۔ یہ خیال رہتا ہے کہ کہیں واپس آجائے اور نیچے اترنا پڑے یا برخاست ہونا پڑے۔ جب تک اس کو قبر میں ہی داخل نہ کرلیں تب تک دم نہیں لیتے۔ یہ بھی کسی کا ہی کام ہے۔

ع .... ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

مرزا صاحب کے دلائل وفات مسیح علیہ السلام میں

مرزا صاحب نے اس کتاب و دیگر تالیفات میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات میں حسب ذیل دلائل اور ثبوت بطور دھوکا تحریر کئے ہیں۔ پہلے ان کے دلائل لکھے جاتے ہیں۔ پھر ان کے جوابات ہوں گے۔

اوّل : مجھ کو خدا نے خبر دی ہے۔ (یَا عِیسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ) [پ۳ سورۃ آل عمران آیت ۵۵] حضرت عیسیٰ مر چکے اب وہ واپس نہیں آئیں گے۔ (انجام آتھم)

دوم : مرہم عیسیٰ یا مرہم حوارئین میں ہے۔ یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے۔ جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنے کیلئے نہایت نافع ہے۔ طبیبوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ مرہم حواریوں نے حضرت عیسیٰ کیلئے تیار کی تھی یعنی جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود (علیہم اللعنۃ) کے پنجہ میں گرفتار ہوئے اور صلیب[۱] پر چڑھانے کے وقت ان کو خفیف زخم بدن پر لگ گئے تھے۔ اس مرہم کے استعمال کرنے سے بالکل دور ہو گئے اور نشان بھی مٹ گئے تھے۔۔ ملخصا بلفظہ حاشیہ متعلق کتاب نجن ص ۱۶۴ مطبوعہ ۱۸۹۵ء۔ مرزا صاحب۔

سوم : ہمارے متعصب مولوی یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع جسد عنصری آسمان پر چڑھ گئے ہیں اور آسمان پر موجود ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ صلیب پر بھی چڑھائے نہیں گئے۔ بلکہ کوئی شخص صلیب پر چڑھایا گیا۔ لیکن ان بیہودہ خیالات کے رد میں ایک اور قوی ثبوت یہ ہے کہ صحیح بخاری کے صفحہ ۳۳۹ میں یہ حدیث موجود ہے۔

لعنت اللہ علی الیھو د والنصاریٰ اتخذ وا قبو ر انبیاء ھم مساجد

۔۔ یعنی یہود اور نصاریٰ پر خدا کی لعنت جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنا لیا...... بلاد شام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی پرستش ہوتی ہے اور مقررہ

[۱] صلیب بمعنی چلیپا۔ سولی۔ کبھی ممکن نہیں کہ جو شخص سولی پر چڑھ جائے اور زندہ رہ سکے کیونکہ صلیب کی یہ شکل ہے + جب صلیب پر آدمی کو بٹھایا جاتا ہے تو صلیب کی نوک مقعد سے گزر کر تالو میں سے پار ہو جاتی۔ جب یہ حالت ہے تو انسان کا بچنا ہرگز ممکن نہیں۔ مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا اور پھر اتار لیا گیا تھا۔ اور خفیف زخم بدن پر لگے تھے بالکل لغو ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

تاریخوں پر ہزار ہا عیسائی سال بسال جمع ہوتے ہیں سو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درحقیقت وہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔ ملخصاً (حاشیہ در حاشیہ صفحہ ۱۶۴ کتاب ست بچن)

چہارم : اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب فرماتے ہیں کہ میں قریباً چودہ برس تک جموں اور کشمیر کی ریاست میں نوکر رہا ہوں کشمیر میں ایک مشہور و معروف قبر ہے۔ جس کو یوز آسف نبی کی قبر کہتے ہیں۔ اس نام پر سرسری نظر کر کے ہر ایک شخص کا ذہن ضرور اس طرف منتقل ہوگا۔ کہ یہ قبر کسی اسرائیلی نبی کی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ عبرانی کے مشابہ ہے دراصل یسوع آسف ہے یعنی یسوع غمگین۔ مگر بعض کا بیان ہے کہ دراصل یہ لفظ یسوع صاحب ہے پھر اجنبی زبان میں مستعمل ہوکر یوز آسف بن گیا۔ لیکن میرے نزدیک یسوع آسف اسم بامسمیٰ ہے..... حضرت مسیح اپنے ملک سے نکل گئے کشمیر میں جا کر وفات پائی اور ابتک ان کی قبر کشمیر میں موجود ہے۔ ہاں۔ ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی بلاد شام میں قبر ہے۔ مگر اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے کیلئے مجبور کرتی ہے۔ کہ واقعی قبر وہی ہے۔ جو کشمیر میں ہے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب فرماتے ہیں کہ یسوع صاحب کی قبر جو یوز آسف کی قبر مشہور ہے وہ جامع مسجد سے آتے ہوئے بائیں طرف واقع ہے۔ عین کوچہ میں ہے اس کوچہ کا نام خان یار ہے۔ ملخصاً بلفظہ حاشیہ صفحہ ۱۶۴۔ کتاب ست بچن۔

پنجم : مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مرچکے اور اس دنیا سے اٹھائے گئے پھر دنیا پر نہیں آئیں گے۔ خدا نے حکم موت کا اس پر جاری کیا۔ اور پھر کر آنے سے روک دیا اور وہ مسیح میں ہی ہوں۔ (بلفظہ صفحہ ۸۰۔ انجام آتھم)

ازالہ دلائل مندرجہ بالا

(ا) میں مرزا صاحب نے آیت شریف انی متو فیک ورافعک الی (پ۳ سورۃ آل عمران آیت ۵۵) میں یقیناً فوت ہو جانا حضرت مسیح علیہ السلام کا ثابت کیا ہے۔ اس آیت شریف کا ترجمہ اور معنے جو مرزا صاحب نے یا ان کے بزرگ فاضل حکیم نورالدین صاحب نے کیے ہیں انہیں کو پیش کرتا ہوں۔ جس سے ناظرین کو واضح ہو جائے گا کہ مرزا صاحب کی دلیل کیسی باطل اور نا قابل یقین اور غیر معتبر ہے۔

الف: مرزا صاحب کے فاضل بزرگ مولوی حکیم نورالدین صاحب کتاب تصدیق براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں۔ اِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ (پ۳ سورۃ آل عمران آیت ۵۵) جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں اپنی طرف۔ بلفظہٖ صفحہ ۸ کتاب تصدیق براہین احمدیہ مولفہ حکیم صاحب۔

ب: خود مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ۔ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ بلفظہٖ صفحہ ۵۱۹۔ براہین احمدیہ۔

ج: پھر خود مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ۔ اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا۔ یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ بلفظہٖ صفحہ ۵۵۷ براہین احمدیہ۔

ناظرین! مرزا صاحب کے بزرگ فاضل متوفی کے معنے ”لینے والا ہوں“۔

کرتے ہیں اور خود بدولت پوری نعمت دوں گا اور کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا۔ لکھتے ہیں فرمایئے۔ کس کے اور کیا معنے صحیح سمجھے جائیں۔ اب مشکل یہ ہے کہ وہ تو مرزا صاحب کے فاضل بزرگ ہیں اور مرزا صاحب خود ملہم اور نبی اور مرسل ہیں۔ بہرحال مرزا صاحب کے ہی معنے کئے ہوئے صحیح سمجھے جائیں گے۔ لیکن ایک اور مشکل پڑگئی کہ جب براہین احمدیہ میں دو دفعہ ترجمہ لکھا وہ بھی الہام سے اور اب جو لکھا وہ بھی الہام سے۔ تو کونسا الہام سچا سمجھا جائے اور کونسا جھوٹا؟ یا تو یہ مشتبہ الہام پوری نعمت دوں گا یا کامل اجر بخشوں گا یا وفات دوں گا۔ ان تینوں باتوں میں سے ایک کروں گا یا تینوں یا اب کا الہام کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی آیت کی سند سے فوت ہو چکے ہیں کس بات کا اعتبار کیا جائے؟

(د) میرے بعد ایک دوسرا آنے والا ہے وہ سب باتیں کھول دیگا اور علم دین کو بمرتبہ کمال پہنچائے گا۔ سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں میں جا بیٹھے۔ بلفظہٖ براہین احمدیہ ص ۳۶۱۔

اس جگہ مرزا صاحب مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں

(ہ) ایسے ایسے دکھ اٹھا کر باقرار عیسائیوں کے مطابق مرنا حضرت مسیح علیہ السلام کا لکھا ہے۔ مسلمانوں کا اس میں اقرار یا اعتقاد نہیں۔

(و) مرزا صاحب کا سب سے عمدہ اور مشرح وصریح الہام یہ ہے۔ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلمه (پ ۲۸ سورۃ الصف آیت ۹/ پ ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۳۳) (لفظ کلمہ غلط ہے صحیح کلّہٖ ہے) یہ آیت جسمانی اور

سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ بلفظہ براہین احمدیہ۔ صفحہ ۴۹۸۔ ۴۹۹

لیجئے حضرات ! مرزا صاحب کے الہامات اس الہام کے نیچے آکر دب گئے۔ اور نہایت بُری طرح سے کالعدم ہو گئے اور ساری کاروائی مسیح موعود ہونے کی ملیامیٹ ہو گئی۔ ان کی ہی تحریر اور الہام سے حیات حضرت مسیح علیہ السلام کی واضح طور پر صاف صاف ظاہر ہو گئی اور حضرت مسیح علیہ السلام کا دوبارہ اس دنیا پر تشریف لانا اظہر من الشمس بیان کر دیا۔ جب مرزا صاحب خود اس امر کو تسلیم کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ اور دین اسلام دنیا میں پھیلا دیں گے۔ تو اب کون سے مرزا صاحب کے خدا کا دوسرا الہام اس کے خلاف میں ہوا ہے جو قابل پذیرائی ہے۔ اب ان الہاموں کے تناقض میں امید نہیں کہ کوئی تاویل چل سکے۔ ہاتھ پاؤں تو ضرور ماریں گے۔ خواہ کنارے پر پہنچیں یا بیچ میں ہی رہیں۔ ایسے ہی الہامات ہیں جن پر مرزا صاحب عدم تعمیل کی وجہ سے لوگوں کو مستوجب سزا قرار دیتے ہیں۔

ازالہ نمبر دوم : میں مرزا صاحب نے اپنے زعم میں یہ ثابت کیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر ضرور چڑھائے گئے اور پھر اتار لئے اس حالت میں کہ ابھی زندہ تھے۔ اور زخموں کے واسطے ان کے حواریوں نے مرہم تیار کی جس سے وہ راضی ہو گئے

اور کشمیر میں آکر فوت ہوئے۔ مگر اس کے خلاف میں مندرجہ ثبوت نمبر سوم ایسا متناقض ہے کہ وہ اس بات کو بالکل باطل قرار دے رہا ہے جس کا بیان مفصل آتا ہے۔

فانتظروہ ۔

ناظرین! ذرا مرزا صاحب سے یہ تو دریافت کیجئے گا کہ اس آپ کی مرہم میں بات لکھی ہوئی ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے سولی پر چڑھا دیا تھا۔ اور پھر جلدی سے اتار لیا تھا اور زخم جوان کو لگے تھے۔ ان کے واسطے یہ مرہم تیار کی گئی تھی؟ اگر یہ الفاظ یا بات اس مرہم میں لکھی ہوئی نہیں ہے (جو ہرگز نہیں ہے) تو پھر آپ یہ حکم کیسے لگا سکتے ہیں کہ ان کو صلیب پر چڑھایا تھا۔ اور اسی لئے یہ مرہم تیار ہوئی تھی۔

اس مرہم میں لکھا ہے کہ یہ مرہم بارہ اقسام کے امراض کی دافع ہے۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کو ان بارہ اقسام کی امراض میں سے کونسی مرض تھی یا بارہ ہی بیماریاں تھیں۔ اگر بالفرض محال تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ مرہم حضرت مسیح علیہ السلام کے واسطے ہی تیار کی گئی تھی۔ تو بھی اس سے یہ بات کہاں ثابت ہے کہ فی الواقع وہ مرہم صلیب ہی کے زخموں کے واسطے بنائی گئی تھی۔ جب یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ پڑتال کتب طب ہی فضول ہوئی۔ اب میں ان امراض کے نام بھی ذیل میں درج کئے دیتا ہوں تا کہ ناظرین کو بھی مرزا صاحب ک صداقت کلام میں امتیاز ہو۔ وھوھذا۔

★ اورام حاسہ (جمع ورم گرم یا سخت) ★ خنازیر (کنٹھ مالا) ★ طواعین (جمع طاعون) ★ سرطانات (ورم سوداوی) ★ تنقیہ جراحات (زخموں کا تنقیہ) ★ اوساخ (چرک) ★ جہت رویانیدن گوشت تازہ ★ رفع شقاق واثار (شگاف پا) ★ حکہ (خارش جدید) ★ جرب (خارش کہنہ) ★ سعفہ (مرض سرگنج) ★ بواسیر (مشہور)

بلفظہ قرابادین قادری ۔صفحہ ۴۸۷ مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ۔ جہاں سے یہ مرہم شروع ہوتی ہے۔ وہ الفاظ یہ ہیں۔ مرہم حوارین کہ مسمیٰ است بمرہم سلیخا ومرہم رسل نیز وانرا مرہم عیسیٰ نامند پس لفظ رسل سے جو رسول کی جمع ہے۔ ظاہر ہو رہا ہے کہ بہت سے پیغمبروں کا یہ نسخہ ہے۔ اور اس نسخہ کا نام حوارین۔ سلیخا۔ رسل۔ عیسیٰ چار ہیں پھر اس پر مرزا صاحب کا فتویٰ کیونکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیبی زخموں پر ہی قائم ہوسکتا ہے۔ ممکن ہے کہ ان بارہ بیماریوں میں سے کوئی بیماری حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی ہوئی ہو۔ اور اکثر سفر کرنے سے جیسے کہ ان کی عادت مبارک تھی ان کے پاؤں میں شقاق ہو گیا ہو۔ یا کسی قسم کی حکہ (خارش جدید) یا اوساخ (چرک) یا جرب (خارش کہنہ) کی بیماری ہو گئی ہو۔ جس کے لئے یہ مرہم تیار کی گئی ہو۔ ہاں اگر مرزا صاحب مرہم میں سے یہ الفاظ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے صلیب پر چڑھا دیا تھا اور پھر جلدی سے اتار لیا تھا۔ اس وقت ان کو زخم ہو گئے تھے۔ ان زخموں کے واسطے یہ مرہم تیار کی گئی تھی۔ بلکہ لکھی ہوئی نکال کر دکھلاتے تو شاید کسی کو کچھ کسی قدر تامل کی گنجائش بھی ہوتی ۔ مگر افسوس کہ مرزا صاحب ایسے ویسے خیالی اور کمزور استعاروں سے ایسے بڑے اہم امر کو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ جو محض خیال ہی خیال ہے اور پھر یہ کتنی بڑی زبردستی ہے کہ اپنی طرف سے یقینی کر کے لکھتے ہیں۔ ’’یعنی جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود علیہم اللعنت کے پنجہ میں گرفتار ہوئے اور صلیب پر چڑھانے کے وقت خفیف زخم بدن پر لگ گئے تھے۔ اس مرہم کے استعمال کرنے سے بالکل دور ہو گئے اور نشان بھی مٹ گئے تھے۔‘‘ ان کا اپنا خانگی الہام ہے لیکن کسی طب کی کتاب یا اس مرہم میں ایسا کوئی لفظ نہیں جس سے آپ کا مدعا ثابت ہو سکے نرے

استعارات ہی استعارات ہیں۔ اور بے سود۔

ازالہ دلیل سوم: اس میں مرزا صاحب اپنے زعم میں ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور فوت ہو گئے اور بلاد شام میں دفن بھی کر دیئے گئے اور اس قبر کی پرستش قوم نصاریٰ اب تک سال بسال ایک تاریخ پر جمع ہو کر کرتے ہیں۔ اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث بھی نقل کی ہے لعن اللہ کی بجائے لعنت اللہ لکھا ہے کہ یہود اور نصاریٰ پر لعنت ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ پس اس استعارہ سے ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے جانے سے فوت ہو گئے اور قبر میں دفن کر دیئے گئے۔ اسی قبر کی بلاد شام میں پرستش ہوتی ہے۔

ناظرین! غور فرمایئے گا یہاں پر وہ مرہم حواریین بالکل بیکار ہو گئی۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے جانے سے فوت ہو گئے تو ان کی دلیل نمبر دوم کی مرہم کس لئے تیار ہوئی تھی اور اس کی کیا ضرورت پڑی۔ آپ کے ہر دو دلائل میں اجتماع الضدین وارد ہو گیا۔ جس کی کوئی تاویل گھڑنی پڑے گی۔ اس دلیل کے اثبات میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے۔ مگر فرمایئے تو سہی اس حدیث میں یہ بات کہاں لکھی ہے جس سے یہ بات ثابت ہو کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے۔ اگر یہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو کر قبر میں دفن نہیں ہوئے تو نصاریٰ کس قبر کی پرستش کرتے ہیں۔ کیا خوب! مرزا صاحب خود اپنی کل تصانیف میں لکھ چکے ہیں کہ عیسائی یعنی نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر نہیں بلکہ خدا تصور کر کے پرستش کرتے ہیں۔

لیکن حدیث شریف کی تصدیق کیلیے میں مانتا ہوں کہ یہ یہود اور نصاریٰ اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں جانتے اور پرستش کرتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ جس قدر انبیاء گزرے ہیں۔ شاذ و نادر کم ہی ہونگے۔ جن کو یہود و نصاریٰ بالا تفاق نبی نہ مانتے ہوں۔ بلکہ انجیل موجودہ میں جابجا لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں تورایت کو پورا کرنے کے واسطے آیا ہوں۔ انہیں دس احکامات کو جو توریت میں ہیں سب کو عیسائی مانتے ہیں اور کل انبیاء جن کا ذکر تورایت میں موجود ہے۔ سب کو اپنا انبیاء جانتے ہیں۔ پس اس سے ثابت ہو گیا کہ جو انبیاء علیہم السلام یہود کے ہیں وہی انبیاء علیہم السلام نصاریٰ کے ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر یا نبی نہیں مانتے لیکن اس میں کوئی شک وشبہ نہیں رہا کہ جو انبیاء علیہم السلام یہود کے ہیں۔ وہی نصاریٰ کے اسی سے حدیث شریف کی تصدیق ہو گئی۔

مرزا صاحب اس بات پر بھی بہت زور دیتے ہیں کہ ”در حقیقت وہ قبر (بلاد شام میں) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔“ نصاریٰ کا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور فوت ہو گئے۔ اور قبر میں دفن کر دیئے گئے۔ اور تیسرے روز کے بعد زندہ ہو گئے اور قبر سے نکل کر آسمان پر چلے گئے۔ جس قبر میں حضرت مسیح علیہ السلام کو بقول و اعتقاد مرزا صاحب و نصاریٰ کے دفن کر دیا گیا تھا۔ کیا مرزا صاحب کو اس قبر کے قبر ہونے میں کچھ شبہ ہے۔ اگرچہ مرزا صاحب و نصاریٰ کا اس اعتقاد میں فرق صرف اتنا ہی ہے نصاریٰ کہتے ہیں کہ تیسرے روز کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر معہ جسد چلے گئے۔ اور مرزا صاحب کا اعتقاد ہے کہ وہ قبر ہی میں رہے۔ صرف روح آسمان پر گئی۔ مگر یاد رہے کہ یہ اعتقاد کسی اہل اسلام کا نہیں ہے۔ پس اگر

نصاریٰ اس قبر اعتقادیہ چند روزہ کی پرستش کرتے ہوں تو کیا عجب ہے۔ یہ دوسری وجہ صداقت حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوئی۔ مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کیلئے خلاف اہل اسلام کے کیا کیا ہاتھ پاؤں مارے ہیں۔ اور کیا کیا اعتقاد پلٹے ہیں۔ پھر بھی کچھ نہ بن سکا۔ بلکہ الٹی حافظہ کی خرابی اور دماغ کے تخیلات اور وہمات پائے گئے جیسے آگے آئے گا۔

ازالہ نمبر چہارم : اس میں مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ ''اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب فرماتے ہیں کہ ہم چودہ سال ریاست جموں اور کشمیر میں ملازم رہے۔ یسوع کی قبر کشمیر محلہ خان یار میں معلوم ہوئی اور تحقیق سے معلوم ہوگیا کہ یسوع کی قبر کشمیر ہی میں ہے۔''

حضرات!! اخویم کی نحوی ترکیب پر خیال نہ فرما کر اب ذرا بدل توجہ فرمایئے گا۔ کہ حکیم صاحب کی شہادت مذبذب کے مقابلہ میں وہ حدیث شریف صحیح الاسناد بھی نعوذ باللہ قابل اعتبار نہیں رہی۔ اے توبہ۔ مرزا صاحب کی چغتائی بہادری نے مرزا صاحب کے دل میں ایسی بے خوفی پیدا کی کہ میاں نورالدین صاحب کی شہادت بے معنی کے مقابلہ میں اپنے استعارات واہیہ سے حدیث شریف حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسے ساقط الاعتبار قرار دیا۔ العیاذ باللہ۔ اور کیسے کیسے واہی ڈھکوسلوں سے لفظ اور نام یوز آصف کو یسوع آسف یا یسوع صاحب بنایا گیا ہے کیا ایسی ایسی خیالی باتوں سے آپ یہ ثابت کرلیں گے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی فی الواقع کشمیر میں قبر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ایسے ایسے دھوکے یا ڈھکوسلے اور بھی بنا سکتے

ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اور بھی قرین قیاس بھی سنئے۔

(ا) کیا وہ لفظ یوز آصف۔ زوج آصف نہیں بن سکتا؟ ممکن ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر کی عورت کی قبر ہو جن کا نام آصف۔ یہ قرین قیاس بھی ہے کیونکہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کشمیر میں تشریف لے گئے اور ان کے وزیر آصف برخیا نامی ساتھ تھے اور یہ بھی کتابوں میں ہے کہ تخت سلیمان علیہ السلام اس وقت تک موجود ہے۔ اغلب ہے کہ وزیر صاحب کی عورت فوت ہو گئی ہو اور زوج آصف سے بگڑ کر یوز آصف یا آسف بن گیا ہو۔

(ب) یا یوز آصف ہو یعنی وزیر آصف نے کوئی یوز یعنی چیتا یا شیر مارا ہو اور اس کی لاش کو وہاں دفن کر دیا ہو۔

(ج) یا جوس اشعب (لالچی آدمی کا جستجو کرنا) کا نام ہو یعنی کوئی اشعب شخص کسی شے تلاش میں آیا اور یہاں آ کر مر گیا ہو اور دفن کر دیا گیا ہو۔

(د) یا یئوس عاسف (جو ناقہ نا امید ہو کر دم ہلاتی ہوئی مر جائے) ہو جو نا امیدی کی حالت میں یہاں پر دم ہلاتی ہوئی مر گئی اور دفن کر دی گئی ہو۔

غرض میں کہتا ہوں کہ ایسے ایسے ڈھکو سلے جس کا جی چاہے اور جتنے چاہے بنالے لیکن کیا ان سے کوئی اصلی یا صحیح واقع ثابت ہو سکتا ہے ہرگز نہیں، مگر یہ کیا بے تکی بات ہے کہ یسوع تو عبرانی لفظ ہو اور آسف اس کے ساتھ عربی کا لفظ لگا دیا جائے۔ اگر مرزا صاحب فرمائیں کہ جب وہ عبرانی ملک سے نکل کر غمگین حالت میں کشمیر میں چلے آئے تو یہاں کشمیریوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو آسف (غمگین) کا خطاب دیدیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ لفظ عربی کیوں لگایا۔ مناسب تو یہ تھا کہ کشمیری زبان کا لفظ

اس کے ساتھ لگایا جاتا۔ مرزا صاحب کا یہ کہنا اور وضعی ڈھکوسلہ بیان کرنا کہ حضرت مسیح علیہ السلام غمگین حالت میں تھے محض غلط ہے کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کبھی غمگین نہیں ہوئے اور نہ ہوتے تھے۔ جیسے کہ اکثر کتب سے یہ بات ان کے خوش وخرم رہنے کی ثابت ہے۔

نقل ہے: کہ ایک دن حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں گفتگو ہوئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے تھے کہ ہنستا مونہہ بہتر ہے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کہتے تھے۔ کہ روتی آنکھ بہتر ہے۔ آخر دونوں صاحبوں نے فیصلہ اس کا حکم الٰہی پر رکھا جبریل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہنستے منہ کو دوست رکھتا ہوں۔ کہ میرے فضل وکرم کا امیدوار ہے اور رونے والی آنکھ اپنے فعلوں پر نگاہ رکھتی ہے۔ پس چاہیئے کہ خلق خدا کے ساتھ ہنسی خوشی سے پیش آئے اور درگاہ الٰہی میں تضرع وزاری رہے۔ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم بہت رویا کرتے ہو۔ انست من رحمة اللّٰه۔ یعنی آیا تم رحمت الٰہی سے ناامید ہوگئے؟ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ تم ہمیشہ خوش اور شگفتہ رہتے ہو۔

ء امنت من مکر اللّٰہ۔ آیا تم خوف خدا سے ایمن ہوگئے۔ سبحان اللہ! کیا خوب سوال وجواب ہیں۔ (بلفظہ صفحہ ۱۸) کتاب مقاصد الصالحین مطبوعہ مطبع نظامی۔

یہاں پر مرزا صاحب نے ایک اور غضب کیا ہے کہ اخویم نورالدین صاحب کی شہادت کے مقابلہ میں حدیث شریف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ناقابل اعتبار کر کے پس پشت ڈال دیا۔ اور انکار کر دیا جیسے لکھتے ہیں کہ ”ہاں ہم نے کسی کتاب

میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی بلاد شام میں قبر ہے مگر اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے کیلئے مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے جو کشمیر میں ہے حضرت مولوی نورالدین صاحب فرماتے ہیں کہ یسوع صاحب کی قبر یوز آصف کر کے مشہور ہے۔ وہ جامع مسجد سے آتے ہوئے بائیں طرف واقع ہے عین کوچہ میں ہے۔ اس کوچہ کا نام خان یار ہے۔ مرزا صاحب کا الہامی حافظہ بھی کیا خوب ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے کسی کتاب میں لکھا ہے کہ بلاد شام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ حالانکہ اسی کتاب ست بچن کے حاشیہ پر لکھا ہوا موجود ہے۔" اب میں ان معتبر خطوط کی نقل کر دینا ناظرین کیلئے بہ تکذیب دلائل مرزا صاحب بہتر سمجھتا ہوں تاکہ ان کی دلیل کا ازالہ کافی طور پر ہو جائے۔

نقل خطوط رؤساء کشمیر... متعلق تحقیقات قبر یوز آصف

جواب[1]۔ السلام علیکم! مکاتبہ مسرت طراز بخصوص دریافت کردن کیفیت صلیت مقبرہ یوز آصف مطابق تواریخ کشمیر در کوچہ خان یار حسب تحریر تالیفات جناب مرزا صاحب قادیانی واطلاع آن زمان سعید رسید باعث خوش وقتی شد۔ من مطابق چٹھی مرسولہ آن مشفق چہ از مردم عوام چہ از حالات مندرجہ کشمیر در پے آن رفتہ آنکہ واضح شد اطلاع آن میکنم مقبرہ روضہ بل یعنی کوچہ خان یار بلاشک بوقت آمدن از راہ مسجد جامع بطرف چپ واقع است مگر آن مقبرہ بملاحظہ تاریخ کشمیر نسخہ اصل خواجہ اعظم صاحب دیدہ مرو

[1] جو خط میں نے یہاں سے کشمیر کو بھیجا تھا اس کو بوجہ طوالت کے نقل نہیں کیا گیا (منہ عفی عنہ)۔ جوابات معرفت خواجہ غلام محی الدین صاحب ملک التجار میونسپل کمشنر و رئیس اعظم لودھیانہ کشمیر سے آئے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

کہ ہم صاحب کشف وکرامات محقق بودند" مقبرہ سید نصیر الدین قدس سرہ بباشد بملاحظہ تاریخ کشمیر معلوم نمیشود کہ آن تبصرہ بمقبرہ یوز آسف مشہور است چنانچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تحریر میفرمائید۔" بلے لیقدر معلوم میشود کہ در مقبرہ حضرت سنگ قبری واقع است آنرا قبر یوز آسف نوشتہ است بلکہ تحریر فرمودہ اند کہ در محلہ انزمرہ مقبرہ یوز آصف واقع است مگر آن نام بلفظ سین نیست بلکہ بلفظ صاد است وایں محلہ بوقت آمدن از راہ مسجد جامع طرف راست است طرف چپ نیست درمیان انزمرہ وروضہ بل یعنی کوچہ خان یار مسافت واقع است بلکہ نالہ مار ہم مابین آنہا حائل است پس فرق بدو وجہ معلوم میشود ہم فرق لفظی وہم فرق معنوی فرق لفظی آن کہ یوز آصف صاد است در انزمرہ مدفون نوشتہ اند بلفظ سین آن منیست وتغایر اسم بر تغایر مسمیٰ دلالت میکند وفرق معنوی آن کہ یوز آسف کہ مرزا صاحب میفرمائند کہ در کوچہ خان یار واقع است۔ ایں در محلہ انزمرہ تغایر مکان بر تغایر مکین دلالت میکند کہ یک شخص در دو جا مدفون بودن ممکن نیست عبارتیکہ در تاریخ خواجہ اعظم صاحب دیدہ مردند کو راست لیست حضرت سید نصیر الدین خانیاری از سادات عالیشان است در زمرہ مستوری بود بتقریبے ظہور نمود مقبرہ میر قدس سرہ در محلہ خان یار مہبط فیوض وانوار است و در جوار ایشان سنگ قبرے واقع شدہ در عوام مشہور است کہ آنجا پیغمبرے آسودہ است کہ در زمان سابقہ در کشمیر مبعوث شدہ بود ایں مکان بمقام آن پیغمبر معروف است در کتابی از تواریخ دیدہ ام کہ بعد قضیہ دور دراز حکایتے مینویسد کہ یکے از سلاطین زادہائے براہ زہد وتقویٰ آمدہ ریاضت وعبادت بسیار کرد بر سالت مردم کشمیر مبعوث شدہ در کشمیر آمدہ بدعوت خلائق مشغول شد و بعد رحلت در محلہ انزمرہ آسود دراں کتاب نام آں پیغمبر را یوز

آصف نوشت ۔ انزمرہ وخان یار متصل واقع ست"۔ از ملاحظہ ایں عبارت صاف عیاں است ۔ یوز آصف در محلہ انزمرہ مدفون است در کوچہ خان یار مدفون منیست وایں یوز آصف از سلاطین زادہ ہا بودہ است وایں عبارت تواریخ مخالف ومناقض ارادہ حضرت میرزا صاحب است زیرا کہ یسوع خود را یکے از سلاطین وغیرہ انتساب نکردہ اند فقط زیادہ ۔ والسلام! راقم خواجہ سعد الدین عفی عنہ فرزند خواجہ ثناء اللہ مرحوم ومغفور از کوٹھی خواجہ ثناء اللہ ۔ غلام حسن از کشمیر ۔ ۱۵ ۔ ذی الحج ۱۳۱۴ھ

جواب دوم : اطلاع باد چون ارقام کردہ بود کہ در شہر سرینگر در ضلع خانیار پیغمبرے آسودہ است معلوم سازند موجب آن خود بذات بابت تحقیق کردن آن در شہر رفتہ ہمیں تحقیق شدہ پیشتر از دو صد سال شاعرے معتبر وصاحب کشف بودہ است نام آن خواجہ اعظم دیدہ مری داشتہ یک تاریخ از تصانیف خود نمودہ است کہ دریں شہر دریں وقت بسیار معتبر است دراں ہمیں عبارت تصنیف ساختہ است کہ ضلع خان یار در محلہ روضہ بل میگویند کہ پیغمبرے آسودہ است یوز آصف نام داشتہ وقبر دوم در آنجا است از اولاد زین العابدین رضی اللہ عنہ سید نصیر الدین خان یاری است وقدم رسول در آنجا ہم موجود است اکنوں در آنجا بسیار مرجع اہل تشیع دارد بہر حال سوائے تاریخ خواجہ اعظم صاحب موصوف دیگر سندی صحیح ندارد والعلم عند اللہ تعالیٰ ۔ سید حسن شاہ از کشمیر ۲۲ ۔ ذی الحج ۱۳۱۴ھ ۔

حضرات! ان دو معتبر اور ذی عزت رئیسوں کے خطوط سے مرزا صاحب کے داہنے بائیں کے حوالے اور محلہ خان یار کا حوالہ غلط ثابت ہوا ۔ بلکہ صاف ہوگیا کہ ایک

قبر یہاں محلہ انزمرہ میں ہے۔ جو یوز آصف پیغمبر کی (جو اولاد سلاطین میں سے تھے) ہے اور کشمیر ہی کے واسطے مبعوث ہوئے تھے۔ اور تیسرے ایک تاریخ معتبر کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ جس کا مصنف بھی صاحب کشف وکرامات تھا۔ جس سے مرزا صاحب کے کل استعارات غلط ہوتے ہیں۔ تاریخ کشمیر کے صفحہ وغیرہ کا حوالہ انہوں نے نہیں دیا۔ جس کو میں پورا کر دیتا ہوں کیونکہ وہی تاریخ کشمیر میرے سامنے رکھی ہے۔ دیکھو تاریخ کشمیر اعظمی مطبوعہ مطبع محمدی لاہور ۱۳۰۳ھ تصنیف خواجہ سید محمد اعظم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مؤلفہ ۱۱۴۸ھ صفحہ ۸۲، سطر ۱۸ (اصل خطوط شامل کیے گئے)

یہ تین شہادتیں ایسی مضبوط اور قوی اور ثقہ ہیں۔ جن پر مصنف مزاج آدمی کو فوراً اعتبار کر لینا چاہیے۔ مرزا صاحب جو اپنی تاویلات واستعارات سے یوز آصف کو یسوع صاحب یا یسوع آصف بناتے ہیں۔ محض غلط بلکہ اغلط ثابت ہوا۔ امید نہیں کہ مرزا صاحب ایسی کافی اور ثقہ شہادت کو قبول کریں۔ کیونکہ اس طرف اخویم نورالدین صاحب کی شہادت ہے جس کے مقابلہ میں آپ نے اپنی ہی مسلمہ حدیث شریف صحیح کو غلط ثابت کر کے فوراً انکار کر دیا حالانکہ شریعت میں دو گواہان کے بغیر مقدمہ فیصل نہیں ہوسکتا۔ لیکن مرزا صاحب ہمیشہ ایک ہی گواہ سے کام لیا کرتے ہیں۔ اور اپنے دعویٰ اہم کو ثابت کیا کرتے ہیں۔ اور آیت وحدیث کی پرواہ نہیں کیا کرتے جیسے میاں کریم بخش[1] ایک ناخواندہ کی شہادت پر اپنے آپ کو عیسیٰ ثابت کیا تھا تمام آیات

[1] دیکھو صفحہ ۷۰۸، ۷۰۷ : ازالہ اوہام مرزا صاحب ان میں میاں کریم بخش موحد ناخواندہ بقول حضرت شرازی ...... ع "کہ بے علم نتواں خدارا شناخت" بیان اکیس برس گذشتہ زمانہ کا ذکر ایک عام شخص مخبوط الحواس گلاب شاہ کی زبانی روایت کرتا ہے کہ عیسیٰ جوان ہوگیا۔ وہ لدھیانہ میں (باقی صفحہ آئندہ)

واحادیث واجماع امت کو اسکی شہادت کے مقابلہ میں بالکل ردی کر دیا۔ اسی طرح مولوی نورالدین صاحب اپنے بڑے حواری کی مذبذب شہادت کے مقابلہ میں اپنی مسلمہ حدیث شریف اور ساری اپنی تحقیقات اور الہامات کو ردی کر دیا حالانکہ مولوی صاحب نے صرف اس قدر کہا تھا کہ "کشمیر میں ایک قبر مشہور اور معروف ہے۔ جس کو یوز آسف نبی کی قبر کہتے ہیں"۔ اس سے یہ بھی ثابت نہیں کہ مولوی صاحب نے یوز آصف بحرف صاد کہا۔ یا بہ سین کہا مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے یسوع صاحب کا نام نہیں لیا۔ مرزا صاحب نے یہ اپنا ڈھکوسلہ پیش کیا ہے۔ الہام بھی نہیں پھر اس ڈھکوسلے پر کس کو اعتبار ہو سکتا ہے اور ہو بھی کیسے کیونکہ مرزا صاحب کو ایک بات پر

آئے گا اور قرآن کی غلطیاں نکالے گا اور بہت سامان مرزا صاحب کے مسودے میں آچکا تھا مگر اصل بات یاد نہ رہی تب کریم بخش کیا کہتا ہے کہ مجھے ایک بات یاد نہیں رہی کہ اس مجذوب نے مجھے صاف صاف بتلا دیا تھا کہ اس عیسیٰ کا نام غلام احمد ہے۔ اب خیال کرنے کی بات ہے کہ ۳۰۔۳۱ برس کی بات ایک مجذوب شخص کی ایک ناخواندہ نے یاد رکھی اور ایک بڑا طول طویل مضمون عربی، فارسی الفاظ کا مرزا صاحب کے پاس لکھوا دیا۔ اگر یہ مضمون خود مرزا صاحب سے اس وقت پوچھا جائے تو وہ بھی ادا نہ کر سکیں اور مجذوب اتنے لمبے قصے لوگوں کو سنایا کرتے ہیں وہ تو صرف ایک آدھ بات منہ سے نکال دیا کرتے ہیں۔ اتنے عرصہ کے درمیان کریم بخش مذکور نے کسی اور کے ساتھ بھی اس بات کا تذکرہ کیا تھا یا نہیں اگر کیا تھا تو کس کے ساتھ اور اس کی شہادت کیوں پیش نہیں کی۔ معلوم ہوا کہ میاں کریم بخش اور مرزا صاحب کا ایمان ہے کہ قرآن میں غلطیاں ہیں جن کو مرزا صاحب آجکل نکال رہے ہیں۔ اس کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہوں گی

۱۲ منہ عفی عنہ (ع) یعنی اصل خطوط میرے پاس موجود ہیں۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

قرار نہیں۔ جیسے خود لکھتے ہیں۔

(ا) یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن میں گلیل میں جا کر فوت ہوا۔ لیکن ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔ (ص ۴۷۳)

(ب) یہ تیسری آیت باب الاعمال کی مسیح کی طبعی موت کی نسبت گواہی دے رہی ہے۔ یہ گلیل میں اس کو پیش آئی۔ بلفظہٖ صفحہ ۴۷۳-۴۷۴۔ ازالہ اوہام۔

(ج) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلاد شام میں ہے۔ جس کی پرستش عیسائی لوگ کرتے ہیں۔ ملخصاً صفحہ ۱۶۴ حاشیہ در حاشیہ کتاب ست بچن۔)

(د) یسوع صاحب کی قبر کشمیر میں ہے۔ (ملخصاً ص ۱۶۴ حاشیہ کتاب ست بچن)

اب فرمایئے۔ مرزا صاحب کی کس تحقیق یا کس الہام یا بات پر اعتبار کیا جائے۔ آیا حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر گلیل میں ہے یا بلاد شام میں یا کشمیر میں؟ ممکن ہے کہ مرزا صاحب اس کا جواب استعارہ لگا کر یوں دیں۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر تو گلیل میں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلاد شام میں۔ اور حضرت یسوع صاحب علیہ السلام کی قبر کشمیر میں۔ سبحان اللہ۔ مرزا صاحب کی تحقیقات و کشف والہامات پر اعداقربان یہی باتیں ہیں۔ جس کو ہر تھوڑی سمجھ کا آدمی بھی سن کر ہذیان۔ مالیخولیا۔ خبط۔ مراق میں داخل کریگا۔ بس یہاں مرزا صاحب کی کل کاروائی نابود اور مردود ہو گئی۔

ازالہ نمبر پنجم: اس امر میں مرزا صاحب نے اپنے الہام قطعی اور یقینی سے ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ دوبارہ آنے سے روک دیئے گئے۔ اور آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ یہ مجھے خدا نے خبر دی ہے۔

اس میں ناظرین! کو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ آیا مرزا صاحب کا الہام وحی الٰہی ورسول کی طرح قطعی اور یقینی ہے اور اس پر ویسے ہی ایمان لایا چاہئے جیسے پیغمبران علیہم السلام کے الہام پر؟ نیز مرزا صاحب کا خدائے ملہم وہی مسلمانوں کا خدا ہے۔ یا کوئی اور؟ اس میں مجھے ان کے ہی الہامات سے کام لینا ہوگا کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں۔

پہلا۔ مرزا صاحب اپنی براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۶ میں۔ انگریزی۔ عربی۔ عبرانی زبانوں کے الہامات درج کر کے لکھتے ہیں۔ کہ ان کے معنے مجھے معلوم نہیں ہوئے۔ کوئی انگریزی خوان اس وقت موجود نہیں اس الہام کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا وغیرہ وغیرہ۔ ملخصا۔ پس اس سے ثابت ہے کہ مرزا صاحب کا خدا ملہم ایسا ہے کہ اپنے ملہم کو جو الہام کرتا ہے۔ محض فضول اور بے سود کرتا ہے کہ اس کا مطلب یا معنے مُلہِم اور مُلہَم دونوں کو نہیں آتے۔ یہ خوب ہوئی کہ مرزا صاحب کا خدا الہام کرتا ہے مگر اس کے حکم اور کلام کے جو اپنے نبی پر بھیجا ہے کچھ معنے نہیں ہوتے۔ اور نہ کوئی مترجم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو اس کا ترجمہ بتلائے۔ اور نہ ان کا خدا ہی الہام کرتا ہے کہ مرزا صاحب کی سمجھ میں آئے۔ تاکہ اس کے مطلب سے آگاہ ہو کر تعمیل احکام الٰہی کریں۔ یہ عجیب الہامات ہیں کہ مرزا صاحب جن زبانوں کے سمجھنے سے بالکل نابلد ہیں۔ ان کو القا کئے جاتے ہیں۔ پھر ان کا عجب خدا ہے کہ جو شخص جن زبانوں کو سمجھ نہیں سکتا انہیں زبانوں میں الہام کرتا ہے۔ اس سے مرزا صاحب کے خدا کی بے علمی اور جہالت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کے خدا کو اگر معلوم ہوتا کہ مرزا صاحب انگریزی۔

عبرانی اور بعض الفاظ عربی نہیں جانتے اور سمجھ سکتے ہیں تو کبھی ان زبانوں میں الہام نہ کرتا۔ کیا آپ اس بات پر یقین کریں گے۔ عبرانی وانگریزی۔ عربی وغیرہ میں الہامات ہوں جو مرزا صاحب نہ جانتے ہوں۔ اور نہ ان کا مطلب کسی کو سمجھا سکتے ہوں۔ یہی الہامات قطعی اور یقینی ہو سکتے ہیں۔ انہیں سے ان کو مسیح موعود مان لیا جائے گا۔ اس طرح پر کہ مرزا صاحب ملہم تو ہیں۔ مگر الہاموں کے معنوں اور مطلبوں سے ناواقف اور ان کے بیان کرنے سے عاری اور جاہل ہیں۔ مجھے یہاں پر ایک مشہور حکایت یاد آگئی ہے جو اس کے مطابق ہے۔ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ وھوھذا۔

اکبر بادشاہ کے وقت میں جب ان کو پیغمبر بننے کی سوجھی اور ابوالفضل اور فیضی ان کے وزراء نے ان کو پیغمبر ثابت کرنا چاہا اور دین الٰہی کو قائم کرنے پر آمادہ ہوئے تو قرآن شریف کی ضرورت ہوئی اور پہلے ہی سے تجویز کر کے ایک نے ان میں سے بادشاہ سے کہا کہ مجھ کو الہام ہوا ہے کہ جیسے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "امی" تھے۔ ایسے ہی آپ ہیں اور آپ پر بھی قرآن شریف نازل ہوا ہے اور ایک درخت میں ہے۔ بادشاہ سلامت پیغمبری کی دھن میں لٹو ہو گئے۔ اور بجمعیت کثیر نہایت تزک واحتشام سے درخت معلومہ میں سے قرآن وضعی نکالا گیا۔ جو زبان عربی میں تھا۔ نہایت احتیاط سے وہ قرآن دربار میں لایا گیا۔ ہر ایک شخص اس قرآن کو بوسہ دیتا زیارت کرتا مبارک دیتا ادب سے رکھتا جاتا تھا۔ اتنے میں ابوالحسن معروف بہ ملا "دوپیازہ" بھی آگئے۔ انہوں نے بھی اس قرآن کو دیکھا۔ اور بلا بوسہ دیئے اور کسی ادب کے ایسی طرز سے رکھ دیا جس سے بادشاہ کو اچھا معلوم نہ ہوا۔ بادشاہ نے ایسی حرکت کی بابت ملا سے پوچھا کہ کہو کیسا ہے۔ ملا صاحب نے کہا ہاں! خیر اچھا ہے۔

اس پر بادشاہ کو اور بھی شبہ ہوا۔ آخر کو بادشاہ کے زیادہ اصرار پر عرض کی کہ قبلہ عالم جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ملک کنعان میں تھے ان کی زبان عبرانی تھی اس لئے توراۃ عبرانی زبان میں نازل ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ملک کی زبان سریانی تھی۔ اس لئے زبور سریانی زبان میں نازل ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ملک کی زبان یونانی تھی۔ اس لئے خداوند کریم نے انجیل کو یونانی زبان میں نازل فرمایا۔ اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ملک عرب میں ہوئے اس لئے خداوند کریم نے قرآن کریم کو زبان عربی میں نازل فرمایا۔ اور یہی سنت اللہ ہے کہ ہر ایک پیغمبر علیہ السلام کو ان کی ہی زبان میں کتاب یا صحیفہ نازل ہوتا رہا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ۔ (پ ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت ۴) یعنی ہم نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا جو اپنی قوم کی زبان نہ جانتا ہو۔ پیغمبر علیہ السلام کی زبان اور اس کی قوم کی بول چال ایک ہو۔ ایسا نہیں ہوتا کہ پیغمبر تو ہندوستان کا ہو اور قوم اس کی عرب کی ہو۔ میں نہایت تعجب سے سوچ رہا ہوں کہ یہ قرآن عربی زبان میں ہے ہندوستانی میں نہیں۔ اس کو نہ تو آپ خود سمجھ سکتے ہیں اور نہ کسی کو سمجھا سکتے ہیں۔ ہاں اگر یہ قرآن ہندوستانی یا اردو میں ہوتا جو قبلہ عالم کی زبان ہے تو البتہ مان لینے کے قابل ہوتا۔ بادشاہ یہ سن کر چپ ہو گیا۔ اور وہ قرآن وضعی گاؤ خورد ہو گیا۔ پس مرزا صاحب کی بعینہ اکبر بادشاہ کی سی مثال ہے کہ انہوں نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا اور قرآن ان کا غیر زبان میں اترا۔ جس کے سمجھنے اور سمجھانے میں بالکل لاچار تھے اور مرزا صاحب نے بھی دعوے پیغمبری کیا لیکن الہامات آپ پر ایسی عربی انگریزی زبانوں میں نازل ہوئے کہ جس کے سمجھنے اور سمجھانے اور تعمیل حکم بجالانے

میں باقرار خود قاصر اور لاچار رہے۔ پس ایسے مصنوعی قرآن اور مصنوعی الہاموں کا اعتبار مرزا صاحب کے ہی چندے مریدوں میں ہوگا اور کسی کو کیوں ہونے لگا ایسے ہی مرزا صاحب کے خدا کا بھی پتہ نہیں کہ کون ہے۔ کیونکہ وہ خود اپنی کتاب براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں۔ مجھے الہام ہوا ہے کہ ہمارا رب[1] عاجی ہے (جس کے معنے ابھی تک معلوم نہیں ہوئے) بلفظہٖ صفحہ ۵۵۶۔ براہین احمدیہ۔ اصل الہام حاشیہ میں ہے۔

لیجئے: مرزا صاحب کو اپنے خدا کا بھی اب تک پتہ نہیں کہ وہ کون ہے۔ اے غضب اور افسوس! جس شخص کو اپنے خدا کا بھی پتہ نہ ہو کہ کون ہے اس کے الہاموں کا کیا پتہ ہوسکتا ہے۔ کہ وہ کیا ہیں پھر وہ قطعی اور یقینی بھی ہیں۔

ناظرین و مرزائی نہایت غور اور توجہ سے خیال فرمائیں کہ جس ملہم کو اپنے خدائے ملہم کا بھی پتہ نہ ہو کہ وہ کیا اور کون ہے۔ پھر اس کے کسی الہام یا بات پر کیا اعتبار ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ خیر اب میں ہی مرزا صاحب کے خدا کا پتہ دیتا ہوں جس کی بابت وہ کہتے

[1] ہمارا رب عاجی ہے۔ الخ اصل الہام زبان عربی مرزا صاحب کا یہ ہے۔ رب اغفر وارحم من السماء ربنا عاج۔ (بلفظہٖ صفحہ ۵۵۵۔ براہین احمدیہ)۔ معنے اس کے یوں ہیں اے میرے رب میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر رب ہمارا عاج ہے۔ مرزا صاحب نے عاج کا ترجمہ عاجی کیا ہے۔ ناظرین پوچھ سکتے ہیں۔ کہ عاج کے معنے عاجی کیونکر ہوئے گویا صاف ہے کہ مرزا صاحب کا خدا عاج ہے اور عاج کا معنے صفحہ ۵۲۔۵۳۔ پر درج ہیں یعنی ہاتھی دانت اور گوبر حرف یاء نسبتی مرزا صاحب نے خود اپنی طرف سے لگا دیا۔ اور اسکے معنے ہاتھی دانت کا یا گوبر کا بنا کر اور بھی تشریح کردی ہے۔ پس بموجب الہام عربی مرزا صاحب کے انکا (رب عاج) خدا ہاتھی دانت یا گوبر ہے۔ مرزائیوں کو بھی مبارک ہو کہ ان کے پیغمبر کا خدا اور نیز ان کا ہاتھی دانت اور گوبر کا ہے۔ (منہ عفی عنہ ۱۲)

ہیں کہ ہمارا خدا عاجی ہے۔ (اس کے معنے ابھی تک معلوم نہیں ہوئے) تعجب ہے کہ مرزا صاحب کیوں کہتے ہیں کہ عاجی کے معنے معلوم نہیں ہوئے۔ کیا ان کے پاس کوئی چھوٹی موٹی لغت کی کتاب نہیں ہے؟ اگر ملہم نے معنے یا مطلب نہیں بتلائے تھے۔ تو کوئی کتاب ہی دیکھ لیتے جس سے عاجی کے معنے معلوم ہو جاتے۔ یہاں اگر مرزا صاحب بوجہ قصور حافظہ اور مرزائی یہ کہہ دیں کہ الہامی لفظوں کے معنے اور مطلب جو خدا ملہم بتائے یا سمجھائے وہی ہو سکتے ہیں۔ کتاب لغت پر اعتبار نہیں ہو سکتا اور نہ ایسے لفظوں کے واسطے کوئی کتاب لغت دیکھے جانے کا حکم ہے۔ لیکن یہ کہنا ان کا محض لغو اور باطل ہو گا کیونکہ مرزا صاحب اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اس طرح پر پہلے لکھ چکے ہیں۔ اور یہ الہام اکثر معظمات امور میں ہوتا ہے۔ کبھی اس میں ایسے الفاظ بھی ہوتے ہیں جن کے معنے لغت کی کتابیں دیکھ کر کرنے پڑتے ہیں۔ (بلفظہ ۲۳۸۔ براہین احمدیہ)

مرزا صاحب ہی اس کا جواب دیں گے۔ کہ انہوں نے کیوں عاجی اپنے خدا کے معنے لغت کی کتاب سے نکال کر نہ کئے اور کیوں کہہ دیا۔ کہ (اس کے معنے اب تک معلوم نہیں ہوئے) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سچا الہام آپ کی قلم سے نکل گیا۔ جب بعد میں اس کے معنوں پر علم ہوا اور مخالف معلوم ہوئے تو لکھ دیا۔ کہ اس کے معنے معلوم نہیں ہوئے مگر خداوند کریم کی حکمت ہے کہ مرزا صاحب کے ہی منہ اور قلم سے سچی بات نکل گئی۔ لیجئے میں دو معتبر کتب لغت سے لفظ عاجی مرزا صاحب کے خدا کے معنے تحریر کر کے پیش کرتا ہوں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ مرزا صاحب کا خدا کیا اور کون ہے۔ لفظ عاجی میں اصل لفظ عاج ہے اور حرف ''ی'' اس کے ساتھ نسبتی ہے۔ پس لفظ

عاجؔ کے معنے یہ ہیں۔

(ا) استخوان فیل۔ ناقہ کہ جائے خواب او نرم باشد۔ سرگین۔ کلمہ کہ بدان شتر رانند۔ راہ برممتلی۔(منتخب اللغات صفحہ ۳۰۴ بلفظہ)

(ب) عاج مبنیہ بالکسر زجر للناقۃ والعاج الزبل والناقۃ اللینۃ الاعطاف وعظم الفیل۔(قاموس ربع اول صفحہ ۱۲۷ سطر ۱۳ کالم ۲۔ وعاج ممتلی قاموس ربع اول صفحہ ۱۲۶ سطر ۱۰ کالم ۱)

(ج) واما لعاج الذی ھو عظم الفیل فنجس عند الشافعی۔

(د) فلبین من عاج ھو ھنا الزبل او ظھر السلحفاۃ والعاج الذی یعرفہ العامۃ عظم انیاب الفیل۔ بلفظ صفحہ ۴۳۶ کتاب لغت احادیث مجمع بحار الانوار سطر ۱۵۔۱۶)

پس لفظ عاجی کے معنے ہاتھی کے دانت کا یا والا۔ اونٹنی نرم جگہ پر سوئی ہوئی کا یا والا۔ گوبر کا یا والا۔ راہزن والا لتھڑہ ہوا یا لتھڑے ہوئے کا یا والا۔ ہوئے پس بقول مرزا صاحب ثابت ہو گیا۔ کہ مرزا صاحب کا خدا عاجی ہاتھی دانت کا یا گوبر کا ہے۔ یا مرزا صاحب جو ان معتبر کتابوں کے معنے کئے ہوئے ہیں۔ کسی ایک کو مان لیں۔ خواہ کوئی بھی ہو۔ جب ان کے ہی خاص قطعی اور یقینی الہام سے ان کا خدا ملہم عاجی۔۔ ہاتھی کے دانت کا یا ہاتھی کے دانت والا یا گوبر کا ہے تو پھر علماء و فضلاء و مشائخ صلحاء اہل اسلام مباہلہ کیلئے کیوں کشمکش ہو رہے ہیں۔ جتنی کاروائی مرزا صاحب کی اب تک

ل اصل الہام کی عبارت پچھلے صفحہ پر ماسبق میں گذر چکی ہے یا نسبتی مرزا صاحب نے الہام میں اپنی طرف سے لگائی ہے۔ منہ عفی عنہ ۱۲ ۲ے کسی ایک کو ا ۂ یعنی بطریق اجوف تو (باقی صفحہ آئندہ)

ہوئی ہے۔ سب خاک میں مل گئی اور ملیامیٹ ہوگئی میرے خیال ناقص میں ہے کہ یہ صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ کا کسی کے زیرنظر یا مطالعہ میں نہیں آیا۔ ورنہ پہلے ہی سے یہ سب جھگڑے بکھیڑے ختم ہو جاتے۔ مگر اتفاق ہے کہ ایسا نہ ہوا۔ جب مرزا صاحب کا خدا ملہم عاجی جسکے معنے اوپر ہو چکے ہیں۔ تب مرزا صاحب کے الہامات مندرجہ ذیل کے معنے کیا ہوئے اور کیا سمجھے جائیں گے۔

(۱) جس نے میری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ۔ صفحہ ۷۸ انجام آتھم

(۲) مجھ کو دونوں جہاں کی رحمت کے واسطے بھیجا۔ // //

(۳) خدا نے میرا نام مسیح ابن مریم رکھا۔ // ۷۵ //

(۴) عیسیٰ مرچکے عیسیٰ میں ہوں۔ // ۸۰ //

(۵) خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا۔ (صفحہ ۴۲ انجام آتھم)

ان الہاموں میں سے صاف ہے کہ مرزا صاحب کی جس نے بیعت کی اس کا ہاتھ ہاتھی کے دانت والے یا گوبر والے کے ہاتھ پر ہوا۔ گوبر والے نے دوجہان کی زحمت کیواسطے مرزا صاحب کو بھیجا۔ جو اظہر من الشمس ہے۔ جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہ بھی ضروری ہے کہ آپ کے خدا عاجی نے آپ کا نام عیسیٰ بھی رکھ دیا ہوگا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا بلکہ نہایت ہی قرین قیاس اور یقینی امر ہے کہ خدا عاجی گوبر کا ہے۔ تو اس کا عیسیٰ بھی نفاست میں اس سے بڑھ چڑھ کر ہونا چاہیے۔ سو میں اس عیسیٰ کو جس

(بقیہ صفحہ سابقہ) صاف بیان ہو چکا ہے۔ اگر بطریق ناقص بھی مرزا صاحب لفظ عاجی یا عاج کا کچھ بنانا چاہیں تو بھی ان کے خدا کی کوئی اچھی ترکیب یا توصیف نہیں نکلتی اور نہ کوئی خدا کے اسماء میں سے نہ صفات میں سے کچھ بن سکتا ہے۔ منہ عفی عنہ ۱۲

کی تعریف مرزا صاحب نے خود کر کے اپنے پر منطبق کیا ہے ناظرین کے ملاحظہ کیلئے ضبطِ تحریر میں لاتا ہوں۔ اور نہایت ہی خوش ہوں کہ مرزا صاحب اعلیٰ درجہ کے منصف مزاج ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ”مجھے سخت تعجب ہے کہ ہمارے علماء عیسیٰ کے لفظ پر کیوں چڑتے ہیں۔ اسلام کی کتابوں میں تو ایسی چیزوں کا بھی عیسیٰ نام ہے جو سخت مکروہ ہیں چنانچہ برہان قاطع میں حرف عین میں لکھا ہے کہ عیسیٰ دہقان کنایہ شراب انگوری سے ہے عیسیٰ نوماہہ اس خوشہ انگور کا نام ہے۔ جس سے شراب بنایا جاتا ہے۔ اور شراب انگوری کو بھی عیسیٰ نوماہہ کہتے ہیں اب غضب کی بات ہے مولوی لوگ شراب کا نام تو عیسیٰ رکھیں اور تالیفات میں بے محابا اس کا ذکر کریں اور ایک پلید چیز کی ایک پاک کے ساتھ مشارکت کریں۔ اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ عیسیٰ کے نام سے موسوم کرے وہ ان کی نظر میں کافر ہو۔ بلفظہٖ صفحہ ۲۰ سطر ۱۰ کتاب نشان آسمانی تصنیف مرزا صاحب۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ خدا عاجی ایک پلید اور خبیث چیز گوبر ہے تو اس کا عیسیٰ شراب جوام الخبائث ہے درست اور بجا ہے۔ یعنی خدا ملہم گوبر اور عیسیٰ ملہم شراب، کیا عمدہ مماثلت ہوئی۔ ع ......وزیرے چنیں شہر یارے چناں

ان تحریروں پر تو میں مرزا صاحب سے بالکل اتفاق کر کے صاد کرتا ہوں اور ان کے انصاف اور راستبازی کی داد دیتا ہوں اور یہاں علماء سے مجھے کلام ہے کیونکہ جب مرزا صاحب اپنے خدا کا نام عاجی۔ گوبر لکھتے ہیں اور اپنے آپ کو عیسیٰ نوماہہ یا عیسیٰ دہقان تحریر کرتے ہیں۔ جو شراب انگوری ہے تو پھر ان کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں اور عیسیٰ کہلانے میں کیوں ناحق چڑتے ہیں۔ یہ بے شک ان کی زبردستی ہے۔ اس کے پیچھے پڑنے اور چڑنے کی وجہ بتلانے میں مجھے اس لئے کسی قدر تامل ہے کہ

مرزا صاحب نے کوئی خاص اشتہار جلی قلم کا انعامی یا سزائی نہیں دیا۔ کہ ہمارا خدا عاجی (ہاتھی کے دانت کا یا گوبر کا ہے) اور میں عیسیٰ دہقان یا عیسیٰ نو ماہہ شراب انگوری ہوں جس سے علماء مخالفین کو خبر ہو جاتی اور مخالفت سے ان کا منہ بند ہو جاتا ہے۔ البتہ مرزا صاحب عیسیٰ کا یہاں جواب یہ ہو سکتا ہے کہ جب ہم نے کتابوں میں رسالوں میں لکھ دیا ہے اور کتابیں میں ہر جگہ موجود ہیں۔ تو پھر ضرورت کسی اشتہار کی نہیں تھی صحیح ہے۔ لیکن اگر اشتہار انعامی یا مباہلی بھی بطور تبلیغ شائع فرماتے اور مخالفین کو پہلے ہی سے یہ عقیدہ آپکا معلوم ہو جاتا تو خواہ نخواہ بے سود علمی بحثیں کر کے تضیع اوقات نہ کرتے۔ اب میں نہایت ادب سے بخدمت شریف علماء وفضلا اہل اسلام و دیگر طلباء ہدایت غیر اسلام عرض کرتا ہوں کہ خدا کیلئے اب تو مرزا صاحب کا پیچھا چھوڑ دیں (جبکہ انہوں نے سچ سچ کہہ دیا ہے کہ ہمارا خدا عاجی۔۔ ہاتھی دانت کا۔ یا گوبر کا ہے) اور میں عیسیٰ دہقان یا عیسیٰ نو ماہہ (شراب انگوری ہوں) تو پھر ہرگز نہ چڑیں اور نہ برا منائیں۔ اب صاف ہو گیا ہے کہ ان کا خدا گوبر اور عیسیٰ شراب انگوری۔ اسکی رہائش کا دیان (حرص والی) ان کی الہامی کتاب انجیل انجام آتھم معہ ضمیمہ ہے۔ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو مبارک ہو۔

(۸۔۹) میں مرزا صاحب کا وہی دعویٰ پیغمبری ہے۔ یہانتک کہ جب موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں تو اب آپ بھی کلیم اللہ ہیں۔ شائد کوہ طور کی بجائے آپ کا پڑاوہ کہنہ کا کوئی ٹیلا ہو۔

(۱۰) اس میں مرزا صاحب کو معراج جسمانی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار ہے اور یہ کاسہ لیسی کسی ریفارمر صاحب بہادر کی ہے جو تمام اہل اسلام کی

مخالفت میں آیات اور احادیث متواترہ واقوال جمہور علماء متکاثرہ کا صریح انکار کر دیا ہے۔اور یہاں پر ایک اور غضب کیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت توہین کی ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر نورالانوار کو توبہ نعوذ باللہ منہا کثیف (جو ضد ہے لطیف کی) لکھ دیا ہے۔ جیسے لکھتے ہیں۔ اگر اس جگہ کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات سے ہے۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج جسم کے ساتھ کیونکر جائز ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ (بلفظہٖ حاشیہ صفحہ ۴۷۔ ازالہ اوہام) حالانکہ اپنی کتاب الہامی براہین احمدیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت لکھتے ہیں۔ یعنی جبکہ وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کئی نور جمع تھے سوان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الٰہی سے وارد ہو گیا اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باوجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا۔ (بلفظہٖ براہین احمدیہ صفحہ ۱۸۰)

خیال فرمائیے۔ کہاں حضرت احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم مبارک مجمع الانوار تھا اور کہاں مرزا صاحب کی تفریط کہ اسی جسم مبارک کو کثیف لکھ دیا خدا پناہ میں رکھے ایسے مردود اعتقاد سے۔ آمین ثم آمین۔ اہل اسلام اور اہل سنت والجماعت کے عقائد میں ہے کہ اگر کوئی شخص توہینا کسی نبی علیہ السلام کے میلے کپڑے کو میلا کہے گا تو کافر ہو جائیگا چہ جائیکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر نورالانوار کو (یری من خلفه کما یرا من قبله ۔ جو آگے پیچھے سے برابر دیکھتے تھے اور مگس تک جسم پر نہیں بیٹھتی تھی اور اسی لئے سایہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نہیں تھا) جسم

کثیف لکھ دیا۔

میں مرزا صاحب کا ہی اعتقاد پیش کرتا ہوں کہ جو شخص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کو کثیف کہے وہ کون ہے۔ وھو ھٰذا۔

نور شان یک عالمے را در گرفت | تو ہنوز اے کور در شور و شرے
لعل تابان را اگر گوئی کثیف | زین چہ کاہد قدر روشن جوہرے
طعنہ بر پاکان نہ بر پاکان بود | خود کنی ثابت کہ ہستی فاجرے

(بلفظہٖ دیباچہ براہین احمدیہ صفحہ ۱۵ سطر ۹۔)

لیجئے یہاں! اپنی ہی مثبتہ اور مسلمہ دلیل سے مرزا صاحب جو پیغمبری اور خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک مجمع الانوار کو کثیف کہہ کر خود فاجر ثابت ہو گئے۔ اب وہی کسی بزرگ[۱] کا قول بھی مرزا صاحب پر ثابت ہو گیا۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد | میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

کیا خوب! مرزا صاحب کے شعر کے مطابق ہی کسی بزرگ[۲] کا قول بھی منطبق ہو گیا۔ پس مرزا صاحب کی پردہ دری عنقریب ہے۔ اور رفتہ رفتہ ہو رہی ہے۔ آخر موقع بھی جو علی الاعلان پردہ دری کا ہونے والا ہے اب بہت ہی قریب معلوم ہوتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

۱؎ مرزا صاحب نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں پہلے یہ لکھا تھا کہ جب خود پیغمبر ہے تو جسم اطہر کو کثیف لکھ دیا۔ ۱۲

۲؎ حضرت مولانا و بالفضل کمال اولنا روم علیہ الرحمہ ۱۲ منہ

اللہ تعالیٰ اپنے قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ کہ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۔ وَّرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ۔ (پ ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر ۵۶، ۵۷) یعنی یاد کرو (اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم) حضرت ادریس علیہ السلام کا حال تحقیق تھا وہ سچا نبی اٹھالیا ہم نے اس کو مکان عالی پر۔

تمام تفاسیر اور کتب اہل اسلام میں یہی معنے اور یہی اعتقاد ہے۔ کہ حضرت ادریس علیہ السلام یا الیاس علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھائے گئے اور اسی جسم عنصری کے ساتھ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ۔ (پ ۶ سورۃ النساء ۱۵۷، ۱۵۸) وہی لفظ رفع کا یہاں بھی ہے۔ یہاں پر صرف حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول کتاب فصوص الحکم سے نقل کرتا ہوں۔ جن کی سند یں مرزا صاحب بھی اپنے ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں۔ ”فرماتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام ہی ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام سے پیشتر نبی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو مکان عالی پر اٹھالیا۔ پس وہ قلب الافلاک یعنی فلک الشمس میں رہتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ شہر بعلبک کی طرف ان کو مبعوث فرمایا“۔ کیا اب بھی آپ کو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمی معراج شریف محالات سے معلوم ہوتا ہے؟ کیا خداوند کریم کو آپ قادر نہیں سمجھتے۔ کیا مرزا صاحب کے فلسفہ توڑنے کی قدرت اللہ تبارک وتعالیٰ میں نہیں۔ ہاں البتہ ان کے خدا عاجی میں ضرور قدرت نہیں ہے۔ اس لئے اپنے فلسفی ڈھکوسلے آیات و احادیث اجماع امت کے مقابلہ میں بڑے زور سے بترجیح پیش کرتے ہیں۔ جو نہایت بودے اور نا قابل لحاظ ہیں۔

(۱۱) یہ دعوے عربی دانی کا بھی محض غلط ہے کیونکہ مرزا صاحب سے بڑے بڑے فاضل عربی اس وقت پنجاب و ہندوستان میں موجود ہیں جن کی عربی دانی مسلمہ ہے۔

(۱۲) آسمان پھاڑ کر مسیح علیہ السلام کا آنا۔ مرزا صاحب کی طرف سے تمسخر اور استہزا ہے۔ اور یہی استہزا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج شریف جسمانی میں ہے کہ وہ آسمان پھاڑ کر تشریف لے گئے اور واپس تشریف۔ آپ نے بھی آریوں سے لڑتے جھگڑتے یہ عقیدہ حاصل کر لیا کہ خداوند تعالیٰ قادر مطلق نہیں جو کسی کو آسمان پر زندہ بجسد عنصری لیجا سکے۔

(۱۳) مرزا صاحب میں تو خدا کی روح باتیں کرتی ہے اور دیگر آپ کے حواریوں میں نعوذ باللہ کسی معلم الملکوت کی روح باتیں کرتی ہے۔

(۱۴) ہاں بیشک مرزا صاحب پر جھوٹے الہامات کا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔

(۱۵) مرزا صاحب نے ۹۔ مولوی صاحبان کی طرف قلم اٹھایا مگر دس مولوی صاحبان کے نام درج کیے اور بعض مولوی صاحبان اہل حدیث جو آپ کے جانی دوست تھے۔ وہ ایسے ایسے خلاف شرع دعوے نبوت سے جانی دشمن بن گئے۔

(۱۶) حکیم نورالدین صاحب مرزا صاحب کے فاضل بزرگ ہیں۔ تو کیا سبب وہ بھی مرزا صاحب کے برابر فصیح کلام لکھ سکتے ہیں جیسے کہ ان کا دعویٰ نمبر ۱۱ میں گذر چکا ہے۔ اگر حکیم صاحب کے برابر فصیح کلام لکھ سکتے ہیں تو مرزا صاحب کے فاضل بزرگ نہیں۔ ایک نہ ایک بات تو ضرور غلط ہو گی کیونکہ اجتماع الضدین محال ہے۔ اور یہ اعتقاد بھی عجیب ہے کہ حکیم صاحب تو فاضل بزرگ اور دیگر تمام فضلاء ہندوستان اور پنجاب کے ہیچ اور پوچ ہوں۔

(۱۷) یہ بھی ہرگز صحیح نہیں۔ اگر مرزا صاحب کی ایسی دعا ہوتی جو بجلی کی طرح کودتی ہے تو مسٹر عبداللہ آتھم کے واسطے ۶۔ ستمبر ۱۸۹۴ء کو رخصت لیکر نہ چلی جاتی اور نہ آپ کو وقت پر دھوکہ دیتی۔ اور آپ کے معہ اہل بیت پر حوارئین کی تضرع وزاری کے وقت پر آموجود ہوتی۔ افسوس ایسی دعا بجلی کی طرح ہو اور قادیان سے امرتسر تک بھی پہنچ نہ سکی اگر یہ دعا آپ کی پاس ہوتی تو ایک بھی مولوی زندہ نہ رہتا اور ایک بھی پادری دنیا پر نہ رہتا اور آپ کی عیسویت نمایاں طور پر ہوتی۔ اور ایک بھی آریہ صفحہ ہستی پر نہ رہتا۔ اور لیکھرام کو کئی سال تک فرشتے تلاش کرتے نہ پھرتے۔ اور آپ کے قادیان کے رہنے والے سب کے سب غارت ہو جاتے حتیٰ کہ آپکو طلاق اور عاق کرنے کی بھی نوبت نہ پہنچتی۔ یہی دعا ہے جس کا آپ فخر کرتے ہیں۔ جو مینڈک طرح نہ کودی۔ جب کبھی آپ نے دعا کی تو یہ کہ فلاں پادری پندرہ ماہ کے اندر مرے گا۔ فلاں مولوی ایک سال تک مرے گا۔ فلاں آریہ چھ سال میں مرے گا۔ جو کوئی میرے ساتھ مباہلہ کرے ایک سال میں مرجائے گا۔ نہایت ہی افسوس ہے کہ کبھی آپ نے ی دعا نہ کی کہ میرے قادیان کے رہنے والے سیدھے ہو جائیں۔ کبھی آپ نے یہ دعا نہ کی کہ پادری اور آریہ مسلمان ہو جائیں۔ کبھی یہ دعا نہ کی کہ میرے مخالف مولوی و دیگر اہل اسلام میرے دوست ہو جائیں ایسی دعا اگر ریل کی طرح نہ سہی کسی لنگڑے گھوڑے ٹٹو کی طرح چلتی تو بھی منزل مقصود تک پہنچ جاتی۔ مگر مرزا صاحب نے کچھ نہ کیا کیا تو یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر زور دیکر خود ان کی جگہ ہونے کا دعویٰ علی الاعلان کردیا۔ یہاں مجھے ایک روایت بطور لطیفہ یاد آگئی ہے۔

لطیفہ: مرزا صاحب نے سرسید احمد خان صاحب بہادر کے پیرو سے کہا کہ انہوں

نے مسلمانوں کا کیا بنا دیا۔ کونسی بڑی بات کر کے دکھلائی کونسی نئی ریفارمری کی۔ اس پیرو نے کہا۔ کہ سرسید صاحب نے بہت ہی بڑا کام کیا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا فوت ہو جانا ثابت کر دیا۔ جس سے آپ کو اپنے مسیح موعود ہونے کا موقعہ ہاتھ آ گیا۔

الحمد للہ! کہ خلاصہ معہ مختصر جوابات رسالہ انجام آتھم ختم ہوا۔ اسکے بعد مرزا صاحب نے انجام آتھم کا ضمیمہ بھی چھپوایا اس کو بھی دیکھا گیا۔ ضرور ہوا کہ اس کا بھی خلاصہ ہدیہ ناظرین کیا جائے جس سے مرزا صاحب کی بہادری اور بھی بڑھ چڑھ کر معلوم ہو گئی۔

پنجم خلاصہ مختصر ضمیمہ انجام آتھم

(۱) یہودی صفت مولوی ان کے (عیسائیوں) ساتھ ہو گئے۔ (صفحہ ۳)

(۲) مگر شائد بدذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں۔ (صفحہ ٦)

(۳) یہ تو وہی بات ہوئی جیسا کہ کسی شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی؟ (بلفظہ حاشیہ صفحہ ۵)

(۴) آپ کے (حضرت مسیح علیہ السلام) ہاتھ میں سوائے مکر اور فریب کے کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جنکے وجود سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شائد اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ سر پر ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کا پلید عطر

اس کے سر پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔ (صفحہ ۷)

(۵) مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدائے تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی وہ کون تھا۔ (صفحہ ۹۔ سطر ۱۶۔ بلفظہ)

(۶) اے مردار خوار مولویو اور گندی روحوائے ایمان اور انصاف سے دور بھاگنے والو تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ جو عیسائیوں نے کھائی ہے۔ بے ایمان اور اندھے مولوی۔ ملخصاً صفحہ ۲۱۔ ۲۲)

(۷) شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار جو ۸۴۰ھ میں تالیف ہوئی تھی۔ مہدی موعود کے بارہ میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔ درار بعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المھدی من قریۃ یقال لھا کدعہ یصدقہ اللہ تعالیٰ ویجمع اصحابہ من اقصی البلاد علیٰ عدۃ اھل بدر بثلاث مائۃ وثلاثۃ عشر رجلا ومعہ صحیفۃ مختومۃ (ای مطبوعۃ) فیھا عدد اصحابہ باسم ئھم وبلادھم وخلالھم۔ یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا۔ جس کا نام کدعہ ہے (یہ دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے) پھر فرمایا۔ کہ خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا۔ یعنی تین سو تیرہ ہونگے اور ان کے نام بقید مسکن وخصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہونگے۔ اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ وہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرے اس کے پاس چھپی ہوئی کتاب ہو۔ جس

میں اس کے دوستوں کے نام ہوں لیکن میں پہلے اس سے بھی آئینہ کمالات اسلام میں تین سو نام درج چکا ہوں۔اب دوبارہ اتمام حجت کیلئے تین سو تیرہ نام ذیل میں درج کرتا ہوں۔تا ہر ایک منصف سمجھ لے کہ یہ پیشین گوئی بھی میرے ہی حق میں پوری ہوئی۔(صفحہ ۴۰۔۴۱ انتہیٰ)

خلاصہ مختصر ضمیمہ ختم ہوا۔جواب مختصر شروع زیب قلم ہوا

حضرات ناظرین۔مرزا صاحب نے ضمیمہ الہامی میں پہلے تو مولوی صاحبان پر اس طرح کی گالیوں کی شلک کی ہے۔یہودی۔بدذات۔مردار خوار۔گندی روح۔بے ایمان۔اندھے۔کتے وغیرہ۔بعد اس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سخت زبان درازی کی نعوذ باللہ منہا۔جس کے نقل کرنے سے نہایت خوف آتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے نقل کرنے پر بھی خداوند کریم اخذ کرے۔لیکن مرزا صاحب کے ایمان پر نہایت تعجب ہے کہ باوجود ایسی گندی گالیوں اور توہین کے (جو ایسے اولوالعزم پیغمبر علیہ السلام کی شان میں کی گئی ہے) پھر بھی ایمان میں روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے۔حتیٰ کہ خدائی کے درجہ تک پہنچ گئے ہیں۔اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی ذات خاص تک نہیں بلکہ ان کی دادیوں نانیوں کو بھی نہ چھوڑا۔افسوس۔لکھتے ہیں۔کہ ایک زنا کار کنجری نے آپ کے سر ناپاک اور حرام کی کمائی کا عطر ملا۔اور انہوں نے اس کو بغل میں لیا وغیرہ وغیرہ۔کیوں صاحبو! آپ نے ایسے ایسے الزامات واتہامات سب وشتم کہیں اہل اسلام کی عقائد کی کتابوں میں دیکھے یا سنے ہیں؟ العیاذ باللہ اہل اسلام میں کوئی بھی ایسا نہیں جو ایسے عقائد والے کو کافر نہ

کہے بلکہ جس کے عقائد میں توہین انبیاء جائز اور سخت گندی گالیاں نکالنا درست ہو وہ کافر نہیں بلکہ اکفر ہے۔ یہی علم کلام اور کتب عقائد میں درج ہے۔

مرزا صاحب نے جو ایک کنجری کو بغل میں رکھنا اور سر پر حرام کا عطر ملوانا لکھا ہے اس کا قصہ انجیل میں یوں لکھا ہے۔ جس کو مرزا صاحب نے کس قدر محرف کیا ہے۔ وھو ھٰذا۔

اس شہر میں ایک عورت گناہ گار تھی۔ جب جانا کہ وہ فریسی کے گھر کھانے بیٹھا ہے سنگ مرمر کے عطر دان میں عطر لائی اور وہ نیچے پاؤں کے کھڑی تھی۔ اور رو رو کے آنسوؤں سے اس کے پاؤں دھونے لگی۔ اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھ کے اس کے پاؤں کو شوق سے چوما اور عطر ملا اور اس فریسی نے جس نے اس کی دعوت کی تھی۔ یہ دیکھ کر دل میں کہا کہ اگر یہ نبی ہوتا تو جانتا کہ یہ عورت جو اسکو چھوتی ہے کون ہے؟ اور کیسی ہے کیونکہ گناہگار ہے۔ یسوع نے اسے جواب میں کہا کہ اے شمعون میں تجھے کچھ کہا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا اے استاد کہہ۔ ایک شخص کے دو قرضہ دار تھے۔ ایک پانچ سو دینار کا، دوسرا پچاس کا۔ پر جب ان کو ادا کرنے کا مقدور نہ تھا دونوں کو بخش دیا سو کہہ ان میں سے کونسا اس کو زیادہ پیار کرے گا۔ شمعون نے جواب میں کہا۔ میری دانست میں وہ جسے اس نے زیادہ بخشا۔ تب اس نے اسے کہا۔ کہ تو نے ٹھیک فیصلہ کیا اور اس عورت کی طرف متوجہ ہو کے شمعون سے کہا کہ تو اس عورت کو دیکھتا ہے؟ میں تیرے گھر آیا۔ تو نے مجھے پاؤں دھونے کو پانی نہ دیا۔ لیکن اس نے میرے پاؤں آنسوؤں سے دھوئے۔ اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھے۔ تو نے مجھ کو نہ چوما لیکن اس نے جب سے میں آیا میرے پاؤں کو شوق سے چومنا نہ چھوڑا۔ تو نے میرے سر پر

تیل نہ ملا پر اس نے میرے پاؤں پر عطر ملا۔ اس عورت سے کہا تیرے گناہ معاف ہوئے۔ (بلفظہ لوقا باب ۷ آیات ابتداء ۳۷۔ لغایت ۴۸)

دیکھئے ! مرزا صاحب کتنا بڑا اندھیرا اور کذب کا استعمال کیا ہے۔ ایک ذرہ بھر بھی خدا کا خوف نہ آیا۔ کہ ایسا بہتان صریح ایک اولوالعزم پیغمبر علیہ السلام کی شان میں لگا دیا ہے۔ ایک گنہ گار عورت کو (جو بہ تقاضائے بشریت بجز پیغمبران علیہم السلام سب گنہگار ہیں) کنجری زنا کار بنا دیا۔ حالانکہ اس گنہ گار عورت نے محض اپنے گناہوں کی معافی کے واسطے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تھا۔ اور نہایت ہی گریہ وزاری اور ادب سے حضرت کے پاؤں چومے اور ان پر عطر ملا۔ اور پیچھے ہٹ کر پاؤں کے پاس کھڑی رہی۔ مرزا صاحب کے بہتانات کیا ہیں۔ کہ یسوع نے اس کنجری کو بغل میں لیا۔ اور حرام کی کمائی کا عطر اپنے سر پر ملوایا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔ کیا اگر کوئی گنہ گار مرد یا عورت مرزا صاحب کے پاس بیعت کیلئے جائے تو بیعت نہ کریں گے۔ اور اگر وہ مرد یا عورت بیعت کے اول یا بعد کوئی نذرانہ خوشبو عطر وغیرہ پیش کرے تو مرزا صاحب قبول کر کے اس کی مغفرت یا نجات کیلئے دعا نہ کریں گے۔ اور اس عطر کو جمعہ یا عیدین کو بھی ریش مبارک پر لگا کر مہکتے ہوئے نہ جائیں گے؟ ضرور بضرور ایسا ہی کریں گے۔ کیا مرزا صاحب یقیناً کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان کی خاص جماعت بلکہ فہرست اہل بدر بالکل معصوم اور بے گناہ ہے؟ اگر مرزا صاحب کا اعتقاد ہے۔ کہ ان کی جماعت کے صحابہ گنہ گار نہیں بلکہ معصوم ہیں۔ اس صورت میں سب کے سب انبیاء ہوئے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ ۔

الغرض: یہ جس قدر بہتانات مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام پر لگائے ہیں۔اور سخت توہین کر کے گندی گالیاں دیں ہیں۔ یہ ان کی سراسر زبردستی اور خدا تعالیٰ سے بے خوفی اور لاپرواہی کا باعث ہے۔اور یہود اور نصاریٰ کی پیروی کی ہے۔ سومیں ان سب بہتانات اور الزامات کا جواب مرزا صاحب کی ہی تحریرات سے پیش ناظرین کرتا ہوں۔اور انہیں کے عطیہ خطابات کو جو انہوں نے خود تجویز کر کے لکھے ہوئے ہیں۔ان کے ہی قبول کرنے کے لئے پیش کرتا ہوں۔ سنئے۔

اول: مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

(بلفظہ آئینہ کمالات صفحہ ۲۲۵)

مرزا صاحب نے کیا عمدہ رحم کو گھٹا کر دعائیں دیں ہیں۔گالیوں کو نزدیک تک بھٹکنے نہیں دیا۔رحم کو بے رحمی میں ڈال دیا۔اور غیظ کو غضب الٰہی میں۔

ع .... برعکس نہند نام زنگی کافور

دوم: مرزا صاحب لکھتے ہیں۔یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار دقیقہ بصورت اقوال و افعال انبیاء سے ظہور میں آتے رہے ہیں۔ جو نادانوں کی نظر میں سخت بیہودہ اور شرمناک کام تھے۔جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصریوں کے برتن اور پارچات مانگ کر لے جانا اور پھر اپنے صرف میں لانا۔حضرت مسیح علیہ السلام کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اس کا عطر پیش کردہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا۔استعمال کرنا اور لگانے سے روک نہ دینا۔اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تین مرتبہ ایسے طور پر کلام کرنا

جو بظاہر دروغ ہیں۔ داخل تھا پھر اگر کوئی تکبر اور خودستائی کے راہ سے اس بنا پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ کہے۔ کہ نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانے والا تھا۔ یا حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت یہ زبان پر لائے کہ وہ طائف کے گندمال کو اپنے کام میں لایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے۔ اس کی وجہ ان کی دروغ گوئی ہے تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے۔ اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔ (بلفظہ آئینہ کمالات ص ۵۹۸)

لیجئے۔ مرزا صاحب۔ آپ کو مبارک ہو۔ وہی خطابات جن کو آپ اپنے الہامات سے پہلے لکھ چکے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ بموجب اپنے الہام قطعی اور یقینی کے وہی کچھ یعنی پاک لوگوں کی فطرت کے مغائر وغیرہ وغیرہ بقول اپنے سب کچھ ثابت ہو گئے اور عیسیٰ نو ماہہ کی پوری تصدیق ہو گئی۔

سوم : مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ مسیح علیہ السلام کا بیان کہ میں خدا ہوں، خدا کا بیٹا ہوں، میری خودکشی سے لوگ نجات پا جائیں گے۔ کوئی آدمی اس کو دانا یا راہ راست پر نہیں کہہ سکتا۔ مگر الحمدللہ قرآنی تعلیم نے ہم پر کھول دیا ہے کہ ابن مریم پر سب جھوٹے الزام ہیں۔ (بلفظہ ملخصاً صفحہ ۳۱۔ نور القرآن ماہ جون، جولائی اگست ۱۸۹۵ء)

یہاں پر مرزا صاحب نے خود حضرت مسیح علیہ السلام پر جھوٹے الزام لگا دیئے ہیں۔ جو خلاف تعلیم قرآنی ہیں۔ اور عمداً حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹے بہتانات اور الزامات لگائے گئے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ وہ خود اپنی ہی تحریر سے نادان ہیں۔ اور راہ راست پر نہیں۔ آگے چلیے!

(حاشیہ صفحہ آئندہ)

چہارم : مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ ان دو مقدس نبیوں[۱] پر یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح علیہ السلام پر بعض بدذات اور خبیث لوگوں نے سخت افتراء کئے ہیں۔ چنانچہ ان پلیدوں نے لعنت اللہ علیہم پہلے نبی کو تو...... قرار دیا جیسا کہ آپ نے اور دوسرے کو ولد الزنا کہا۔ جیسا کہ پلید طبع یہودیوں نے۔ (بلفظہ صفحہ ۳ سطر ۳۱ رسالہ نور القرآن ماہ ستمبر ۱۸۹۵ء سے اپریل ۱۸۹۶ء تک)

لیجئے! مرزا صاحب خود بخود اپنی ہی الہامی تحریر سے جو انہوں نے مولوی صاحبان اور بزرگوں کو گالیاں دی ہیں۔ اس کے مصداق بن گئے۔ سبحان اللہ۔ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔ کیا عمدہ معجزہ عیسوی ثابت ہوا کہ جیسی مرزا صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں دی تھیں۔ اپنے ہی منہ سے ویسے بن گئے اور جو اہل اسلام کے علماء اور صلحاء کو لعنتیں اور گالیاں دی تھیں۔ وہی بعینہ الٹ کر ان پر وارد ہو گئیں اور وارد بھی ایسی ہوئیں کہ اپنے ہی الہام قطعی اور یقینی کے رو سے اور وہ حدیث شریف نہایت ہی صادق اظہر من الشمس ہوئی جس میں ذکر ہے کہ جو شخص کسی پر لعنت کرتا ہے۔ اگر وہ ناقابل لعنت ہے تو وہ لعنت لعنت کرنے والے پر واپس آتی ہے۔ سو یہ لعنتیں آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے ہی الٹ کر مرزا صاحب پر عود کر گئیں جس کی مبارک باد دی جاتی ہے۔ یہاں علماء صلحاء عظام کی کرامت بھی نمایاں ہوئی۔

[۱] مرزا صاحب بھی خلاف تعلیم قرآن شریف ازالہ اوہام کے صفحہ ۳۰۲ میں لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے ہیں۔ یہودیوں کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ یوسف نجار سے حضرت مریم علیہا السلام کا نعوذ باللہ ناجائز تعلق ہوا اور حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ وہی الزام مرزا صاحب نے قائم کیا اور یوسف نجار کا بیٹا تحریر کیا۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

ہاں! ایک جگہ کتاب رسالہ جنگ مقدس ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب اس طرح بھی لکھتے ہیں کہ ”میں حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک سچا نبی اور برگزیدہ خدا تعالیٰ کا پیارا بندہ سمجھتا ہوں۔ بلفظ مباحثہ ۲۷ مئی ۱۸۹۳ء صفحہ ۱۴۱۔ پھر لکھتے ہیں کہ گالی کا استعمال جو کیا گیا ہے وہ ان کا الزامی جواب ہے۔ ملخصاً۔

یہ بات ۱۸۹۳ء کی ہے کہ جب کے مرزا صاحب کے دل میں گالیاں بھری ہوتی تھیں اور پھر ۱۸۹۵ء و ۱۸۹۶ء میں زبان پر، قلم پر، کتابوں پر آگئیں۔ پھر جو چاہا سو کہہ دیا۔ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ شریر انسانوں کا طریق ہے کہ ہجو کرنے کے وقت ایک تعریف کا لفظ بھی لے آتے ہیں۔ گویا وہ منصف مزاج ہیں۔ کتاب ست بچن صفحہ ۱۳ حاشیہ نمبر ا۔ یہی طریق مرزا صاحب نے بھی اختیار کیا جس سے خود ہی شریر بھی ثابت ہو گئے۔ یہاں ایک بات قابل غور بھی ہے۔ کہ جب تک مرزا صاحب نے تمام جہاں کے علماء و فضلاء کرام و مشائخ عظام اور اولوالعزم پیغمبران علیہم السلام کو گالیاں نہ دیں خوب توہین نہ کریں۔ اور ان کی اچھل اچھل کر گستاخی نہ کریں۔ تو ان کی بزرگی کی پٹری کیسے جم سکتی ہے۔ جیسے مرزا صاحب خود لکھتے ہیں۔ مگر ایسے جاہلوں کا ہمیشہ سے یہی اصول ہوتا ہے کہ اپنی بزرگی کی پٹری جمنا اسی میں دیکھتے ہیں کہ ایسے بزرگوں کی

ا قرآن شریف الخ.... اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ مِنهُم مَّن قَصَصنَا عَلَيكَ وَمِنهُم مَّن لَّم نَقصُص عَلَيكَ۔ یعنی پیغمبران علیہم السلام میں سے بعض کا ہم نے ذکر کیا ہے اور بعض کا نہیں کیا مگر مرزا صاحب تو اسی پیغمبر پر ایمان رکھتے ہیں جس کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے۔ باقی پر نہیں.... العیاذ باللہ (۱۲ منہ عفی عنہ) اور جو شخص بعض انبیاء علیہم السلام کا مقر نہ ہو وہ کافر ہے۔ لفظہ غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار صفحہ ۵۱۲ سطر ۱۵ (منہ عفی عنہ)

خواہ مخواہ تحقیر کریں۔ (صفحہ ۱۸۔ سطر ۱۴۔ ست بچن مرزا صاحب کی اس جگہ خود ہی جاہل بھی ثابت ہو گئے۔)

جب مرزا صاحب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دے دے کر تھک گئے اور جو کچھ کہ سینہ شب و شتم کے گنجینہ میں بھرا ہوا تھا۔ خرچ کر چکے تب خیال ہوا کہ میں نے یہ کام نہایت بُرا کیا ہے۔ جس سے میں اہل اسلام کے تمام فرقوں میں سے نکل گیا ہوں مسلمان لوگ فوراً مجھ کو کافر کافر کہہ اٹھیں گے۔ تب کیا بات بناتے ہیں کہ مسلمانوں کو واضح رہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں یسوع کی خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ (بلفظہ صفحہ ۹۔ سطر ۱۶۔ ضمیمہ) اس کے لکھنے سے مرزا صاحب کی منشاء اور مراد یہ ہے کہ میں نے یسوع کو گالیاں دی ہیں۔ جس کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں۔ اگر قرآن میں ذکر ہوتا کہ یسوع پیغمبر ہے تو گالیاں نہ دیتا۔

ناظرین! ذرا مرزا صاحب کے اس حیلہ واہیہ پر غور فرمائے گا۔ کیا جس پیغمبر علیہ السلام کا قرآن شریف میں ذکر نہ ہو اس کو مرزا صاحب کے مذہب میں گالیاں دینا اور فحش الزام لگانا جائز ہیں۔ کیا مرزا صاحب کا ایمان ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبر علیہم السلام پر نہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس پیغمبر علیہ السلام کا قرآن شریف میں ذکر نہیں ہے اس پر مرزا صاحب کا اعتقادی ایمان بھی نہیں۔ اس صورت میں جو ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبران علیہم السلام پر ایمان لانا کتب عقائد میں لکھا ہے۔ کیا سب کا تذکرہ یا نام قرآن میں آگیا ہے۔ ایک لاکھ کا نہیں۔ مرزا صاحب دس بیس ہزار کا ہی تذکرہ نکال دکھائیں۔ دس بیس ہزار کو تو جانے دو ایک ہزار ہی کا تذکرہ قرآن شریف سے نکال کر دیں۔ اچھا ایک ہزار نا سہی صرف ایک سو ہی نکال کر پیش کریں۔ ایک سو بھی جانے

دیں۔ سب سے اخیر چھوٹ ہے چلو پچاس تک ہی کا نام اور تذکرہ قرآن شریف سے نکال کر دکھائیں۔ مگر افسوس مرزا صاحب نہیں دکھا سکیں گے پھر یہ بہانہ کیسا لغو اور بیہودہ ہے۔ کہ یسوع کا نام قرآن میں نہیں آیا۔ اس واسطے ہم نے گالیاں دیکر بہتانات لگائے ہیں۔ افسوس۔

دوم : مرزا صاحب کو معلوم نہیں ہے کہ یوشع علیہ السلام بھی نبی تھے۔ جو حضرت نون کے بیٹے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ تمام کتب اہل اسلام میں لکھا ہے کہ بعد وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یوشع بن نون خلیفہ ہوئے ان کے بعد کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے بعد ان کی وفات کے حضرت خرقیل ہوئے۔ ان تینوں پیغمبروں کا نام قرآن شریف میں مذکور نہیں اور تواریخ کی کتابوں میں جو ان کا مذکور ہے سو اس قدر ہے کہ یہ تینوں پیغمبر تھے۔ (بلفظہٖ ص ۷۷ کتاب روضۃ الاصفیاء) یہاں یشوع اور یوشع میں صرف شین معجمہ اور مہمل کا فرق ہے۔ نہایت تعجب ہے کہ مرزا صاحب یوز آسف سے یشوع آسف یا یشوع صاحب بنالیں۔ اور قطعی اور یقینی سمجھ لیں کہ حضرت یسوع صاحب کشمیر میں فوت ہوئے اور ان کی قبر وہاں موجود ہے۔ اور یسوع اور یوئیں فرق سمجھیں۔

سوم : اسی یوشع علیہ السلام بن نون کو یشوع بن نون توریت میں بھی لکھا ہوا ہے۔ دیکھو یشوع کی کتاب۔ باب اول آیت اول اور اسی یوشع یا یشوع بن نون علیہ السلام کا ذکر قرآن شریف میں بھی آیا ہے۔ جیسے قال اللہ تعالیٰ۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حُقُبًا۝ (پ ۱۵ سورۃ الکہف آیت ۶۰)

باتفاق علماء سیر وتواریخ مراد از لفظہ فتے دریں آیہ کریمہ یوشع بن نون است واواز جملہ عظماء انبیاء است روضۃ الصفاء جلد اول صفحہ ۹۶ سطر ۵۔

چہارم : قرآن شریف میں الیسع یا یسع علیہ السلام کا نام اور ذکر موجود ہے۔ خیال فرمائیے کہ حضرت یسع علیہ السلام یسوع علیہ السلام میں کیا فرق ہے۔ اگرچہ یسوع علیہ السلام اور یسع علیہ السلام جدا جدا ہیں۔ مگر یہ کہہ دینا کہ یسوع علیہ السلام کا نام قرآن شریف میں نہیں ہے۔ مرزا صاحب کی الٹی منطق ہے۔ ہاں البتہ مرزا صاحب یہ جواب دینگے کہ یسوع سے میری مراد جیسا کہ میں نے رسالہ انجام آتھم میں لکھا ہے اور یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اس یسوع کی نسبت ہے جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ اور پہلے نبیوں کو چور اور بٹ مار کہا۔ (بلفظہ ص ۱۳ انجام)

اس کا جواب وہی ہے۔ جو مرزا صاحب نے خود لکھا ہوا ہے کہ یہ سب جھوٹے الزام ہیں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ مسیح کا بیان کہ میں خدا ہوں۔ اور خدا کا بیٹا ہوں۔ میری خودکشی سے لوگ نجات پا جائیں گے۔ کوئی آدمی دانا اور راہ راست پر نہیں کہہ سکتا۔ مگر الحمدللہ کہ قرآنی تعلیم نے ہم پر کھول دیا ہے کہ ابن مریم پر یہ سب جھوٹے الزام ہیں۔ ملخصاً (بلفظہ ص ۳۱، نور القرآن ابتداء جون لغایت اگست ۱۸۹۵ء)

فرمائیے۔ مرزا صاحب کی رائے صائب ہے یا الہام اور قرآنی تعلیم کا انکشاف بہر حال الہام اور قرآنی تعلیم ہی مرزا صاحب کو قبول کرنے پر مجبور کرے گی۔ مگر ممکن ہے کہ مرزا صاحب اس پر بھی استعارات وکنایات سے ہی کام لیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ خود ہی جھوٹے الزامات کا حضرت مسیح علیہ السلام پر ہونا ثابت کرتے ہیں اور پھر خود ہی الزامات بہتانات بڑی دلیری اور بہادری سے لگاتے ہیں۔ ایک بات پر تو

مرزا صاحب کا استقلال اور قیام ہی نہیں۔ ایسے تمحصات میں غرق ہیں کہ ایک چاہ بچہ سے نکلنا چاہتے ہیں تو دوسرے مغاک میں گرتے ہیں۔ اس سے نکلنا چاہتے ہیں تو تیسرے بابل میں پڑتے ہیں اور گرق ہو جاتے ہیں اور پھر اسی لفظ غرق سے اپنی نبوت کی تاریخ بھی نکال لیتے ہیں۔

پنجم : اب میں یسوع کے نام اور لفظ کی تحقیق مختصر طور پر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

الف : یسوع علیہ السلام مقلوب ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا حرف واو کا بدل الف سے ہوا۔

ب : یہ نام اصل میں عبرانی زبان کا ہے۔ اصل اس کی یسع ۶۶۹۶۶ کی لفظ سے یشوع ہوا۔ دیکھو لغات عبرانی صفحہ ۱۶۳ سطر ۱۰۔ یشع کے معنے نجات اور یشوع نجات دینے والا اور یشوع کا یونانی زبان میں اے ای سوس بنایا گیا۔ اے ای سوس کا عربی زبان میں عیسیٰ علیہ السلام بن گیا۔ دیکھو کنگیس ڈکشنری ص ۳۷۴ اور دبیسٹر ڈکشنری ص ۷۹۹ مطبوعہ ۱۸۹۱ء اور انگریزی میں جی سس jeses یسوع اس کا ترجمہ اردو کیا گیا۔ جو ہر ایک چھوٹی موٹی ڈکشنری میں لکھا ہوا موجود ہے۔

پس اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ اصل نام عبرانی زبان میں یشوع ہے اور یونانی میں ای اے سوس ہوا اور انگریزی میں جی سس ہوا اس کا ترجمہ اردو میں یسوع ہوا اور یونانی ای اے سوس سے عربی میں عیسیٰ علیہ السلام ہوا۔ پس یسوع علیہ السلام وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ فہو المراد۔ افسوس

ششم : تمام اناجیل موجود ہیں۔ یسوع مسیح یا صرف مسیح یا صرف یسوع یا عیسیٰ

علیہ السلام لکھا ہوا ہے۔ اس کی نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ انجیل کو ہر جگہ پر دیکھ سکتے ہیں۔

ہفتم : یسوع اور مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہتے ہیں۔ بلفظہ ص ۱۵۱ مقدمہ تفسیر حقانی۔

ہشتم : اب میں مرزا صاحب کی ہی کتاب سے یسوع کا نام نکال کر دکھاتا ہوں مرزا صاحب اپنے اشتہار انگریزی وارد مشمولہ کتاب سرمہ چشم آریہ کے اخیر ورق پر لکھتے ہیں۔ تاریخ اشتہار ندارد۔ بیس ہزار چھاپے گئے۔

I am also inspired that I am the Reformer of my time and that as regards spiritual excellence my virtue bear a my close similerity and strict analogy to that of jeses chirist.

ترجمہ : مجھ کو الہام ہوا ہے کہ میں مجدد وقت ہوں اور روحانی طور پر میرے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات کے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت ومشابہت ہے بلفظہ۔ اس جگہ مرزا صاحب کے مترجم نے بمشورہ مرزا صاحب کے جے سس کرہسٹ jeses Christ. (جس کا صحیح ترجمہ یسوع مسیح علیہ السلام یا عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہے جو تمام اناجیل میں موجود ہے) مسیح ابن مریم کا لکھا ہے مگر معلوم نہیں ہوتا کہ مرزا صاحب یا ان کے مترجم نے ابن مریم کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے۔ اور کہاں سے لیا ہے کیونکہ اصل عبارت میں کوئی لفظ ایسا موجود نہیں ہے۔ جس کا ترجمہ ابن مریم ہو سکے۔

نہم : مرزا صاحب کتاب شحنہ حق کے اخیر پر مسٹر الگزنڈر رسل دب صاحب کی چٹھی

کے ترجمہ میں Jeses جے سس کے معنے عیسیٰ لکھتے ہیں ۔ اور Jeses Christ جے سس کرائیسٹ کے معنے عیسیٰ مسیح کیے ہیں ۔ پس ثابت ہوا کہ وہی جے سس اردو میں یسوع ہے اور جے سس کرائیسٹ یسوع مسیح یا عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہیں جس کو مرزا صاحب نے بھی اپنے تراجم میں مسیح یا عیسیٰ مسیح لکھا ہے ۔ یعنی جو نصاریٰ کا نبی یا خدا یسوع ہے وہی آپ کا مسیح یا عیسیٰ مسیح ہے ۔ جس کے تذکرہ سے قرآن شریف مملو اور مشحون ہے ۔ یہ وہی بات ہوئی کہ قرآن شریف میں ذوالقرنین کا نام اور ذکر تو ہے مگر سکندر کا نام نہیں یا حضرت یحیٰ علیہ السلام کا ذکر تو قرآن شریف میں موجود ہے ۔ مگر یوحنا کا کوئی ذکر نہیں ہے یا حضرت مسیح یا عیسیٰ علیہ السلام کا نام اور تذکرہ قرآن شریف میں ہے مگر یسوع علیہ السلام کا کوئی تذکرہ یا نام درج نہیں ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب کا نام بھی تو قرآن شریف میں نہیں ۔ تو کیا اس سے ثابت ہوگا مرزا صاحب بھی نہیں ۔ یہ کیا الٹی منطق ہے ۔ مرزا صاحب اور لوگوں کو تو فوراً ہر ایک چھوٹی موٹی بات پر مباہلہ کے واسطے اشتہار دیا کرتے اور قسمیں کھانا لکھا کرتے ہیں ۔ ذرا مہربانی کر کے اس بات کی سچے دل سے قسم کھائیں اور اپنے ہی اعتقاد اور جان کے ساتھ مباہلہ کریں کہ یسوع علیہ السلام اور ہیں ۔ اور عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح علیہ السلام اور ہیں ۔ اور خود ہی ایک سال کی معیاد رکھ لیں ۔ اور پھر انتظار کریں اور اپنے آپ پر اس قسم کی آزمائش کر کے دیکھیں ۔ کہ کیا ہوتا ہے ۔

دہم : یقین نہیں کہ آپ اس بات کو قبول کر کے اپنی زبان سے اقرار کریں کہ یسوع و مسیح و عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی ہیں ۔ بلکہ اصرار کر کے ضرور تاویلات رکیکہ و استعارات بعیدہ پر عمل کریں گے ۔ کہ نہیں یسوع اور ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام اور ہیں ۔ جو

گالیاں یا توہینات یا فحش الزامات لگائے ہیں۔ وہ یسوع کے حق میں لگائے ہیں۔ جس کا قرآن شریف میں کوئی ذکر نہیں اور عیسیٰ یا مسیح علیہ السلام کے حق میں ہم نے کچھ نہیں کہا۔ اس صورت میں ضرور ہوا کہ یہ عذر بھی مرزا صاحب کا ان کی ہی تحریرات سے رفع کردیا جائے اور وہ گالیاں جو حضرت مسیح علیہ السلام کے شان میں بالتخصیص دی گئی ہیں۔ ان کی ہی تالیفات سے نکال کر پیش ناظرین کی جائیں تا کہ مرزا صاحب کا اصرار اور زبردستی ظاہر اور بین ہو جائے۔ لیجئے۔

(ا) یسوع مسیح عیسائیوں کا خدا ۳۲ سال کی عمر پا کر اس دار الفناء سے گذر گیا۔ ملخصاً بلفظہ (رسالہ معیار المذاہب صفحہ ۷ سطر ۱۳ و کتاب ست بچن صفحہ ۱۵۹)

(ب) تب وہ حضرت مسیح کی اس قدر بد تہذیبی سے تکذیب کرتے ہیں کہ خدائی تو بھلا کون مانتے اس غریب کو نبوت سے بھی جواب دیتے ہیں۔ صفحہ ۲۳۔ بقیہ حاشیہ رسالہ نور القرآن اگست ۱۸۹۵ء

(ج) مسیح کا بیان کہ میں خدا ہوں خدا کا بیٹا ہوں۔ (صفحہ ۳۱ و ہی نور القرآن)

(د) ہاں مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے۔ اس کا جواب بھی کبھی آپ نے سوچا ہو گا۔ صفحہ ۱۳ سطر ۱۰۔ نور القرآن ابتداء ستمبر ۱۸۹۵ء۔ لغایت اپریل ۱۸۹۶ء بلفظہ۔

(و) حضرت مسیح کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اس کا عطر پیش کردہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا استعمال کرنا (صفحہ ۵۹۸۔ آئینہ کمالات)

حضرات ناظرین! مرزا صاحب سے دریافت فرمائیے گا۔ کہ جس مسیح علیہ السلام کی نسبت آپ نے مندرجہ بالا مقامات میں الزامات لکھے ہیں اس کا نام بھی یا

تذکرہ قرآن شریف میں آیا ہے یا نہیں اور یہ مسیح علیہ السلام کون ہیں؟ جن کو آپ نے غریب کے لفظ توہین سے لکھا ہے۔ یا مسیح علیہ السلام کون ہیں جن کی دادیوں، نانیوں کا ذکر کیا ہے یا یہ مسیح علیہ السلام کون ہیں جو ایک فاحشہ کے گھر چلے گئے تھے اور حرام کے عطر کا استعمال کیا تھا۔ وہاں تو پہلے آپ نے جھٹ کہہ دیا تھا کہ ہم نے یسوع کی نسبت گالیاں دیں ہیں۔ جس کا قرآن میں نام اور تذکرہ نہیں ہے۔ اب کہئے کیا اس حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی قرآن میں نام اور تذکرہ نہیں۔ نہایت ہی شرم کا مقام ہے کہ کہیں یسوع علیہ السلام کے نام پر سخت گالیاں نکال کر کہتے ہیں۔ کہ ان کا نام قرآن میں نہیں اور دوسری جگہ وہی گالیاں حضرت مسیح علیہ السلام کے نام مبارک پر لکھی ہیں اور اس کا انکار ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا نام قرآن شریف میں نہیں ہے۔ پھر ایسے واہی سوفسطائی دعویٰ پیغمبری اور خدائی کرتے ہیں۔ مرزا صاحب کو چاہئے۔ کہ خدا کا خوف کریں۔ ایسے دعوؤں میں اپنی بیخ بنیاد کو نہ اکھاڑیں۔ ڈریں اللہ سے اور توبہ کریں۔ یہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ نیک بندوں کے سینوں میں نیکی کے گنجینے ہوتے ہیں اور بدوں کے سینے بدی اور کینے سے پُر ہوتے ہیں۔ ہر ظرف سے وہی برآمد ہوتا ہے جو کچھ کہ اس میں ہوتا ہے۔ کبھی آپ نے نہیں دیکھا ہوگا کہ سرکہ کی بوتل سے گلاب یا بید مشک نکلا ہو جیسے مرزا صاحب خود اپنی الہامی براہین میں لکھتے ہیں۔ ''ہمارے اندر سے وہی خیالات بھلے یا بُرے جوش مارتے ہیں کہ جو ہمارے اندازۂ فطرت کے مطابق ہمارے اندر سمائے ہوئے ہیں''۔ بلفظہٖ (صفحہ ۲۱۴ حاشیہ نمبر ۱۱)

اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ جو کچھ مرزا صاحب کے اندر جو اندازۂ فطرت

کے مطابق سمایا ہوا تھا۔اسی نے جوش مارا اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آدمی کی زبان سینہ اور دل کی گواہ ہے جو کچھ ان دونوں میں بھرا ہوا ہوتا ہے۔اس کی شہادت ادا کر دیتے ہیں۔اسی سے مرزا صاحب کی پیغمبری مسیح موعودی ومہدی مسعودی اور خدائی ظاہر ہورہی ہے۔اور اسی کتاب انجام آتھم اور اس کے ضمیمہ ذمیمہ سے مرزا صاحب کے اندرونی اور فطرتی جوش پایہ ثبوت کو پہنچ گئے ہیں۔بلکہ برعکس اس کے مرزا صاحب اپنی فطرتی جوش سے یہ بھی لکھتے ہیں۔"کہ واقعی یہ رسائل خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور شعائر اللہ ہیں اور در حقیقت ایک زبانی فیصلہ ہے"۔بلفظہٖ (صفحہ ۱۸ اشتہار اخیر ضمیمہ انجام آتھم)

کیا جن رسائل میں لعنتیں اور فحش گالیاں تمام مسلمانوں کے علماء کرام مشائخ عظام والو العزم پیغمبران علیہم السلام کو بھری پڑی ہوں۔وہی خدا کے نشان اور شعائر اللہ ہیں۔اور یہی طرز اور روش تحریر ربانی فیصلہ ہے ہرگز نہیں۔

ہاں! بقول مرزا صاحب یہ صحیح ہے کیونکہ یہ نشان اور شعائر اللہ اور ربانی فیصلہ اسی مرزا صاحب کے خدا کا ہے جس کا نام عاجی ہے۔اور یہ رسائل اسی عیسیٰ پر نازل ہوئے ہیں۔جس کا نام عیسیٰ دہقان یا عیسیٰ نوماہہ ہے۔اس کی بھی مرزا صاحب اور مرزائیوں کو مبارک ہو۔

بیان ظہور حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نمبر ایک سے چھ تک کا جواب ختم ہوا۔ساتویں نمبر میں مرزا صاحب نے ایک کتاب "جواہر الاسرار" کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے جسمیں انہوں نے بزعم خود

یہ ثابت کیا ہے۔ یعنی

(الف :) مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے۔ (معرب قادیان)

(ب) خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا۔

(ج) دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا۔ جن کا شمار اہل بدر سے برابر ہوگا۔ یعنی تین سو تیرا ہوں گے۔ اور ان کے نام بقید مسکن وخصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔ یہ پیشگوئی بھی میرے حق میں پوری ہوئی۔ (بلفظہٖ صفحہ ۱۴۱ ضمیمہ)

حضرات ناظرین ! اول یہ حدیث شریف کسی حدیث کی کتاب سے نقل نہیں کی گئی۔ جس کی پڑتال ہو سکے۔ اربعین جس کا حوالہ جواہر الاسرار میں اور نیز اربعین فی احوال المہدیین مطبوعہ ۱۲۸۶ھ کلکتہ مصری گنج جس میں یہ حدیث بالضرور ہونی چاہیے دیکھی گئی۔ کوئی حدیث درج نہ پائی۔

دوم : راویان حدیث کے نام درج نہیں جس سے صحت اور ضعف معلوم ہو سکے۔ لیکن خیر مرزا صاحب کی ہی تحریر پر اعتبار کر کے عرض کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔ مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے۔ (کدعہ معرب ہے قادیان کا) یعنی قادیان کسی عجمی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا عربی میں کدعہ بنایا گیا ہے۔ اس کی تصدیق کی دلیل مرزا صاحب کے الہام یا وہم اور خیال میں ہوگی۔ کسی کتاب مستند سے تو مرزا صاحب نے نقل نہیں کیا۔ قادیان کے لفظ کا عجمی یا کسی دیگر زبان کا ہونا بھی مرزا صاحب ثابت نہیں کر سکے بلکہ الٹا ان کے الہام قطعی اور یقینی سے لفظ قادیان خاص عربی زبان معلوم ہوتا ہے۔ عربی بھی ایسا کہ مرزا صاحب کے خدا کی زبان خاص

سے نکلا ہوا۔ جیسے مرزا صاحب کے خدا کا الہام ہے۔ ”انا انزلناہ قریبا من القادیان“ جب مرزا صاحب کا خدا قادیان اپنی عربی زبان سے نکال کر الہام کرتا ہے۔ تو پھر اپنے الہام قطعی اور یقینی سے مخالفت کر کے کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ کہ کدعہ قادیان کا معرب ہے جبکہ قرآن شریف میں بھی قادیان کا نام درج ہے۔ جیسے مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ ”کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی مرحوم غلام قادر قرآن شریف بلند آواز سے پڑھ رہے ہیں۔ اور اس میں یہ آیت ”انا انزلناہ قریبا من القادیان“ لکھی ہوئی پڑھی اور مجھ کو دکھائی تو میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شائد نصف کے موقعہ پر یہی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے تو میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں لکھا گیا ہے۔ مکہ۔ مدینہ۔ قادیان۔ ملتقطاً بلفظہٖ (صفحہ ۷۶۔۷۷۔ ازالہ اوہام)

لیجئے! یہ خاص آیت قرآن شریف میں درج ہے۔ اور اعزاز کے ساتھ بمثل مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں ثبت ہے۔ پھر فرمایئے قادیان کو معرب کدعہ بنانے کیا ضرورت پڑی اور کیوں؟ مگر افسوس مرزا صاحب کے حافظہ پر جو پہلے خود اس طرح پر لکھتے ہیں۔ ”قادیان کا نام پہلے نوشتوں میں استعارہ کے طور پر دمشق رکھ کر پیشگوئی بیان کی گئی ہوگی۔ کیونکہ کسی کتاب حدیث یا قرآن شریف میں قادیان کا نام لکھا ہوا نہیں پایا جاتا۔ (بلفظہٖ ازالہ اوہام ص ۷۲)

حضرات! خیال فرمایئے۔ مرزا صاحب کے الہامی حافظہ پر۔ پہلے کہتے ہیں کہ قادیان کا نام کسی کتاب حدیث یا قرآن شریف میں نہیں پایا جاتا۔ پھر کہتے ہیں کہ

قرآن شریف میں قادیان کا نام درج ہے۔ پھر ایک حدیث میں بھی۔ باوجود قادیان لفظ اور زبان عربی ہونے اور قرآن شریف میں موجود ہونے کے کدعہ کے لفظ کو قادیان کا معرب بنادیا۔ مرزا صاحب کی کس بات یا الہام پر اعتبار کیا جائے۔

ہاں ! مجھے یہاں پر ایک ضروری امر کا اظہار بھی ضرور کرنا ہے۔ کہ مرزا صاحب کا اعتقاد ہے کہ یہ عبارت ''انا انزلناہ قریبا من القادیان'' آیت قرآنی ہے۔ اور قرآن شریف میں موجود ہے۔ اور قرآن شریف میں قادیان کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ مرزا صاحب سے دریافت فرمایئے گا۔ کہ وہ ٹھیک پتہ دیں۔ کہ کس پارہ یا سورۃ یا رکوع میں یہ عبارت درج ہے۔ جہاں آپ نے پتہ دیا ہے۔ کہ نصف کے موقع پر دائیں صفحہ پر قرآن شریف کے ہے۔ تلاش کیا گیا ہے مگر افسوس ملا نہیں۔ مرزا صاحب اور تین سو تیرا مرزائی قرآن شریف سے نکال کر دکھائیں۔ لیکن ہرگز دکھلا نہیں سکیں گے۔ اگر نہ دکھائیں۔ تو اس کی وجہ بتائیں کہ کہاں گئی۔ اس سے نعوذ باللہ قرآن شریف کا کم وبیش اور ترمیم و تنسیخ ہونا ثابت ہوتا ہے اور تحریف جس پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ قرآن شریف کا ایک شعشعہ بھی کم وبیش نہیں ہوسکتا۔ خلاف حکم خداوندی ''اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ'' (پ۱۴ سورۃ الحجر آیت ۹) کے مرزا صاحب کی یہ کاروائی ہے۔ حالانکہ مرزا صاحب خود پہلے لکھ چکے ہیں۔ ان کا الہامی حافظہ اس طرح پر ہے۔

''ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے ایک شعشعہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے۔ اور اب ایسی وحی یا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکام

قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو، اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے"۔ (بلفظہ صفحہ ۱۳۸ ازالہ اوہام)

لیجئے ! حضرات یہاں پر مرزا صاحب اپنے ہی اعتقاد اور تحریر الہامی سے جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہو گئے۔ کسی مولوی صاحب کے فتوے کی بھی ضرورت نہ رہی کیونکہ تمام اہل اسلام واہل سنت والجماعت کا یہ اعتقاد ہے کہ اگر کوئی شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ قرآن شریف کے ایک شعشعہ یا ایک نقطہ میں بھی کمی وبیشی ہو سکتی ہے یا ہوئی ہے۔ یا ہوئی تھی وہ ضرور کافر ہو گیا۔ اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں۔ لیکن برخلاف اس کے مرزا صاحب کا عقیدہ ہے کہ "انا انزلناہ قریبا من القادیان" قرآن شریف کی آیت ہے اور قرآن شریف میں موجود ہے، نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔ جملہ معترضہ ختم ہوا۔ اب میں پھر اسی لفظ کدعہ کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ افسوس کہ کتاب جواہر الاسرار باوجود تلاش کے دستیاب نہیں ہوئی۔ تلاش در پیش ہے۔ لیکن میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ لفظ کدعہ کا ک۔د۔ع۔ہ سے اصل حدیث میں ہرگز نہیں۔ یہ محض دھوکہ مرزا صاحب کا ہے۔ بفرض محال اگر ہو بھی تو بھی اس میں کوئی شک نہیں کہ کاتب کی غلطی ہے۔ بہر حال لفظ کدعہ حدیث کا لفظ نہیں ہے۔ ہاں البتہ تحقیق سے صحیح لفظ حدیث کا کرعہ ک۔ر۔ع۔ہ سے ثابت ہوا یعنی بجائے حرف دال مہملہ کے را مہملہ ہے۔ بوجوہات ذیل۔

اوّل: مولوی حافظ محمد لکھوی اپنی کتاب پنجابی زبان "احوال الآخرت" نام میں (جو

۱۲۷۷ھ میں تالیف ہوئی اور ۱۲۹۱ھ میں بار ششم محمدی پریس لاہور میں مطبع ہوئی) لکھتے ہیں۔

حضرت علی امام حسن نوں اک دن دیکھ الایا ایہہ بیٹا میرا سید ہے جویں پیغمبر فرمایا
پشت اس دی تھیں مرد ہوسی اک نام محمد والا خو اس دی جویں خو نبی دی صورت فرق نرالا
عدلوں بھری خوب زمین نوں مہدی ایہو جانو آمنہ نانو مائی دا بھی عبداللہ باپ پچھانو
کرعہ نام یمن وچہ وستی اسدا جمان پیارے بولن لگا اڑ کر بولے پٹان تے ہتھ مارے

(بلفظہ صفحہ ۲۳، کتاب احوال الآخرت پنجابی مطبوعہ مطبع محمدی لاہور ۱۸۹۱ء)

ترجمہ نظم زبان پنجابی : یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک دن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس میرے بیٹے کی پشت سے ایک مرد پیدا ہوگا جس کا نام میرا نام ہوگا۔ اور اس کے ماں باپ کا نام میرے ماں باپ کے مطابق آمنہ۔ عبداللہ ہوگا۔ عدل سے زمین کو بھر دیگا۔ جیسا کہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔ یمن میں ایک بستی جس کا نام کرعہ ہے پیدا ہوگا ان کی زبان میں لکنت ہوگی۔ پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ یمن میں ایک قریہ ہے جس کا نام کرعہ ہے۔ جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں موجود اور آباد تھا۔ اور اب بھی موجود ہے۔ جس کی تصدیق اس طرح پر ہے۔

دوم : کراع الغمیم وادی است میان مکہ ومدینہ بدو مرحلہ۔ بلفظہ صفحہ ۳۴۹۔ منتخب اللغات۔ مطبوعہ نولکشور لکھنوے ۱۸۷۷ء مطابق ۱۲۹۴ھ۔

سوم : کراع الغمیم علی ثلاثۃ امیال من عسفان۔ یعنی کراع الغمیم عسفان سے تین

میل کے فاصلہ پر ہے۔ قاموس ربع ثالث صفحہ ۲۳۔ کالم اول

چہارم :(ا) کراع الغمیم ہو اسم موضع یعنی کراع الغمیم ایک جگہ کا نام ہے۔ (صفحہ ۲۰۷ مجمع بحار الانوار جلد سوم)

(ب) موضع علی مرحلتین من مکة عند بیر عسفان یعنی کراع موضع ہے مکہ معظمہ سے دو میل چاہ عسفان کے پاس۔ (حاشیہ صفحہ ۲۰۷ مجمع بحار الانوار جلد سوم)

پنجم: کراع .هو شئی موضع بین مکة والمدینة ۔یعنی کراع ایک چھوٹا موضع ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے۔ (مجمع بحار الانوار صفحہ ۲۰۷۔ جلد سوم)

ششم :عسفان قریة بین مکة والمدینة ۔یعنی عسفان ایک گاؤں یا شہر ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے۔ (مجمع بحار الانوار جلد دوم۔ صفحہ ۳۸۶)

ہفتم : رسالہ الفصل الخطاب لرد مسیح الکذاب مصنفہ مولوی خدا بخش واعظ ساکن محمد مندرانوالہ ضلع امرتسر میں لکھا ہے۔ جہاں حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشگوئی درج کی ہے۔ (صفحہ ۱ سطر ۱۶)

عمر انہاندی چالی برسان سیرت حضرت والی کرعہ جمن بہون انہاندی کہیا محمد ﷺ عالی

پس ان سب کتب معتبرات سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے۔ کہ کرعہ یا کراع ایک جگہ یا شہر یا گاؤں کا نام ہے۔ جو درمیان مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے ہے اور وہ گاؤں یا بستی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں موجود اور آباد تھی اور اب بھی موجود ہے۔ مرزا صاحب کے دو اعتراض اس میں نکلتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ بعض جگہ کرعہ لکھا ہے۔ اور کسی جگہ کراع اگرچہ ہر دو نا موں میں چار چار ہی حروف ہیں حروف

ہاء ہوز اور الف کا آپس میں فرق ہے۔ دوسرا یہ کہ کرعہ یا کراع ملک یمن میں ایک بستی کا نام بتلایا گیا حالانکہ دیگر بعض کتب میں کراع ایک بستی بیان کی گئی ہے۔ جو درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے ہے۔

پہلے اعتراض کے جواب میں گذارش ہے کہ بہت سے شہر یا قصبات اور بستیات اس قسم کی اسوقت موجود ہیں۔ کہ جن کے نام اول اول میں کچھ تھے اور بعد میں بدل کر کچھ کا کچھ ہو گئے بلکہ بعض جگہوں یا شہروں کی صورت ہی مغائر ہو گئی مثال کیلئے چند پیش کرتا ہوں۔

(۱) بکہ۔ ب۔ ک۔ ہ تھا جس کو اب مکہ۔ م۔ ک۔ ہ کہتے ہیں۔ اس میں ب اور م کا کتنا بڑا فرق ہے۔ دیکھو منتخب اللغات۔ صفحہ ۶۹۔ اگر کراع کو کرعہ لکھ دیا یا ہو گیا۔ تو کوئی عجیب بات ہے۔

(۲) مدینہ منورہ کے بھی کئی نام ہیں۔ جیسے طابہ۔ طیبہ۔ طائبہ وغیرہ ہیں۔ اور محاورہ عرب میں مدینہ منورہ کو المدینہ الف اور لام سے بولتے ہیں۔ لیکن عام بول چال میں المدینہ کوئی نہیں کہتا۔ صرف مدینہ بولا جاتا ہے۔ دیکھو جذب القلوب الی دیار المحبوب مصنفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۳) کشمیر کا اصل نام کاشمیر تھا لیکن اس کا مخفف کشمر یا کشمیر ہو گیا، دیکھو غیاث اللغات صفحہ ۳۶۱۔

(۴) بغداد کا اصل نام باغداد تھا اب الف اس میں سے نکل گیا۔ صرف بغداد رہ گیا۔ جو اس وقت مشہور ہے۔

(۵) دہلی کا نام اول اندر پرست تھا پھر شاہجہان آباد ہوا اب اکثر بول چال میں دِلّی

مشہور ہے۔

(۶) امرتسر کو اکثر لوگ انبرسر بولتے ہیں۔

(۷) لودھیانہ۔ یعنی لودھی افغانوں کا آباد کیا ہوا ہے۔ مگر اس کو کوئی لودیانہ کوئی لودہانہ کوئی لدہیانہ۔ کوئی لدھانہ وغیرہ لکھتا ہے۔ اسی طرح مرزا صاحب نے خود لودھیانہ کو کئی طرح سے لکھا ہے۔ دیکھو مرزا صاحب کا ازالہ اوہام صفحات ۱۲۲۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹ و دیگر تالیفات۔

(۸) مرزا صاحب کے قادیان کو ہی دیکھئے۔ بقول ان کے پہلے اس کا نام اسلام پور قاضی ماجھی تھا۔ اب قادیان ہے۔ صفحہ ۱۲۲۔ ازالہ اوہام۔ اب اسی قادیان کو کئی لوگ کادیان کاف۔ کلمن سے لکھتے ہیں۔ بلکہ یہاں لودھیانہ کی کتاب ڈائرکٹری (فہرست دھات) میں کادیان ایک گاؤں کا نام درج ہے جو خاص لودھیانہ سے تین کوس کے فاصلہ پر آباد ہے۔ جس کا ذکر مرزا صاحب نے اپنی ازالہ اوہام کے صفحہ ۷۰۹ میں کیا ہے۔ اس گاؤں میں بھی ایک شخص غلام احمد معروف غلام گوجر موجود ہے۔ پس انہیں چند وجوہات سے کراع کا کرعہ ہو جانا نہایت ہی اغلب اور یقینی امر ہے۔ مرزا صاحب کا اعتراض مرزا صاحب کی ہی طرف عود کر گیا۔

دوسرے اعتراض کے جواب میں واضح رہے۔ کہ

(الف) ملک عرب یا حجاز جس میں مکہ معظمہ و مدینہ منورہ زاداللہ شرفاً وتعظیماً آباد ہیں وہ اقلیم اول میں ہیں۔ اور ملک یمن بھی اقلیم اول اور دوم میں ہے۔ اور ملک یمن کا نام اس واسطے یمن ہے کہ وہ کعبۃ اللہ شریف یا مکہ معظمہ کے داہنے طرف ہے جیسا کہ غیاث اللغات میں ہے۔ یمن بفتحتین ملکیست معروف در اقلیم اول و دوم چوں آن

ملک بجانب یمین کعبہ است لہٰذا یمن گفتند۔ (بلفظہٖ ص ۷۵۱ غیاث اللغات)

(ب) پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ کعبۃ اللہ شریف و مدینہ منورہ ہی یمن ہے جیسا کہ کتاب لغت شرح احادیث مسلمہ مرزا صاحب میں لکھا ہے۔ ''لان الایمان بداء من مکہ وھی من تھامۃ وھی من ارض الیمن ولذا یقال الکعبۃ الیمانیۃ''۔ یعنی تحقیق ایمان شروع ہوا کہ مکہ شریفہ سے اور وہ تہامہ میں سے ہے اور تہامہ یمن کی زمین سے ہے۔ اسی واسطے کعبۃ الیمانیہ بولا جاتا ہے۔ (مجمع بحار الانوار جلد سوم صفحہ ۵۰۳۔ سطر ۲)

(ج) حدیث شریف میں ہے ''الایمان یمان والحکمۃ یمانیۃ'' رواہ جامع ترمذی۔ یعنی ایمان یمن سے ہے۔ اور حکمت بھی یمن سے ہے۔ (مجمع بحار الانوار ص ۵۰۳۔ سطر ۲۔ جلد سوم

پس ثابت ہو گیا کہ حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن کے ملک یعنی کعبۃ اللہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے درمیان میں پیدا ہوں گے۔ اگرچہ کئی حدیثوں میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں پیدا ہوں گے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ کرعہ یا کراع بستی میں جو مکہ اور مدینہ شریف کے درمیان میں ہے۔ (جیسے کہ بیان ہو چکا ہے) پیدا ہوں اور پھر مدینہ تشریف لے آئیں اور عین ظہور کے وقت کعبۃ اللہ شریف میں تشریف فرما ہوں۔ اعتراض ثانی بھی باطل ہوا۔

معیار شناخت کرعہ و کدعہ

میں کہتا ہوں کہ مرزا صاحب نام اس بستی کا جس میں حضرت مہدی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ پیدا ہوں گے۔ کدعہ بتلاتے ہیں۔ اور اس پر اپنی طرف سے بموجب معرب قادیان لکھتے ہیں۔ اور یہ نام ایک حدیث میں آیا ہے۔ پس اس کی تصدیق کیلئے ہم کو کسی حدیث کی کتاب میں تلاش کرنا ہوگا یا کسی حدیث کی لغت میں۔ کتب احادیث کی لغت یا شرح نہایت مشہور اور مستند کتاب مرزا صاحب کی بھی مسلمہ مجمع بحار الانوار ہے اس میں سے مرزا صاحب یا ان کے حواری یہ نام نکال کر دکھائیں اگر سچے ہیں؟ یا کسی اور ہی کتاب سے نکال کر پیش کریں۔ لیکن یہ یقینی بات ہے کہ وہ ہرگز نکال کر پیش نہیں کرسکیں گے۔ (جیسا کہ میں نے چند کتب معتبرات سے نکال کر پیش ناظرین کردیا ہے) کہ وہ بستی کرعہ (ک۔ ر۔ ع۔ ہ) یا کراع (ک۔ ر۔ ا۔ ع) ہے جس میں حضرت مہدی رضی اللہ عنہ پیدا ہوں گے۔ خواہ تمام عمر تلاش کریں اور تین سو تیرہ ہی مرزائی معہ مردوں کے شامل ہوکر کوشش کریں۔ اور مرزا صاحب بھی اپنے بیت الفکر میں بیٹھ کر الہاموں کا زور لگائیں اور اپنے خدا عاجی سے بھی بہ زاری والحاح دعائیں کرکے مدد لیں۔

الغرض یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرزا صاحب کے کدعہ معرب قادیان یا کادیان جو کعبۃ اللہ شریفہ سے جانب مشرق ہے پیدا ہوکر ظہور فرمائیں۔ بلکہ معاملہ ہی برعکس کیونکہ اکثر احادیث صحیحہ میں ہے۔ کہ دجال مشرق سے نکلے گا۔ احادیث نقل کرنے کی ضرورت اس لئے نہیں کہ مرزا صاحب خود اس امر کو مانتے ہیں جیسے وہ لکھتے ہیں۔ کہ

(۱) دجال مشرق کی جانب سے خروج کرے گا یعنی ملک ہند سے کیونکہ یہ ملک ہند زمین حجاز سے مشرق کی طرف ہے۔ متفق علیہ ازالہ اوہام ص ۷۲۹۔ بلفظہ

(ب) حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ دجال مشرق سے نکلنے والا ہے۔ (بلفظہٖ ازالہ اوہام صفحہ ۱۴۱ ۸)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مرزا صاحب کا گاؤں قادیان ملک ہندوستان میں ہے اور عین ملک حجاز سے مشرق کو ہے۔ پس مرزا صاحب کا دعویٰ محض غلط ہی نہیں بلکہ بالکل جھوٹا نکلا۔ جھوٹ بھی ایسا کہ گویا خود دجال ہی ثابت ہو گئے اگرچہ وہ بڑے دجال نہیں۔ لیکن خلیفہ دجال ہونے میں تو اس کتاب رسالہ انجام آتھم کی تالیف کے وقت ۱۸۹۶ء کوئی شک نہیں رہا۔ (جیسا کہ میرے جیسے ہیچمدان کو بھی القاء ہوا ہے کہ ھذاخلیفة الدجال جس کے حروف کے اعداد سے پوری تاریخ ۱۸۹۶ء نکلتی ہے۔) کیونکہ کسی حدیث میں نہیں ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ملک مشرق یا ہندوستان سے ہوں گے۔ تمام احادیث میں ہے کہ وہ حضرت ملک یمن عرب میں پیدا ہوں گے فبطل ادعائہ۔

سوم : مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے بلفظہ۔ اس سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ گاؤں کرعہ ہے جس کو مرزا صاحب کدعہ لکھتے ہیں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھا اور اب بھی موجود ہے اور خود مرزا صاحب کے ترجمہ حدیث شریف اور اصل الفاظ سے ثابت ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قادیان حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں ہرگز موجود نہیں تھا۔ کیونکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ بابر بادشاہ کے وقت میں یہاں پنجاب میں ہمارے مورث اعلیٰ آئے اور میدان میں ایک قصبہ آباد کیا۔ اس کا نام اسلام پور قاضیان ماجھی رکھا۔'' (ملخصاً صفحہ ۱۲۲۔ ازالہ اوہام)

تواریخ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ بابر بادشاہ نے ۱۵۲۶ء سے ۱۵۳۰ء تک بادشاہی ہندوستان وغیرہ میں کی ہے۔ جس کو اس وقت ۱۸۹۷ء کو تین سو اکہتر سال ہوئے ہیں اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث شریف کو تیرہ سو سال کا عرصہ گذر گیا۔ اور اس وقت وہ کرعہ گاؤں موجود تھا اور مرزا صاحب کی قادیان یا کادیان ہرگز موجود نہیں تھی۔ اس لئے حدیث شریف کا مصداق قادیان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ نرا دھوکا ہے۔



موضع یا قصبہ قادیان کی تحقیق

مرزا صاحب نے قادیان کی کوئی وجہ تسمیہ بیان نہیں کی کیونکہ اس کا نام قادیان رکھا گیا۔ اس لئے میں اس کی وجہ تسمیہ ظاہر کر کے ثابت کرتا ہوں۔ کہ دراصل اس کا نام قادیان بھی نہیں ہے۔

اسلام پور قاضیان تھا۔ جب روز بروز شریر لوگ پیدا ہوتے گئے حتی کہ بقول مرزا صاحب اس قصبہ کے باشندے یزیدی ہو گئے۔ تو اسلام پور دور ہو گیا۔ محض قاضیان رہ گیا۔ عربی تلفظ میں "ض" کو "د" سے مشابہت ہے۔ اسلئے قاضیان کا قادیان بن گیا۔ کیونکہ اصل میں آباد کیا ہوا قاضی ماجھی صاحب کا ہے۔ جو مرزا صاحب کے مورث اعلیٰ معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

(الف) ان دھات کے وسط میں انہوں نے قلعہ کے طور پر ایک قصبہ اپنی سکونت کیلئے آباد کیا جس کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا۔ یہی اسلام پور ہے۔ جواب

قادیان کے نام سے مشہور ہے۔(بلفظہ صفحہ ۱۲۲۔ازالہ اوہام)

(ب) اور اس جگہ کا نام جو اسلام پور قاضی ماجھی تھا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ابتداء میں شاہان دہلی کی طرف سے اس تمام علاقہ کی حکومت ہمارے بزرگوں کو دی گئی تھی۔اور منصب قضا یعنی رعایہ کے مقدمات کا تصفیہ کرنا ان کے سپرد تھا۔(بلفظہ صفحہ ۱۲۳۔ ازالہ اوہام)

حضرات ناظرین! مرزا صاحب کے مورث اعلیٰ قاضی ماجھی نے اس قادیان کا نام اپنے نام پر قاضی ماجھی رکھا تھا۔اسی واسطے اسلام پور قاضیان کہلاتا تھا۔پھر رفتہ رفتہ اسلام پور دور ہو گیا نرا قاضیان رہ گیا۔قاضیان کا حرف ض بہ تلفظ عربی ''د'' سے مشتبہ الصوت ہے۔اسلئے قادیان بن گیا۔

مرزا صاحب اب لفظ کرعہ اور کراع میں بھی غور کریں۔اور قادیان کی وجہ تسمیہ اگر اس کے سوا کچھ اور ہے۔تو بیان کریں۔لیکن ہرگز بیان نہیں کر سکیں گے۔کیونکہ اس کی تصدیق اور طور پر بھی ہوتی ہے۔کہ قاضی ماجھی صاحب ضرور سکندر شاہ لودھی کے زمانہ میں جو (وہی زمانہ بابر بادشاہ کا بھی ہے) موجود تھے۔جس کی تصدیق ایک کتبہ سے (جو میں نے خود ایک مسجد واقعہ قصبہ ماچھی واڑہ ضلع لودھیانہ میں دیکھا اور یہ مسجد بھی قاضیان کی کہلاتی ہے اور فتح ملک بنت قاضی ماجھی کی تعمیر ہے) ہوتی ہے کتبہ یہ ہے۔قد بناء المسجد بندگی بی بی فتحملک بنت ملا ماجھی فی عهد بندگی اعلیٰ حضرت سلطان سکندر شاہ ابن بهلول شاہ خلد الله ملکه من شهر رجب المرجب ۹۳۳ھ یعنی تحقیق یہ مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ (یہاں دو تین لفظ ٹوٹے ہوئے ہیں) بی بی فتح ملک بنت مُلّا ماجھی کی طرف سے اعلیٰ

بندگی حضرت سلطان سکندر شاہ بن بہلول شاہ خلد اللہ ملکہ کے زمانہ ماہ رجب المرجب ۹۳۳ھ ہجری مقدس میں۔

اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ یہ مُلّا ماجھی صاحب وہی قاضی ماجھی مورث اعلیٰ مرزا صاحب کے ہیں جن کا ذکر آپ نے ازالہ اوہام صفحات ۱۲۲۔۱۲۳ وغیرہ میں کیا ہے اور وہی ۹۳۳ھ سلطان سکندر شاہ لودھی قریب بابر بادشاہ کے زمانہ کے ہے۔ جس کو اس وقت ۱۳۱۴ھ میں تین سو اکانوے سال ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس کتبہ سے مرزا صاحب کی کس قدر تکذیب بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ ملا ماجھی صاحب سلطان سکندر شاہ لودھی کے وقت میں تھے۔ اور بابر بادشاہ ابراہیم شاہ لودھی کے زمانہ میں کابل سے آیا تھا اس نے اس ملک کو فتح کر کے ابراہیم شاہ کو شکست دی۔ یہ واقعہ ۱۵۲۴ء کا ہے۔ جس کو تین سو تہتر برس ہوتے ہیں۔ اس میں اٹھارہ سال کا فرق ہے۔ سو خیر تاریخی جھگڑوں سے درگزر کر کے ثابت کرتا ہوں۔ کہ یہ قصبہ قادیان چار سو سال کے اندر کا آباد شدہ ہے۔ اس لئے حدیث شریف مذکور سے ذرہ بھر بھی لگاؤ اس کا نہیں ہے۔ فہو المراد۔

چہارم : مرزا صاحب اپنی پیش کردہ حدیث میں لکھتے ہیں کہ "خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا"۔

حضرات ! مرزا صاحب سے دریافت فرمایئے گا۔ کہ آپ کی تصدیق خداوند تعالیٰ نے کیا کی اور کس طرح پر کی؟ اور اس تصدیق کی آپ کے پاس کیا تصدیق ہے کیا آپ کے ظہور پر آپ سے مکہ معظمہ کے لوگوں نے رکن مقامی پر بیعت کر لی۔

(مکہ معظمہ تو خواب یا الہام میں بھی دیکھنا نصیب نہیں ہوا) کیا ابدال شامی آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے ہیں۔ (ابدال آپ سے کوسوں بھاگتے ہیں) کیا غیب سے یہ آواز ھذا خلیفة اللہ المھدی فاستمعوا واطیعوا۔ پکاری گئی ہے۔ حاشا وکلا کبھی آپ نے کعبۃ اللہ شریف کی طرف رخ نہیں کیا (خدا نصیب نہ کرے) کبھی رکن مقامی کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ (خدا نہ کرے) ابدال شامی آپ سے کوسوں دور ہیں۔ غیب سے یہی آواز ھذا خلیفة الدجال فلا تسمعوا ولا تطیعوا آرہی ہے۔

تمام جہان کے علماء وفضلاء ومشائخ بے ریا وعوام مسلمان مخالف ہیں۔ بلکہ سخت دشمن۔ کیا یہی آثار تصدیق خدا کے ہوا کرتے ہیں کہ ہر طرف سے فتاویٰ پر فتاویٰ خارج از اسلام آرہے ہیں۔ ہر جانب سے تکذیب ہی تکذیب ہو رہی ہے۔ ہاں اگر مرزا صاحب کی تصدیق ان کے خدا اعاجی نے کی ہو تو کی ہو۔ ورنہ مسلمانوں کے خدا وتبارک وتعالیٰ نے مرزا صاحب کی تکذیب حرمین شریفین زاداللہ شرفاً وتعظیماً میں بھی مشتہر فرمادی ہے۔ اسی واسطے تمام جہان میں یہ آپ کی تکذیب پھیل گئی ہے۔ جب کہ مکہ معظمہ میں آپ کی تکذیب مشتہر ہوگئی تو بعدہ تمام اسلامی ملکوں میں نہایت ہی نفرت کیساتھ آپ کی تکذیب ہوگئی۔ کیونکہ مکہ معظمہ اسلام کا مرکز ہے۔ جو امر وہاں پسند ہو دوسری اسلامی جگہوں میں بھی قابل تسلیم ہوتا ہے۔ ورنہ قابل انکار اور نفرت اس بات کو مرزا صاحب بھی پہلے قبول کر چکے ہوئے ہیں۔ جیسے لکھتے ہیں۔ ''مکہ اسلام کا مرکز ہے اور لاکھوں صلحاء اور علماء اور اولیاء اس میں جمع ہوتے ہیں۔ اور ایک ادنیٰ امر بھی جو مکہ میں واقعہ ہو فی الفور اسلامی دنیا میں مشہور ہو جاتا ہے۔'' (بلفظہٖ صفحہ ۲۳۔ سطر

۷۔مرزا صاحب کی ست بچن)

پس مرزا صاحب جب بڑے گھر سے نکالے جا چکے ہیں۔تو پھر کیوں نہ تمام اسلامی دنیا میں آپ کی تکذیب کی تشہیر ہو۔اسی پر مرزا صاحب کو نبی اور مرسل بننے کی آرزو اور دعویٰ ہے۔جب آپ کو مکے سے بھی دھکے مل چکے ہیں۔تو پھر آپ پکے پکے ہیں۔قرآن شریف اور احادیث میں مقبولیت اور تصدیق وصداقت کی جو علامت ہے۔اسکو ناظرین کیلئے نقل کرتا ہوں۔بغور ملاحظہ فرما کر اندازہ کیجئے گا۔وھوھذا۔

قرآن شریف میں سورۃ مریم کے اخیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَہُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا ۔(پ۱۶سورۃ مریم آیت ۹۶)یعنی تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے البتہ کرے گا ان کے لئے رحمٰن محبت۔ تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں اس آیت کے نیچے مجاہد مفسر اہل سنت والجماعت سے لائے ہیں۔یحبھم اللہ تعالیٰ ویحببھم الی عبادہ المو منین ۔یعنی اللہ تعالیٰ ایمانداروں نیکوکاروں کو اپنا محبوب بنالیتا ہے۔اور ان کی محبت اپنے ایمانداروں کے دلوں میں سما دیتا ہے۔اور اسی تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے نیچے یہ صحیح حدیث نقل کی ہے۔

”قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم اذااحب اللّٰہ العبد قال لجبریل قد احببت فلانا فاحبه فیحبه جبریل ثم ینادی فی اهل السماء ان اللّٰہ عزوجل قد احب فلانا فا حبوہ فیحبه اهل السماء ثم یو ضع له القبول فی الارض“۔(الحدیث)

یعنی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنا دوست

بناتے ہیں۔ تو جبریل علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ فلاں کو ہم نے اپنا محبوب بنایا ہے تم بھی اس کو اپنا دوست بنالو۔ پس جبریل علیہ السلام اس کو اپنا محبوب بنالیتے ہیں پھر آسمانوں کے فرشتوں میں آواز کردیتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا فلاں سے پیار ہے تم سب اسے پیار کرو۔ پس سارے فرشتے اس کو اپنا پیارا بنالیتے ہیں پھر زمین کے لوگ بھی اسے محبت کر کے قبول کرلیتے ہیں۔

اسی طرح خدا کے دشمنوں کا بھی حال اسی حدیث میں ہے۔ کہ ان کی دشمنی اور بغض خلق اللہ میں پھیل جاتا ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بھی موجود ہے۔ اور کرمانی شرح بخاری سے مجمع بحار الانوار میں لائے ہیں۔ کہ اس حدیث سے سمجھا گیا ہے کہ بندوں کے دلوں میں محبت حق تعالیٰ کی محبت کی علامت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ”ما راہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن “۔ یعنی جو مسلمانوں کے نزدیک اچھا اور نیک ہے۔ وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا اور نیک ہے۔ پس یہ کیا عمدہ فیصلہ حضرت جل وعلیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس میں کسی کو کوئی چوں وچرا کی گنجائش نہیں۔ اب سب صاحبان آیت شریف وحدیث لطیف ودیگر تفاسیر کے ارشادات کے رو سے معلوم کر سکتے ہیں کہ مرزا صاحب مقبول ہیں یا مردود؟ محبوب خدا ہیں یا عدو اللہ؟ کوئی علامت صداقت و قبولیت کی ہے؟ ہر گز نہیں ہر گز نہیں۔ علاوہ تمام کافہ اہل اسلام کے تمام جہان (جس میں ہزاروں لاکھوں علماء وفضلاء ومشائخ صلحاء اولیاء اللہ عرب وعجم کے داخل ہیں) دشمن ہے۔ دوست کون ہیں اور کتنے؟ وہی صرف تین سو تیرہ وہ بھی مردوں کی تعداد کے ساتھ۔ الغرض اس آیت شریف وحدیث شریف سے ثابت ہو گیا ہے کہ

مرزا صاحب خداوند تعالیٰ کے دشمن۔ جبریل علیہ السلام کے دشمن۔ تمام فرشتوں کے دشمن۔ تمام خلق خدا کے جو زمین پر موجود ہے دشمن ہیں۔ پھر فرمایئے یہ مہدی ہیں۔ یا ضال اور مضل؟ نہیں لیکن اخیر کے دونوں۔ فھو المطلب۔

پنجم : مرزا صاحب حدیث کے مضمون سے لکھتے ہیں۔ "دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا۔ جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا یعنی تین سو تیرہ ہوں گے اور ان کے نام بقید مسکن اور خصلت کے چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔"

حضرات ناظرین ! مرزا صاحب کے وہی تین سو تیرہ دوست ہیں۔ جن میں انہوں نے سترہ آدمی مدتوں کے فوت شدہ کو لکھ کر تعداد پوری کی ہے۔ کیا عمدہ فخر کی بات ہے۔ کہ چورانوے کروڑ مسلمانوں مقبولہ[1] مرزا صاحب میں سے صرف تین سو تیرہ ہی ان کے دوست ہیں۔ آپ صاحبان کو معلوم ہوگا کہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ بھی ایک لاکھ سے زیادہ معتقد تھا اور پھر مہدی سوڈانی کے پاس بھی جو مرزا صاحب کے یوم الولادت میں برابر تھا۔ تین لاکھ فوج جاں نثار محض للہ جان دینے والی تھی۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک شخص باب نامی کے پاس جو ایران میں ہوا کس قدر جان نثار معتقد موجود تھے۔ پھر ذرا رام سنگھ کوکہ کو ہی دیکھئے کہ ایک لاکھ کوکہ تو اس کے ساتھ بھی مفت بلا تنخواہ ہی ہو گیا تھا۔ اب بھی ہزاروں کوکے اس کی عدم موجودگی میں موجود ہیں پھر مرزا صاحب کو تین سو تیرہ نہیں بلکہ سترہ مردے نکال کر دو سو چھیانوے پر۔ جو ان میں بھی بعض تنخواہیں لیتے ہیں۔ کیا فخر ہونا چاہیے؟ سوچنے والے سوچ سکتے ہیں سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ مرزا صاحب کی بھی ویسی ہی تمنا تھی مگر افسوس

[1] دیکھو مرزا صاحب کی کتاب ست بچن کا حاشیہ صفحہ ۶۷۔ منہ عفی عنہ

ایک لاکھ فوج جس کی درخواست آپ نے کی تھی منظور نہ ہوئی ورنہ مندرجہ بالا دعویداروں کی طرح آتا نہیں تو دلیہ تو ضرور کر دکھاتے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی محمد احمد سوڈانی سے مطابقت

چونکہ مہدی سوڈانی محمد احمد نامی کا تذکرہ درمیان میں آچکا ہے۔ جس کی مطابقت مرزا صاحب کی تاریخ پیدائش وظہور دعویٰ وغیرہ امورات میں ٹھیک ہوتی ہے۔ اس لئے میں ایک رسالہ سے جو (مولوی محمد فضل الدین صاحب مالک مطبع اخبار وفادار ۱۸۸۴ء کا مرتبہ ہے) ناظرین کیلئے نقل کر کے پیش کرتا ہوں وھو ھذا۔ ''ان کے (مہدی سوڈانی) عالم وجود میں آنے کا زمانہ سن ہجری ۱۲۵۹ھ اور سن عیسوی ۱۸۴۳ء اور ان کے ظہور مہدویت کی تاریخ اگست (مطابق رمضان) ۱۸۸۱ء سے محسوب ہوتی ہے جسے ابھی تین سال بھی نہیں ہوئے گو ان میں یہ پچھلی تاریخ (۱۸۸۱ء) عربی پاشا کی علانیہ بغاوت کی تاریخ سے تو مطابق نہیں ہوتی جس کا آغاز ۱۰۔ جولائی ۱۸۸۲ء کو ہوا تھا مگر اس میں شک نہیں کہ پاشائے موصوف کے عہد سپہ سالاری مصر کی ان تاریخوں سے برابر مل جاتی ہے۔'' (بلفظہٖ صفحہ ۴۔۵)

ان کے اعلان مہدویت کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ میں ہی وہ مہدی موعود ہوں۔ جن کا تمہیں دس گذشتہ صدیوں سے انتظار تھا اور میں ہی وہ آخر الزمان ہوں جو اس مشکل مسئلہ کو حل کروں گا۔ کہ مسلمانوں کے پولیٹکل نفاق کو دور کروں اور ان کو ایک ہی سچی راہ (شریعت) پر چلاؤں اور حشری ونشری سہولتوں کیلئے تیار کروں اور مخالفان اسلام کا مخالف اور محبان اسلام کا دوست اور حامی بنا رہوں۔ (بلفظہٖ صفحہ ۵۔ سطر ۹)

اور خود بدولت اپنے اشتہارات وغیرہ میں اپنا نام محمد احمد لکھتے ہیں جو غالباً زیادہ اعتبار کے لائق ہے۔ بہر حال تمام انسانی قرائن کے بموجب یہ مہدی صادق تو نہیں مگر ایک نہایت درجہ کے محتاط پرہیز گار فاضل اسلام پرست منتظم آدمی ہیں جن کی علمی اور تمدنی لیاقتوں کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ آج حضرت کے پاس کم وبیش ۳ لاکھ جاں نثار خدا واسطے کو لڑنے والے موجود ہیں۔ بلفظہ صفحہ ۹ سطر ۲۔ ان کے تین ہمعصر اور بھی مہدی کہلاتے ہیں۔ (ملخصاً۔ صفحہ ۹۔ سطر ۹)

سنا جاتا ہے کہ ان کی بیویاں بھی دس سے متجاوز ہیں۔ (صفحہ ۹۔ سطر ۱۳)

حضرات! مرزا صاحب کی مطابقت مہدی سوڈانی سے اس طرح پر ہے راقم آثم کے دل میں خداوند کریم کی طرف سے فتنہ پیدائش قادیانی کا یوں القا ہوا ہے۔ کہ اللہ و تبارک وتعالیٰ سورۃ توبہ سپارہ واعلموا میں فرماتا ہے۔ الا فی الفتنة سقطوا۔ (۱۲۵۹ھ) یعنی آگاہ ہو جاؤ وہ فتنہ میں گر گئے۔ گویا عوام کو آگاہی دی گئی ہے کہ جو لوگ اس فتنہ پیدائش قادیانی میں آئیں گے۔ وہ فتنہ اور ابتلا میں گریں گے۔ اور اس آیت شریفہ سے بحساب ابجد کل حروف کے اعداد ۱۲۵۹ سن پیدائش مرزا صاحب کا نکلا اور یہی ۱۲۵۹ھ مہدی سوڈانی کی پیدائش کا ہے۔ جیسے مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ سو بھی سن ۱۲۷۵ ہجری جو آیت وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ (پ ۲۸ سورۃ الجمعہ آیت ۳) کے حروف کے اعداد سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس عاجز کے بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولد روحانی کی تاریخ ہے (بلفظہ صفحہ ۲۲۰۔ آئینہ کمالات اسلام) یعنی ۱۲۷۵ھ کو مرزا صاحب بالغ ہو کر جوان ہونے شروع ہوئے یہی سال شباب (۱۲۵۹) ظلم کا بھی ہے۔ اس کے اعداد بھی ۱۲۷۵ھ ہی ہیں۔ جب پندرہ سال بلوغت کے اس میں سے

کم کردیئے جائیں تو وہی ۱۲۵۹ھ بارہ سو انسٹھ پیدائشی سال نکلتا ہے۔ گویا مرزا صاحب کی مقبولہ تاریخ پیدائش[1] ۱۲۵۹ھ جس کی خبر خداوند کریم نے آیت شریف اَلَا فِی الْفِتْنَۃِ سَقَطُوْا۔ (پ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۴۹) کے حروف کے اعداد ۱۲۵۹ھ میں دی ہے ثابت ہے اور یہی تاریخ پیدائش مہدی کاذب سوڈانی کی ہے۔

مہدی سوڈانی کی تاریخ ظہور ۱۸۸۲ء ہے جس کو پندرہ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ وہی تاریخ ۱۸۸۲ء مرزا صاحب کے ظہور دعویٰ مجددیت و مثیل مسیح وغیرہ کی ہے۔ جیسے مرزا صاحب کے براہین احمدیہ کے حصہ سوم کے صفحہ اول پر ۱۸۸۲ء درج ہے۔ جیسے لکھتے ہیں کہ ''اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں ہے تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اتار کر دکھائیں۔ بلفظہ صفحہ ۱۸۵۔ ازالہ اوہام''

''پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی وہ نام یہ ہے۔ ''غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰ ا۔ اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں (تیرھویں صدی پر ہوا) بلفظہ صفحہ ۱۸۶۔ ازالہ اوہام۔ اس حساب سے بھی وہی پندرہ سال کا عرصہ اور وہی ۱۸۸۲ء ہوتا ہے۔ لیکن یہاں پر مرزا صاحب کی یہ بڑی قوی دلیل ہے کہ میرے نام غلام احمد قادیانی کے تیرہ سو عدد پورے ہوتے ہیں۔ اس واسطے میں مجدد اور مسیح موعود ہوں۔ تو کیا اگر کسی اور کے نام کے بھی تیرہ سو عدد پورے نکل آئیں تو وہ بھی تیرھویں صدی کا مجدد اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہوگا؟ اگر یہی بات ہے تو لیجئے سنئے ان کے نام کے

[1] مقبول تاریخ الخ... کتاب نشان آسمانی مؤلفہ مرزا صاحب مورخہ مئی ۱۸۹۳ء میں درج ہے کہ یہ عاجز تجدید دین کیلئے سن چالیس میں مبعوث ہوا جس کو گیارہ برس کے قریب گذر گیا۔ بلفظہ صفحہ ۴ سطر ۱۷... وہی ۱۳۰۰ء و ۱۸۸۲ء اور وہی ۱۲۵۹ء اور وہی ۱۸۴۳ء سال پیدائش مرزا صاحب کا پورا ہوا۔ گویا مرزا صاحب کی عمر اس وقت (۱۸۹۷ء) میں چپن سال کی ہوتی ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

بھی تیرہ سو عدد ہیں۔

(۱) مہدی کاذب محمد احمد برم (عاجز) سوڈانی۔ ۱۳۰۰

(۲) سید احمد پیر لشکر نیچر علی گڈھی ۱۳۰۰

مرزا صاحب کے بھائی صاحب جو پیغمبر خا کروبان بھی موجود ہیں۔ یعنی

(۳) میرزا امام الدین ابواوتار لال بیکیان کادیانی ۱۳۰۰

مرزا صاحب کے فاضل بزرگ حواری نورالدین صاحب موجود ہیں۔ یعنی

(۴) مولوی حکیم نورالدین مستہام[1] (حیران) بھیروی ۱۳۰۰

مرزا صاحب کے دو دوست بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ یعنی

(۵) مولوی کامل سید نذیر حسین دہلوی ۱۳۰۰

(۶) مولوی محمد حسین ہوشیار بٹالوی ۱۳۰۰

پانچوں سواروں میں یہ عاجز راقم الحروف بھی یعنی

(۷) بندہ بیچارہ فضل احمد مجیب ۱۳۰۰

علی ھذا القیاس جس قدر چاہو اور ناموں کے عدد پورے تیرہ سو کرتا چلا جاؤں لیکن کیا اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ فلاں کس مجدد یا مسیح موعود اور مہدی مسعود ہے۔ ہرگز نہیں۔ مرزا صاحب کا اپنے نام کے حروف کے اعداد نکال کر دعوئ پیغمبری کرنا محض بیہودہ و ہیچ و پوچ بازیچہ طفلاں ہے جو کوئی بھی ذی عقل اس طرف خیال کو جانے کی بھی اجازت نہیں دے گا اس کے علاوہ مرزا صاحب اپنے دعوے پیغمبری مسیح موعودی کے

[1] مستہام بمعنی سرگشتہ و حیران حکیم صاحب بھی ان کے مصدق بنکر سخت حیرانی میں ہیں و نیائے حیاء دامن گیر ہے۔ خدا ہدایت بخشے آمین۔ ۱۲ امنہ عفی عنہ

اثبات میں حسب ذیل بھی لکھتے ہیں۔

(الف) یہ وہی زمانہ ہے جس کی طرف ایک حدیث میں یہ اشارہ ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جو اس عاجز پر کشفی طور پر ظاہر ہوا۔ جو کمال طغیان اس کا اس سن ھجری میں ہوگا۔ جو آیت ''وَاِنَّا عَلٰی ذَھَابٍ بِہٖ لَقَادِرُوْنَ''۔ (پ۱۸ سورۃ المومنون آیت ۱۸) بحساب جمل مخفی ہے۔ ۱۲۷۴ھ۔ ملخصاً (بلفظہٖ صفحہ ۶۵۷۔ ازالہ اوہام)

(ب) جو اعداد آیت انا[1] علی ذھاب بہ لقادرون سے سمجھا جاتا ہے۔ یعنی ۱۸۵۷ء کا زمانہ تو ساتھ ہی اس عاجز کا مسیح موعود ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔ اس آیت میں ۱۸۵۷ء کی طرف اشارہ ہے جس میں ہندوستان میں ایک مفسدہ عظیم پیدا ہو کر آثار باقیہ اسلامی سلطنت کے ملک ہند سے ناپید ہو گئے تھے کیونکہ اس آیت کے اعداد بحساب جمل ۱۲۷۴ھ ہیں۔ اور یہ سال ۱۸۵۷ء اس کے ساتھ مطابق ہوتا ہے۔ ضعف اسلام کا زمانہ یہی ۱۸۵۷ء ہے جس کی بابت آیت میں حکم ہے کہ قرآن زمین پر سے اٹھا لیا جائے گا۔ سو ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کی ایسی ہی حالت ہو گئی تھی۔ بجز بد چلنی اور فسق اور فجور کے اسلام کے رئیسوں کو اور کچھ یاد نہیں تھا اور سرکار انگریزی کے ساتھ بغاوت کی اور مولویوں نے فتاویٰ جہاد کا دیا۔ انہی معنوں سے کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن[2] آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ پھر انہیں حدیثوں میں لکھا ہے۔ کہ

[1] حروف واؤ کو مرزا صاحب نے چھوڑ دیا.... منہ عفی عنہ

[2] مرزا صاحب نے قرآن شریف کا زمین پر سے آسمان پر اٹھایا جانا لکھا ہے جیسا کہ حدیثوں میں قیامت کی علامات میں درج ہے لیکن شاید مرزا صاحب قرآن شریف کو صرف ہندوستان اور بالخصوص پنجاب کے واسطے نازل ہوا ہو سمجھتے ہیں کیونکہ جب غدر ہندوستان میں ہوا تو باقی تمام

(باقی صفحہ آئندہ)

دوبارہ قرآن کو زمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا جیسا فرمایا'' لو کان الا یمان معلقا بالثریا. الحدیث۔ (ملتقطا بلفظہٖ۔ صفحہ ۲۲ سے ۲۷ تک ازالہ اوہام)

حضرات ناظرین۔ مرزا صاحب کے اختلافات کہ (مسیح موعودی کا دعویٰ اپنے نام غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰ھ سے کیا جس کو قریبا پندرہ سال ہوئے ادھر اب ۱۲۷۴ھ یا ۱۸۵۷ء بیان کرتے ہیں جس کو چالیس سال کا عرصہ گزرتا ہے اور قرآن شریف کا زمین پر سے اٹھائے جانے اور مرزا صاحب فارسی الاصل کا دوبارہ قرآن شریف کو زمین پر لانے) پر نظر نہ کر کے اصل مدعا مرزا صاحب کا ظاہر کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ آیت شریف کے اعداد میں ۱۲۷۴ھ جو ۱۸۵۷ء کے مطابق ہے۔ میرے مسیح موعود ہونے کا ثبوت ہے سو اب آپ کو یہ دیکھنا ہے کہ ہندوستان میں غدر ۱۸۵۷ء کے کس کس ماہ انگریزی میں ہوا تھا۔ اور وہ ماہ انگریزی کس کس ماہ قمری کے اور سن ہجری کے مطابق ہیں۔ تو اریخ (واقعات ہند) کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ ماہ مئی ۱۸۵۷ء میں اول اول چھاؤنی میرٹھ میں غدر ہوا۔ یہ تاریخ ۱۰ مئی ۱۸۵۷ء مطابق ۱۵ رمضان ۱۲۷۳ھ کے ہوتی ہے۔ اور ماہ جون و جولائی ۱۸۵۷ء کو دیگر اضلاع میں غدر اور جنگ

(بقیہ صفحہ سابقہ) اسلامی ممالک سے بھی قرآن شریف اٹھایا گیا لیکن یہ ہرگز نہیں ہوا تو خوب آیت شریف اور حدیث کی آپ نے تصدیق کی کہ صرف پنجاب اور کسی قدر حصہ ہندوستان سے قرآن شریف اٹھالیا گیا اور باقی تمام دنیا میں موجود رہا۔ پھر جس قرآن کو مرزا صاحب دوبارہ دنیا پر آسمان سے لائے اسی میں یہ آیت ''انا انزلناہ قریبا من القادیان'' بھی لکھی ہوئی ہوگی۔ سبحان اللہ آپ کی تاویلات اور استعارات کیا ہیں جس پر عقل کی آمد ہے روندے گرے چلے جاتے ہیں۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

ہوتے رہے اور سرکار انگریزی کا تسلط ہو گیا، گویا ماہ شوال اور ذیقعد اور غایت الامر ذی الحج ۱۲۷۳ھ ہجری المقدس تک غدر کا خاتمہ ہو گیا۔ پس اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کا زمانہ ۱۲۷۴ھ کے مطابق نہیں ہوا بلکہ ۱۲۷۳ھ ہجری کے مطابق ہوا جسکی بابت راقم الحروف کو القاء ربانی سے وہ حصہ حدیث شریف کا یاد دلایا گیا ہے۔ جو صحیح بخاری کے کتاب الفتن اور باب الفتنہ من قبل المشرق میں ہے۔ (یعنی فتنہ مشرق کی طرف سے ہوگا) جس کو مرزا صاحب بھی تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ دجال مشرق یعنی ملک ہندوستان سے نکلے گا۔ وہ حدیث شریف اس طرح پر ہے۔ فرمایا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے "اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا"۔ یعنی اے خداوند کریم ہمارے شام اور یمن میں برکت دے اس مکان پر مشرق اور نجد کے لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت وفی نجدنا یعنی ہمارے نجد مشرق کے واسطے بھی دعا برکت فرمایئے۔ تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دفعہ شام اور یمن کے واسطے ہی دعا برکت فرمائی اور تیسری دفعہ کے بعد حضرت نے ملک مشرق اور نجد کے حق میں فرمایا "ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع الشیطان"۔ (۱۲۷۳) یعنی اس طرف یا اس جگہ (نجد یا مشرق) میں زلزلے اور فتنے ہوں گے۔ اور وہاں سے شیطان نکلے گا۔ سو اس میں کچھ شک نہیں کہ قادیان میں ہمیشہ فتنے نکلتے رہتے ہیں۔ اور زلزلے بھی۔ اسی حصہ حدیث شریف "ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع الشیطان"۔ کے اعداد بحساب جمل (۱۲۷۳) سن ھجری کے مطابق ہوتے ہیں جو غدر ۱۸۵۷ء کے عین مطابق ہوتا ہے جس کی صداقت یوں بھی بخوبی ہوتی ہے کہ جب سے ۱۲۵۹ھ میں

مرزا صاحب پیدا ہوئے۔ جو ۱۸۴۲ء کے برابر ہے۔ اس وقت لارڈ الن برا گورنر جنرل کا زمانہ تھا۔ جس نے کابل اور غزنی وغیرہ پر چڑھائی کر کے ان کو بڑی بہادری سے فتح کیا جیسے تواریخ میں لکھا ہے کہ "غزنی کو فتح کر کے بالکل مسمار کر دیا وہاں سے کابل کی طرف روانہ ہو کر جرنیل پالک کے پاس آپہنچے اسکے بعد افغانوں کی دغابازی کی سزا میں کابل کے بڑے بازار کو جلا کر بالکل خاک میں ملا دیا"۔ بلفظہٖ (واقعات ہند۔ صفحہ ۲۱۲)

ان دنوں عین جنگ کے وقت زلزلہ بھی آیا۔ جیسے لکھا ہے کہ "جب قلعہ کی فصیل کی ذرا مرمت کر چکے تو ایک ایسا زلزلہ آیا کہ وہ گر پڑی"۔ (بلفظہ واقعات ہند ص ۲۱۱) یہ ہے مرزا صاحب کی تولید کی تاریخ اور حدیث شریف کی صداقت۔

اب مرزا صاحب کی تاریخ بلوغت کا حال سنئے۔ جو ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء زمانہ غدر گذرا ہے۔ اس وقت کے لوگ اب بھی یقین ہے۔ بہت سے زندہ موجود ہیں۔ زمانہ غدر میں جو کچھ گزرا ہے۔ تاریخ میں درج اور لوگوں کو یاد ہے کہ کیا کیا حالتیں مخلوقات کی ہوئیں جو ناگفتہ بہ ہیں۔ حتیٰ کہ سلطنت اسلامی[1] کی رہی سہی کا بھی ستیاناس ہو گیا۔ بہادر شاہ کو جلاوطن کر کے دہلی سے رنگون میں پہنچایا اور اس کے دو بیٹے اور ایک پوتا دہلی کے فتح ہوتے ہی گولی سے مار ڈالے گئے۔ اور سرکار انگلشیہ کو بھی ناحق نقصان آپ کے اثر سے پہنچا۔ (دیکھو... واقعات ہند کا صفحہ ۲۳۱)

پھر جب ۱۳۰۰ھ سے اپنے نام غلام احمد قادیانی کی تاریخ نکالی جو ۱۸۸۲ء کے مطابق ہوئی جس پر بڑے زور سے دعویٰ مسیح موعودی کا کیا۔ تب اپنے بھائی مہدی

[1] اسلامی ایخ.... اس نام پر بجاء خود مٹے ہوئے اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

سوڈانی کے اثر ہم عصری کا دکھا کر خوب جنگ کروایا سخت کشت وخون ہوئے پھر اب ۱۸۹۶ء و ۱۸۹۷ء جب مہدی مسعود ہونے کا دعویٰ کیا تو تمام جہان کو قحط سخت وامساک باران وباء طاعون اور زلزلوں نے برباد کردیا اور یہ اثر آپ کا اب تک جاری اور روز بروز ترقی پر ہے۔ خداوند کریم مرزا صاحب کے ان تمام تاثیرات سے سب کو بچائے۔ آمین ثم آمین۔ یہ ہیں مرزا صاحب کی پیدائش سے آج تک کے حالات جو حدیث شریف کی صداقت سے پورے ہوئے ہیں۔ اور جو شاہان سلطنت اور رعایا دونوں کو آپکے وجود کے اثر نے تکالیف پہچائیں۔ الغرض خلاصہ مرزا صاحب اور مہدی سوڈانی کی مطابقت کا یہ ہے کہ۔

(۱) مرزا صاحب بھی ۱۲۵۹ھ میں پیدا ہوئے اور مہدی سوڈانی بھی اسی سال پیدا ہوئے۔

(۲) مہدی سوڈانی نے ۱۸۸۲ء میں دعویٰ مہدویت کا کیا مرزا صاحب نے بھی اسی سال میں دعویٰ نبوت اور مسیح موعود کا کیا۔

(۳) مہدی سوڈانی کا نام محمد احمد تھا۔ اور مرزا صاحب کا نام غلام احمد ہے احمد کا نام دونوں ناموں میں موجود ہے۔

(۴) مہدی کاذب سوڈان میں پیدا ہوئے اور مرزا صاحب قادیان میں۔

(۵) مہدی وسوڈانی اپنے آپ کو عالم فاضل اسلام پرست کہلاتے تھے مرزا صاحب بھی اپنے برابر کسی کو عالم وفاضل اور اسلام پرست نہیں سمجھتے۔

(۶) مہدی سوڈانی کے پاس کثرت ازدواج سے محل سرا بھرے ہوئے تھے۔ مرزا صاحب کو بھی کثرت ازدواج کا نہایت شوق ہے گو میسر نہیں۔

البتہ مہدی سوڈانی ایک بات میں مرزا صاحب سے بڑھ کر ہیں اور مرزا صاحب بھی ایک بات میں مہدی سوڈانی سے بڑھ کر ہیں وہ یہ کہ مہدی سوڈانی کے پاس تین لاکھ فوج اللہ جان نثار موجود تھی۔ مگر مرزا صاحب کے پاس صرف دوسو چھیانوے دیسی مرید خاص الخاص موجود ہیں۔ اور مرزا صاحب بڑھ کر یوں ہیں کہ مہدی سوڈانی نے صرف مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ مرزا صاحب نے مسیح موعود اور مہدی موعود دونوں کا دعویٰ کیا۔ اب فرق صرف اتنا ہے کہ مہدی سوڈانی مر چکے ہیں اور مرزا صاحب ابھی زندہ ہیں خواہ دائم المریض ہی سہی۔

اب میں اصل مطلب پر آتا ہوں۔ مرزا صاحب نے ایک عجیب بات یہ لکھی ہے کہ "مہدی مسعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے دوستوں کے نام معہ مسکن اور خصائل کے درج ہوں گے"۔ سو عبارت حدیث میں لفظ صحیفہ مختومہ لکھا ہے۔ جس کے معنی مرزا صاحب نے خطوط وحدانی میں (اے مطبوعہ) اپنی طرف سے لکھ کر چھپی ہوئی کتاب لکھے ہیں۔ مختوم کے معنی ہرگز ہرگز چھپی ہوئی کتاب کے نہیں ہیں۔ جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن شریف میں سورہ البقرہ میں فرمایا ہے "خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ"۔ (پ ا سورۃ البقرۃ آیت ۷) یعنی مہر کردی اللہ نے ان کے (کافروں کے) دلوں پر اور ان کے کانوں پر۔ پھر دوسری جگہ سورۃ المطففین میں فرماتا ہے کہ "یُسْقَوْنَ مِنْ رَّحِیْقٍ مَّخْتُوْمٍ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ" (پ ۳۰ آیت ۲۵،۲۶) یعنی پلائی جائے گی شراب خالص مہر کی ہوئی میں سے اور مہر کرنے کی چیز اس کی خوشبو (مشک) ہے اسی طرح تمام احادیث اور کتاب مجمع بحار الانوار شرح کتب حدیث ودیگر کتب لغت میں مختوم کے معنی بموجب معنی قرآنی مہر کی

ہوئی کے لکھے ہیں۔ ان کی عبارات کو بباعث عدیم الفرصتی نقل نہیں کیا گیا۔ اور نہ ضرورت ہے۔ ہر کوئی خود دیکھ سکتا ہے۔ البتہ مرزا صاحب پر مجھے یقین نہیں کہ وہ کسی کتاب کو دیکھیں۔ جب کہ وہ قرآن شریف ہی کی مخالفت میں اپنے گھر کے معنی کر رہے ہیں۔ اور نہ کسی کی بات کو قبول کریں گے۔ جبکہ وہ خدا تعالیٰ کی بات اور حکم کو نہیں مانتے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ مرزا صاحب کی ہی تحریرات الہامی کو پیش کیا جائے تاکہ دوسرے حضرات ناظرین کو بھی معلوم ہو جائے۔ پھر مرزا صاحب کا اختیار ہے خواہ وہ اپنے الہامی تحریرات اور دستاویزات کو اختیار کریں یا انکار۔ مرزا صاحب کی عبارات ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

(الف) مرزا صاحب اپنے مرید خالص حبی فی اللہ میر عباس علی صاحب لودھیانوی کی نسبت (جب وہ مرزا صاحب کی بیعت توڑ کر ان کے سخت دشمن بن گئے) لکھتے ہیں انسان کا دل اللہ جل شانہ کے قبضہ میں ہے۔ میر صاحب تو میر صاحب ہیں اگر وہ چاہے تو دنیا کے ایک بڑے سنگدل اور مختوم القلب آدمی کو ایک دم میں حق کی طرف پھیر سکتا ہے۔ (بلفظہٖ۔ رسالہ آسمانی فیصلہ صفحہ ۲۷۔ دسمبر ۱۸۹۱ء کا آخری ورق)

(ب) اجنبیت سے ترک ادب اور ترک ادب سے ختم علی القلب اور ختم علی القلب سے جہری عداوت بلفظہ، وہی رسالہ آسمانی فیصلہ مرزا صاحب کا آخری ورق۔

کیا ان مندرجہ بالا تحریروں میں مرزا صاحب نے مختوم القلب کے معنی چھاپہ شدہ دل اور ختم علی القلب کے معنی چھاپہ اوپر دل کیلئے ہیں یا کیے ہیں۔ ذرا مرزا صاحب ہی اپنے لکھے ہوئے پر غور کریں اور وہ اور ان کے مرزائی جمع ہو کر قرآن شریف یا کسی حدیث شریف یا کسی شرعی یا غیر شرعی کتاب سے نکال کر تو دکھائیں کہ مختوم کے معنی

چھاپہ شدہ کے ہیں۔ مگر ہرگز نکال کر نہیں دکھا سکیں گے۔ بلکہ مرزا صاحب نے حدیث میں (اے مطبوعہ) کے لفظ کو بڑھا کر اپنی طرف سے چھاپہ شدہ کے معنی کیے ہیں۔ چلو مطبوعہ کے ہی معنی قرآن شریف یا حدیث شریف سے چھاپہ شدہ کے نکال کر پیش کریں بلکہ تمام کتب دینیات میں طبع کے معنی بھی ختم کے پائے جائیں گے۔ پس دعویٰ مرزا صاحب کا باطل ہوا۔

تمام لوگ جن کو عربی الفاظ کے معنی سمجھنے کا کچھ بھی ملکہ ہے وہ سب حدیث مذکورہ کے معنی یہی کریں گے۔ کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ایک بستی میں پیدا ہوں گے۔ جس کا نام کرعہ ہے۔ اس کی تصدیق خداوند کریم کریگا۔ اس کے دوستوں کو جو بدر کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ ہیں جمع کرے گا۔ اور حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس ایک کتاب مہر بندکی ہوئی ہوگی (جیسے ڈاک خانوں میں پمفلٹ یا پارسل وغیرہ بند ہو کر اور ان پر مہریں لگ کر ایک دوسرے کے پاس بھیجی جاتی ہیں۔ تا کہ کوئی سوائے مکتوب الیہ کے کھول نہ سکے) اس کتاب میں ان کے دوستوں کے نام معہ ان کے مسکن شہروں اور خصلتوں کے درج ہونگے۔

حضرات ناظرین ! اب غور فرمایئے گا۔ (الف) کہ مرزا صاحب کرعہ گاؤں میں پیدا نہیں ہوئے۔ جو اس وقت عرب میں درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اور چاہ عسفان کے پاس آباد موجود ہے۔ (دیکھو ص ۱۰۲۔۱۰۳ کتاب ہذا)

(ب) خداوند کریم نے مرزا صاحب کی کوئی تصدیق نہیں کی بلکہ تکذیب در تکذیب۔

(ج) مرزا صاحب کے دوست تین سو تیرہ ہیں۔ جن کے نام فہرست میں لکھے ہیں۔ ان میں سترہ آدمی نمبر ہائے۔ ۹۱۔۹۳۔۹۶۔۹۹۔۱۰۰۔۱۰۷۔۱۱۳۔۱۳۲۔۱۳۴۔۱۴۷

۱۴۸_ ۱۶۹_ ۲۸۳_ ۲۸۶_ ۲۹۳_ ۲۹۵_ ۳۱۰_ مردہ ہیں جو مدتوں سے فوت شدہ درج کر دیئے گئے ہیں۔کیا حدیث کے لفظوں میں یہ بھی درج ہے۔کہ ان تین سو تیرہ میں سترہ آدمی مرے ہوئے بھی ہوں گے۔پھر بعض ناموں کے ساتھ معہ اہلیت و ہر دو زوجہ وغیرہ بھی لکھا ہے۔کیا حدیث میں یہ بھی ہے کہ ان کی عورتیں بھی ساتھ ہونگی۔

(د) مرزا صاحب کے دوست مندرجہ فہرست کبھی قادیان میں ایک وقت پر جمع نہیں ہوئے اگرچہ زندوں کا قادیان میں مرزا صاحب کے پاس جمع ہو جانا ممکن ہے۔لیکن جو سترہ آدمی ہیں وہ تو کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتے تھے۔نہ ہوئے۔جب مرزا صاحب کے پاس ان کے دوست جمع نہیں ہوئے تو حدیث کی صداقت کیسے ہو سکتی ہے۔البتہ اگر مرزا صاحب کے مسمریزمی روح جمع ہو گئے ہوں تو عجب نہیں۔

(ہ) کیا کتاب مختومہ مرزا صاحب کے پاس اسی وقت سے تھی جب کہ وہ پیدا ہوئے ۱۲۵۹ھ میں یا جب آپ نے ظہور مہدویت و عیسویت فرمایا سنہ ۱۳۰۰ ہجری میں اور وہ کتاب کس کے روبرو کھولی گئی اور کہاں اور کب یا یہ کہ اب سنہ ۱۳۱۴ھ میں ایک فہرست پوچھ پاچھ کر لکھ دی اور جب پورے تین سو تیرہ نہ ہوئے تب اس میں سترہ مردے بھی درج کر دیئے۔چاہئے تھا کہ مرزا صاحب کے پاس پیدا ہوتے ہی کتاب ہوتی بشرطیکہ کاذب نہ ہوتے۔

(و) ایک بہت بڑی علامت ان کی خصلتوں کی حدیث میں درج ہے۔مگر افسوس مرزا صاحب نے اپنے دوستوں میں سے ایک کی بھی کوئی خو اور خصلت درج نہیں کی پھر کتاب پر جو مرزا صاحب اپنی حدیث کی صداقت میں پیش کرتے ہیں۔اس کا حال سنئے کہ مرزا صاحب نے پہلے اپنے دوستوں کے نام جگہ جگہ سے بذریعہ خط دریافت

کئے پھر ان کو جمع کیا پھر ان کی ایک فہرست بنائی۔ پھر وہ فہرست خوشنویس سے لکھوائی پھر چھاپہ والا کو دی۔ چھاپہ والا نے اس کو پتھر پر جمایا۔ پھر پریس والوں نے اس کو چھاپ چھاپ کر الگ الگ رکھا پھر ورقوں اور صفحوں کو ملایا۔ اور مرزا صاحب کے پاس پہنچایا۔ تب مرزا صاحب کی طرف سے دوستوں اور دشمنوں کے پہنچ گئی۔

سبحان اللہ! مرزا صاحب نے کیا کمال کیا ہے کہ ادھر اُدھر کے نام بیعت کا بہانہ کر کے لکھوا منگوائے۔ اور سب کو ایک فہرست میں لکھ کر چھاپنے کے واسطے دے دیئے۔ اور اصحاب بدر کے نام سے مشہور کر دیئے۔ جیسے خود لکھتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض فوائد منافع بیعت کہ جو آپ لوگوں کیلئے مقدر ہیں۔ اس انتظام پر موقوف ہیں۔ کہ آپ سب صاحبوں کے اسماء مبارکہ ایک کتاب میں بقید ولدیت و سکونت مستقل و عارضی کسی قدر کیفیت کے ساتھ اندراج پائیں۔ اور چھپوا کر ایک ایک کاپی تمام بیعت کرنے والوں کے پاس بھیج دی جائے۔" (بلفظہ ملخصا صفحہ ۱۔۲ تکمیل تبلیغ۔ مطبوعہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء)

یہی اسماء مبارکہ ہیں جو مرزا صاحب نے پہلے ۱۸۸۹ء میں جس کو عرصہ آٹھ سال کا گزرا ہے۔ لکھوا منگوائے تھے۔ اور اب ۱۸۹۶ء میں ضمیمہ ذمیمہ میں چھپوا کر مہدی موعود کا بھی دعویٰ کر دیا۔ اور مرزا صاحب نے یہاں یہ بھی لکھا ہے کہ "پہلے اس سے آئینہ کمالات اسلام میں تین سو نام درج کر چکا ہوں"۔ مگر جب آئینہ کمالات مرزا صاحب کا دیکھتا ہوں تو اس میں بھی ان کا دروغ بے فروغ ہی پایا جاتا ہے کیونکہ وہ لکھتے ہیں۔

کیفیت جلسہ : ۲۷۔دسمبر ۱۸۹۲ء بمقام قادیان ضلع گرداسپور اس جلسہ کے موقع پر اگرچہ پانچ سو کے قریب لوگ جمع ہو گئے تھے۔ لیکن وہ احباب اور مخلص جو محض للہ شریک جلسہ ہونے کیلئے دور دور سے تشریف لائے تھے ان کی تعداد قریب تین سو پچیس کے پہنچ گئی تھی۔ (بلفظہ۔ صفحہ ۱) لیکن فہرست احباب جو صفحہ ۴ سے ۱۷ تک لکھی ہے۔ اس میں تین سو ستائیس نام لکھے ہیں۔ (ملخصا)

"جب میاں بٹالوی نے اس عاجز کے کافر ٹھہرانے میں توجہ فرمائی تھی اس وقت صرف ۵۵۔ احباب تھے اور اب اس جلسہ سالانہ میں بجائے ۷۵ کے تین سو ستائیس احباب شامل جلسہ ہوئے۔" (بلفظہ ملخصا صفحہ ۱۸)

اس کے آگے جب مرزا صاحب تنبول (چندہ) لینے بیٹھے تو کل ۹۲ ہی آدمی درج فہرست کیے۔ (ملخصا صفحہ ۲۰ سے ۲۳ تک)

حضرات ! اب مرزا صاحب کے دروغ پر غور فرمایئے گا کہ خود لکھتے ہیں۔ ہم نے تین سو نام آئینہ کمالات میں درج کیا ہے۔ جب اس کو دیکھا جاتا ہے۔ تو ایک جگہ تین سو پچیس لکھتے ہیں پھر اسی جگہ تین سو ستائیس لکھتے ہیں۔ پانچ سو بھی لکھتے ہیں اور چندہ دہندگان کے نام کل بانوے ہی درج کیے ہیں۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کے دوست وہی بانوے تھے۔ جنہوں نے چندہ دیا۔ باقی سب تماشائی تھے۔ پس تمام وجوہات بالا سے ثابت ہو گیا کہ حدیث مذکورہ سے مرزا صاحب کا ذرہ بھر لگاؤ نہیں بلکہ برعکس ان کی تکذیب کی تائید ہوئی اور مہدی کاذب برادر سوڈانی ثابت ہوئے۔ مرزائی اپنی آنکھیں کھول کر دیکھیں اور ایسے مہدی مضل سے سرخروئی

حاصل کریں۔

ناظرین !جب حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حدیث شریف کے مطابق ظہور پرنور فرمائیں گے۔تو ہر کہ ومہ کے دل میں اللہ تعالیٰ ڈال دے گا۔اور ہر مسلمان ان کو شناخت کرلے گا کہ حضرت مہدی امام آخرالزمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہی ہیں۔فلینتظرہ۔

نہایت ہی تعجب !مجھے نہایت ہی تعجب اور حیرانی ہے اور سب سے زیادہ افسوس مرزا صاحب کے الہامی حافظہ پر ہے۔کہ ناحق انہوں نے مہدی موعود بننے کی کوشش کی۔اور خانہ زاد استعارات بے مغز کو کام میں لائے کیونکہ جس مہدی موعود ہونے کا خود بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہیں۔پہلے اس کے وجود کا سرے سے بڑے وثوق کے ساتھ انکار کرچکے ہیں۔مرزا صاحب کی الہامی دستاویزات ملاحظہ کیلئے نذر کرتا ہوں۔

(الف) سنت جماعت کا مذہب ہے کہ امام مہدی فوت ہوگئے۔آخری زمانہ میں انہیں کے نام پر ایک اور امام پیدا ہوگا لیکن محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔(بلفظہٖ صفحہ ۴۵۷۔ازالہ اوہام)

(ب) امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے۔جب مسیح ابن مریم آئے گا تو امام مہدی کی کیا ضرورت ہے۔(بلفظہٖ صفحہ ۵۱۸۔ازالہ اوہام)

حاصل کلام ! مرزا صاحب کا دعویٰ کہ میں مہدی موعود ہوں علاوہ اس بحث اور دلائل کے جو پیچھے گذر چکے ہیں۔ان کی اپنی ہی تحریرات الہامی سے باطل ہوگیا۔

باطل بھی ایسا کہ تاویل واستعارہ کی بھی گنجائش نہیں رہی۔ نہایت ہی شرم اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ خود ہی لکھتے ہیں کہ مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے۔ پھر اسی مہدی کے ادعائی بنتے ہیں کہ حدیث کے مطابق میں ہوں اور یہ بھی مرزا صاحب نے جمہور کی مخالفت میں نرا دھوکا دیا ہے کہ اہل سنّت وجماعت کا مذہب ہے کہ "امام مہدی فوت ہو گئے ہیں"۔ یہ مذہب اہل سنّت وجماعت کا ہرگز نہیں دیکھو کتب احادیث وعقائد وسیر۔ یہ صحیح ہے کہ جب کسی کے دماغ میں فتور آجاتا ہے۔ تو اس کو اگلی پچھلی باتیں یاد نہیں رہا کرتیں۔ مرزا صاحب اس میں مجبور اور معذور ہیں۔ (العیاذ باللہ)

الحمدُللہ : علی احسانہ خلاصہ رسالہ انجام آتھم وضمیمہ اور اسکے مختصر جوابات جو مرزا صاحب کے ہی تحریرات والہامات سے دیئے گئے ہیں ختم ہوا۔ اب قبل اس کے کہ مرزا صاحب کے عقائد اور اعمال کی فہرست لکھوں دو باتوں کا اظہار ضروری اور لابدی ہے اول دعویٰ نبوت دوم توہینات انبیاء علیہم السلام جو مرزا صاحب نے اپنی تالیفات میں کی ہیں جس میں اہل اسلام کا متفقہ ومسلمہ مسئلہ وفتویٰ ہے کہ یہ کفر ہے۔ اگرچہ اس مختصر رسالہ میں متعدد جگہوں میں ان ہر دو امور کا ذکر اجمالاً وتفصیلاً آچکا ہے۔ لیکن ان ہر دو امور اہم کو الگ الگ لکھ دینا ناظرین کیلئے خالی از فائدہ نہیں ہوگا۔ اسلئے اول دعویٰ نبوت۔ دوم توہینات انبیاء علیہم السلام۔ سوم عقائد۔ چہارم اعمال لکھے جائیں گے۔ بتوفیقہ انشاءاللہ تعالیٰ۔ اور اکثر عقائد اسلام حاشیہ پر لکھے جائیں گے۔



اوّل مرزا صاحب کی طرف سے دعوئ[1] نبوت

(۱) الہام "قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ"۔ (پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۳۱) یعنی کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ (بلفظہ صفحہ ۲۳۹۔ براہین احمدیہ)

(۲) اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کیلئے محدث ہو کر آیا ہے۔ اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے اور امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور رسول اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور اس سے انکار کرنے والا مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔ (بلفظہ توضیح مرام صفحہ ۱۸)

(۳) مرسل یزدانی ومامور رحمانی حضرت جناب مرزا غلام احمد قادیانی (بلفظہ ابتداء صفحہ (ٹائیٹل پیج) ازالہ اوہام)

(۴) مجھ کو قادیان والوں نے نہایت تنگ کیا ہے۔ جس سے میں یہاں سے ہجرت کرونگا میرے روحانی بھائی مسیح کا قول ہے۔ کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔

(بلفظہ صفحہ ابتدائی مرزا صاحب کا شحنۂ حق)

(۵) خدا نے مجھے آدم صفی اللہ کہا۔ مثیل نوح کہا۔ مثیل یوسف کہا۔ مثیل داؤد کہا پھر مثیل موسیٰ کہا۔ پھر مثیل ابراہیم کہا پھر بار بار احمد کے خطاب سے مجھے پکارا۔

[1] دعوئے نبوت الخ۔۔۔ مسئلہ اگر کوئی کہے کہ میں پیغمبر ہوں یا رسول اللہ ہوں اور ارادہ اس کا خدا کے رسول ہونے کا ہو تو کافر ہوا۔ بلفظہ عقائد عظیم ص ۱۶۶ سطر ۱۴ ودیگر کتب عقائد ۱۲ منہ

(بلفظہٖ صفحہ ۲۵۳۔ ازالہ اوہام)

(۶) پس واضح ہو کہ وہ مسیح موعود جس کا آنا انجیل اور احادیث صحیحہ کے رو سے ضروری طور پر قرار پا چکا تھا۔ وہ تو اپنے وقت پر اپنے نشانوں کیساتھ آ گیا اور آج وہ وعدہ پورا ہو گیا جو خدا تعالیٰ کی مقدس پیشگوئیوں میں پہلے سے کیا گیا تھا۔ (بلفظہٖ صفحہ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ازالہ اوہام)

(۷) چونکہ آدم اور مسیح میں مماثلت ہے اس لئے اس عاجز کا نام آدم بھی رکھا اور مسیح بھی۔ (بلفظہٖ صفحہ ۴۵۶۔ ازالہ اوہام)

(۸) خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ[1] میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا۔ اور نبی بھی۔ (بلفظہٖ ص ۵۳۳۔ ازالہ اوہام)

☆ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی مؤلفہ براہین احمدیہ خدا کی طرف سے ہے۔ (نعوذ باللہ)

(۹) ہمارا گروہ سعید ہے۔ جس نے اپنے وقت پر اس بندہ (مرزا صاحب) مامور کو قبول کر لیا ہے۔ جو آسمان اور زمین کے خدا نے بھیجا ہے۔ (بلفظہٖ۔ صفحہ ۱۸۷۔ ازالہ اوہام)

(۱۰) ہاں! محدث جو مرسلین میں سے ہے۔ امتی[2] بھی ہوتا ہے۔ اور ناقص طور پر نبی

[1] اس سے صاف علوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کی مؤلفہ براہین احمدیہ خدا کی کلام ہے۔ نعوذ باللہ۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

[2] مرزا صاحب ایک ہی وقت میں امتی بھی ہیں اور نبی بھی۔ یہ اجتماع الضدین ہے گویا ایک ہی وقت میں رات بھی ہیں اور دن بھی، سیاہ بھی ہیں اور سفید بھی، مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی، یہ محالات سے ہے۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

بھی۔(بلفظہٖ صفحہ ۵۶۹۔ازالہ اوہام)

مرزا صاحب ایک ہی وقت میں امتی بھی ہیں اور نبی بھی۔ یہ اجتماع الضدین ہے گویا ایک ہی وقت میں رات بھی اور دن بھی سیاہ بھی سفید بھی مسلمان بھی اور کافر بھی یہ محالات سے ہے۔۱۲ منہ عفی عنہ

(۱۱) محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اگرچہ وہ کامل طور پر امتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔(بلفظہ صفحہ ۵۶۹۔ازالہ اوہام)

(۱۲) میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دونگا۔ تیری محبت دلوں میں ڈال دونگا۔(بلفظہ صفحہ ۶۳۴۔ازالہ اوہام) برعکس ہوا۔

(۱۳) احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے۔ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ۔ (پ ۲۸ سورۃ الصف آیت ۶)(بلفظہ صفحہ ۶۷۳۔ازالہ اوہام) (یعنی یہ آیت شریف مرزا صاحب کے حق میں پیشگوئی ہے)

(۱۴) اور یہ آیت کہ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۔(پ ۲۸ سورۃ الصف آیت ۹) درحقیقت اسی مسیح ابن مریم کے زمانہ سے متعلق ہے۔(بلفظہ ۶۷۵۔ازالہ اوہام)

(۱۵) وہ آدم اور ابن مریم یہی عاجز ہے۔ کیونکہ اول تو ایسا دعویٰ اس عاجز سے پہلے کبھی کسی نے نہیں کیا۔ اور اس عاجز کا یہ دعویٰ دس برس سے شائع ہو رہا ہے۔(بلفظہ صفحہ ۶۹۵۔ازالہ اوہام مطبوعہ ۱۳۰۸ ہجری)

(۱۶) اور ہر ایک شخص روشنی روحانی کا محتاج ہو رہا ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس روشنی کو

دے کر ایک شخص دنیا میں بھیجا وہ کون ہے۔ یہی ہے جو بول[1] رہا ہے۔ (بلفظہٖ صفحہ ۷۶۸۔ ۷۶۹ ازالہ اوہام)

(۱۷) حضرت اقدس امام انام مہدی و مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام۔ (بلفظہٖ صفحہ ۶۵۔ رسالہ آریہ دھرم کا آخیر نوٹس مؤلفہ مرزا صاحب)

(۱۸) میں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعویٰ کیا اور اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اور ابتداء دعویٰ پر بیس برس سے بھی زیادہ گذر گیا۔ (بلفظہٖ ص ۵۰۔ انجام آتھم)

(۱۹) ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میرے پیچھے ہو لو۔ تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ (بلفظہٖ صفحہ ۵۲۔ ۵۶۔ انجام آتھم)

(۲۰) اے احمد تیرا نام پورا ہو جائیگا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔ (بلفظہٖ صفحہ ۵۲ انجام آتھم)

(۲۱) تیری شان عجیب ہے۔ (بلفظہٖ صفحہ ۵۲۔ انجام آتھم)

[1] اس بارے میں ایک چار ورقہ رسالہ احسن الکلام فی بیان الصلوٰۃ والسلام، مرزا صاحب کے حواری محمد احسن امروہی نے لکھا ہے اور مرزا صاحب پر درود بھیجنے والا بالا والا ثابت کیا ہے۔ لکھا ہے کہ اس کی (مرزا صاحب کی) محبت لوجہ اللہ مجبور کرتی ہے کہ اس کے نام کے ذکر کے بعد سلام بھیجا جائے۔ (بلفظہٖ ص ۶ سطر ۱۰) مگر افسوس ہے مولوی محمد احسن امروہی کی محبت لوجہ اللہ پر کہ مرزا صاحب کے ساتھ تو یہ محبت ہو لیکن پیغمبران اولوالعزم علیہم السلام کے ساتھ ایک ذرہ بھر بھی محبت نہ ہو۔ اور ان کے نام پر درود و سلام نہ بھیجا جائے، جیسے اسی رسالہ میں وہ لکھتے ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ حضرت آدم حضرت نوح حضرت ابراہیم حضرت موسیٰ حضرت عیسیٰ جیسے پیغمبران اولوالعزم مقام شفاعت میں کھڑے نہ ہو سکیں گے۔ (بلفظہٖ ص ۷ سطر ۴، ۵) دیکھیے ان پیغمبران علیہم السلام کے نام اقدس پر مطلق درود و سلام کی پرواہ تک نہیں کی واہ آپ کا ایمان۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

(۲۲) میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا ہے۔ (صفحہ ۵۲۔ انجام آتھم)

(۲۳) پاک ہے وہ جس نے اپنے بندہ کو رات میں سیر[1] کرائی۔ (بلفظہٖ ص ۵۳۔ انجام آتھم)

(۲۴) تجھے خوشخبری ہو اے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ (صفحہ ۵۵۔ انجام آتھم)

(۲۵) میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا۔ (بلفظہٖ صفحہ ۵۵۔ انجام آتھم)

(۲۶) تو ہمارے پانی میں سے ہے۔ (بلفظہٖ صفحہ ۵۵۔ انجام آتھم)

(۲۷) خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ (بلفظہٖ صفحہ ۵۵۔ انجام آتھم)

(۲۸) "اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ" ۔ (پ ۳۰ سورۃ الکوثر آیت ۳) تیرا بدگو بے خیر ہے۔ (میاں سعد اللہ مدرس لودھیانہ صفحہ ۵۸ انجام آتھم)

(۲۹) نبیوں کا چاند (مرزا صاحب) آئے گا۔ (صفحہ ۵۸۔ ۶۰۔ انجام آتھم)

(۳۰) تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں تیرا بھید میرا بھید ہے۔ (صفحہ ۵۹۔ انجام آتھم)

(۳۱) ابراہیم یعنی اس عاجز (مرزا صاحب) پر سلام۔ (صفحہ ۶۰۔ انجام آتھم)

(۳۲) اے نوح اپنی خواب کو پوشیدہ رکھ۔ (صفحہ ۶۰۔ انجام آتھم)

(۳۳) یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے۔ جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں اور ان کے سواء اور بھی الہامات ہیں مگر میں خیال کرتا ہوں۔ کہ جس قدر

[1] مرزا صاحب کو معراج ہوا جس کا وہ خود انکار کرتے ہیں اور یہاں آیت شریف معراج کا آپ پر نزول دوبارہ ہوا۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

میں نے لکھا ہے۔ وہ کافی ہے اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے یہ خدا کا فرستادہ۔ خدا کا مامور۔ خدا کا امین۔ خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اس کا دشمن جہنمی ہے۔ (بلفظہٖ صفحہ ۶۲۔ انجام آتھم)

(۳۵) جس نے تیری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ۔ (صفحہ ۷۸۔ انجام

(۳۶) وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً للعالمین ۔ تجھ کو تمام جہان کی رحمت کے واسطے بھیجا۔ (صفحہ ۷۸۔ انجام آتھم)

(۳۷) اِنِّیْ مرسلک اِلٰی قوم المُفسدین ۔ میں نے تجھ کو قوم مفسدین کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ (صفحہ ۷۹۔ انجام آتھم)

(۳۸) مجھ کو خدا نے قائم کیا مبعوث کیا اور خدا میرے ساتھ ہمکلام ہوا۔ (صفحہ ۱۱۳۔ انجام آتھم)

(۳۹) خدا کا روح میرے میں باتیں کرتا ہے۔ (صفحہ ۱۶۷۔ انجام آتھم)

(۴۰) جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے۔ وہ اس خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے جس نے مجھے مامور کیا اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اس خدا کو قبول کرتا ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے۔ (صفحہ ۳۶۔ ضمیمہ انجام آتھم)

(۴۱) خدا ان سب کے مقابل پر میری فتح کریگا کیونکہ میں خدا کی طرف سے ہوں پس ضرور ہے، بموجب آیہ کریمہ "کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ"۔ (پ ۲۸ سورۃ مجادلہ آیت ۲۱) میری فتح ہو (بلفظہٖ صفحہ ۵۸۔ ضمیمہ انجام آتھم)

(۴۲) میرے پاس خدا کے نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ (بلفظہٖ ص ۵۷۔ ۶۲۔ ضمیمہ انجام آتھم)

یادداشت : دعویٰ نبوت کفر ہے۔ (دیکھو عقائد عظیم صفحہ ۱۶۶۔ ودیگر کتب عقائد)



دوم توہینات[1] انبیاء علیہم السّلام

(۱) میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا وہ ہرگز نہ مرے گا۔ (بلفظہٖ صفحہ ۲۔ ازالہ اوہام)

(۲) جس قدر حضرت مسیح کی پیشگوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہیں نکلیں۔ (بلفظہٖ صفحہ ۷۔ ازالہ اوہام)

(۳) حضرت موسیٰ کی پیشگوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں۔ جس صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں امید باندھی تھی۔ غایۃ مافی الباب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیشگوئیاں زیادہ غلط نکلیں۔ (صفحہ ۸۔ ازالہ اوہام)

(۴) سیر معراج (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم) اس جسم کثیف[2] کے ساتھ نہیں تھا۔ (بلفظہٖ صفحہ ۴۷۔ ازالہ اوہام)

[1] توہینات الخ.... مسئلہ جو کوئی پیغمبر خدا کی اہانت کرے وہ کافر ہے۔ "عقائد عظیم ص ۱۶۶، ۱۷۰" مسئلہ ہر پیغمبر کی جناب میں بے ادبی کرنا کفر ہے۔ بلفظہٖ ضمان الفردوس ص ۳۲ سطر ۱ ودیگر کتب عقائد مالابدمنہ ص ۱۵۸ منہ عفی عنہ

[2] کثیف الخ.... مسئلہ جو کوئی پیغمبر علیہ السلام کے بال کو بالڑا یا بالٹا کہے وہ کافر ہے۔ "بلفظہٖ عقائد عظیم ص ۱۷۱ سطر ۱۴" مسئلہ جس کلمے میں کسی طرح کی بے ادبی یا اہانت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پائی جائے وہ یقیناً کفر ہے۔ بلکہ ایسا شخص واجب القتل ہے۔ بلفظہٖ ص ۳۱ سطر ۲۰ ضمان الفردوس ۱۲

(۵) بلکہ اکثر پیشگوئیوں میں ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں۔ کہ خود انبیاء کو ہی جن پر وہ وحی نازل ہو سمجھ میں نہیں آسکتی۔ (صفحہ ۱۴۰۔ ازالہ اوہام)

(۶) انیک منم کہ حسب اشارات آمدم عیسیٰ کجاست تابہ نہد پا بمنبرم

(بلفظہٖ صفحہ ۱۵۸ ازالہ اوہام)

(۷) یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرندے بنا کر انمیں پھونک مار کر اوڑانا) حضرت سلمان کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے۔ کہ ان دنوں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے۔ کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔........ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور پر ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو۔ جو مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے کہ جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔ (بلفظہٖ ملتقطا صفحہ ۳۰۲۔ ازالہ اوہام)

(۸) اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیے۔ کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھایا ہو کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں بھی ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں سے بکثرت آتے ہیں۔ بلفظہٖ (ملتقطا صفحہ ۳۰۴۔ ازالہ اوہام)

(۹) حضرت مسیح ابن مریم باذن[1] وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا۔ کہ اعجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ بلفظہ (صفحہ ۳۰۸۔ ازالہ اوہام)

(۱۰) گو حضرت مسیح جسمانی بیماریوں کو اس عمل (مسمریزم) کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کو کامل طور پر قائم کرنے کے بارے میں ان کی کاروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے۔ (بلفظہ صفحہ ۳۱۰۔ ازالہ اوہام)

(۱۱) یہ جو میں نے مسمریزمی طریق کا نام عمل الترب رکھا ہے جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے۔ یہ الہامی نام ہے۔ (بلفظہ صفحہ ۳۱۲۔ ازالہ اوہام)

(۱۲) ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست ہوئی۔ بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا۔ (صفحہ ۶۲۹۔ ازالہ اوہام)

(۱۳) جو پہلے اماموں کو معلوم نہیں ہوا تھا وہ ہم نے معلوم کر لیا۔ (صفحہ ۶۸۳۔ ازالہ اوہام)

[1] حضرت مسیح الخ ..... خدا کے حکم سے عمل مسمریزم کرتے تھے۔ بقول مرزا صاحب وہ باذن اللہ یہ عمل کرتے تھے تو پھر مرزا صاحب اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت کس دلیل سے کہتے ہیں مگر یہ سچ ہے کہ خداوند کریم کا حکم مرزا صاحب کیلئے مکروہ اور قابل نفرت ہے۔ العیاذ باللہ۔ منہ عفی عنہ ۱۲

(۱۴) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے الہام ووحی غلط نکلیں تھیں۔ (صفحہ ۶۸۸۔ ازالہ اوہام)

(۱۵) اسی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن مریم اور اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو، اور نہ دجال کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی بھی ظاہر فرمائی گئی ہو۔ (صفحہ ۶۹۱۔ ازالہ اوہام)

(۱۶) سورۃ بقرہ میں جو ایک قتل کا ذکر ہے کہ گائے کی بوٹیاں نعش پر مارنے سے وہ مقتول زندہ ہو گیا تھا۔ اور اپنے قاتل کا پتہ دے دیا تھا۔ یہ محض موسیٰ کی دھمکی تھی اور علم مسمریزم تھا۔ (ملخصاً ص ۷۴۸ ازالہ اوہام)

(۱۷) حضرت ابراہیم کا چار پرندوں کے معجزہ کا ذکر جو قرآن شریف میں ہے وہ بھی ان کا مسمریزم کا عمل تھا۔ (ملخصاً صفحہ ۷۵۴۔ ازالہ اوہام)

(۱۸) مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے اس کا جواب بھی آپ نے سوچا ہوگا۔ بلفظہٖ ص ۱۲ (رسالہ نور القرآن ۹۵۔ ۱۸۹۶ء)

(۱۹) یسوع نے ایک کنجری کو اپنی بغل میں لیا اور عطر ملوایا۔ ملخصاً ص ۴۷ (رسالہ نور القرآن ۹۵۔ ۱۸۹۶ء)

(۲۰) مسیح کا بے باپ[1] پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں۔ حضرت آدم ماں

[1] مرزا صاحب کی دلیری اور بے باکی اور توہین نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے حق میں بسورۃ مریم فرماتا ہے۔ ”ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا“ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بن باپ پیدا کرنا لوگوں کیواسطے نشانی ہے اور رحمت۔ مرزا صاحب کی نگاہ ایسی ہے کہ قرآن کریم بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ عفی عنہ

اور باپ دونوں نہیں رکھتے تھے۔ اب قریب برسات آئی ہے۔ باہر جا کر دیکھئے کہ کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ (بلفظہٖ صفحہ ۷ جنگ مقدس مرزا صاحب ۲۲ مئی سے ۵ جون ۱۸۹۳ء تک)

(۲۱) مریم کا بیٹا کشلیا[1] کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔ (بلفظہٖ ص ۴۱، انجام آتھم)

کشلیا راجہ رام چندر جی کی والدہ کا نام ہے جس کو ہندو لوگ اوتار پرمیسر (خدا) کہتے ہیں۔ آریہ لوگ صرف راجہ کہتے ہیں اور مسلمان لوگ ان کو کافر جانتے ہیں۔

(۲۲) (حضرت یسوع مسیح کی نسبت) شریر، مکار، موٹی عقل والا۔ بدزبان، غصہ ور، گالیاں دینے والا، جھوٹا علمی اور عملی قویٰ میں کچا، چور۔ شیطان کے پیچھے چلنے والا، شیطان کا ملہم۔ اس کے دماغ میں خلل تھا۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان جدی مناسبت سے تھا۔ زنا کاری کا عطر ایک کنجری سے سر پر ملوایا۔ ملخصاً (ابتداء صفحہ ۳ الغایت ص ۷ ضمیمہ انجام آتھم) العیاذ باللہ۔ نقل کفر کفر نباشد۔

یادداشت : توہین انبیاء علیہم السلام کفر ہے۔



[1] کشلیا راجہ رام چندر جی کی والدہ کا نام ہے۔ جس کو ہندو لوگ اوتار پرمیشر (خدا) کہتے ہیں آریہ لوگ صرف راجہ کہتے ہیں اور مسلمان لوگ ان کو کافر جانتے ہیں۔

(سوم) مرزا صاحب کے عقائد

(جمہور اہلِ اسلام کے خلاف)

(۱) مرزا صاحب کا خدا (عاجی[۱]) ہاتھی دانت یا گوبر کا ہے۔

قولہ[۲]: ہمارا خدا عاجی ہے (اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے) (بلفظہٖ صفحہ ۵۵۶۔ براہین احمدیہ)

عاجی کے معنی ہاتھی دانت کا گوبر کا کے ہیں۔ دیکھو کتب منتخب اللغات اور قاموس اور اس کی تحقیقات میں۔ (صفحہ ۵۲۔۵۳ کتاب ہذا)

(۲) فرشتے[۳] کوئی نہیں جو کچھ عالم میں ہو رہا ہے۔ وہ سیارات کی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔

قولہ: ملائکہ وہ روحانیات ہیں کہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ

---

[۱] عاجی الخ۔ اس کے معنی پیچھے صفحات میں لکھ دیئے گئے ہیں۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

[۲] قولہ سے مراد خاص مرزا صاحب کی کلام ہے اور قال سے کسی دیگر شخص کی۔ منہ عفی عنہ

[۳] ایمان تفصیلی میں فرشتوں پر ایمان لانا فرض ہے۔ اور منکر ان کا کافر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن یکفر الله وملائکته وکتبه والیوم الأخر ہ فقد ضل ضلالا بعیدا۔ یعنی جو انکار کرے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے پیغمبروں کا قیامت کے دن کا وہ گمراہ ہوا گمراہی دور کی۔ اور حدیث صحیحین میں ہے۔ ان تؤمن بالله و ملائکته وکتبه ورسله والیوم الاخر۔ (الحدیث)۔ مرزا صاحب قرآن شریف اور احادیث شریف کے انکاری ہیں۔ العیاذ باللہ۔ منہ عفی عنہ ۱۲ دیکھو عقائد الاسلام۔

یا دسا بنرا اور وید کے موافق ارواح کواکب ان کو نام زد کریں یا نہایت طریق سے ملائکہ اللہ کا ان کو لقب دیں در حقیقت یہ ملائکہ ارواح کواکب اور سیارات کیلئے جان کا حکم رکھتے ہیں اور عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ انہیں سیاروں کے قوالب اور ارواح کی تاثیرات سے ہو رہا ہے۔ ملخصاً بلفظہٖ (صفحات ۳۳۔ ۳۷۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۶۷۔ توضیح مرام)

(۳) جبریل علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کے پاس زمین پر کبھی نہیں آئے اور نہ آتے ہیں۔

قولہ : جبریل امین جو انبیاء کو دکھائی دیتا ہے۔ وہ بذات خود زمین پر نہیں اترتا اور اپنے ہیڈ کوارٹر (صدر مقام) سے نہایت روشن منیر سے جدا نہیں ہوتا بلکہ صرف اس کی تاثیر نازل ہوتی ہے۔ اور اس کے عکس سے تصویر ان کے (یعنی انبیاء) دل میں منقوش ہو جاتی ہے۔ ملخصاً۔ (صفحات ۶۸۔ ۷۰۔ ۸۵۔ توضیح مرام)

(۴) انبیاء[1] علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں۔

قولہ : ایک بادشاہ کے وقت چار سو نبی نے اس کے فتح کے بارہ میں پیشگوئی کی اس میں وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ اسی میدان میں مارا گیا۔ ملخصاً (صفحہ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ازالہ اوہام)

(۵) معجزات[2] حضرت سلیمان و حضرت مسیح علیہما السلام کے محض عقلی اور بے سود از قسم

---

[1] انبیاء الخ ...... جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے اور انبیاء علیہم السلام گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے پاک ہیں اور وہ معصوم ہیں اور راستباز ہیں۔ اور اس کا انکار کفر ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کو جھوٹا کہے وہ کافر ہے۔ "عقائد الاسلام ص ۳۸، ۵۲ وغیرہ۔ مؤلفہ مولانا ابو محمد عبد الحق دہلوی منہ عفی عنہ"

[2] معجزات الخ ...... سید احمد خاں صاحب بہادر کی کاسہ لیسی ہے وہ بھی اپنے رسالہ (باقی ص آئندہ)

شعبدہ بازی اور لوگوں کو فریفتہ کرنے والے تھے۔

قولہ :(الف) بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر اڑانا) حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے۔ کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔ (بلفظہ صفحہ ۳۰۲۔ ازالہ اوہام)

(ب) دیکھو۔ صفحہ ۱۳۷۔ کتاب ہذا۔ توہینات میں درج ہو چکا ہے۔

(۶) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی وحی[1] غلط نکلی۔

قولہ : حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے الہام اور وحی غلط نکلیں تھیں۔ ملخصاً (صفحات ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ازالہ اوہام)

(۷) حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابن مریم اور دجال اور اس کے گدھے اور یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کی حقیقت سے وحی الٰہی نے خبر نہیں دی۔

قولہ : اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی اور نہ دجال کے گدھے کی اصلی کیفیت کھلی ہو۔ اور نہ یاجوج ماجوج کے عمیق تک وحی الٰہی

(بقیہ ص سابقہ) تہذیب الاخلاق۔ جمادی الاول تا رمضان المبارک ۱۲۹۶ء مطابق ۱۸۷۹ء میں معجزات کو یہاں مستی کا سانگ لکھتے ہیں۔ انکار معجزہ انکار کلام اللہ ہے جو کفر ہے۔ عقائد الاسلام وغیرہ کتب عقائد ۱۲ امنہ عفی عنہ

[1] حاشیہ صفحہ آئندہ

نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی بھی ظاہر فرمائی گئی ہو۔ (بلفظہٖ ص ۶۹۱۔ ازالہ اوہام)

(۸) حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے تھے۔[۲]

قولہ : حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے تھے۔ (بلفظہٖ ص ۳۰۳۔ ازالہ اوہام)

(۹) حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسمریزم میں مشق کرتے اور کمال رکھتے تھے۔

قولہ : (ا) حضرت مسیح ابن مریم الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔ (بلفظہٖ ۳۰۸۔ ازالہ اوہام)

(ب) جو میں نے مسمریزمی عمل کا نام عمل الترب رکھا ہے۔ یہ الہامی نام ہے جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے۔ ملخصاً (بلفظہٖ۔ صفحہ ۳۱۲۔ ازالہ اوہام)

(۱۰) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج جسمانی کا انکار۔ (مرزا صاحب کے ایمان کا فلسفہ پر دارو مدار)

قولہ : (ا) نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو ثابت کر رہا ہے کہ کوئی انسان

[۱] وحی غلط الخ... حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ایسا کہنا ان کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھنا ہے یہ سخت اہانت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جو کفر ہے۔ عقائد الاسلام۔ مؤلفہ مولانا مولوی ابو محمد عبدالحق دہلوی ۱۲ منہ عفی عنہ [۲] قولہ یوسف نجار الخ.... سید احمد خاں صاحب کی کاسہ لیسی۔ صریح نص ولم یمسسنی بشر الخ۔ حضرت مریم علیہا السلام کا قول مندرجہ قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔ ۱۲ دیکھو کتب عقائد۔ منہ عفی عنہ

اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریرۃ تک بھی پہنچ سکے پس اس جسم کا کرہ ماہتاب و آفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔ (بلفظہٖ ص ۴۷۔ ازالہ اوہام)

(ب) سیر معراج[1] اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا بلکہ وہ اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔ بلفظہٖ (صفحہ ۴۷ ازالہ اوہام)

(۱۱) قرآن شریف میں گندی گالیاں[2] بھری ہیں۔

قولہ : (ا) قرآن شریف جس بلند آواز سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔ بلفظہٖ (صفحہ ۲۵۔ ۲۶۔ ازالہ اوہام)

(ب) اس نے (قرآن شریف نے) ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتے ہیں۔ استعمال کئے ہیں۔ (بلفظہٖ ملخصاً صفحہ ۲۷۔ ازالہ اوہام)

---

[1] معراج الخ..... خبر المعراج حق و من ردہ فھو مبتدع منال۔ یعنی جو معراج جسمانی کا انکار کرے بدعتی گمراہ ہے۔ ۱۲ فقہ اکبر صفحہ ۱۶۔۔۔ معراج جسمانی الخ عقائد اسلام و معراجہ فی الیقظۃ الی السماء ثم الی ما شاء اللہ حق۔ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معراج بیداری میں آسمان کی طرف پھر جہاں اللہ نے چاہا حق ہے۔ بلفظہٖ سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان ص ۳۹ سطر ۱۷۔ و شرح عقائد نسفی و دیگر کتب عقائد۔ سبحان اللہ الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصا۔

[2] گندی گالیاں الخ... مسئلہ جس کلمے میں بے ادبی یا اہانت قرآن مجید یا کسی آیت کی ہو بے شک کفر ہے۔ بلفظہٖ ص ۳۲ ضمان الفردوس و غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار ص ۵۱۳ سطر ۳۱ منہ عفی عنہ

(۱۲) براہین احمدیہ (مؤلفہ مرزا صاحب) خدا کی کلام ہے۔

قولہ: خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا، اور نبی بھی۔ بلفظہٖ (صفحہ ۵۳۳۔ ازالہ اوہام)

(۱۳) قرآن شریف (کلام اللہ) مرزا صاحب[1] کی کلام ہے۔

قولہ : اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ بلفظہٖ (صفحہ ۳۔ کالم دوم سطر ۳۲۔۳۳۔۳۴۔ اشتہار لیکھرام کی موت کی نسبت مورخہ ۱۵۔ مارچ ۱۸۹۷ء)

جو شخص قرآن شریف کو مخلوق کہے وہ کافر ہے۔ (بلفظہٖ غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار ص ۵۱۳ سطر ۲۱)

(۱۴) قرآن شریف میں جو معجزات[2] ہیں وہ سب مسمریزم ہیں۔

قولہ : قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض مردے زندہ ہوگئے تھے۔ جیسے وہ مردہ جس کا خون بنی اسرائیل نے چھپالیا تھا۔ جس کا ذکر اس آیت وَاِذْ قَتَلْتُمْ (پ اسورة بقرہ : آیت ۷۲) میں ہے۔ کہ اس گائے کے گوشت کی بوٹیوں سے جس کے ہاتھ سے مقتول کے جسم پر لگنے سے زندہ ہوگیا تھا یا ہو جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس قصہ سے واقعی طور پر زندہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف دھمکی تھی۔

[1] مرزا صاحب الخ جو شخص قرآن شریف کو مخلوق کہے وہ کافر ہے۔ بلفظہ غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار صفحہ ۵۱۳ سطر ۲۱

[2] معجزات الخ۔۔۔ معجزات قرآنی کا منکر قرآن شریف کا منکر ہے۔ قرآن شریف کا منکر کافر ہے (عقائد الاسلام۔ منہ عفی عنہ)

تا کہ چور بے دل ہو کر اپنے تیئں ظاہر کر دے اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق عمل الترب یعنی مسمریزم کا ایک شعبہ تھا۔ (بلفظہٖ ملتقطاً از صفحہ ۷۴۸ تا ۷۵۰۔ ازالہ اوہام)

(ب) یاد رکھنا چاہیے کہ جو قرآن کریم میں چار پرندوں کا ذکر لکھا ہے کہ ان کو اجزا متفرقہ یعنی جدا جدا کر کے چاروں پہاڑوں پر چھوڑا گیا تھا۔ اور پھر وہ بلانے سے آ گئے تھے۔ یہ بھی عمل الترب کی طرف اشارہ ہے۔ بلفظہٖ (ملتقطاً صفحہ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ازالہ اوہام)

نوٹ: معجزات قرآنی کا منکر قرآن شریف کا منکر ہے قرآن شریف کا منکر کافر ہے۔

(۱۵) قرآن شریف میں یہ عبارت "انا انزلنا[1] ہ قریبا من القادیان"۔ موجود ہے

(کلام الٰہی میں کمی بیشی)

قولہ: جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھا۔ اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی مرحوم میرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر با آواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں۔ اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا "انا انزلنا قریبا من القادیان"۔ تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شائد قریب نصف کے موقع پر بھی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف

[1] انا انزلناہ الخ.. آیت شریف وانا لحافظون کا انکار گویا قرآن شریف کا انکار ہے۔ منہ عفی عنہ۔

میں درج ہے اور تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ

مدینہ۔ قادیان۔ (بلفظہٖ۔ ملتقطاً صفحہ ۷۶۔۷۷۔ ازالہ اوہام)

(۲۶) قادیان بمثل حرم[1] کعبۃ اللہ ہے۔

قولہ: وَمَنْ دَخَلَهٗ[2] كَانَ اٰمِنًا۔ (پ ۴ سورۃ آل عمران آیت ۹۷) ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا۔ ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی کہ تجھ کو بیت الفکر

[1] حرم کعبہ الخ۔ آیت قرآن شریف کو خلاف ظاہر نص کے منطبق کرنا یا کسی اور مطلب کے مطابق کرنا جس کا قرآن شریف میں بعبارت ظاہر ذکر نہیں تحریف قرآن شریف ہے، جو کفر ہے۔ نعوذ باللہ عقائد الاسلام وغیرہ کتب عقائد ۱۲ منہ عفی عنہ۔

[2] یہاں پر حضرت مولانا حاجی الحرمین شریفین ابقاہ اللہ تعالیٰ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری حضوری کی کتاب رجم الشیطین برد اغلوطات براہین سے نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ وھو ھذا۔ فقیر کہتا ہے کہ آیت ومن دخلہ کان آمنا۔ قرآن شریف میں بیت اللہ شریف کے ہی حق میں وارد ہے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور نہ مسجد اقصیٰ (جس کی تعریف سورۃ بنی اسرائیل کی ابتداء میں ہے۔ اور وہ قبلہ انبیاء ہے) کے حق میں وارد ہے پس یہ ادعا صاحب براہین کا کہ اس کی خانگی مسجد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ومن دخلہ کان آمنا۔ نازل کیا ہے۔ یہاں اپنی مسجد کو ان دونوں مسجدوں پر فضیلت دی ہے۔ ان مناقب سے ایک اور امر ظاہر ہو گیا اور وہ یہ ہے کہ مرزا صاحب نے ابتداء براہین احمدیہ کے اشتہار میں درج کیا ہے کہ ان کی جائیداد دس ہزار روپیہ کی ہے پھر ادعا کیا ہے کہ مجھ کو الہام ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے مخاطبت یعنی ہمکلامی کا منصب حاصل ہے۔ پس باوجود اسکے وہ اب تک حج کو نہیں گئے اس لئے کہ حج گناہ کے بخشوانے اور قیامت کے امن کے واسطے ہے اور یہ دونوں امر مرزا صاحب کو حاصل ہیں کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے، جو جی چاہے سو کر بے شک ہم نے تجھے بخش چھوڑا ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ (باقی صفحہ ۳۹۴)

اور بیت الذکر عطا کیا۔ بیت الفکر سے اس جگہ مراد وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کیلئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے۔ اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا۔ اس مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔ بلفظہٖ۔ (ملتقطا صفحہ ۵۵۸۔ براہین احمدیہ)

نوٹ : قرآن شریف کو خلاف ظاہر نص کے منطبق کرنا یا کسی اور مطلب کے مطابق کرنا اس کا قرآن شریف میں بعبارت ظاہر ذکر نہ ہو تحریف قرآن شریف ہے جو کفر ہے

(۱۷) حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ آنے والے مسیح مرزا صاحب ہی ہیں۔

قولہ : [الف] یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ بلفظہٖ (صفحہ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ازالہ اوہام)

نوٹ : اجماع امت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسم عنصری آسمان پر ہیں قیامت کے قریب نزول فرمائیں گے وغیرہ وغیرہ۔ منکر اجماع امت کا کافر ہے۔

(بقیہ ص ۳۹۴) کے ص ۵۶۰ میں درج ہے۔ اور امن تو ان کی مسجد کے نمازیوں کو حاصل ہے۔ مرزا صاحب تو خود اس کے امام اور بانی ہیں نیز ان پر براہین احمدیہ کے صفحہ اخیر ۵۶۲ سے منقول ہو چکا ہے کہ دین اسلام سب پر مشتبہ ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے سب کو حکم کیا ہے کہ طریقہ حقہ مرزا صاحب مرزا قادیانی سے حاصل کریں انتہیٰ۔ ملخصاً۔ پس اب سب اقرار ان کے قادیان خود مکہ معظمہ ہو گئی اور ان کو حج کرنے کی کیا حاجت رہی۔ بلفظہٖ ص ۵۲، ۵۳... خوب یاد آگیا ہے کہ مرزا صاحب کے بھائی مرزا امام الدین اوتار لال بیگیان نے بھی قادیان ہی میں چوہڑوں کا حج مقرر کیا تھا۔ دیکھو کتاب دید حق مؤلفہ مرزا امام الدین۔ منہ عفی عنہ۔

(ب) خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مر چکے خدا نے حکم موت ان پر جاری دیا۔ اور آنے والا مسیح میں ہوں۔ بلفظہٖ (صفحہ ۸۰۔۱۱۱۔ انجام آتھم)

(۱۸) حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین[۲] والمرسلین نہیں ہیں۔

قولہ : [الف] اگر عذر ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوئی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزوی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کیلئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔ (بلفظہٖ ص ۱۸۔ توضیح مرام)

[ب] وحی الٰہی پر صرف نبوت کاملہ کی حد تک کہاں مہر لگ گئی ہے۔ اے غافلو اس امت مرحومہ میں وحی کی نالیاں قیامت تک جاری ہیں۔ بلفظہٖ (صفحہ ۴۲۱۔۴۲۲۔ ازالہ اوہام)

نوٹ : ختم نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر کافر ہے۔

(۱۹) حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار یاروں کے شمار میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں ہیں۔

قولہ : [الف] صدیق اور فاروق اور حیدر کی طرح اسلامی برکتوں اور استقامتوں

(بقیہ ص ۳۹۴) [۱] فوت ہو چکے...الخ اجماع امت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسم عنصری آسمان پر ہیں قیامت کے قریب نزول فرمائیں گے وغیرہ وغیرہ منکر اجماع امت کا کافر ہے۔ عقائد الاسلام ص ۶۔ منہ عفی عنہ

[۲] خاتم النبیین الخ.... ختم نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر کافر ہے۔ ۱۲۔ دیکھو عقائد اسلام۔ منہ عفی عنہ۔

دکھلا کر امن میں آجانے کا موجب ہوگا۔ بلفظہٖ (صفحہ ۱۰۰۔ سطر ۱۰۔ ازالہ اوہام)

[ب] اور وہ چشمہ اسی چشمہ کا ہم رنگ ہوگا جو قریش کے مقدس بزرگوں صدیق اور فاروق اور علی مرتضیٰ کو ملا تھا جن کے ایمان کو آسمان کے فرشتے بھی تعجب کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ بلفظہٖ (صفحہ ۱۰۶۔ ۱۱۲۔ سطر ۷۔ ازالہ اوہام)

(۲۰) قیامت نہیں ہوگی۔ تقدیر کوئی چیز نہیں۔

قولہ : میں ایک مسلمان ہوں "آمنت[1] باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والبعث بعد الموت" (پورا ایمان مفصل نہیں) بلفظہٖ (صفحہ دوم ٹائٹل ازالہ اوہام)

(۲۱) حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں[2] آئیں گے۔

قولہ : [ا] محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں۔ بلفظہٖ (ص ۴۵۷۔ ازالہ اوہام)

۱؎ آمنت باللہ الخ..... عقائد اسلام میں صفت ایمان یہ ہے۔ آمنت باللہ و ملٰئکتہ و کتبہ ورسلہ والیوم الاخر والقدر خیر وشرہ من اللہ تعالیٰ والبعث بعد الموت ۔ ہر ایک کتاب عقائد وغیرہ میں درج ہے۔ مسئلہ جو قیامت اور جنت اور نار اور میزان یا کسی بات کا جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بالیقین فرمائی ہے انکار کرے کافر ہے۔ ترجمہ درمختار ص ۵۱۴ وضمان فردوس ص ۳۲ وغیرہ ۔۱۲۔ منہ عفی عنہ

۲؎ صحیح نہیں الخ..... بایں ہمہ اب خود مرزا صاحب مہدی بن گئے ۔۱۲۔ منہ

۳؎ دجال الخ..... عقیدہ اہل اسلام یہ ہے۔ وخروج الدجال ویاجوج وماجوج وطلوع الشمس من مغربہا ونزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء وسائر (باقی صفحہ ۳۹۷)

[ب] امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں۔ بلفظہٖ (صفحہ ۵۱۸۔ ازالہ اوہام)

(۲۲) دجال سے پادری ہیں اور کوئی دجال نہیں آئے گا۔

قولہ: پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے۔ جو ٹڈی کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔ بلفظہٖ۔ (ص ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ازالہ اوہام۔ انجام آتھم وضمیمہ)

(۲۳) دجال کا یہی ریل گدھا ہے اور کوئی گدھا نہیں۔

قولہ: وہ گدھا دجال کا اپنا ہی بنایا ہوا ہوگا۔ پھر اگر وہ ریل نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ (صفحہ ۶۸۵۔ ازالہ اوہام)

(۲۴) یاجوج ماجوج کوئی نہیں ہوں گے۔

قولہ: یاجوج ماجوج سے دو قومیں انگریز اور روس مراد ہیں اور کچھ نہیں۔ بلفظہٖ (صفحہ ۵۰۲۔ ۵۰۸۔ ازالہ اوہام)

(۲۵) دابۃ الارض علماء ہوں گے اور کچھ نہیں۔

قولہ: دابۃ الارض وہ علماء اور واعظین ہیں جو آسمانی قوت اپنے میں نہیں رکھتے آخری زمانہ میں ان کی کثرت ہوگی۔ بلفظہٖ (ملخصاً صفحہ ۵۱۰۔ ازالہ اوہام)

(بقیہ صفحہ ۳۹۶) علامات یوم القیامہ علی ماورت بہ الاخبار الصحیحہ حق کائن۔ بلفظہ فقہ اکبر ص ۱۶۔ یعنی نکلنا دجال اور ماجوج کا اور نکلنا سورج کا مغرب سے اور اترنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر سے اور باقی تمام نشانیوں قیامت کا جیسا کہ صحیح حدیثوں میں ہوا ہے حق ہے اور ضرور ہونے والا ہے۔ ۱۲۔ منہ عفی عنہ

(۲۶) دخان کچھ نہیں ہوگا۔

قولہ : دخان سے مراد قحط عظیم وشدید ہے۔ (صفحہ ۵۱۳۔ ازالہ اوہام)

(۲۷) آفتاب مغرب سے نہیں نکلے گا۔

قولہ : مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی آفتاب سے منور کیے جائیں گے۔ اوران کو اسلام سے حصہ ملے گا۔ بلفظہٖ (صفحہ ۵۱۵۔ ازالہ اوہام)

(۲۸) عذاب قبر نہیں ہے۔

قولہ : کسی قبر میں سانپ اور بچھو دکھاؤ۔ ملخصاً۔ (صفحہ ۱۵۱۔ ازالہ اوہام)

(۲۹) تناسخ صحیح ہے۔

قولہ : [ا] ہفصد وہفتاد قالب دیدہ ام بارہا چون سبزہ ہا روئیدہ ام۔ بلفظہٖ (صفحہ ۸۴۔ کتاب ست بچن مرزا صاحب کی ۱۸۹۵ء کی مطبوعہ)

[ب] ہمیشہ انسان کے بدن میں سلسلہ تحلیل جاری ہے یہاں تک کہ تحقیقات قدیمہ وجدیدہ سے ثابت ہے کہ چند سال میں پہلا جسم تحلیل پا کر معدوم ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا بدن بدل کر ما یتحلل ہو جاتا ہے۔ بلفظہٖ۔ (صفحہ ۱۰۔ جنگ مقدس ۲۲ مئی سے ۵ جون ۱۸۹۳ء)

(۳۰) مرزا صاحب کا الہام قطعی[1] اور یقینی مثل وحی انبیاء علیہم السلام کے ہے۔

[1] قطعی یقینی الخ... یہ دعوئی نبوت ہے جو کفر ہے کیونکہ قطعی اور یقینی الہام سوائے پیغمبران علیہم السلام کے اور کسی کا نہیں ہے نہایت تعجب ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی غلط نکلی ہو اور

قولہ : وہ الہامات جن پر خدا نے مجھ کو اطلاع دی ہے۔ بلفظہٖ (ص ۲۲۳۔ براہین احمدیہ)

[ب] جب کسی دل پر نبوی برکتوں کا پرتوہ پڑے گا تو ضروری ہے کہ اس کو اپنے متبوع کی طرح علم یقینی قطعی حاصل ہو۔ بلفظہ (صفحہ ۲۳۲۔ براہین احمدیہ)

(ج) ایسے وقتوں میں وہی لوگ محب اسلام ٹھہرتے ہیں۔ جن کا الہام قطعی اور یقینی ہوتا ہے۔ بلفظہٖ۔ (صفحہ ۲۳۴۔ براہین احمدیہ)

(د) رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کو (الہام مرزا صاحب) بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ بلفظہٖ (صفحہ ۱۸۔ توضیح مرام)

(ہ) اس جگہ (مرزا صاحب پر) الہام بارش کی طرح برس رہا ہے۔........ میں خدا سے یقینی علم پا کر کہتا ہوں۔ بلفظہ۔ (ملخصاً صفحہ ۵۷ ضمیمہ انجام آتھم)

(۳۱) خدا نے مرزا صاحب کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے ہیں۔

قولہ :(الہام) ہم نے تجھ کو بخش چھوڑا ہے جو جی چاہے[۲] سو کر۔ بلفظہٖ ملخصاً (صفحہ ۵۶۰۔ براہین احمدیہ) اصل عبارت عربی اعمل شئت فانی قد غفرت لک۔

(ب) پھر فرمایا کہ ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے۔ یعنی کھلی کھلی فتح دیں گے تاکہ تیرا

(بقیہ صفحہ ۳۹۸) مرزا صاحب کا الہام وحی کی طرح قطعی اور یقینی ہو یہاں مرزا صاحب نے تمام انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنی فضیلت کو ثابت کیا ہے۔

۲ جو جی چاہے الخ... یہی وجہ ہے کہ مرزا صاحب کی عقائد و اعمال اہل اسلام کے مخالفین اور ان کی پرواہ نہیں اور نہ کسی گناہ کا کوئی اثر پہنچتا ہے۔ منہ عفی عنہ۔

خدا (عاجی) تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دے۔ بلفظہٖ، (صفحہ ۵۷۔ ضمیمہ انجام آتھم)

(چہارم) مرزا صاحب کے اعمال

(۱) مالک نصاب ہیں لیکن فرض حج[1] ادا نہیں کرتے۔

قولہ : ایسے مجیب کو بلا عذرے وحیلتے اپنی جائیداد وقیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض ودخل دے دوں گا۔ بلفظہٖ (براہین احمدیہ ص ۲۵۔۲۶، اشتہار قلم جلی)

(ب) مجھ کو پندرہ ہزار روپیہ کے قریب فتوح کا آیا جس کو شک ہو وہ ڈاک خانہ کی کتابوں کو دیکھ لے۔ بلفظہٖ (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۸)

(ج) حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب تاجر مدراس نے کئی ہزار روپیہ لگا دیا ہے۔ ملخصا (صفحہ ۲۸۔ ضمیمہ انجام آتھم)

(د) شیخ رحمت اللہ صاحب دو ہزار روپیہ دے چکے ہیں۔ ملخصا (صفحہ ۲۸۔۲۹۔ ضمیمہ انجام آتھم) (اور بہت سی تنخواہیں مرزا صاحب کی مقرر ہیں)

(۲) مرزا صاحب نماز پنجگانہ بھی دل سے باجماعت[2] ادا نہیں کرتے۔

---

[1] حج کے ادا کرنے کی وجہ مرزا صاحب کی عقیدہ نمبر ۱۶ میں گذر چکی ہے زکوٰۃ بھی مرزا صاحب ادا نہیں کرتے جیسے قرآن سے ثابت ہے۔ زکوٰۃ پر مرزا صاحب کا عذر ہو سکتا ہے کہ ہم خفیہ طور پر ادا کرتے ہیں اس لیئے زکوٰۃ کا نمبر شمار علیحدہ نہیں لکھا گیا۔ منہ عفی عنہ۔ ترک کرنا حج کا گناہ کبیرہ ہے اور انکار کرنا کفر ہے۔ کتب عقائد۔ منہ عفی عنہ۔

[2] باجماعت الخ.... عمداً دانستہ نماز باجماعت کو ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے دیکھو کتب عقائد۔ مسئلہ جماعت سنت مؤکدہ قریب واجب کے ہے تارک اس کا منافق ہے۔ الہدایہ ص ۱۱۳ سطر ۵۔ منہ

دوسری عملی کاروائیاں آپ کو سیرت محمدی سے کوسوں دور پھینک رہی ہیں۔ بلفظہٖ (رسالہ تائید آسمانی صفحہ ۱۳ سطر ۵۔ مولفہ منشی محمد جعفر وکیل)

(ب) شعر ؎

تے مرزا جمعہ جماعت کولوں تارک سنیا جاوے — جھر یدیوچہ رہے ہمیشہ مسجد وچ نہ آوے

بلفظہٖ (رسالہ الفصل الخطاب۔ صفحہ ۱۶ سطر ۱۳۔ مولفہ مولوی خدا بخش واعظ امرتسر)

(۳) نماز پنجگانہ قبل [2] از وقت پڑھتے ہیں۔

قال [3] : اور جواب ڈیڑھ بجے لکھا۔ جسمیں پہلے رقعہ کا عادہ کیا گیا تھا۔ ادھر سے بھی حجت تمام کرنے کی غرض سے اسی وقت جوابی رقعہ لکھا گیا۔ اور ساتھ ہی یہ لکھ دیا گیا کہ ہم اب جلسہ میں جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس (مرزا صاحب) معہ چند خادموں کے دو بجے ہی جامع مسجد میں جا پہنچے........ چنانچہ جب انہیں خبر ملی کہ مرزا صاحب تیار و مستعد مسجد میں تشریف رکھتے ہیں۔ تو وہ بھی مقررہ وقت سے آدھ گھنٹہ بعد بصد جبر و اکراہ آئے۔ ٹھیک ساڑھے تین بجے تھے۔ جب انہوں نے مسجد میں قدم رکھا اور نماز عصر کے ادا کرنے میں مصروف ہوئے۔ حضرت اقدس اور ان کے خدام ظہر اور عصر جمع کر کے باجماعت ہی پڑھ آئے تھے۔ بلفظہٖ (ضمیمہ اخبار پنجاب گزٹ صفحہ

---

[2] قبل از وقت الخ .... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔ یعنی تحقیق نماز ہے مسلمانوں پر فرض وقت مقرر پر۔ کیا مرزا صاحب نے اس آیت شریف کی پرواہ کی قبل از وقت نماز پڑھنا کبیرہ گناہ ہے۔ عقائد عظیم ص ۱۲۰ وغیرہ کتب۔ منہ عفی عنہ

[3] قال سے مراد کسی اور کا کلام ہے سوائے مرزا صاحب کے۔ منہ عفی عنہ

ے۔ کالم دوم مورخہ ۱۴۔ نومبر ۱۸۹۱ء کیفیت مناظرہ مرزا صاحب و مولوی نذیر حسین صاحب جو جامع مسجد دہلی میں ستمبر و اکتوبر ۱۸۹۱ء کے دنوں میں ہوا تھا) گویا ایک بجے دن کے جو ظہر کا وقت ہے ظہر اور عصر دونوں کو جمع کر کے پڑھ لیا۔

(۴) مرزا صاحب روزے[1] بھی رمضان شریف میں نہیں رکھتے۔

قال

روزے رکھن ویلے بیماری دا عذر بناوے تے حج زکوٰتوں تارک چنگا بھلا غنی وسیاوے

(یعنی مرزا صاحب روزہ رمضان المبارک کے رکھنے کے وقت بیمار ہو جاتے ہیں۔ اور روزہ نہیں رکھتے) (رسالہ الفصل الخطاب مؤلفہ مولوی خدا بخش واعظ صفحہ ۱۶۔ سطر ۱۲)

(۵) اپنی مؤلفہ کتاب میں اشتہارات[2] انعامی شائع کرتے ہیں اور مقابلہ مناظرہ کے واسطے انعام کی شرطیں لگاتے ہیں مگر ادا نہیں کرتے۔

اقول : کوئی بھی کتاب یا اشتہار ایسا نہیں ہوگا جس میں کوئی نہ کوئی شرط باندھی ہوئی موجود نہ ہو۔ ابتداء براہین احمدیہ سے۔ آج تک انجام آتھم و آخر ضمیمہ انجام آتھم

---

[1] روزے الخ.... روزہ (بلا عذر) نہ رکھنا گناہ کبیرہ ہے۔ عقائد الاسلام ص ۱۲۶۔ منہ

[2] مرزا صاحب نے کتاب براہین احمدیہ کے اول میں جلی قلم کا اشتہار دس ہزار روپیہ کا دیا۔ کہ جو کوئی اس کا رد کرے اس کو دیا جائے گا۔ سو حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب نے اس کا ایسا رد لکھا کہ علماء پنجاب و ہندوستان کے علاوہ علماء حرمین شریفین نے بھی تصدیق فرما کر مرزا صاحب کو اسلام سے خارج کر دیا۔ مگر افسوس مرزا صاحب نے وہ دس ہزار روپیہ ادا نہیں کیے۔ اس کتاب میں مؤلفہ مولانا موصوف کا نام رجم الشیطین بردا غلوطات براہین ہے۔ ۱۲

تک کہ اس کی خبر صفحہ دوسرے اشتہار میں ایک ہزار روپیہ کی شرط لگائی ہوئی موجود ہے جو شرعاً جائز نہیں۔

(۶) قبل از تصنیف کتب وتیاری کے حق التصنیف فروخت کرتے ہیں اور قیمت وصول کرتے ہیں یعنی بیع فاسد[1] آپ کا عمل مادامی ہے۔

قولہ : نام ان معاون صاحبان کے جنہوں نے خریداری کتاب سے اعانت فرمائی حضرت خلیفہ سید محمد حسن خاں صاحب بہادر وزیراعظم ریاست پٹیالہ بابت خریداری کتاب براہین احمدیہ۔ بلفظہٖ براہین احمدیہ جلد اول صفحہ ج۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ ابھی تک کتاب کا وجود بھی نہیں تھا۔ سترہ اٹھارہ سال ہوگئے ہیں اب تک لوگوں کو کتاب نہیں ملی۔ اول اس کتاب براہین احمدیہ کی قیمت پانچ روپے مقرر کی۔ پھر پچیس روپے پھر دس روپیہ۔ دیکھو اعلان براہین احمدیہ حصہ اول دوم۔ پھر حصہ سوم کے آخر میں مرزا صاحب نے ایک گذارش اس طرح پر لکھی ہے۔ اب اصلی قیمت اس کتاب کی سو روپے ہے۔ اور اسکے عوض میں دس یا پچیس روپیہ قیمت قرار پائی ہے۔ پس اگر یہ ناچیز قیمت بھی مسلمان لوگ بطور پیشگی ادا نہ کریں تو گویا وہ کام کے انجام میں خود مانع ہیں؟

(ب) رسالہ سراج منیر کے واسطے بہت سا روپیہ وصول کیا۔ مگر اب تک اس کا وجود نہیں۔ دیکھو اعلان مندرجہ رسالہ شحنہ حق۔ ابتدائی صفحہ کا دوسرا صفحہ۔

[1] بیع فاسد الخ... حدیث شریف میں ہے کہ حرام ہے کہ بیچے وہ چیز کہ جو اس کے پاس نہیں۔ ۱۲ ترمذی ابواب البیوع درمختار باب البیوع وغیرہ ۱۲۔ منہ عفی عنہ

(۷) اپنا وعدہ[1] ایفا نہیں کرتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔

قولہ : (ا) کتاب ہذا (براہین احمدیہ) بڑی مبسوط کتاب ہے یہاں تک کہ جس کی ضخامت سو جز سے کچھ زیادہ ہو گی۔ بلفظہٖ اعلان براہین احمدیہ صفحہ ابتدائی جلد اول سطر اول و دوم۔

(ب) چونکہ کتاب (براہین احمدیہ) اب تین سو جز تک بڑھ گئی ہے۔ بلفظہٖ سطر اول۔ گذارش ضروری آخیر صفحہ براہین احمدیہ حصہ سوم۔

(ج) یہ امر بھی واجب الاطلاع ہے کہ پہلے یہ کتاب (براہین احمدیہ) صرف تیس پینتیس جز تک تالیف ہوئی تھی۔ پھر سو جز تک بڑھا دی گئی مگر اب یہ کتاب تین سو جز تک پہنچ گئی ہے۔ بلفظہٖ ملخصاً صفحہ ۳۔ ٹائٹل پیج حصہ سوم براہین احمدیہ۔

(د) حصہ سوم کے چھپنے میں دو سال کا توقف ہو گیا ہے۔ لوگ حیران ہوں گے۔ بلفظہٖ ملخصاً صفحہ ۳۔ عذر۔ ٹائٹل پیج حصہ سوم براہین احمدیہ۔

(ہ) اب کی دفعہ ان صاحبوں کے نام جنہوں نے قیمت پیشگی بھیجی اور کتاب کی خریداری سے اعانت فرمائی گئی ہے۔ بوجہ عدم گنجائش لکھے نہیں گئے۔ حصہ چہارم میں

[1] اپنا وعدہ الخ... جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے۔ عقائد الاسلام و عقائد عظیم وغیرہ تمام کتب عقائد مسئلہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ منافق کی تین علامات ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب بات کہتا ہے جھوٹ کہتا ہے دوسرا یہ کہ جب کسی سے وعدہ کرتا ہے خلاف کرتا ہے۔ تیسرا یہ کہ جب کوئی اس کے پاس امانت رکھتا ہے اس میں خیانت کرتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۸۰) دیگر کتب احادیث وغیرہ۔ یہ تینوں علامتیں مرزا صاحب میں موجود ہیں۔ ۱۲۔ عفی عنہ

جو مصلحت ہوگی، کیا جائے گا۔ بلفظہٖ (اعلام صفحہ دوم حصہ سوم براہین احمدیہ)

(و) ہم اور ہماری کتاب۔ ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی۔ اس وقت اس کی اور صورت تھی پھر بعد اس کے قدرت الٰہیہ نا گہانی تجلی نے اس احقر کو موسیٰ علیہ السلام کی طرح ایک ایسے عالم کی خبر دی جس سے پہلے خبر نہ تھی اور ایک دفعہ پردہ غیب سے انی انا ربک کی آواز آئی.......اس کتاب کی خریداری کی مدد میں غریب لوگ ہیں اگر حضرت احدیث کا ارادہ ہے تو کسی ذی مقدرت کے دل کو بھی اس کام کے انجام دینے کیلئے کھول دے گا۔ بلفظہٖ ملتقطاً جلد چہارم براہین احمدیہ کا آخری صفحہ (مراد یہ کہ روساء بہت بہت روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجیں)

(ح) اب یہ سلسلہ تالیف کتاب بوجہ الہامات البتہ دوسرا رنگ پکڑ گیا ہے اور اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں کہ کتاب (براہین احمدیہ) تین سو جز تک ضرور پہنچے۔ بلفظہٖ ملتخصاً۔ اشتہار صفحہ ابتداء کتاب سرمہ چشم آریہ۔ (گویا صاف جواب دیا)

(ط) رسالہ سراج منیر جو چودہ سو روپیہ کی لاگت سے چھپے گا۔ اور درخواستیں آنے پر چھپنا شروع ہو جائے گا۔ قیمت ایک روپیہ ہوگی۔ بلفظہ ملتقطۃً اعلان ٹائیٹل صفحہ دوم مندرجہ شحنہ حق۔ دس گیارہ سال ہوگئے ابھی تک سراج منیر شکم میں ہی ہے)

(ی) اور قصد کرلیا گیا ہے کہ ان توضیحات کے بعد علماء کو مخاطب نہ کروں گا۔ بلفظہ ۲۸۲ انجام آتھم (بعد اس کے خلاف اس کے لکھتے ہیں)

(ک) میں نے اشتہار دے دیا ہے۔ کہ اس کے بعد جو میرے ساتھ مباہلہ نہ کرے وہ خدا کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام صلحاء کی لعنت کے نیچے ہے۔ بلفظہٖ (ملتقطہ صفحہ ۱۹۔ ضمیمہ انجام آتھم)

(ل) اے میرے دوستو! میری آخری وصیت سنو کہ عیسائیوں کے ساتھ بحث کرنا چھوڑ دو۔ (بلفظہٖ صفحہ ۵۶۱۔ ازالہ اوہام) (اس کے بعد مرزا صاحب نے خود امرتسر پہنچ کر ۱۸۹۳ء میں چار سال بعد عیسائیوں کے ساتھ ۲۲ مئی سے ۵ جون ۱۸۹۳ء پندرہ یوم تک بحث کر کے جنگ مقدس کے نام پر شائع کیا) اور عبداللہ آتھم کی نسبت موت کی پیش گوئی کر کے سخت جھوٹے اور نادم ہوئے شائد یہ وہ نصیحت تھی جو دوسروں کے واسطے تھی خود اس کے پابند نہ تھے۔ دیگر آں انصیحت خود را فضیحت)

قال: اپنے اشتہار میں مرزا صاحب نے کہا کہ ''ہمارے پاس ازالہ اوہام کی جلدیں موجود ہیں۔ جو صاحب تین روپیہ قیمت داخل کریں خرید سکتے ہیں۔'' میں خود ازالہ اوہام لینے گیا۔ (دہلی میں مرزا صاحب کے پاس اکتوبر ۱۸۹۱ء کو) بعد اشتہار کے تین روز تک بہت آدمی روپیہ لے کر گئے آپ نے فرمایا میرے پاس ابھی طبع ہو کر نہیں آئی۔ بلفظہٖ ملتقطۃً۔ جواب اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی۔ ۲، اکتوبر ۱۸۹۱ء منجانب عبداللطیف خلف الصدق مولوی عبدالمجید مالک مطبع انصاری دہلی مورخہ ۵، اکتوبر ۱۸۹۱ء)

(۸) مرزا صاحب تمام مولویوں اور سجادہ نشین صاحبوں کو سخت[1] گالیاں دیتے اور لعنتیں بھیجتے ہیں۔

قولہ: اخرھم شیطان الاعمیٰ والغول الاغویٰ یقال لہ رشید احمد

---

[1] سخت گالیاں الخ... گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔ عقائد الاسلام ص ۱۲۷ و دیگر کتب عقائد منہ عفی عنہ

الجنجوهی وهو شقی کالا مر وهی ومن الملعونین ۔بلفظہٖ (صفحہ ۲۵۲ انجام آتھم) (یعنی سب سے پچھلا (تمام علماء ومشائخ کا) ان کا اندھا شیطان اور دیو گمراہ رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں اور وہ بد بخت امرد ہے (محمد حسن) کی طرح ہے اور تمام ملعونوں میں سے ہے)

(۹) مسلمانوں کو برے[1] لقبوں سے بلاتے ہیں۔

قولہ دجال: بطال۔ شیخ نجدی، شیطان ۔ دیو گمراہ ۔ فرعون، ہامان ۔ وغیرہ ۔ دیکھو کتاب (انجام آتھم وضمیمہ)

(۱۰) مرزا صاحب غضب[2] وغیظ کا خوب استعمال کرتے ہیں۔ دیکھو (کتاب انجام آتھم)

(۱۱) غیر مذاہب کے معبودوں[3] کو بھی گالیاں دیتے ہیں۔ دیکھو (ضمیمہ انجام آتھم۔ دیکھو توہینات انبیاء علیہم السلام کتاب ہذا)

(۱۲) مرزا صاحب مسلمانوں کے جانی دشمن ہیں۔

قولہ : جو شریر بد باطن نالائق نام کے مسلمان جمعہ کی نماز نہ پڑھیں گے۔ وہ

[1] برے لقب الخ..... آیت شریف وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۔ یعنی برے لقبوں سے نہ پکارو کا انکار۔ ۱۲ منہ عفی عنہ

[2] غضب الخ... حضرت نے تین دفعہ فرما کر نصیحت کی کہ لا تغضب ۔ یعنی غصہ مت کر۔ انکار حدیث شریف۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۹۷) ۱۲۔ منہ

[3] معبودوں الخ... آیت شریف ولا تسبو الذین یدعون من دون اللہ ۔ کا انکار۔ ۱۲ منہ عفی عنہ۔

گورنمنٹ برٹش انڈیا کے باغی ہیں۔ان کو سزا ملنی چاہئے۔دیکھو اشتہار جمعہ کی تعطیل کا مورخہ یکم جنوری ۱۸۹۶ء (دیہاتی مسلمان جہاں نماز نہیں پڑھی جاتی سب باغی ہوئے۔نعوذ باللہ)

(۱۳) مرزا صاحب اپنی کتابوں میں تصویریں[1] بھی بناتے ہیں۔(خلاف احادیث صحیحہ آپ کا عمل ہے)

قولہ : ہم یسوع کے شاگردوں کو ابھی ان کے تین مجسم خداؤں کے درشن کرا دیتے ہیں۔اوران کے سہ گوشہ تثلیثی خدا کو دکھا دیتے ہیں۔چاہئے کہ اس کے آگے جھکیں اور سیس نوائیں اوروہ یہ ہے کہ جس کو ہم نے عیسائیوں کی شائع کردہ تصویروں سے لیا ہے۔تصویر یسوع کی شکل پر مجسم بیٹا۔تصویر کبوتر کی شکل پر مجسم روح القدس۔تصویر آدم کی شکل پر مجسم باپ۔بلفظہٖ صفحہ ۳۵۔انجام آتھم (تین تصویریں۔کبوتر۔آدم۔یسوع کی بنائی ہیں)

(۱۴) خدا کی حفاظت سے ناامید ہو کر اپنی جان کی حفاظت کیلئے پولیس کی مدد کی

---

[1] تصویریں الخ...حدیث شریف میں روایت ہے ابن عباس سے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس نے کوئی تصویر بنائی اللہ عذاب کرے گا اس کو قیامت کے دن یہاں تک کہ وہ پھونکے اس میں روح اور کبھی پھونکنے والا نہیں اسی طرح وہ کبھی عذاب سے چھوٹنے والا نہیں۔(جامع الترمذی۔ابواب اللباس) اور سید احمد طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں کہ ظاہر کلام امام نووی کی صحیح مسلم کی شرح میں یہ ہے کہ اجماع امت سے تصویر جاندار کی بنانی حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔بلفظہٖ ص ۳۲۲۔۳۲۳....تقدیس الوکیل مولفہ مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری۔۱۲ منہ عفی عنہ

درخواست کرتے ہیں۔ (جب لیکھرام آریہ واقعہ ۷۔ مارچ ۱۸۹۷ء کو لاہور میں قتل ہوا تو بعض آریہ لوگوں نے سخت طیش میں آکر بطور گمنام مرزا صاحب کے قتل کی دھمکیاں دیں۔ تب انہوں نے خدا سے روگردان ہو کر گورنمنٹ میں درخواست کی کہ میری جان کی حفاظت کے واسطے پولیس کنسٹیبلان مقرر کیے جائیں۔ ورنہ میں ضرور قتل ہو جاؤں گا۔ گورنمنٹ عالیہ نے ایسی لغویات پر کچھ بھی پروا نہیں کی اور "وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" حکم خداوند تعالیٰ اور تیری ہی مدد چاہتے ہیں پر عمل نہ کیا۔

قال : اے مرزا قادیانی تمہیں اگر کچھ خوف خدا ہوتا تو چند پولیس کے سپاہیوں کا بھروسہ نہ کرتا سوائے اس خدائے قادر مطلق کے۔ جس نے زمین و آسمان پیدا کیے۔

(۱۵) مرزا صاحب کا کوئی پیر و مرشد[1] نہیں۔

قولہ : میرا کوئی والد روحانی نہیں ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ (نقشبندی۔ قادری۔ چشتی۔ سہروردی) میں سے کسی سلسلہ میں داخل ہے؟ بلفظہ ملخصاً۔ صفحات ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ازالہ اوہام)

(۱۶) تعلی اور غرور۔ تکبر[2] اور فخور بہت کرتے ہیں۔

---

[1] پیر و مرشد الخ... حکم خداتعالیٰ "ان الذین یبایعون اللہ یدا للہ فوق اید یھم (الآیہ)" یعنی خداوند کریم فرماتا ہے کہ جو لوگ بیعت کرتے تجھ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔ کہ تعمیل کی۔ فالم ان البیعتہ سنۃ۔ یعنی بیعت تحقیق سنت ہے۔ مگر مرزا صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی پروا نہیں کی۔ دیکھو القول الجمیل مؤلفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی۔ ۱۲ منہ عفی عنہ [2] تکبر الخ.... حدیث شریف میں بئس العبد عبد تخیل واختال۔ (باقی ص ۴۱۰)

قولہ : جو کچھ اس عاجز کو رویا صالحہ اور مکاشفہ اور استجابت دعا اور الہامات صحیحہ صادقہ سے حصہ وافرہ نبیوں کے قریب قریب دیا گیا ہے۔ وہ دوسروں کو تمام حال کے مسلمانوں میں سے کسی کو ہرگز نہیں دیا گیا۔ (بلفظہ صفحہ ۷۰۲۔ ازالہ اوہام)

(ب) میں بڑے اطمینان اور یقین کامل سے کہتا ہوں کہ میری ساری قوم کیا پنجاب کے رہنے والے اور کیا ہندوستان کے باشندے اور کیا عرب کے مسلمان اور کیا روم اور فارس کے کلمہ گو اور کیا افریقہ اور دیگر بلاد کے اہل اسلام اور ان کے علماء اور ان کے فقراء اور ان کے مشائخ اور ان کے صلحاء اور ان کے مرد اور ان کی عورتیں مجھے کاذب خیال کر کے پھر میرے مقابل دیکھنا چاہیں کہ قبولیت کے نشان مجھ میں ہیں یا ان میں (بلفظہ ۷۰۴ ازالہ اوہام)

(ج) یا احمد فصت الرحمۃ علی شفتیک۔ اے احمد فصاحت اور بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کیے گئے (بلفظہ ص ۲۴۱ براہین احمدیہ و صفحہ ۶۔ ضمیمہ انجام آتھم)

(د) میرے برابر کوئی کلام فصیح نہیں لکھ سکتا۔ (صفحہ ۵۵۔ انجام آتھم)

(ہ) میں علم عربی میں دریا ہوں۔ (صفحہ ۱۵۶۔ انجام آتھم)

(۱۷) اپنے مریدوں سے چندہ یک مشت اور ماہ وار وصول کر کے اپنی آسائش اور آرام کے سامان تیار کرتے ہیں۔ (دیکھو۔ کتب مرزا صاحب کی)

قولہ : ہم کو مکان فراغ کرنے کا دوبارہ الہام ہوا ہے۔ جماعت مخلصین دو ہزار روپیہ جلد بہم پہنچائیں اور پہلے سے ثابت قدم ہو جائیں (دیکھو اشتہار مورخہ ۱۷۔

(باقی صفحہ ۴۰۹) (الحدیث) یہ بندہ وہ بندہ ہے جو اپنے تئیں اچھا جانتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۹۸۔ منہ)

فروری ۱۸۹۷ء مرزا صاحب)

(۱۸) مرزا صاحب مسیح ہیں اور دجال کا گدھا ریل ہے۔ اسی دجال کے گدھے پر ہمیشہ سوار ہوتے ہیں۔

(۱۹) اپنی بے گناہ نیک بیوی سے ناراض ہوتے ہیں۔ اور اپنے فرزند سے اس کی بیوی کو طلاق دلوانے کیلئے مجبور کرتے ہیں۔

قال : ایک عجیب قصہ ہے کہ حضرت قادیانی نے ایک الہام مشتہر کیا کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی بڑی صاحبزادی میرے ساتھ مقدر ہے۔ لڑکی کے اولیاء کو نا منظور ہوا۔ تو اپنے چند لطائف الحیل طمع وغیرہ سے ان کو راضی کرنا چاہا۔ وہ راضی نہ ہوئے چونکہ مرزا احمد بیگ صاحب مدعی مثلیت کی زوجہ کے رشتہ دار تھے۔ اس لئے مدعی مثلیت نے اس کو اور اپنے دیگر رشتہ داروں کو وضعداری سے بلکہ صاف لفظوں میں دھمکا کر مجبور کیا وہ اس لڑکی نکاح کسی دوسری جگہ نہ ہونے دیں اور جس طرح ممکن ہو روک کر میری طرف مائل کریں جب ان سے یہ کاروائی نہ ہوسکی تو اپنی پہلی نیک بخت بیوی اور اس کے لائق فرزندوں سے ناراضگی ظاہر کر کے ایک بیٹے کو عاق کرنے کی دھمکی میں یہ لکھا کہ اگر وہ شرطیہ اپنی بیوی کو طلاق نہ دے گا تو میری وارثت سے ایک دانہ نہ پائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسی دھمکی سے مرزا صاحب کی غرض یہ تھی کہ فضل احمد کی منکوحہ (جو مرزا احمد بیگ صاحب کی ہمشیرہ زادی تھی) اس کو طلاق ملنے سے احمد بیگ اور اس کے دیگر قرابت داروں کو رنج پہنچے گا۔ جس سے وہ مرزا کی الہامی تائید کے موید ہو جائیں گے۔ اور مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کا عقد مرزا غلام احمد صاحب کے ساتھ ہو جانے سے ان کے الہام کی تصدیق ہو جائے گی۔ جس کی تصدیق ذیل کے خطوط

(جو مرزا قادیانی کے قلم کے لکھے ہوئے ہیں) سے بوجہ احسن ہو جائے گی۔



نقل اصل جو خطوط[1] مرزا صاحب قادیانی نے مرزا احمد بیگ صاحب اور دیگر رشتہ داروں کو بھیجے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند آں مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا لیکن بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزندان حقیقت میں ایک ایسا

[1] اس جگہ مرزا صاحب کے خاص دستخطی خطوں کو جو مجھے ایک دوست شیخ نظام الدین صاحب پنشنر راہون کی معرفت مرزا علی شیر صاحب سمدھی مرزا صاحب سے ملے ہیں درج کرتا ہوں۔ جس سے مرزا صاحب کی مسیح موعودی اور نبوت بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ ان خطوں کے ملاحظہ سے ناظرین معلوم کرلیں گے کہ مرزا صاحب کیا ہیں۔ کوئی ادنیٰ اور جاہل مسلمان بھی ایسا نہیں کرے گا اور نہ کر سکتا ہے۔

یادداشت : مرزا احمد بیگ کی زوجہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تایا چچازاد ہمشیرہ ہے۔ مرزا علی شیر صاحب کی لڑکی عزت بی بی فضل احمد پسر مرزا غلام احمد کی زوجہ تھی۔ اب مرزا احمد حسین ساکن راہون کے خط سے معلوم ہوا کہ باوجود بہت دھمکانے کے بھی فضل احمد نے اپنی بیوی کو اطلاع نہیں دی اس لئے فضل احمد کو بھی مرزا صاحب نے الگ کر دیا۔

صدمہ ہے کہ شائد اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کیلئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے۔ اور اس کا بدل صاحب عمر عطا فرمائے۔ اور عزیزی مرزا احمد بیگ کو عمر دراز بخشے۔ کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی بات اس کے آگے انہونی نہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے اور خدائے قادر مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں تا کہ میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے۔ آپ پر ظاہر ہو جائے مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا آخری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھا لیتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو مجھے خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اسی عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو خدا تعالیٰ کی تنبیہیں وارد ہوں گی۔ اور آخر اسی جگہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلا دیا ہے کہ دوسری جگہ اس کا رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا۔ اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کیلئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھول دے گا۔ جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی۔ جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے جس کے ہاتھ میں زمین اور آسمان کی کنجی ہے۔ تو پھر کیوں اس میں

خرابی ہوگی ۔اور آپ کو شائد معلوم ہوگا ۔یا نہیں کہ یہ پیشین گوئی اس عاجز کی ہزارہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے ۔اور میرے خیال میں شائد دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیشگوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہان کی اس کی طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا ۔اور اپنے دین کی مدد کرے گا ۔میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کیلئے بصدق دل دعا کرتے ہیں ۔سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے (لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) پر ایمان لایا ہے ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کیلئے معاون بنیں تا کہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے ۔زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا ہے ۔خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے ۔آپ کے سب غم دور ہوں ۔اور دین اور دنیا دونوں آپکو خدا تعالیٰ عطا فرمائے اگر میرے اس خط میں کوئی نا ملائم لفظ ہو تو معاف فرمائیں...... والسلام

خاکسار احقر عباد اللہ ۔غلام احمد عفی عنہ

۱۷ ۔جولائی ۱۸۹۰ء بروز جمعہ



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا۔ اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گزرے گا مگر میں محض اللہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں۔ اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپکو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کے دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ اور اللہ رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے ذلیل کیا جائے، روسیاہ کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچائے گا، اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوہڑا یا چمار تھا۔ جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی بلکہ وہ تو اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کیلئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کیلئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا

تھا اور جن کی لڑکی کیلئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو وہ میری وارث ہو۔ وہی میرے خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے۔ جس کو چاہے روسیاہ کرے مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالٰی سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بیشک وہ طلاق دیدے۔ ہم راضی ہیں۔ اور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا بلا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحبہ کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا۔ اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے۔ ہم اس کیلئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا۔ کہیں مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپکی بیوی صاحبہ کی مجھے پہنچی ہیں۔ بے شک میں ناچیز ہوں ذلیل ہوں اور خوار ہوں مگر خدا تعالٰی کے ہاتھ میں میری عزت ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا ذلیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے لہٰذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں پھر جیسا کہ آپ کی خود منشا ہے میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب (محمدی) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دیدے گا اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کروں گا۔ اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا

بند کرادو گے تو میں بدل وجان حاضر ہوں۔ اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے
ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کیلئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا
مال ہو گا لہذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں۔ اور احمد بیگ کو
پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آجائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کریں کہ وہ
بھائی کو لڑائی کر کے روک دے ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے میں ہمیشہ کیلئے یہ تمام
رشتے ناطے توڑ دوں گا اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں
آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔ اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں
میں رخصت ہوا ایسا ہی سب رشتے ناطے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت
مجھے معلوم ہوئیں ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

راقم خاکسار غلام احمد

از لودھیانہ اقبال گنج۔ ۴۔ مئی ۱۸۹۱ء

نقل اصل خط مرزا صاحب جو بنام والدہ عزت بی بی تحریر کیا تھا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد
بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح
سے سارے رشتے ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس لئے نصیحت کی راہ
سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ۔ اور جس
طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو اور اگر ایسا نہیں ہو گا۔ تو آج میں نے مولوی نوردین

صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے۔ کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کیلئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے۔ اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے۔ تو اس کو عاق کیا جائے۔ اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے۔ اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائے گا۔ جس کا یہ مضمون ہوگا۔ کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آئے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے۔ عزت بی بی کو تین طلاق ہیں سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا کسی دوسرے سے نکاح ہو گا اور اس طرح عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے۔ اور مجھے اللہ کی قسم ہے۔ کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں۔ اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا۔ اور پھر وہ میری وارثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کیلئے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کے بہتری کیلئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا۔ اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے۔ کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہیں رہے گا۔

راقم مرزا غلام احمد از لودھیانہ۔ اقبال گنج۔ ۴۔ مئی ۱۸۹۱ء



ازطرف عزت بی بی بطرف والدہ

اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔ مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں کو سمجھا ؤ تو سمجھا سکتے ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہوگی۔ اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو خیر جلدی مجھے اس جگہ سے لے جاؤ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔ (جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے اگر نکاح رک نہیں سکتا پھر بلا توقف عزت بی بی کیلئے کوئی قادیان سے آدمی بھیج دو۔ تا کہ اس کو لے جائے۔)

(۲۱) مرزا صاحب پکے طالب دنیا اور عبدالدینار والدراہم ہیں۔

قولہ: (ا) مالی فتوحات آج تک پندرہ ہزار کے قریب فتوح غیب کا روپیہ آیا۔ جس کو شک ہو ڈاک خانہ کی کتابیں دیکھ لے۔ بلفظہ (ملخصاً صفحہ ۲۸ ضمیمہ انجام آتھم)

(ب) حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن اللہ رکھا۔ تاجر مدراس نے کئی ہزار روپیہ دیا۔ بلفظہ ملخصاً (ص ۲۸۔ ضمیمہ انجام آتھم)

(ج) شیخ رحمت اللہ صاحب دو ہزار[ا] سے زیادہ روپیہ دے چکے ہیں۔ بلفظہٖ (ملخصاً

[ا] دو ہزار الخ..... روپیہ کا جمع کرنا اور اس کا حساب رکھنا اور جائیداد پیدا کرنا مرزا صاحب کے اصل الاصول ہیں۔ جس کی بابت قرآن شریف میں سخت وعیدیں اور عذاب ہیں۔ جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔ سورۃ الہمزہ۔ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ ۝ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ ۝ كَلَّا لَيُنْۢبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ۔ (الآیہ)...... یعنی خرابی ہے طعنہ دینے اور عیب چننے کی۔ جس نے سمیٹا مال اور گن گن رکھا، خیال رکھتا ہے کہ اس کا مال اس کے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔ یہ ہرگز نہیں وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ الخ۔ منہ

صفحہ ۲۸ ضمیمہ انجام آتھم)

(د) منشی رستم علی کورٹ انسپکٹر گورداسپور بیس روپیہ ماہوار دیتے ہیں۔ بلفظہٖ (صفحہ ۲۹ ضمیمہ انجام آتھم)

(ہ) حیدر آباد کی جماعت مولوی سید مردان علی۔ مولوی سید ظہور علی اور مولوی عبد المجید صاحب دس دس روپیہ اپنی تنخواہ سے دیتے ہیں۔ (بلفظہٖ ص ۲۸۔ ضمیمہ انجام آتھم)

(و) خلیفہ نورالدین صاحب پانچ سو روپیہ دے چکے ہیں۔ بلفظہٖ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۸) علی ھذا القیاس ہر طرف سے روپیہ کی درخواست رات دن روپیہ کی آمدنی ادھیڑ بن میں گذارتا ہے۔ منی آرڈر پر منی آرڈر آرہے ہیں۔ یاقوتیاں اور زیور تیار ہو رہے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

(۲۲) برائی اور حرام کی کمائی[1] کے مال کیلئے درخواست کرتے ہیں۔

قال : انہیں دنوں میں مرزا صاحب کو معلوم ہوا۔ کہ الہ دیا نام طوائف۔ ایک شخص اپنے برے کاموں اور پیشہ سے تائب ہو کر موحد مسلمان ہو گیا ہے۔ اور اس کے پاس چند ہزار روپیہ حرام کی کمائی کا موجود ہے۔ جس کو وہ بوجہ اتقاء اور پرہیز گاری کے اپنے کام میں خرچ نہیں کرتا۔ مرزا صاحب نے خبر فرحت اثر سن کر فوراً کہلا بھیجا کہ وہ کل

[1] حرام کی کمائی الخ.... حدیث صحیح میں ہے۔ "اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات" ۔ یعنی عملوں کا حساب نیتوں پر ہے۔ **مسئلہ** : اگر کوئی مسلم شخص یہ نیت کرے کہ میں اگلے سال عیسائی ہو جاؤں گا وہ اسی وقت مرتد ہو گیا۔ اسی طرح سے اگرچہ مرزا صاحب کو بدقسمتی سے حرام کی کمائی کا مال نہیں ملا لیکن اس کی نیت وارادہ اور جہد واقدام کے عمل کامل سے جاری ہو گیا اور جاری رہے گا۔ العیاذ باللہ۔ منہ عفی عنہ۔ دیکھو کتب عقائد۔

روپیہ ہمارے پاس بھیج دو۔ ہم اشتہارات وغیرہ میں خرچ کردیں گے، جب الہ دیا مذکور نے دیگر علماء دیندار سے اس کے جواز کا فتوی پوچھا تو انہوں نے منع کردیا کہ راہ خدا میں ایسے روپیہ کا دینا ہرگز جائز نہیں۔ اس سبب سے مرزا صاحب کا شکار خالی گیا۔ بلفظہ (صفحہ ۳۳۔ رسالہ تائید آسمانی برونشانی آسمانی تصنیف منشی محمد جعفر تھانیسری مطبوعہ اختر ہند پریس امرتسر ۲۳۔ ماہ جولائی ۱۸۹۲ء)

خاتمہ کتاب اور التماس بخدمت شریف علماء وفضلاء و مفتیان شرع العلیا ابقاھم اللہ تعالیٰ بطور استفتاء

الحمد للہ والمنۃ کتاب ہذا مختصراً باوضو بجواب رسائل اربعہ انجام آتھم وضمیمہ تصنیف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بباعث عدیم الفرصتی پانچ ماہ کے عرصہ میں ختم ہوئی۔ میں نے اس میں مرزا صاحب کے خیالات ابتدائی وانتہائی کو حتیٰ الوسع انہیں کی تالیفات سے نہایت تہذیب کے ساتھ نقل کیا ہے۔ بعد اس کے ان کے دعاوی نبوت اور توہینات انبیاء علیہم السلام اور عقائد اور اعمال کو بھی انہیں کی تصانیف الہامی سے ہدیہ ناظرین کیا ہے اور علمی بحثیں اور آیات واحادیث کی تاویلات اور منطقی جھگڑوں اور صرف ونحو کے بکھیڑوں سے مطلق تعلق نہیں رکھا اور نہ اس طرف رجوع کیا کیونکہ عوام کو ان سے دلچسپی نہیں ہوتی۔ اس واسطے میں نے زیادہ تر عوام کے ہی سمجھانے کیلئے کوشش کی ہے۔ اور یہی مدعا ہے۔ امید ہے کہ جہاں کہیں کوئی سہو یا غلطی بہ تقاضائے بشریت ہوئی ہو تو اس سے معاف فرما کر اصلاح فرمائی جائے۔ اور

بالخصوص حضرات علماء وفضلاء ومفتیان شرع دین متین کی خدمت بابرکت میں نہایت ہی ادب سے التماس ہے کہ مجھے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے کوئی ذاتی عداوت یا دشمنی نہیں ہے۔ بلکہ وہ میرے ہم وطن ہیں۔ اور مرزا سلطان احمد صاحب تحصیلدار ضلع ملتان مرزا صاحب کے فرزند کلاں میرے نہایت دوست ہیں درانحالیکہ ابھی مرزا صاحب ان سے ناراض نہیں ہوئے تھے۔ میں اور وہ ایک ہی وقت میں (۱۸۷۷ء) پولیس ضلع گرداسپور میں نوکر ہوئے تھے۔ اور چند روز کے بعد وہ صیغہ سول میں نوکر ہوگئے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے فوراً کایا پلٹ لی اور کایا بھی ایسی پلٹی کہ شناخت کرنا ہی نہایت مشکل ہوگیا اور اسلام کے دائرہ سے ایسا تجاوز کیا کہ گویا استعفاء قطعی داخل کردیا۔

حضرات علماء: مرزا صاحب کے خیالات وتوہمات، الہامات، وسوسات، دعاوی نبوت اور توہینات انبیاء علیہم السلام وعقائد واعمال پر توجہ مبذول فرما کر عوام کو صاف صاف طور پر اس ابتلاء سے بچائیں اور اپنے فرائض کے پورا کرنے میں سعی بلیغ فرمائیں اور اس خاکسار ذرہ بے مقدار کو دعائے خیر سے مشکور فرمائیں۔ "رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ" (پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۸) آمین ثم آمین۔ نام اس کتاب کا خدا کی طرف سے تاریخی طور پر حسب ذیل رکھا گیا۔ "کلمہ فضل رحمانی (۱۳۱۴ھ) بجواب اوہام غلام قادیانی (۱۳۱۴ھ)"۔ راقم عاجز فقیر فضل احمد عفی عنہ کورٹ انسپکٹر لودھیانہ آخیر ذی الحج ۱۳۱۴ ہجری المقدس۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رویا صادقہ

آج واقع ۵۔ جمادی الثانی ۱۳۱۵ ھجری المقدس کی صبح ساڑھے چار بجے جبکہ میں مسودہ اصلی پر سے پورے طور پر کتاب ہذا لکھ چکا اور ختم کر چکا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ مجلس میں جہاں قریباً سات آٹھ آدمی بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب چشتی صابری مدرس گورنمنٹ سکول لودھیانہ بھی میرے پاس داہنی طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی بھی وہاں پاؤں پسارے پڑے ہیں۔ مرزا صاحب کا سر ننگا ہے اور سر ان کا عین وسط سے لیکر پیشانی تک استرا سے منڈا ہوا ہے۔ (خلاف شرع) اور داڑھی آپ کی قینچی سے کتری ہوئی ہے۔ (خلاف شرع) اس مجلس میں سے کسی شخص نے کہا کہ آپ سب لوگ مرزا صاحب کے مخالف کیوں ہیں میں نے کہا کہ ہم کو بلکہ کل اہل اسلام کو مرزا صاحب سے کوئی ذاتی یا دنیاوی غرض سے مخالفت نہیں مرزا صاحب نے ہی اپنے عقائد اور اعمال اہل اسلام کے مخالف کر لئے ہیں یہی وجہ مخالفت ہے۔ مرزا صاحب نے کہا ''ایویں کوئی کچھ کہدے'' (پنجابی) یعنی یونہی ناحق کوئی کچھ کہدے۔ میں نے کہا مرزا صاحب! کیا آپ کے کل الہاموں اور مؤلفہ کتابوں میں عقائد اور اعمال درج نہیں ہیں؟ کیا ان تحریری دستاویزات سے جو بڑی تعلی سے شائع کئے ہیں انکار ہے؟ ناحق کہنے کی کسی کو کیا ضرورت ہے۔ تب مرزا صاحب نے گھسیانی صورت بنائی اور نیچے آنکھیں کر لیں اور خاموش ہو گئے اور جواب نہ دیا۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ گھڑی (کلاک) کو دیکھا ساڑھے چار بجے تھے۔ مجھے اس خواب سے نہایت ہی اطمینان ہوئی۔

حضرات ناظرین بھی اس کی تعبیر سمجھ لیں اور یہ بھی عرض کر دینا ناظرین کیلئے خالی از منفعت نہ ہوگا۔ کہ خاکسار راقم الحروف ملازم پولیس ہے اور سخت درجہ کا گنہگار لیکن الحمدللہ عقائد و اعمال مطابق جمہور اہل اسلام کے عین مطابق رکھتا ہے۔ یہی امید فضل رحمانی سے ہے، مغفرت کرے گا۔ ہر وقت اس کے فضل کی امید اور عذاب کا ڈر دل میں ہے۔ یاالٰہی اس کو قائم رکھ۔ آمین ثم آمین۔



مرزا صاحب قادیانی کے دستخطی خطوط اور ان کے مضامین کی تصدیق کے متعلق تازہ خطوط اور مصنف کتاب کا مذہبی خیال

از بندہ مسکین محمد حسین عفی عنہ۔ راہون ۴۔ اگست ۱۸۹۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ : حضور من! السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ !

ورود اعزاز نامہ سے مشرف و ممتاز فرمایا۔ (۱) اب اصل ماجرا عرض کرتا ہوں۔ جس روز بندہ نے حضور کی خدمت بابرکت میں نیاز نامہ لکھا۔ اس سے دوسرے روز قادیان سے میرے حضرت کا فرمان فیض بنیان معہ ایک نقل رہن نامہ رجسٹری شدہ کے شرف صدور لایا۔ جو بجنسہ ارسال حضور ہے۔ (۲) قادیانی نے اپنی جائیداد جدی میں سے ایک باغ اپنی منکوحہ کے نام رہن کر دیا ہے۔ اور اس کے عوض اس سے زیور اور نوٹ کرنسی لئے ہیں۔ چار ہزار کا زیور اور ایک ہزار کے نوٹ۔ ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے

کہ یہ کام اس مرزا نے فقط اس غرض سے کیا ہے۔ تا کہ دوسرے لڑکے جو پہلی بیوی سے ہیں۔ محروم رہ جائیں بھلا خیال تو فرمائیں کہ زیور اور نوٹ بیوی کہاں سے لائی۔ آیا وہ اس کے والدین کی کمائی کے ہیں۔ دوسری بعد لکھنے رہن نامہ کے مرزا موصوف نے وہ زیور کیا کیا۔ بیوی ہی کو دے دیا ہوگا۔ یہ فقط ایک دھوکا تھا۔ حضور پر پہلے بھی روشن ہے کہ مرزا صاحب کے والد مرزا غلام مرتضٰی صاحب مرحوم کے گھر میں ہمارے مرزا علی شیر صاحب کی حقیقی پھوپھی تھی۔ اور علی ھذ االقیاس مرزا غلام احمد کی بڑی بیوی بھی ہمارے حضرت کی حقیقی ہمشیرہ ہے۔ جو عرصہ دو ماہ سے فوت ہوگئی ہے۔ اور اس کے بطن سے دو بیٹے ہیں۔ بڑے کا نام سلطان احمد جو آجکل ملتان کے ضلع میں تحصیل شجاع آباد میں تحصیلدار ہے۔ اور چھوٹے کا نام فضل احمد جو ہمارے حضرت کا داماد ہے مرزا غلام احمد کے ایک بھائی ان سے بڑے اور تھے۔ جن کا نام غلام قادر تھا۔ وہ بے اولاد تھے۔ انہوں نے سلطان احمد فرزند کلاں مرزا صاحب کو اپنا متبنیٰ کر لیا۔ لہٰذا کل جائیداد میں نصف مرزا غلام احمد اور نصف سلطان احمد حصہ دار ہے۔ اب فضل احمد چھوٹا بیٹا مرزا کی جائیداد کا حسب حصہ حقدار ہے کیونکہ مرزا کی دوسری بیوی سے جس کے نام باغ رہن کیا گیا ہے۔ شائد دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ اب فضل احمد کو جدی جائیداد سے محروم کرنے کیلئے مرزا صاحب قادیانی نے یہ حیلہ کیا ہے کہ باغ بیوی کے نام رہن کر دیا اور باقی جائیداد کا کوئی اور بندوبست کرے گا۔ خیر حضور کو یاد ہوگا کہ مرزا کے دونوں خط خود مرزا علی شیر اور ان کی بیوی کے نام ہیں۔ انہیں حضور نے پڑھا ہوگا کہ اگر "فضل احمد نے میرے کہنے سے منکوحہ دختر مرزا علی شیر کو طلاق نہ دیا۔ تو میری وارثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا"۔ مرزا صاحب اسی امر میں ساعی رہے۔ کہ میرے ہر دو

بیٹے اور مرزا علی شیر صاحب اور ان کی زوجہ جو مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ نہیں اپنے بھائی سے لڑ بھڑ کر ناطہ پر راضی کریں۔ تا کہ میرا الہام سچا ہو۔ مرزا صاحب علی شیر کی ہمشیرہ یعنی اپنی بڑی بیوی کو انہوں نے جبھی سے ناراض ہو کر الگ کر دیا ہوا تھا۔ کہ اس نے کچھ نمایاں کام نہ کیا وہ اپنے بیٹے سلطان احمد کے ساتھ ہے۔ چونکہ ان متعلقین نے مرزا صاحب کی کچھ بھی مدد نہ کی۔ لہٰذا ان سب کو الگ کر دیا اور ان سے کھانا پینا گفتگو بالکل ترک کر دیا۔ بلکہ یہ لوگ مرزا کی الہامی جورو کے نکاح میں شریک ہوئے اور اس کو مخبوط الحواس سمجھ کر جلدی اس امر میں کوشش کر کے اس کا نکاح موضع پٹی میں ایک لڑکے مسمی مرزا سلطان محمد سے کرا دیا۔ اور مرزا صاحب اپنے ایک خط میں فرما چکے ہیں۔ کہ اس نکاح کے شریک میرے دشمن ہوں گے۔ افسوس مرزا صاحب کی عقل پر الہامی بات اور بندوں پر مخالفت کے سبب غصہ

ع ..... "چہ دلاور است دزدے بکف چراغ دارد"۔

خیر فضل احمد نے مرزا صاحب اپنے والد کی عدول حکمی کی۔ کیونکہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق نہ دی۔ اسی لئے فضل احمد اور متعلقین سے قطع تعلق کر بیٹھے ہیں۔ لہٰذا بعد مفصل حال کی عرض ہے کہ نقل رہن نامہ رجسٹری شدہ ارسال حضور ہے۔ اس کو بھی درج کتاب فرمادیں۔ حضرت صاحب نے یہ وثیقہ کی نقل حکم نامہ کے ساتھ بندہ کو بھیجی ہے اور بایں الفاظ لکھا ہے۔ وثیقہ کا کاغذ بھیجا جاتا ہے۔ اس کی نقل کر کے اپنے پاس رکھ لو اور اصل کاغذ کورٹ انسپکٹر صاحب کی خدمت میں بغرض اندراج کتاب بھیج دو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باسمہ سبحانہ

مخدوم مکرم بندہ حضرت مولانا صاحب !

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ!

آپ کا نوازش نامہ معہ دو کاپی کتاب کلمہ فضل رحمانی شرف صدور لایا اور مشکور فرمایا جناب من مرزائی گروہ کے معلومات سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کو اپنے پیغمبر کے حالات اندرونی معلوم نہیں ہیں۔ اسلئے دھوکہ میں ہیں کتنی بڑی موٹی بات سے انکار کردیا۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ بندہ خدا اگر فضل احمد ان کا کوئی بیٹا نہ ہو تو مجھے اس کے بیٹے بنانے کی خواہ مخواہ کچھ ضرورت ہے۔ جو کچھ کہ خطوط مرزا صاحب قادیانی میں درج ہے۔ اس میں سر مو فرق نہیں۔ میں بھی باشندہ اسی ضلع کا ہوں۔ مجھے خود اس کا علم ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب فرزند کلاں مرزا صاحب اور بندہ ایک ہی ماہ ستمبر ۱۸۷۷ء میں محکمہ پولیس گورداسپور میں ملازم ہوئے تھے اور اکٹھے قواعد پریڈ کرتے رہے۔ اور وہ میرے نہایت دوست ہیں۔ پھر محکمہ پولیس کو چھوڑ کر سول میں ملازم ہو گئے تھے۔ مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں حقیقی بھائی پہلی بیوی سے ہیں جس کو مرزا صاحب نے ناراض ہو کر الگ کر رکھا تھا۔ اب عرصہ دو ماہ سے ان کا انتقال ہو گیا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مرزا فضل احمد مرزا صاحب قادیانی کا فرزند دلبند ہے۔ جس نے باوجود سخت دھمکانے مرزا صاحب کے اور خوف دلانے محروم الارث کرنے کے اپنی بیوی کو جو مرزا علی شیر صاحب کی دختر ہے طلاق نہ دی، جس کا نتیجہ مرزا صاحب نے حسب وعدہ خود یہ دکھلایا کہ ان کو محروم الارث کرنے کیلئے اپنی جائیداد کو پانچ ہزار میں اپنی بیوی کے پاس گروی رکھ دیا ہے۔ جس کی نقل رجسٹری آپ کی

خدمت میں بھیجی جا چکی ہے۔ زیادہ طویل تحریر سے کچھ فائدہ نہیں۔ اب میں دو خط مرزا محمد حسین صاحب ساکن راہون ضلع جالندھر تلمیذ و مرید حضرت مرزا علی شیر صاحب سمدھی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی آپ کی خدمت میں اس عریضہ کے ساتھ بھیجتا ہوں۔ جس سے ایسی تسلی ہو جائے گی کہ چوں وچرا کرنے کی بھی نوبت نہ ہوگی۔ مجھے نہایت افسوس اور ساتھ ہی اس کے نہایت تعجب ہے کہ مرزا صاحب اور مرزائی لوگوں کے دماغ میں ایسی ضد بھر گئی ہے۔ کہ جب کسی کو مخالف دیکھتے ہیں۔ تو اسکو بھی دھمکی ایک سال کی پیش گوئی اس کی موت کی بابت دیتے ہیں۔ اس بات کو میں اپنی کتاب میں بھی درج کر چکا ہوں کہ مرزا صاحب نے کبھی یہ دعا نہ کی میرے مخالف بقول ان کے راستہ پر آجائیں۔ جب غصہ میں آئے یہی پیش گوئی کی کہ وہ پندرہ ماہ میں مرجائے گا۔ وہ ایک سال میں مرے گا۔ مزہ تب تھا کہ مرزا صاحب کی دعا سے لیکھرام مسلمان ہوتا، پادری ہنری کلارک صاحب بہادر ایمان لا کر اسلام قبول کرتے، ماسٹر مرلی دھر مسلمان ہوتے۔ عبداللہ آتھم ایمان قبول کرتے۔ مرزا امام الدین بیگ برادر کلاں مرزا صاحب برے نہ بنتے۔ مرزا صاحب کی اولاد بھی مرزا صاحب کو قبول کر لیتی۔ قادیان کے لوگ بھی ایمان لے آتے۔ اتنی شورا شوری اور صرف ۳۱۳ مرید وہ بھی ڈہلمل یقین۔ مرزا صاحب کی الہامی جورو جس کا نکاح مرزا صاحب کے خدا نے آسمان پر کر دیا تھا۔ مرزا صاحب کے دیکھتے دیکھتے اور ان کے خدا کی موجودگی میں دوسرے شخص مرزا سلطان محمد ساکن پٹی علاقہ لاہور کے گھر میں آباد اور شاد بلکہ صاحب اولاد نہ ہوتی۔ افسوس میں نے اپنی کتاب میں مرزا صاحب کو کافر کذاب مخالف بزرگان اسلام مسلمانوں کا دشمن عبدالدینا نیر اور دراہم وغیرہ وغیرہ خارج از اسلام لکھ

دیا ہے۔ میری کتاب کا پچھلا حصہ جس میں توہینات انبیاء علیہم السلام، دعویٰ نبوت۔ عقائد و اعمال مرزا صاحب کے درج ہیں۔ صاف ثابت کر دیا ہے کہ مرزا صاحب بموجب اقوال خود کافر اور نائب دجال وغیرہ ہیں۔ اور یہی میرا عقیدہ ہے اور ویسا ہی مرزا صاحب کو جانتا ہوں۔ ان کا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی مسعود اور مجدد وغیرہ کا بالکل لغو اور جھوٹ ہے۔ بس جو مرزائی اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ فضل احمد مرزا صاحب کا کوئی بیٹا نہیں۔ وہ معہ مرزا صاحب اس بات کا انکار لکھوادیں یا مرزا صاحب خود ان خطوط کا انکار کر کے اشتہار دیں کہ یہ خطوط جھوٹے اور جعلی ہیں۔ اور پھر اپنی موت کے بارہ میں ایک سال یا جتنا مناسب سمجھیں۔ اقرار شائع کر دیں۔ اگر وہ سچے ہیں مگر وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ آپ کی ان خطوط سے جو بھیجتا ہوں اور بھی تسلی ہوگی۔ اور مرزا صاحب اور مرزائی بخوبی نادم ہوں گے۔

مرزائی لوگوں کو شرم کرنی چاہئے۔ میں نے اپنا عقیدہ لکھ دیا ہے اور جو کتاب میں مدلل لکھا ہے۔ مرزا صاحب یا ان کے حواریین ایک دفعہ نہیں بیس دفعہ پیش گوئی کرتے پھریں اور معیاد بھی مقرر کر لیں۔ بندہ ان گیدڑ بھبکیوں سے نہیں ڈرتا۔ مرزا صاحب اپنی پیشگوئیوں سے عبداللہ آتھم کو تو مار چکے ہیں۔ اپنی الہامی جورو کے خاوند کو مار چکے ہیں۔ مرزا امام الدین کو مار چکے۔ پادریوں، آریوں کو مار چکے ہیں۔ اگر مرزا صاحب ایسا کر چکے ہیں۔ تو سچے ہیں ورنہ وہ ہی کذاب۔ جب یہ حالت ہے تو مسلمانوں کو موت کی پیشگوئی کی دھمکی دینا ہیچ ہے۔ پہلے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہی کو مارا ہوتا۔ یا مولوی عبدالحق امرتسری کو فنا کیا ہوتا۔ کیا شرم کی بات ہے۔ خدا کا خوف کرنا چاہئے۔ مخلص من! مرزائیوں کی ایسی ویسی باتوں پر امید ہے کہ آپ

بالکل خیال نہ فرمائیں گے۔ نہ فرمایا ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ کبھی کوئی بات بلا تحقیق درج نہیں کرتا نہ کروں گا۔ اور نہ کبھی کی ہے۔ مجھے مرزا صاحب سے کوئی عداوت نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے تمام جہان کے بزرگوں مولویوں اور انبیاء کو گالیاں دیکر عام مسلمانوں کا دل دکھایا ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ میں ملازم سرکار ہوں۔ مجھے کسی سے لڑائی کرنا یا جھگڑنا کیا ضرور بھائی مسلمانوں کی خیر خواہی اور اسلام کی حفاظت کی غرض سے کتاب لکھ دی ہے۔ خدا جس کو ہدایت دے۔ تمام دنیا ایک طرف مرزا صاحب اکیلے ایک طرف للاکثر حکم الکل مقولہ ہے۔ نیاز مند فضل احمد عفی عنہ از

لودھیانہ ۱۱۔ ستمبر ۱۸۹۸ء

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

از بندہ مسکین محمد حسین عفی عنہ۔ راہون ۳۱۔ مئی ۱۸۹۸ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ .... نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

جناب من! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

افتخار نامہ فیض شامہ بدر کی طرح شرف ورود لایا۔ بندہ کے دل وجان کو سرفرازی سے سراپا روشن فرمایا۔ شافی مطلق جل شانہ بحرمت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے آنحضور کو صحت کلی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ (۱) حضرت مرشد ارشدی مرزا صاحب علی شیر صاحب دام فیوضہم قادیان ہی کے باشندے ہیں۔ اور مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم والد مرزا غلام احمد کے گھر میں ان کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ غلام احمد کی پہلی بیوی میرے حضرت کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ جن کے بطن سے دو فرزند بڑا سلطان احمد اور چھوٹا فضل احمد ہے۔ اول

الذکر تحصیل شجاع آباد و ضلع ملتان میں تحصیل دار ہیں۔ اور فضل احمد کو مرزا صاحب علی شیر کی بیٹی بیاہی ہوئی ہے۔ گو مرزا قادیانی اپنے بیٹے فضل احمد کو ہر طرح چاپلوسی اور خاطر داری اور جائیداد سے بے تعلق کر دینے کی بھی دھمکی دی مگر اس نے ہرگز طلاق دینا منظور نہیں کیا اور وہ اپنے باپ غلام احمد کا سخت مخالف ہے۔ اور اپنی بیوی سے ہر طرح سے راضی وخوشی ہے۔ بڑا بیٹا بھی مرزا سے مخالف ہے۔ ہاں مرزا نے اپنی بڑی بیوی ان دونوں کی والدہ کو اپنے سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اور مرزا صاحب علی شیر اپنے بھائی کے ہاں قادیان ہی میں رہتی ہے۔ مرزا غلام احمد اور ہمارے حضرت کے مکان میں صرف ایک دیوار ہی ہے۔ بندہ خود قادیان جا کر دیکھ آیا ہے۔ ایک طرف وہ رہتے ہیں اور ایک طرف وہ۔ اور حضرت صاحب مرزا علی شیر کی ہمشیرہ کا نان نفقہ اس کا بڑا بیٹا سلطان احمد تحصیل دار دیتا ہے۔ (۲) مرزا احمد بیگ ہشیار پوری کی ہمشیرہ ہمارے حضرت کے نکاح میں تھی جو کئی سال لے انتقال کر گئیں۔ جن کی بیٹی کے بارے میں مرزا کا الہام ہے۔

(۳) شائد حضور نے ایک شخص خاکی شاہ باشندہ راہون کا ملاحظہ فرمایا ہے۔ جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے معتقد اور مرزا صاحب قادیانی کے خلیفہ حکیم نور الدین صاحب کے قدم بقدم چلنے والا ہے۔ وہ چند مہینے ہوئے راہون میں آیا اور اسی مرزا کے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کے بابت بڑی واعظ کی۔ اور اکثر شہر والوں کے اعتقاد میں فرق ڈالا۔ اس شخص کو مرزا کا بندہ نے سارا حال سنایا کہ مرزا کے دستخطی خطوط میرے حضرت کے پاس ہیں اور ہم تو اس مرزا کو بڑا مکار اور کذاب جانتے ہیں بندہ نے حضرت کی خدمت میں نیاز نامہ بطلب خطوط لکھا چونکہ حضرت عرصہ ڈیڑھ سال

سے راہون میں تشریف نہیں لائے تھے۔ بندہ کی عرض پر معہ ہر سہ خطوط تشریف لائے خاکی شاہ پہلے ہی چلتا ہوا۔ راہون میں ہر سہ خطوط سب روساء کو دکھلائے گئے۔ جس سے مرزا کا مکر و فریب اظہر من الشمس ظاہر ہو گیا۔ جب حضور کا فرمان طلبی ہر سہ خطوط کا صادر ہوا تھا۔ اور معرفت چچا صاحب نظام الدین بندہ کو ملا تھا۔ اس وقت میرے حضرت رڑکی کی مغلان میں راہون سے چھ کوس کے فاصلے پر ہے تشریف لے گئے تھے۔ آپکے فرمان کو پڑھ کر بندہ خود جا کر ہر سہ خطوط بڑے اصرار سے لایا تھا۔ وہ فرماتے تھے۔ کہ کہیں گم نہ ہو جائیں۔ آج کل وہی خاکی شاہ قادیان میں ہے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ خط جلدی راہون سے میرے پاس روانہ کر دو۔ اس لئے بندہ نے حضور کی خدمت بابرکت میں عریضہ طلبی خطوط کا لکھا تھا۔ شائد آنحضرت نے اسی خاکی شاہ کو دکھلانے ہوں گے۔ آپ بلا اشتباہ ان خطوط کو مشتہر فرما دیں۔ بندہ حضور کو پورا یقین دلاتا ہے۔ کہ حضرت مرزا اعلی شیر صاحب ہرگز ہرگز اس پائے کے آدمی نہیں کہ حق کی مخالفت کریں۔ حضرت حاجی محمود صاحب جالندھری نقشبندی کے خلیفے ہیں اور اس وقت ان کی نظیر کا درویش باخدا کم ہو گا۔ شائد حضور نے بھی جالندھر پولیس میں آنحضرت کی زیارت کی ہو گی جس وقت خط میں رڑکی سے لینے گیا تھا۔ تو انہوں نے اس وقت بھی مجھے تاکیداً فرمایا تھا کہ دیکھنا کہیں گم نہ ہو جائیں اور لدھیانہ سے واپس آنے کے بعد رجسٹری کرا کر ہمارے پاس بھیج دینا۔ بندہ نے عرض کی کہ بہت خوب۔

(۳) لہذا اب آخری عرض یہ ہے کہ ہر سہ خطوط یا تو بسبیل ڈاک یا کسی خاص معتبر کے ہاتھ لفافہ میں بند کر کے روانہ فرما دیں اور کسی طرح کا شک و شبہ اپنے خیال مبارک

میں نہ لائیں۔ بندہ نے مفصل سب حال عرض کر دیا ہے۔ اب بندہ کو بھی انشاءاللہ امید ہے کہ حضور کے کل شبہات دور ہو جائیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

از بندہ مسکین مرزا محمد حسین عفی عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ النَّبِیِّ الۡکَرِیۡمِ

جامع فضائل وکمالات روحانی وایمانی حضرت مولانا مولوی صاحب دام برکاتکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اشتہارات مرسلہ آنحضور معہ اعزازنامہ پہنچے حضور نے اپنے اخلاق بزرگانہ وطبع کریمانہ سے اس قدر اس عاجز کو ممنون احسان فرمایا ہے۔ جس کا بیان مالا کلام ہے البتہ اللہ تعالیٰ جل شانہ عم نوالہ اس کے عوض میں اپنی رحمت کاملہ سے آنحضور پر رحمت فرمائے۔ اور اپنی درگاہ عالیہ سے حضور کو اپنے خاصوں کے زمرہ میں منسلک فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ بحرمت سید عالم وسرور بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضور کے اشفاق نامہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مرزائی بھائی صاحب مرزا فضل احمد کو مرزا غلام احمد صاحب کا بیٹا ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ اور دختر مرشدنا حضرت مرزا علی شیر صاحب منکوحہ اخویم مرزا فضل صاحب کی بہو ہونے سے بھی منکر ہیں۔ یہ ان کا ان حضرات کی لاعلمی پر دال ہے۔ یہ احقر بھی حضور ہی کا فقرہ لکھتا ہے کہ افسوس ہے کہ مرزائیوں کو اپنے پیغمبر کے گھر کا حال معلوم نہیں ہے۔ بندہ نے جو کچھ پہلے عریضوں میں حالات عرض کئے ہیں۔ بوجہ ہم قوم ہونے کے اچھی طرح معلوم ہیں۔ اس میں ہرگز کچھ بھی غلطی نہیں

ہے۔ جو صاحب اس کو غلط سمجھیں انہیں ان معاملات سے بے خبری ہے کسی اور مرزا صاحب کے رشتہ دار سے اگر یہ امر دریافت کیا جائے تو وہ بھی اسی طرح بیان کریں گے۔ مرزا صاحب خود بھی فضل احمد کے بیٹا ہونے سے انکار نہیں کر سکتے اگرچہ نکاح میں کوشش نہ کرنے کی وجہ سے اس سے ناراض ہیں۔ مرزا صاحب سے ان کے معتقدین دریافت کر لیں۔ مرزا سلطان احمد و فضل احمد کی والدہ یا دوسرے الفاظ میں ہمارے حضرت صاحب کی حقیقی ہمشیرہ کو مرزا صاحب نے طلاق تو نہیں دی۔ مگر ان کو جب سے ان کی الہامی زوجہ کا نکاح سلطان محمد سکنہ پٹی سے ہوا۔ الگ کر چھوڑا تھا۔ کسی قسم کا تعلق خرچ وغیرہ کا نہیں رکھا تھا۔ مرزا سلطان احمد اپنے بیٹے کے مکان میں ان کی والدہ شریفہ آ گئی تھیں۔ بالکل آمد و رفت گفت کلام باہمی بند رہی حتیٰ کہ عرصہ چند ماہ کا ہوا کہ اس مرحومہ نے اس جہان سے رحلت کی۔ بندہ قادیان جا کر آخر جنوری ۱۸۹۳ء میں یہ امر بچشم خود دیکھ آیا تھا۔ اور وفات تک وہ اسی طرح گذر گئیں۔ کسی طرح سے مرزا صاحب نے ان سے صفائی نہیں کی۔ بلکہ مجھے کامل امید ہے کہ ان کی تجہیز و تکفین میں بھی مرزا صاحب شریک نہیں ہوئے ہوں گے۔ کیونکہ اسی نکاح سے سب رشتہ داروں سے مرزا صاحب موصوف نے قطع تعلق کر دیا ہے۔ اور مرزا صاحب حضرت خواجہ محمد علی شیر سے اور ادھر مرزا نظام الدین و کمال الدین سے (امام الدین پیر خاکروبان کے بھائی ہیں) رشتہ ناطہ مرگ شادی پر آمد و رفت بند ہے۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے پوری واقفیت سے لکھا ہے اور یہ عین ٹھیک ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا عرض کروں۔ ایک بندہ پھر عرض کرے گا وہ کیا کہ مرزا صاحب اپنی بڑی بیوی صاحبہ کے جنازہ پر تشریف لے گئے ہیں یا نہیں؟ اوپر کی سطروں میں بندہ نے اپنا قیاس ظاہر کیا

ہے۔ دختر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے نکاح سے مرزا سلطان احمد صاحب تا مرگ اپنی والدہ مرحومہ کے خرچ کے متکفل رہے ہیں۔ اور مرزا صاحب نے انہیں کچھ مدد نہیں دی۔



نظم نصیحت نامہ و تاریخ مؤلف باسمہ سبحانہٗ

اے مخصلان باصفا دنیا پرانی زال ہے　چالوں سے اسکے تم بچو ہر چال اک بھونچال ہے

سب اہل دل کہتے ہیں یوں لیکر سلف سے تا خلف　جو اس کا طالب ہو گیا وہ سگ صفت بدحال ہے

ایمان کو ثابت رکھو اسلام پر قائم رہو　اجماع امت پر مٹو اس کا عدو پامال ہے

قرب قیامت ہے فتنے دجال مہدی بن گئے　جھوٹوں نے گو سچا کہا پر جھوٹ کا دلال ہے

ان مہدیوں سے تم بچو ان کاذبوں کی مت سنو　اے مومنو مومن رہو پر کید انکا قال ہے

یہ قادیانی مرزا ہے پرفریب و پُر دغا　عیسیٰ نہیں مہدی نہیں ہاں کاذب وبطال ہے

اسلام کی تخریب سے گو کافر و مرتد ہوا　پس اس کا قلبی مدعا بس عورتیں پامال ہے

تاریخ کا کچھ فکر تھا تسخیر ہاتف نے کہا

یہ قادیانی مفتری بقال اور دجال ہے

کل مصرعہ ۱۳۱۴ھ



ذیل میں ملک کے ان علمائے فضلاء کی تقریظوں کو درج کیا جاتا ہے۔ جو خدا کے فضل سے حامی دین ہونے کے علاوہ اپنے علم و فضل کے لحاظ سے ملک کیلئے باعث فخر اور قوم کیلئے موجب ہدایات ہیں اور جو ملک و قوم

میں ہر ایک طرح واجب التعظیم سمجھے جاتے ہیں۔ جنہوں نے اس کتاب کو بغور ملاحظہ فرما کر یہ ظاہر اور ثابت کیا ہے۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی تمام تصانیف کی تردید کتاب ''کلمہ فضل رحمانی'' سے بڑھ کر اس وقت تک کوئی کتاب اسلام اور اہل اسلام کی حفاظت کیلئے نہیں شائع ہوئی اور وہ تقریظیں یہ ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للّٰہ الذی انزل الشریعة المطهرة الحنیفیة البیضاء والملة المقدسة الاسلامیة السمحاء علی نبینا ورسولنا وسیدنا محمد افضل الرسل وخاتم الانبیاء صلوات اللّٰہ وسلامه علیه وعلی آله الاصفیاء واصحابه الاتقیاء وبعد فقد حملتی علی هذا التحریر وهدانی الی ذاک السطیر وصول رسالة مطبوعة من طرف المرزا القادیانی بعضها فی اللسان الهندی وبعضها فی العربی تحدی فیها بالعلماء الکبار ودعا هم للمباهلة والمقابلة واخذالثار طابعتها وامعنت انظر فیها فوجدتها مملوة بالخرافات ومحشوة بالخز عبلات اظهر فیها دعا ویه الفاسدة واختراعاته الکاسدة من انه هو المسیح الموعود والمهدی المنتظر المذکور فی الاحادیث النبویه

واطال فيها اللسان بالسب والشتم والطغيان فی حق الاخيار من علماء الرحمٰن الموجودين فی هذاالزمان وفی سابق الدوران كاطالة العاجز عن ايرادالدليل والبرهان كما هو ديدنه فی جميع مولفاته المستقبحة وتصانيف المتشنعة فتباعد عن مقام التهذيب وازادفی التدريب والتشريب اتی فيها بكلمات تنفرعنها الطبائع السليمة وتتقرفها القرائح المستقيمة بالغ فی كناية الفحش واللغويات والتشنيع والذليات حتی انصلت فی الجهلات واضرم نارالخصومات حيث قال مرة للاعلام الكبار والصالحين الاخيار (هم تسعة رهط من الاشرار) ولقب بعضهم (الشيطان الاعمی والغول الاغوی) وشنع بعضهم باقبح التشنعات واسود الهنات وماخاف من خالق الارض والسموات فقد قال جل وعلا (الشيطان يعد كم الفقر ويامر كم بالفحشاء) ومن كلام رسوله صلی الله عليه وآله وسلم (المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده) فاقواله زائغة خاطئه وخيالاته لاية ضائعة ارتكب جازه فخيمة وكبيرة مهلكة . كلامه ذليل ومرامه كليل لم يتادب مع العلماء والصلحاء فی الخطاب

ولم يسلک مسلک الصدق والصواب فلايخفى على اهل النهىٰ ان هذ االداب الذى اختاره المرزاخلاف اهل الجحىٰ ثم ان كان القاديانى يناظر العلماء ولا يبارى السفهاء .فكان عليه ان يخاصمهم بعد التزام التهذيب بايراد الآحاديث والأيات مع حملهاعلى معانيها الظاهرة المسلمة عند الائمه اللغات حتىٰ لايستنكره اهل الصناعات ولكنه حرف النصوص عن مقصود ها الاصلى المنقول بروايته الثقات من الصحابه والصحابيات وفسربرائه ولم يبان بحديث سيد الابرار حيث قال عليه وعلى اله الصلوات من الواحد الغفار . ان من فسر القرآن برائه فليتبوا مقعده من النار فعليه مايستحقه من الويل والتبار .ثم انى كنت اردت الترديد لدعاوى هذا المتبنى الشريد بالتفصيل المزيد مع الاسلوب الجريد لكن منعنے من هذا الخيال فاضل كريم البال وامرنى الذى اعتمد عليه فى جل الاقوال بطے الكشح عن هذاالبطال ولله درالـلوذعى المستند والالمعے الشريف المحتد حبے قاضى فضل احمد حماه الله من شرحاسد اذا حسد فانه كفانا الترديد ا لكتاب القاديانى الطريد واجابه بجوابات مفحمه

والزمه بالزامات مسكتة جزاه الله عنا خير الجزاء وجعل اخرته خيرا من الاولى (وانا العبد العاصی ابو الظهور حنفی انبیٹھوی مشتاق احمد)



تقریظ حضرت مولانا الحافظ مولوی مشتاق احمد صاحب صابری انبیٹھوی (مدرس اول عربی گورنمنٹ سکول لودھیانہ)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامداً ومصلیاً۔ امابعد راقم الحروف نے کتاب مستطاب ”کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی“ کو اول سے آخر تک دیکھا۔ عقائد قادیانی کی تردید میں لاثانی پایا۔ حق تو یہ ہے کہ اس سے پہلے جس قدر کتب اور رسائل مرزا کی تردید میں لکھے گئے۔ اپنی طرز میں یہ کتاب ان سب میں بہتر اور مفید ہے کیونکہ نہایت سلیس اور عام فہم ہے اول سے آخر تک تہذیب کی رعایت رکھی ہے۔ اور کیا اچھا التزام کیا ہے کہ اکثر جگہ خود مرزا ہی کے اقوال اور اس کی تصنیفات کی عبارت نقل کر کے دندان شکن جوابات دیئے ہیں۔ علی الخصوص تحقیق لفظ یسوع اور لفظ کدعہ ایسے بسط اور تفصیل سے لکھی ہے جو حضرت مصنف ہی کا حصہ ہے اور کیوں نہ ہو جناب مولانا قاضی فضل احمد

کورٹ انسپکٹر لودھیانہ نے اپنی اس کتاب ''کلمہ فضل رحمانی'' میں حتیٰ الوسع عمدہ تردید کے ساتھ لکھا ہے۔ قادیان کا مفتری ونائب الدجال ہونا اظہر من الشمس ہے۔ کمالایخفی علیٰ من لہ ادنی تامل فی اقوال المسیح الکذاب الذی یزعم انہ محدث ولہ نوع نبوۃ ویحقر الانبیاء وینکر معجزاتھم الباھرہ ویبسط یدیہ الی عرض الصحابتہ رضوان اللہ علیھم ویسب العلماء والصلحاء ویقول بابوتہ المسیح علی خلاف النص الصریح ولا یفھم معنی لم یمسسنی بشر ولم اک بغیا الآیۃ ویصرف النصوص بلا دلیل قطعی عن ظواھرھا ویلبس الحق بالباطل بتاویلات رکیکۃ واستعارات بعیدۃ التی یابی عنھا العقل السلیم والفھم المستقیم کل اباء ویدعی ان عیسیٰ بن مریم علیہ السلام لا ینزل وانہ عیسیٰ بذاتہ وغیرذالک من الخرافات وکفریاتہ واللہ اعلم وعلمہ اتم . ھذا ماتیسر لی فی ھذا المقام فتفکر فیہ ولا تکن من الغافلین و اخردعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خیر البریۃ محمد وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین۔

کتبہ المسکین مفتی شاھدین عفی عنہ مفتی لو دھانہ

تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد صاحب لودھیانوی

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

بَعدَ الحَمدُ وَالصَّلوٰۃ!

مسکین محمد بن مولوی عبد القادر صاحب مرحوم لودھیانوی اہل اسلام کی خدمت میں عموماً و گروہ قادیانی کو خصوصاً بیان کرتا ہے۔ کہ جس شخص کے اقوال و افعال آیات قطعیہ کے مخالف ہوں اور وہ شخص اپنے آپکو مقتدی اور ملہم بالہامات یقینیہ قرار دے تو ایسے موقع پر اہل اسلام کو لازم ہے کہ فوراً اس کی گمراہی کو عوام پر ظاہر کر دیں۔ ورنہ وہ بھی گمراہوں میں شمار ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ صاحب طریقہ محمدیہ نے لکھا ہے۔ وما یدعیہ بعض المتصوفۃ اذا انکر علیہ بعض امور لھم المخالف للشریعتہ ان حرمتہ ذالک فی العلم الظاھر وانا اصحاب العلم الباطن واذا اشکل علینا استفتینا من صاحب الشریعۃ محمد علیہ الصلوۃ والسلام فان حصل قناعتہ فبھا و الا رجعنا الی اللہ تعالیٰ فنا خذ منہ ونحو ذلک من الترھات کلہ الحاد فالوا جب علی کل من سمع الانکا ر علی قائلہ بلا شک ولا تردد ولا توقف والا فھو من جملتھم ویحکم علیہ بالزند قۃ. انتہیٰ۔ ملخصاً یعنی جب کسی صوفی بناوٹی کو امور غیر شرع سے روکا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ تم کو علم ظاہری ہے اور ہم کو علم باطنی ہے۔ جب ہم کو کسی مسئلہ میں شک پڑے تو ہم خود حضرت سے دریافت کر لیتے ہیں۔ اگر وہاں بھی اطمینان حاصل نہ ہو تو ہم خداوند کریم سے خود دریافت کر لیتے ہیں۔ ایسے بے دین کی

تردید کرنی اہل علم پر واجب اور لازم ہے۔ ورنہ وہ بھی زندیقوں میں شمار ہو گا۔ اسی طرح جب اس زمانہ میں قادیانی نے اپنے آپ کو ملہم من اللہ قرار دیکر یہ دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاذ اللہ یوسف نجار والد تھا۔ اور جو معجزات ان کے خدا جل جلالہ نے قرآن میں صریح طور پر بیان کئے ہیں۔ ان کو یہاں مثنوی کا کھیل قرار دیکر حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے اور عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وغیرہ انبیاء پر شب وستم کا شیوہ اختیار کر کے اپنے آپ کو بے دین قرار دیا اور قرآن شریف کو اس کذاب نے غبی ٹھہرایا وغیرہ وغیرہ جو رسالہ ھٰذا میں تفصیل وار مرقوم ہیں۔ سب علماء اسلام نے اس کی تردید میں قلم اٹھا کر دائرہ اسلام سے اس کا خارج ہونا ظاہر کیا۔ اگرچہ ابتداء میں مولانا مولوی عبداللہ صاحب مرحوم برادر حقیقی وراقم الحروف ومولوی اسمٰعیل صاحب نے اس کی تکفیر کا فتویٰ ۱۳۰۱ھ میں شائع کیا اور باقی اہل علم اس موقع پر اکثر خاموش اور بعض ہمارے مخالف ہوئے لیکن بعد میں رفتہ رفتہ کلہم نے اس کی تضلیل وتکفیر پر اتفاق ظاہر کیا۔ قاضی فضل احمد صاحب مصنف رسالہ ہٰذا نے اس کے کل اقوال کا بطلان اور اس کی تکفیر کا اثبات خود اس کی تصانیف سے ظاہر کر دیا تاکہ عوام کالانعام کو یہ شبہ نہ رہے کہ قادیانی کو اہل علم صرف ضد سے کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ قادیانی اہل قبلہ ہے اور اہل قبلہ کو کافر کہنا درست نہیں اور نیز جس شخص میں ایک کم سو وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اس میں اسلام کی ہو اس کو کافر قرار دینا درست نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ اہل قبلہ کو کافر کہنا اس وقت تک درست نہیں جب تک ان میں کوئی وجہ کفر قطعی کی پائی نہ جائے۔ جیسا کہ جو رافضی نماز روزہ کا پابند ہو کر یہ کہے کہ پیغمبری اصل میں حضرت علی رضی اللہ

عنہ کے واسطے اتری تھی، ناحق جبریل نے حضرت کو دے دی۔ تو ایسے اہل قبلہ کو ضرور بالضرور کافر قرار دینا لازم ہے بلکہ جو عالم ایسے رافضی کو کافر قرار نہ دے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سو وجہ کفر کا مسئلہ بھی غلط ہے ورنہ جو شخص نماز روزہ کا پابند ہو کر بتوں سے مراد اپنی مانگتا ہو اور بتوں کو بھی سجدہ کرتا ہو تو اس شخص کو تم لوگ معاذ اللہ مسلمان سمجھو گے حالانکہ ایسے شخص کے کفر میں کسی کو بھی کلام نہیں اصل میں سو وجہ کے مسئلہ کے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی شخص نے ایک کلمہ کہا اور اس کلمہ کے سو معنی ہیں۔ باعتبار ایک معنی کے وہ کلمہ کفر نہیں ہو سکتا باقی ایک کم سو معنی اس کے سب کفر کی طرف عائد ہیں تو ایسی صورت میں مفتی کو لازم ہے کہ بلا تحقیق اس پر فتویٰ کفر جاری نہ کرے جیسا کہ ایک شخص کو کسی دوسرے نے نماز کے واسطے بلایا اس نے نماز سے انکار کیا کہ میں نماز نہیں پڑھتا تو یہ انکار اس کا اگر نماز کو بُرا جان کر ہوا یا نماز کے فرضیت کا منکر ہے یا نماز کا پڑھنا اس کے نزدیک حقیر لوگوں کا کام ہے وغیرہ وغیرہ جن کا مرجع کفر کی طرف ہے تو بے شک وہ شخص شرعاً کافر ہے اگر غرض اس کی اس انکار سے صرف یہی ہے کہ میں نماز تیرے کہنے سے ادا نہیں کروں گا خود اپنی خوشی سے ادا کروں گا تو اس صورت میں یہ انکار کفر نہیں ایسی صورتوں میں مفتی کو لازم ہے کہ بلا تحقیق نیت کے کفر کا فتویٰ دینے میں جلدی نہ کرے، ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں ان دونوں مسئلوں کو وضاحت کیساتھ بیان کیا ہے۔ رسالہ فیوضات ملکی کے آخر میں جو مولوی رشید احمد گنگوہی کی تردید لکھی گئی ہے اس میں اس راقم نے خوب بسط سے اس کا کفر ثابت کیا ہے۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۔ (پ۹: اعراف آیت ۸۹) آمین ثم آمین. الراقم خادم الطلباء محمد عفی عنہ

لدھیانوی .. احباب من اجاب بقلم دین محمد ساکن موضع بلیہ وال۔ ابتداء میں جب مولوی عبداللہ صاحب مرحوم نے قادیانی کو کافر کہا تھا۔ اور لوگوں کو اس کے کفر کا یقین نہیں آتا تھا اور قادیانی کا لودھیانہ میں آنے کا چرچا تھا مولوی صاحب مرحوم نے شب کو یہ خواب دیکھا کہ تین شخص ایک آگے اور دو اس کے پیچھے چلے آتے دور سے نظر پڑے اور تینوں نے دھوتیاں ہندوؤں کی طرح باندھی ہوئی ہیں۔ جب قریب آئے تو جو شخص امام کی طرح آگے تھا اس نے دھوتی کی بندش کو کھول کر تہ بند کی بندش مسلمانوں کی طرح کر لی اور غیب سے آواز آئی کہ قادیانی یہی ہے، چنانچہ فجر کو یہ خواب لوگوں کو سنایا گیا اور تعبیر اس کی یہ بیان کی گئی کہ یہ شخص بظاہر لباس اسلام کا پہن کر لوگوں کو مثل اپنے کذاب بنانا چاہتا ہے اسی روز بوقت نصف النہار قادیانی معہ دو ہندوؤں کے لودھیانہ میں آیا۔ جس سے صداقت خواب مولوی عبداللہ صاحب معہ تعبیر بخوبی پایہ ثبوت کو پہنچی اسی طرح اور بہت خواب بزرگان دین کو اس کی تضلیل وتکفیر کی تائید میں معلوم ہوئے۔ آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

خادم الطلباء محمد عفی عنہ لودھیانوی۔



تقریظ حضرت مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب واعظ نقشبندی لودھیانوی

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

بعد الحمد لمن ھدانا وعلمنا والصلوۃ علی نبیہ مولینا وآلہ وصحبہ وکل من کان علی الھدایا مقتدیا او اماما اجمعین ۔ معلوم ہوا کہ اس

خاکسار عبدالعزیز بن مولینا مولوی عبدالقادر مرحوم نے کتاب ہذا مسمی بہ کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام احمد قادیانی کے بعض مقامات کو سماع کیا جس سے دریافت ہوا کہ یہ کتاب خواص وعوام کو واسطے دفع کید مرزا قادیانی وحفظ عقائد ایمانی درباب عیسیٰ ومہدی یمانی کافی وشافی ہے۔ امید کہ جس کو ہدایت یزدانی دستگیری ہو خواہ مرزائی نہ ہو راہ ہدایت پر آئے اور مصنف کے حق میں دعا خیر اور شکر یہ ادا کرے کہ مجھے قعر جہنم سے نکال کر ریاض جنت دلایا اور دعا کرے کہ اے اللہ جل وعلا اسی عمل کے عوض اس کو مقرب اپنا بنا۔ آمین۔ فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

الراقم عبدالعزیز عفی عنہ نقشبندی لودھیانوی۔

تقریظ حضرت مولوی محمد اسمٰعیل صاحب لودھیانوی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حَامِداً مُصَلِّياً۔ مسکین اسمٰعیل خدمت اہل اسلام میں عرض کرتا ہے۔ کہ میں نے چند مقامات اس رسالہ کے سنے حقیقت میں رسالہ واسطے تضلیل اور تحقیر کے اظہار کرنے میں کافی اور وافی ہے۔ اہل اسلام پر لازم ہے کہ اس مرتد سے دور رہیں۔ وَاللّٰهُ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ۔ (پ۲ سورۃ بقرہ آیت ۲۱۳)

راقم۔ خادم العلماء محمد اسمٰعیل خواہرزادہ مولوی عبدالقادر لودھیانوی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالاحسان محمد عبدالحق صاحب سہارنپوری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حامداً مصلیاً۔ امابعد اس احقر الخلائق نے یہ کتاب لاثانی مسمیٰ بہ "کلمہ فضل رحمانی" بجواب اوہام غلام قادیانی مؤلفہ قاضی فضل احمد صاحب گورداسپوری لازال علیہ الفضل الربانی۔ مختلف مقامات سے دیکھی شرع شریف کے مطابق اور عین صواب پائی اس کے مصنف کی سعی جمیل فی سبیل اللہ کو دیکھ کر بے اختیار زبان وقلم دعائے شکر اللہ سعیہ نکلتی ہے۔

خاص وعام اہل اسلام کی خدمت میں عرض ہے کہ اس زمانہ میں کہ شرعی درہ اور طرہ سے خالی ہے۔ اور بعض بے دینوں نے اس کو زمانہ آزادی خیال کیا ہے کہ شرع کے احکام اور تکالیف اسلام سے آزاد ہیں اور جو چاہتے ہیں کہتے اور لکھتے ہیں اکثر لوگوں نے باغوائے ورنفس دین اسلام میں رخنہ اندازی چاہی ہے۔ مگر بحکم آیت وانا لہ لحافظون خداوند تعالیٰ اپنے دین اور اپنی کتاب کا خود نگہبان ہے۔ جہاں کوئی ایسا بے دین سر اٹھاتا ہے اس کے سرکوب بھی فوراً موجود ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی زمانہ آزادی نام میں یہ قادیانی صاحب مطلق العنان ہوئے اور اپنے شیطانی خیالات کو الہامات سمجھ کر اتنے بڑھے کہ بڑھتے بڑھتے ہی گھٹ گئے اور اوج سے حفیض پر جا پہنچے۔ اول ہم ان کے اچھے خیالات سنا کرتے تھے۔ مگر اب بالکل برعکس ہو گئے حتیٰ کہ دعویٰ مسیحیت کر کے گویا مسخ ہی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو گمراہی کے خیال اور ضلالت کے اقوال سے بچائے۔ آمین۔ یہ کتاب مستطاب فی الواقع اہل ایمان کیلئے حیات قلبی اور بصیرت باطنی کی موجب ہے۔ جس سے عام وخاص مردمان اسلام ایسے مدعیان بے دین کے اقوال ضلالت استعمال کو بخوبی تمیز کر سکتے ہیں۔

کتاب لو تاملہ ضریر لاصبح وھو ذوبصر صحیح

فانی لا نجیل و فیہ مغنے یذکرنا بمعجزۃ المسیح

اور در حقیقت یہ قادیانی اپنی کیدانی باتوں سے شرع شریف میں رخنہ انداز ہے اس کی صحبت موجب گمراہی اور اس کے اقوال سے بے راہ کرنا چاہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل اطہار کی برکت سے ہم سب مسلمانوں کو ان کے شر سے بچائے۔ آمین اللہم آمین۔

معروضہ ابوالاحسان محمد عبدالحق سہارنپوری عفا اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۱۹۔ دسمبر ۱۸۹۸ء۔

☆☆☆☆☆☆☆

تقریظ مولوی نظام الدین صاحب مدرس مدرسہ حقانی لودھیانہ

هُوَ الْهَادِی. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اللّٰھم ربنا اھدنا الصراط المستقیم۔ اللّٰھم ربنا انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجعلنا منھم۔ اللّٰھم اخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم۔ اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ۔ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ۔

امابعد۔ کمترین نے اکثر مقامات سے ”کلمہ فضل رحمانی“ کا مطالعہ کیا۔ گو کہ اس سے پہلے بھی اپنی اپنی طرز پر مناظرین علماء دین نے عقائد باطلہ مخترعہ مرزا کا خوب ہی قلع قمع کیا ہے۔ لیکن یہ جدید تصنیف اپنی طرز تالیف میں نہایت ہی دلپذیر اور اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ وجہ یہ کہ اس کتاب کا مصنف عموماً مرزا ہی کی تصانیف سے اپنے براہین ودلائل لایا ہے۔ اور دروغ گو کو اچھی طرح اس کے گھر تک پہنچایا ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص مناظرہ اور بحث ومباحثہ کی کوئی کتاب بناتا ہے اس

کے ہر پہلو پر دور اندیشی سے نظر دوڑاتا ہے۔تاکہ کسی کو حرف گیری کا موقعہ نہ ملے۔
خصوصاً مرزا نے تو (بقول خود) اپنی کتابوں کو وحی اور الہام سے لکھا ہے اور مرزا اپنی
وحی اور الہام کو قطعی اور واجب العمل بھی سمجھتا ہے۔پس یہ نہایت ہی عمدہ بات ہوئی کہ
اسی کا جواب اسی کی کتاب سے ہوا اور یہ بعینہ ایسی مثال ہے۔جیسا کہ کوئی مغرور
ومتکبر و گردن کش بہمہ وجوہ مسلح ہوکر اور ہتھیار باندھ کر میدان کارزار میں آئے۔اور
نبرد آزماؤں کو اپنے مقابلہ میں بلائے۔دوسری جانب سے ایک بندہ خدا تن تنہا بلا
ہتھیار مردانہ وار اس سے برسرپیکار ہو کے اسی کے ہتھیاروں سے اسی پر وار کرے۔
اور اسی کی شمشیر سے اسی کا سر قلم کرے۔اصل وجہ یہ ہے کہ مرزا اپنے اوہام باطلہ اور
عقائد فاسدہ کا خود ہی مخترع نہیں ہے۔بلکہ اہل فلسفہ اور ملاحدہ اور معتزلہ اور نیچریہ کی
کاسہ لیسی کی ہے۔اور انہیں کی قے چاٹی ہے۔چنانچہ ماہرین کتب پر پوشیدہ نہیں ہے
خلاصہ یہ کہ یہ کتاب لاجواب ہے۔اور مصداق مثل مشہور اسی کی جوتی اسی کا سر ہے۔

والسلام

المفتقر الی اللہ الصمد فقیر نور محمد عفی عنہ مالک مطبع حقانی لودھیانہ۔



حامداً مصلیاً۔میں نے کتاب مسمی ”کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی“
مؤلفہ جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لودھیانہ کو اول سے آخر تک پڑھا
نہایت مدلل ولاجواب پایا۔اس کتاب میں مرزا صاحب کے ہر ایک عقیدہ باطلہ کی
تردید بڑی پرزور تقریروں سے کی گئی ہے۔خداوند جل وعلا مؤلف صاحب کی سعی
قبول فرمائے اور قادیانی اور اس کے حواریین کو توفیق ہدایت کرے۔اور عامہ اہل

اسلام کو اسکے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

(مسکین نظام الدین عفی عنہ مدرس مدرسہ حقانی لودھیانہ)

تقریظ حضرت مولانا وبالفضل اولینا مولوی محمد عبد اللہ صاحب فاضل ٹونکی اول مدرس عربی یونیورسٹی لاہور۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡاَمِیۡنَ وَآلِہٖ وَصَحۡبِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ۔ امابعد

اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے خیالات اور دعاوی اس قدر ضعیف وخیف ہیں۔ کہ ان کی صحت وصداقت کی طرف کسی ادنیٰ ذی ہوش کا تامل ہونا بھی مستبعد تھا چہ جائیکہ علمائے اسلام کو ان کے نقض وکسر کیلئے تالیفات کی ضرورت پڑتی لیکن افسوس ہمارے ہی بعض ابنائے علمات (تفقہ سے محروم ہونے کے ساتھ بھی بزعم خود فقہائے اسلام کی اغلاط اور مخفیات کو پبلک کے سامنے لاکر اپنی فضیلت کا ثبوت دینے میں کوشش کرتے رہے ہیں) مرزا صاحب موصوف کی براہین احمدیہ پر نہ صرف ایمان ہی لے آئے بلکہ ان کے زعم رسالت ونبوت، وحی والہام اور خیال مماثلت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک کافی عرصہ تک بزعم خویش پرزور تحریروں سے رونق دیتے رہے۔ ایسی حالت میں عوام الناس اور خصوصاً ان بچارے نادان مسلمانوں کا جو پہلے ہی علمائے اسلام سے بدظن اور ان کی مخالفت سے بے پراوہ تھے لغزش میں آجانا اور مرزا صاحب کے خیالات کو سادگی سے تسلیم کرلینا بالکل قرین قیاس تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مجبوراً علمائے اسلام کو بھی باقتضائے فرمان نبوی علیہ الصلوۃ والسلام "من رائے

منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان ۔'' اپنا فرض کفایہ ادا کرنے میں کوشش کرنی پڑی جنہوں نے اپنی قیمتی تالیفات سے اہل اسلام کو فائدہ پہنچایا۔ کلمہ فضل رحمانی بھی جس کا معتد بہ حصہ میری نظر سے گزرا ہے۔ اس قسم کا ایک رسالہ ہے۔ اور اپنے عام فہم اور سلیس البیان ہونے کے لحاظ سے ممکن ہے کہ پبلک کو زیادہ مستفید ہونے کا موقعہ دے۔ اس کے مولف مولوی قاضی فضل احمد صاحب نے الزامی جوابات کی استعمال کی خصوصیت کو بہت زیادہ مدنظر رکھا ہے جو بیشک موثر اور دل پسند طریقہ ہے مجھے امید ہے کہ عام مسلمان۔ جن کو پیچیدہ تقریروں اور تحقیقی جوابات سمجھنے میں بہت کچھ دشواری ہوتی ہے۔ اس رسالہ سے کافی فائدہ اٹھائیں گے۔ جزاہ اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء۔

کتبہ العبد المذنب المفتی محمد عبد اللہ عفاعنہ باحناہ۔ ۱۹ شوال ۱۳۱۵ھ



ملک کے بہت سے نامور علماء و فضلاء کی جانب سے بوجہ ان کے سفر میں ہونے کے تقاریظ نہیں پہنچ سکیں۔ جس وقت پہنچ جائیں گی وہ بھی بطور ضمیمہ اخبار وفادار میں شائع کی جائیں گی۔ جو اسی کتاب کے ناظرین کی خدمت میں ابلاغ ہوں گی یہ تقاریظ حسب ذیل علمائے فضلائے ہندوستان کی ہوں گی۔

(۱) جناب مولوی لطف اللہ صاحب علی گڈھی مفتی دار السلام حیدر آباد دکن۔

(۲) جناب خان بہادر مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی۔

(۳) جناب مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب مفسر تفسیر حقانی دہلوی۔

(۴) جناب مولوی شاہ محمد سلیمان صاحب سجادہ نشین پھلواڑی شریف پٹنہ۔

(۵) جناب مولوی ابو محمد ابراہیم صاحب آروی۔

(۶) جناب مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری۔



جناب باری میں مالک اخبار وفادار کی سچی التجاء مرزا صاحب قادیانی کے الہامات وغیرہ کی نسبت اور اس التجاء پر بشارت ایزدی

آج رات دو بجے بعد نماز تہجد میرے دل میں اتفاقیہ خیال گذرا کہ جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس لودھیانہ نے اسلامی حفاظت کے خیال سے بلا کسی ذاتی مخالفت کے جناب مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور کی تصانیف کی تردید میں جو کتاب موسوم بہ "کلمہ فضل رحمانی" بجواب اوہام غلام احمد قادیانی لکھی ہے۔ اور جس پر ملک کے نامور مولوی صاحبان نے اپنی اپنی اسلامی حمیت سے رائیں لکھ کر یہ ثابت کیا ہے۔ کہ مرزا صاحب قادیانی لاریب۔ دجال۔ کذاب۔ مخالف اسلام اور اہل اسلام۔ مفتری وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ایسا ہی اس کتاب سے پہلے بہت سے علماء دین ان کے خلاف تکفیر کا فتویٰ بھی دے چکے ہیں۔

کلمہ فضل رحمانی کے مولف صاحب نے بھی مرزا صاحب کو کذاب۔ باطل۔ مکار اور خارج از اسلام۔ عبدالدراہم والدنانیر۔ خود غرض وغیرہ لکھ کر مرزا صاحب کی پیش گوئیوں کو باطل محض اور ان کے دعویٰ مسیحائی مہدویت کو مکاری۔ فریب پر بدلائل معقول ثابت کر کے مرزا صاحب کی اپنی ہی تصانیف سے بحوالہ ان کی کتاب کے صفحہ،

سطر کے مرزا صاحب کے تمام دعاوی کی اصلیت ظاہر کردی ہے۔ جس سے ہر ایک مسلمان کو پورا یقین ہوتا ہے کہ واقعی مرزا صاحب قادیانی کے تمام دعاوی غلط ہیں۔ اور وہ سچ مچ دنیا پرست اور اسلامی اصول سے بہت دور ہیں۔ ادھر مرزا صاحب کی اپنی تصانیف۔ سے جو صاحب مولف کتاب نے بحوالہ ان کے صفحہ، سطر اس کتاب میں حرف بحرف عبارت یا فقرے نقل کیے ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب نے بھی پیغمبر اسلام اور دیگر پیغمبروں، اولیاؤں۔ انبیاؤں اور تمام دنیا کے گذشتہ وموجودہ بزرگوں کو بدرجہ غایت گالیاں دیکر اپنے کو مسیح موعود۔ مہدی مسعود۔ ملہم۔ خدا سے ہمکلام اور پھر روزمرہ باتیں کرنے والا اپنے ایسے یقین سے ظاہر کیا ہے کہ کسی کو سوائے لاحول پڑھنے کے کوئی محل کلام نہیں حتیٰ کہ مرزا صاحب نے اپنی تصانیف اور اشتہارات میں آجکل کے تمام دنیا کے صاحب فتویٰ علماء فضلاء کو بد ذات۔ بے ایمان۔ شیطان وغیرہ ایسے دل آزار فقرات لکھے ہیں کہ خدایا تیری پناہ۔ اور ایسے ہی اپنے الہامات میں کسی کی جوان لڑکی کا اپنے ساتھ آسمان پر نکاح ہونا اور زمین پر نہ ٹلنا بیان کر کے بصورت خلاف اس کے والد اور خاوند کی موت اور تمام آسمانی مصیبتوں کا ان پر نازل ہونا بذریعہ اپنے الہام کے بیان کیا ہے اور پھر کسی کے لئے ایک سال کسی کے لئے ۱۸ ماہ کسی کے لئے دو سال کسی کیلئے چھ سال تک مرنے کی پیش گوئی کر کے اس پر ہزاروں روپیہ کی شرطیں باندھ کر آخر ان کے غلط محض ہونے پر مرزا صاحب کا یہ کہہ دینا کہ چونکہ اس نے دل سے ہمارے الہام اور خیال کو مان لیا ہے اس لئے ایسا نہیں ہوا۔ وغیرہ وغیرہ

مرزا صاحب کے بعد ان کے مرید (جو اپنے کو مرزائی کے خطاب سے مخاطب

اور مشہور ہونا) مرزا صاحب کی مسیحائی اور مہدویت کی تقویت کا باعث سمجھتے ہیں عموماً ہر موقعہ پر پہنچ کر مرزا صاحب کے مرسل یزدانی۔ نبی۔ محدث ربانی۔ مسیح موعود۔ مہدی مسعود۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہونے کی منادی کر کے ان کو "سچا نبی" اور "مرسل برحق" اور ان کے الہام کو خدا کی باتیں ہونے کا وعظ کر کے عام اہل اسلام کو ان کی طرف رجوع ہونے کی تحریک کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرضیکہ مرزا صاحب کے دعاوی۔ تصانیف ان کے مریدوں کے بحث مولف کتاب کلمہ فضل رحمانی کی بدلائل معقول تردید اور دیگر علماء فضلا کی تقاریظ اسلامی اصول کے مطابق اسلامی حفاظت کے خیالات پر غور کرتے کرتے میں نے مکرر باوضو ہو کر خاص اس معاملہ کی تحقیق کیلئے بصدق دل محض بے تعصب ہو کر بغرض اطمینان جناب باری عز سبحانہ وتعالیٰ کو حاضر وناظر سمجھ کر یہ التجاء کی کہ۔

"اے پروردگار عالم الغیب! میں کیا اور میری ہستی وحقیقت کیا جو ایسے بھاری معاملہ میں تیرے سامنے حاضر ہو کر اپنا کوئی خیال ظاہر کر سکوں سوائے اس کے کہ میں بصدق دل یہ اقرار کروں کہ تو عالم الغیب اور کل شے محیط ہے کوئی بات اور کوئی فعل میرا ہو یا دوسرے کا۔ اچھا ہو یا برا۔ جھوٹا ہو یا سچا تجھ سے نہ تو پوشیدہ ہے اور نہ پوشیدہ رہ سکتا ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی تو ہر ایک فرد بشر کی نیکی بدی اور نیت واعمال سے پورا پورا واقف ہے غرضکہ انسان کا کوئی فعل کوئی حرکت۔ کوئی ارادہ کوئی معاملہ خواہ وہ کسی غرض اور مدعا سے ہو تیرے علم سے باہر نہیں رہ سکتا۔

اے خداوند قادر مطلق! میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے اپنے فیضان خاص سے

مجھے انسان بنا کر اپنے محبوب پاک پیغمبر آخرالزمان ﷺ کی امت میں پیدا کیا اور پھر اپنی رحمانی صفات سے مجھے بتایا کہ تیرا مذہب اسلام تیرا پیغمبر برحق تیرا ہادی قرآن مجید ہے اور اس کے عالم اس کے عامل اس پر ایمان لانے والے میرے مقبول اور میرے پیارے ہین۔ اے میرے غفورالرحیم! تو نے اپنے فضل سے یہ بھی بتا دیا کہ میں جسے رسول کہوں۔ نبی کہوں۔ پیغمبر کہوں۔ غوث کہوں۔ قطب کہوں۔ اولیاء کہوں انبیاء کہوں۔ ولی کہوں۔ وہ میرے فرستادہ ہونے کے علاوہ میرے مجوزہ قانون (فرقان حمید) کو تمہیں بغرض ہدایات سنانے والے اور تمہیں سیدھا راستہ بتانے والے ہیں۔ ان کی نصائح پر عمل کر کے بصدق دل ان کی مطابقت اور فرمان برداری اپنا ایمان اور ایمان کا اعلیٰ اصول سمجھو۔

اے زمین و آسمان کے مالک خداوند! تیرے رسول مقبول نے تیرے ارشاد کے مطابق اپنی امت کو بھی ہدایت کی کہ بزرگوں کی ہدایتوں کی پابندی خداوند کریم کی رضامندی اور خوشنودی ہے۔ تیرے رسول پاک کی یہ بھی تاکید ہے کہ علماء وفضلاء دین کی عظمت و توقیر تمام امت پر فرض ہے جو اسکے خلاف ہو تحقیق وہ مجھے اور میری امت کو بدنام کرنے والا ہے۔ پس اگر کوئی شخص تیرے کلام پاک (جوامت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دینی اور دنیاوی امور کیلئے بوجہ احسن قانون قدرت سمجھا جا کر ہدایت کرنے والا بے مثل اور بغیر کسی قسم کے شک کے ایمان مضبوط کرنے والا ہے) کی بغرض شہرت مخالفت کر کے اس کے صاف اور سیدھے معنوں اور آیتوں کی الٹی تفسیریں کر کے تیرے پیغمبر کو برحق ماننے میں اپنے لفاظی دکھائے اور تیرے دیگر

پیغمبروں تیرے انبیاؤں تیرے غوث اور تیرے قطبوں کی ہدایتوں کے مطابق ان کی قدم بقدم چلنے والوں اسلامی فضلاء علماء وغیرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی جھٹلائے اور ان کو یوسف نجار کا بیٹا پکارے اور پھر ایسا شخص مسلمان بھی ہو تہجد گذار بھی ہو۔ مولوی بھی ہو۔ عالم وفاضل بھی ہو۔ قرآن پڑھنے والا اور سننے والا بھی ہو۔ اسکے مرید شاگرد پیشہ بھی اسی کی پیروی کرنے والے ہوں۔ ان کا پیر زبان سے خدا اور رسول کی تعریف بھی کرے مگر تحریر میں آکر سب کچھ لیٹا ڈبودے۔ جس سے دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اسلام پر مذاق اور طعن سے ہنسی کا موقعہ ملے۔ وغیرہ وغیرہ۔ توبہ توبہ استغفر اللہ

ایسے شخص مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں جنہوں نے اپنے ایسے خیالات سے اہل اسلام اور بزرگان اسلام کو مختلف قسم کے وہم اور خدشہ میں ڈال رکھا ہے (جنہوں نے سچ مچ تیرے قرآنی احکام اور حدیثوں کے منادو اور مفسرین) کی بدزبانی سے توہین کرکے عام پر ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ میں خدا سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور مجھے ایسے الہام ہوتے ہیں۔ کہ جو شخص میری فرمانبرداری نہ کرے اور میرے الہاموں کو سچا نہ مانے اور مجھے خدا کا فرستادہ نبی نہ تسلیم کرے وہ ایک سال۔ ڈیڑھ سال حد درجہ چھ سال میں مرجائے گا۔ اور پھر جو تیرے پیغمبر برحق کے دین میں ایسے وسوسے اور فتور ڈالنے کیلئے اپنی ایسی تصانیف کی اشاعت کرکے تیرے رسول کے اصحاب کبار کی بھی مخالفت کرکے تیرے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کو (جس کا تذکرہ تو نے اپنے قرآن مجید میں بہت جگہ تعریف کے ساتھ فرمایا ہے) شعبدہ بازی کہے۔

اے دین و دنیا کے مالک عالم الغیب خدا ! تو اپنے خدائی کے صدقہ میں بطفیل اپنے محبوب پاک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میری اس التجاء کو قبول فرما کر مجھ پر صاف طور پر بلا کسی شک وشبہ کے ظاہر کردے کہ ظاہر میں ایسا شخص جو تمام احکام شرعی کا اس درجہ مخالف اور مدعی ہو۔ باطن کا حال تو جانتا ہے۔ جس کے جاننے کا مجھے کوئی علم نہیں۔ کیا وہ دراصل سچا ہے؟ یا کاذب، تین ایسے شخص کو ایسی حالت میں (جو مسلمان ہو اور مولوی بھی ہو) کیا سمجھوں؟

اے میرے منتقم حقیقی خداوند زمین وزمان! تو علیم ہے۔ سمیع ہے۔ بصیر ہے تجھ سے کسی کا ظاہر باطن کسی طرح بھی مخفی نہیں رہ سکتا۔ ہر مذہب وملت کی آسمانی کتابیں تیرے عالم الغیبی اور کل شئی قدیر۔ اور کل شئی محیط۔ عالم الغیب۔ ہر شخص کے ظاہر و باطن۔ نیک نیتی بد نیتی۔ صداقت۔ کذب۔ دل آزاری۔ دلداری۔ خودستائی۔ خودداری۔ برائی۔ بھلائی حتیٰ کہ تیری بے نیازی کے اصول کے مطابق آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے پیغمبروں حضرت ذکریا۔ حضرت ایوب۔ حضرت یعقوب۔ حضرت یوسف تک کیساتھ تو نے جو اپنی قدرت کا اظہار کیا وہ تیری قدرت کاملہ کی ایک مصدقہ دلیل ہے۔ تیری غیوری اور تیری قہاری سے سب نے پناہ مانگ کر تیری غفورالرحیمی اور تیری رحمت کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھا تو اپنے فضل سے بندوں کو گمراہی سے بچانے اپنے رسول مقبول کے دین کی حفاظت اور اپنے قرآن مجید کی نگہبانی کیلئے مجھ ایسے گنہگار اور خطاکار شخص کو (جسے صرف تیرے سچے قرآن کے احکام کی تعمیل اور تیرے پیغمبر برحق کے دین کی اشاعت بوجہ احسن بغیر کسی کذب کے حق وباطل کا آئینہ

دکھانا مدنظر ہے) کوئی خاص بشارت اور ایسی بشارت دے جس سے نہ تو میرے دل میں کسی وسوسہ کا گمان گذرے اور نہ مرزا صاحب اور ان کے حواریین کو اس شیطانی وہم وغیرہ سے تعبیر کرنے کا موقع ہو۔ اور اس امر کا پورا فیصلہ اپنی بشارت خاص کے ذریعہ سے کردے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سچے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں اور انہیں جو الہام ہوتے ہیں۔ وہ دراصل سچے الہام ہیں۔ ان کے پیرو بھی غلطی پر نہیں ان کی تصانیف ہر ایک طرح قابل یقین اور لائق اعتبار ہیں یا یہ کہ مرزا غلام احمد صاحب کے خیالات مذہبی کے مخالفت کرنے والے سچے اور احکام خداوندی کے بجالانے والے مرزا صاحب کی تصانیف سے نفرت کریں۔ مجھے اسی التجاء اور خیال میں کسی قدر نیند سے معلوم ہوئی حتیٰ کہ میں سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں ایک سفید ریش بزرگ میرے پاس بیٹھے ہوئے فرما رہے ہیں۔ کہ

دوشم نوید داد عنایت کہ حافظا ❊ باز آکہ من بعفو گناہت ضمان شدم

یہ شعر سن کر میں نے خواب میں ہی التجاء کی کہ حضرت کیا میں مرزا غلام احمد صاحب کے مسیح موعود اور مہدی مسعود نہ سمجھنے کی وجہ سے گنہگار سمجھا گیا تھا جس کے لئے آپ میرے ضامن ہوئے ہیں۔ یا یہ کہ میں ان کے خیالات سے خود محفوظ رہنے اور عام اہل اسلام کو بچانے کا دل سے موید ہوں تو پھر انہوں نے مجھے ایک کتاب ہاتھ میں دیکر فرمایا کہ اے شخص اس پر عمل کر اور یاد رکھ کہ خدا کا کلام سچا ہے اس کا رسول برحق ہے۔ دین اسلام کے بزرگوں کی نسبت غیبت کرنے والا لاریب فیہ سخت ترین عذاب کا مستحق اور گمراہ ہے میں ان کے ہاتھ سے وہ کتاب لیکر کھولتا ہوں تو وہ قرآن مجید ہے جس کے پہلے صفحہ پر لکھا ہوا ہے۔ کلمہ فضل رحمانی اور دوسرے صفحہ پر بجواب

اوہام غلام قادیانی۔

اتنے میں میری آنکھ کھل گئی تو صبح کی نماز کیلئے قریب کی مسجد میں مؤذن اللہ اکبر پکار رہا تھا، میں الحمد للہ پڑھ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔اور وضو کرنے کے بعد صبح کی نماز ادا کر کے اپنے کتب خانہ سے دیوان حافظ منگوا کر اس اوپر کے شعر کو تلاش کرنے لگا تو میم کی ردیف میں خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ کا یہ مقطع لکھا ہوا ملا جب میں ساری غزل پڑھنے لگا تو میری خواہش کے مطابق اس غزل کا دوسرا شعر بھی دیکھا گیا۔

شکر خدا کہ ہر چہ طلب کردم از خدا   بر منتہائے ہمت خود کامران شدم

گویا خواجہ علیہ الرحمۃ کا دوسرا شعر بھی میری التجاء کی کامیابی کے شکرانہ اور تائید میں تھا۔میں خداوند کریم کے اس فضل عظیم اور فیضان خاص کا شکر ادا کر کے اسی کی ذات بے ہمتا اور بے نیازی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے میری کسی وقت کی راہ و رسم نہ خط و کتابت نہ جسمانی ملاقات نہ روحانی تعلقات غرضیکہ میری صورت شناسائی تک بھی نہیں نہ میں کبھی ان کی بیت الفکر اور بیت الذکر قادیان میں گیا۔اور نہ وہ میرے مکان پر لاہور تشریف لائے اور نہ ان کی تصانیف کو میں نے بوجہ خلاف قرآن پیشگویاں کرنے کے پڑھا یا پڑھنا چاہا، ہاں عبد اللہ آتھم کی نسبت انکی پیش گوئی کے غلط ہونے کے موقع پر میں نے دوسرے مسلمانوں کی طرح ان کی ایسی غلط بیانی پر (جو دراصل اسلام کے سراسر خلاف تھی) اخبار وفادار میں افسوس اور رنج کا اظہار کیا تھا ایسے ہی اکثر میں ان کی ایسی ایسی نامعقول پیشگویوں کو افسوس کے ساتھ سنتا رہا مگر میں کبھی ان سے نہیں ملا۔ اتفاقیہ طور پر میرے مخدوم مہربان جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لودھیانہ نے مرزا صاحب کی ایسی ناجائز خلاف اسلام

زیاتیوں کو مرزا صاحب کی اپنی ہی تصانیف سے بدلائل معقول بذریعہ کتاب کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی کے مسلمانوں کو واقف کرنا چاہا کہ مرزا صاحب کے عقائد محض خلاف اصول اسلام ہیں اور جو کچھ دعاوی الہام ۔ مسیح ۔ مہدی وغیرہ کے کرتے ہیں محض حصول دنیا (روپیہ) کی غرض سے کرتے ہیں نہ خالصتاً للہ دین کی غرض سے ۔ جناب قاضی صاحب نے تمام کتاب میں اپنی طرف سے صرف چند فقرات ہی لکھے ہیں باقی جو کچھ درج کیا ہے وہ مرزا صاحب کی اپنی تصانیف کی اصل عبارت اور فقرے بحوالہ صفحہ سطر اور چند خطوط دستخطی مرزا صاحب اور ان کی تائید اور ثبوت میں دیگر خطوط ان کے الہاموں کے بطلان میں درج کیے ہیں ۔ جس سے یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب کے الہامات کسی کی لڑکی سے نکاح ہونے کی غرض سے ہوتے ہیں یا قادیان میں اپنے مکانات کو وسعت دینے کیلئے وغیرہ وغیرہ ۔ پس میں نے جو کچھ لکھا ہے ۔ اپنے ایمان اور علم و یقین سے محض بے تعصبی اور کسی قسم کی ذاتی مخالفت کے بغیر بالکل سچ لکھا ہے ۔ خدا میرے اس بیان اور نیت کا واقف ہے اور میں اس کی قسم کھا کر سچ کہتا ہوں ۔ کہ مرزا صاحب کی تصانیف (جنکا حوالہ اس کتاب میں ہے) پیغمبر اسلام ، اہل اسلام اور دیگر بزرگان اسلام کی مخالفت سے روپیہ پیدا کرنے اور دنیاوی ناموری حاصل کرنے کی غرض سے ہیں ۔ نہ خدا اور اس کے رسول کی اسلامی اشاعت اور حق و باطل میں فرق بتا کر اصلیت ظاہر کرنے کی غرض سے ۔ اب ہر ایک مسلمان جو قرآن اور حدیث کو ماننے والا ہے ۔ اپنی اسلامی حفاظت اپنا کام سمجھیں ۔

آخر میں یہ بھی ظاہر کیے دیتا ہوں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اپنی عادت

کے مطابق میری ذات خاص کی نسبت اور مؤلف کتاب کی نسبت بقول ان کے ایک پرلے درجہ کے معتقد مرزائی کی موت کی پیشگوئی کریں گے۔ میں اپنے حافظ حقیقی پر پورا بھروسہ کر کے عام اعلان کرتا ہوں۔ کہ خداوند قادر مطلق اور منتقم حقیقی مرزا صاحب کی ہر ایک قسم کی پیش گوئی خواہ وہ میری موت کی نسبت ہو یا دیگر کسی قسم کی اس میں انہیں ناکام ثابت کرے گا۔

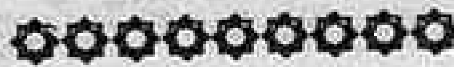
صاحب مؤلف کتاب نے بھی اپنا خیال مرزا صاحب کی پیشگوئی پر اپنی نسبت بخوبی ظاہر کیا ہے۔ جو ناظرین نے پچھلے صفحوں میں ملاحظہ فرمایا ہے۔ اور بس۔ مرزا صاحب کی پیشگوئی میری نسبت اور مؤلف کتاب کی نسبت جو کچھ ہو گی وہ بھی اس کتاب کے ناظرین کی نذر ہو گی۔

سُبْحَانَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا
اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ۔

خادم علماء وفضلاء دین متین

بندہ ناچیز کمترین محمد فضل الدین عفی عنہ مالک اخبار وفادار لاہور

۱۴۔ جمادی الاول ۱۳۱۶ھ مقدس



مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنے بیٹوں کے عاق کرنے اور اپنی بیوی دینے کی دھمکی کے متعلق مرزا صاحب کا اشتہار مورخہ ۲۔ مئی ۱۸۹۱ء

(مطبوعہ حقانی پریس لودھیانہ)

وہ اشتہار یہ ہے۔

قولہ : ناظرین کو یاد ہوگا اس عاجز (مرزا صاحب) نے ایک دینی خصومت کے پیش آجانے سے اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں کی نسبت بحکم والہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے میری طرف لے آئے۔ اب باعث تحریر اشتہار ہٰذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے۔ اور اس کی مائی صاحبہ اس مخالفت پر آمادہ ہوگئی اور تجویز میں ہے کہ اس لڑکی کا نکاح کسی سے عید کے دن یا اسکے بعد کیا جائے ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہوجائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا۔ تاکیدی خط لکھے، میرے خط کا جواب نہ دیا۔ اور بکلی بیزاری ظاہر کی۔ لہٰذا میں آج کی تاریخ سے کہ ۲۔ مئی ۱۸۹۱ء ہے۔ عوام اور خاص کو بذریعہ اشتہار ہٰذا ظاہر کرتا ہوں۔ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے اور اس لڑکی کا کسی اور سے نکاح ہو گیا تو اسی روز سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے۔ اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو طلاق نہ دے۔ تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا۔ اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی اور قرابت اور ہمدردی دور ہو جائیں گے اور کسی

نیکی بدی رنج وراحت شادی اور ماتم میں اس سے شراکت نہیں رہے گی ان سے کچھ تعلق قطعاً حرام اور ایمانی غیور کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ بلفظہٖ ملخصاً۔ المشتہر مرزا غلام احمد.... لودھیانہ، ۲۔ مئی ۱۸۹۱ء حقانی پریس لودھیانہ

مندرجہ عنوان اشتہار کی علت نمائی مرزا صاحب کی وہ پیش گوئی ہے جو مرزا احمد بیگ صاحب کی دختر سے مرزا صاحب کا نکاح ہونے کیلئے مرزا صاحب کو الہام ہوا تھا اور جو بقول مرزا صاحب کے یہ امر آسمان پر ہو چکا ہے جو زمین پر کبھی نہیں ٹل سکتا جس کے متعلق مرزا صاحب کے اپنے دستخطی خطوط اس کتاب میں درج ہیں۔ ناظرین کو بخوبی واضح ہو جائے گا کہ مرزا صاحب کا الہام کیسا الہام ہے۔ جو باوجود مرزا صاحب کے آسمان پر نکاح باندھ دینے کے زمین پر اور شخص سے نکاح کو منتقل کر دیتا ہے۔ اور پھر ایسا مضبوط کہ باوجود اس وقت تک یعنی آٹھ سال گذر جانے اور اس منکوحہ کے بکثرت صاحب اولاد ہونے کے بھی (اور مرزا صاحب کے خدا جو انہیں ہمیشہ ایسے شیطانی الہام کیا کرتا ہے) مرزا صاحب سے بھی نہیں توڑا گیا۔ اور پھر ایسا الہام صرف ایک دفعہ نہیں ہوا بلکہ متعدد دفعہ مگر باوجود ہمیشہ آسمان پر سے ایسے الہام کا فیصلہ ہو کر ہمیشہ ہی زمین پر پہنچتا ہے تو زمین کی ہوا لگتے ہی ٹوٹ جاتا رہا۔ اور پھر ٹوٹنا بھی کیسا کہ جس کے کسی ذرہ کا بھی پتہ نہیں ملتا۔۔۔ توبہ توبہ آسمانی الہام نہ ہوا کوئی مٹی کا پیالہ یا کسی موچی کا کچا دھاگا ہو گیا۔ استغفر اللہ سچ تو یہ ہے کہ ایسے الہام اگر ٹوٹ نہ جائیں تو اور کیا ہوں جبکہ وہ سچے خدا کے الہام ہی نہیں۔ وہ الہام تو مرزا صاحب کے خدا (عاجی)

کا الہام ہے (جس کے معنی مرزا صاحب کو بھی اس وقت تک معلوم نہیں ہوئے) اگر آسمانی خدا (جو تمام جہان کا پروردگار ہے) کا کوئی الہام ہوتا تو کیا مجال کہ وہ کسی وقت بھی ٹوٹ جاتا اور پھر قادیان کی زمین پر کیا دنیا کے کسی حصہ پر بھی نہ ٹل سکتا تھا۔ اور نہ ٹوٹ سکتا مگر ہاں مرزا صاحب کے خدا عاجی کے الہام کی تعریف یہ ہے کہ زمین کی ہوا لگتے ہی ٹوٹ کر ٹل جایا کرتا ہے۔ خدائے عاجی اور پھر عاجی خدا کا آسمان اور زمین بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیے۔ کہ جس خدا عاجی کے معنی مرزا صاحب خود نہیں جانتے تو اس خدا عاجی کے مسکن اور آسمان اور زمین کا بھی تو کوئی نشان نہیں ہوگا پس ایسے خدا اور ایسے خدا کے ملہم اور پھر ایسے خدا کے زمین آسمان پر سوائے لاحول پڑھنے کے اور کیا کہا جائے۔ ایسا شخص خدا کا فرستادہ، مرسل یزدانی، غوث، رسول، مسیح موعود، مہدی مسعود، ہونے کا مدعی ہو، اور پھر آسمانی کتابوں آسمانی پیغمبروں، آسمانی بزرگوں کو فحش گالیاں دیکر سب کچھ آپ ہی بن جانے کا عویدار رہو اور غضب یہ کہ اس کے مرید بھی اسی کے خیالات کے حامی اور مددگار ہو کر اصول اسلام کو بدنام کریں۔ "اَللّٰھُمَّ اکْفِنَا شَرَّھُمْ بِمَا شِئْتَ"۔

تمت بالخیر

(مرزا غلام احمد صاحب خود اور ان کے حواری دیکھیں ہماری التجا اور بشارت ایزدی پر کیا کیا تحویلیں اپنے اپنے موافق نکالتے ہیں۔ مالک مطبع)



بسم اللہ الرحمن الرحیم

قادیانی دعویٰ مجدد و مہدی

اور

مسیح کا جائزہ

مؤلف:

جناب عبد الستار انصاری صاحب

اِنتساب

حضرت علامہ، شیخ القرآن، ابوالحقائق
پیر محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی، چشتی، نظامی نور اللہ مرقدہٗ

کے نام!

○—— جن کے زورِ خطابت نے باطل کی گردنیں خم کردیں۔

○—— جن کے حُسنِ بیان سے دنیائے رُوحانیت کا گوشہ گوشہ منور ہوا۔

○—— جن کی تبلیغی مساعی نے بدعقیدگی اور آوارگی کے طوفانوں کا رُخ موڑ دیا۔

○—— جن کے علم و عمل کی صداقتوں نے ایوانِ باطل میں تہلکہ مچادیا

اور

○—— جن کی نگاہِ کرم سے اس ناچیز کو یہ کتابچہ مرتب کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔

خادم آستانہ عالیہ شیخ القرآن
عبدالستار انصاری حافظ آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چند ماہ قبل مقامی گورنمنٹ ہسپتال میں زیرِ علاج ایک مریض کے ذریعہ جیبی سائز کا ایک پمفلٹ "چودھویں صدی کا مجدد کہاں ہے"؟ کے عنوان سے جو حافظ آباد کے مرزائی کارکنوں نے ہسپتال میں خفیہ طور پر تقسیم کیا تھا ملا۔

اسے محمد اعظم اکسیر نے تحریر کیا اور یہ احمد اکیڈمی ربوہ کی جانب سے ناشر جمال الدین انجم کے زیرِ اہتمام محمد محسن لاہور آرٹ پریس لاہور سے شائع ہوا ہے۔ جس میں اوّل مرزائی مصنف نے ابو داؤد جلد ۲ صہ ۲۴۱ مشکوۃ صہ ۳۶ کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ "خدا اس اُمت میں ہر صدی کے سر پر مجددین بھیجتا رہے گا"۔

دوم سنہ ۱۲۹۱ھ میں شائع ہونے والی ایک غیر معروف اور گمنام مصنّف کی کتاب "حجج الکرامہ" میں مذکورہ حدیث کے تحت آنیوالے تیرہ صدیوں کے مجددین کی تفصیل پیش کی ہے۔

سوم: تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست لکھ کر ۱۴ ادیں صدی کے مجدد کے متعلق پوچھا گیا ہے کہ کہاں ہے؟

چہارم: "مجددِ عصر کا اعلان" کے تحت لکھتے ہیں "فرمودۂ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عین وقت پر مرزا غلام احمد قادیانی بانی

جماعت احمدیہ نے اعلان فرمایا۔

"جب تیرھویں صدی کا آخیر ہوا۔ اور چودھویں صدی کا ظہور ہونے لگا۔ تو خدا تعالیٰ نے الہام کے ذریعہ سے مجھے خبر دی کہ تو اس صدی کا مجدد ہے۔ (کتاب البریہ ص ۱۶۸ احاشیہ)

آخر پر خدارا سوچیئے! کے تحت لکھتے ہیں کہ "۸ نومبر ۱۹۸۰ء کو چودھویں صدی ختم ہو چکی ہے۔ سوچیئے اور سوچ کر بتایئے کہ فرمودۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق چودھویں صدی کا مجدد و مسیح و مہدی کہاں ہے۔

مرزائی مصنف نے اس مختصر تحریر میں یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے کہ چودھویں صدی کا مجدد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ حالانکہ جہاں یہ کوشش اور جسارت ملّت اسلامیہ کے اجتماعی عقیدہ کی توہین ہے۔ وہاں ۷۴ء میں قومی اسمبلی کے پاس کردہ ترمیمی قانون کی کھلی توہین اور باغیانہ جرأت بھی ہے۔

مصنف کے تحریر کردہ الہام سے بقول مرزا قادیانی اللہ کی طرف سے صرف مجدد ہونے کی خبر دی گئی تو مرزا غلام احمد نے "کھڑے ہونے کی جگہ مل جائے تو بیٹھنے کی جگہ خود بنالوں گا،، کے مصداق مجدد کے ساتھ نبوت کا فرانہ دعویٰ کر دیا۔

بات مجدد تک رہتی تو شاید امتِ مسلمہ میں اتنے جوش و خروش کا مظاہرہ دیکھنے میں نہ آتا۔ لیکن قادیانی نے دعویٰ نبوت کر کے قرآن پاک اور ارشادات

نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اور اجماعِ اُمت کا انکار کر کے صریح کفر اختیار کیا تو پھر جب مسلمان ہی نہ رہا تو مجدد ۔ محدث اور ولی کیسا ؟ اور دعویٰ نبوت جو تقریباً ۱۹۰۰ء کے بعد کیا گیا ۔ اس سے پہلے خود مرزا غلام احمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوائے نبوت کرنیوالے کو کافر اور مسیلمہ کذاب کا بھائی لکھتا رہا ۔ جبکہ بقول قادیانی کذاب کے وحی کا آغاز ۱۸۶۶ء میں سیالکوٹ ملازمت کے دوران شروع ہو چکا تھا ۔ وحی و الہام جو بقول مرزا کے اللہ کی طرف سے ہوا تو ۱۹۰۰ء تک ہوئی ۳۴ سال موسلا دھار بارش کی طرح وحی کرنے والے نے بھی مرزا صاحب کو آگاہ نہ کیا کہ آگے چل کر تو خود اپنے تحریر کردہ احکام کے جال میں پھنس جائیگا ۔ واقعتاً " دروغ گو را حافظہ نہ باشد " کے مصداق ۱۹۰۲ء تک جسے یہ خود ساختہ حاملِ وحی اور الہام کا دعویدار کفر سمجھتا رہا اُسے اسلام سمجھنے لگ گیا ۔ طے شدہ بات ہے کفر بہر حال کفر ہی رہتا ہے کسی کے سمجھنے سے اسلام نہیں بنتا ۔ فرعون و نمرود کو کچھ بدنصیب اگر الٰہ سمجھ بیٹھیں تو وہ الٰہ نہیں بنیں گے ۔ صرف سمجھنے والے کافر ہوتے ۔ زہر زہر ہے اُسکو تریاق کہہ دینے سے اس کی حقیقت نہیں بدلتی ۔ ازاں بعد دعویٰ نبوت و رسالت میں بھی کیا آیات قرآنی کو اپنے متعلق چسپاں کرنے کی کوشش کی گئی ۔ نہ ماننے والوں کو کافر وغیرہ لکھا گیا ۔

غیر احمدیوں کے بچوں تک کے جنازے پڑھنے حرام قرار دیئے گئے بلکہ خود مرزا نے اپنے بیٹے فضل احمد کا جنازہ نہ پڑھا اس لیے کہ اس عکرمہ رضی اللہ عنہ جیسے خوش نصیب نے ابو جہل جیسے باپ کو نہیں مانا تھا ۔ اور مشہور بات ہے

کہ ظفر اللہ نے باوجود پاکستان کے وزیر خارجہ ہونے کے بانیٔ پاکستان قائدِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ میں شرکت نہیں کی بلکہ علیحدہ کھڑا رہا اور پوچھنے پر صاف صاف کہہ دیا کہ مسلمان حکومت کا کافر وزیر مجھے سمجھ لو یا کافر حکومت کا مسلمان وزیر مجھے سمجھ لو۔

میں نے ایک پمفلٹ ۱۹۷۴ء میں حافظ آباد کے ایک منتخب ممبر قومی اسمبلی کے لیے لکھا تھا۔ تاکہ اسمبلی میں اسلامیان علاقہ حافظ آباد کی نمائندگی کرتے ہوئے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے مطالبہ کی حمایت کرے۔ اس مختصر پمفلٹ میں تصویر کے دونوں رُخ دکھائے گئے۔ مرزا پہلے کیا کہتا رہا اور بعد میں ہندو اور انگریز کی شہ پر کیا کچھ کر گذرا۔

مفادِ عامہ کے پیشِ نظر اُسے بھی شائع کر رہا ہوں۔ کہ عوام الناس خود مطالعہ کریں۔ اور سمجھیں کہ چودھویں صدی کا قادیانی دجال کذاب یا صیاد کس بُری طرح اپنے تیار کردہ دام میں اُلجھ کر پھڑ پھڑا رہا ہے۔

بعثتِ مجدّد کی خبر

حدیث شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم سے راوی ہیں۔ فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (مشکوٰۃ شریف)

بے شک اللہ تعالیٰ اس اُمّت کیلیے ہر صدی کے ختم پر ایسا شخص بھیجے گا جو اُمّت

کے لیے اس کا دین تازہ کرے گا۔

حدیث تجدید کی شرح اور مجددیت کی حقیقت

حاشیہ از مفتی غلام سرور صاحب قادری رضوی ایم۔ اے اسلامک یونیورسٹی بہاولپور

یعنی جب علم و سنت میں کمی اور جہل و بدعت میں زیادتی ہونے لگے گی تو اللہ تعالیٰ اس صدی کے ختم یا شروع پر ایسا شخص پیدا کرے گا۔ جو سنت و بدعت میں امتیازی شان پیدا کرے گا۔ علم کو زیادہ اور اہل علم کی عزت کرے گا۔ بدعت کا قلع قمع کرے گا۔ اور اہل بدعت کی شوکت توڑ دے گا۔ وہ خدا کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گا۔ سر بکف ہو کر دین محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے گاڑے گا۔

شیخ ابو زہرہ مصری نے اپنی کتاب (اسلامی مذاہب) میں قادیانی عنوان کے تحت لکھا ہے کہ :-

رہا مرزا صاحب کا مجدد والی حدیث سے تمسک! تو اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ مجددین سابقین نے نہ نبوت کا دعوےٰ کیا اور نہ معجزات کا۔ پھر مرزا ایک مستثنیٰ شخصیت کیونکر ہو سکتے ہیں۔

مرزا صاحب کی تعلیمات کا اسلام سے کوئی سروکار نہیں۔

(اسلامی مذاہب ص ۳۸۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

شانِ مجدّد

اللہ تعالیٰ نے جہاں امتِ محمدیہ پر اپنی ہر نعمت تمام کر دی اور دینِ حنیف کو مکمل فرما دیا۔ وہاں نبوت کا سلسلۂ عالیہ بھی سرور کائنات حضور سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر ختم کر دیا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اصلاحِ خلق اور نفاذ و اجرائے احکامِ شرعیہ کا مقدس فرض علماء و صلحاء امت بجالاتے رہے۔

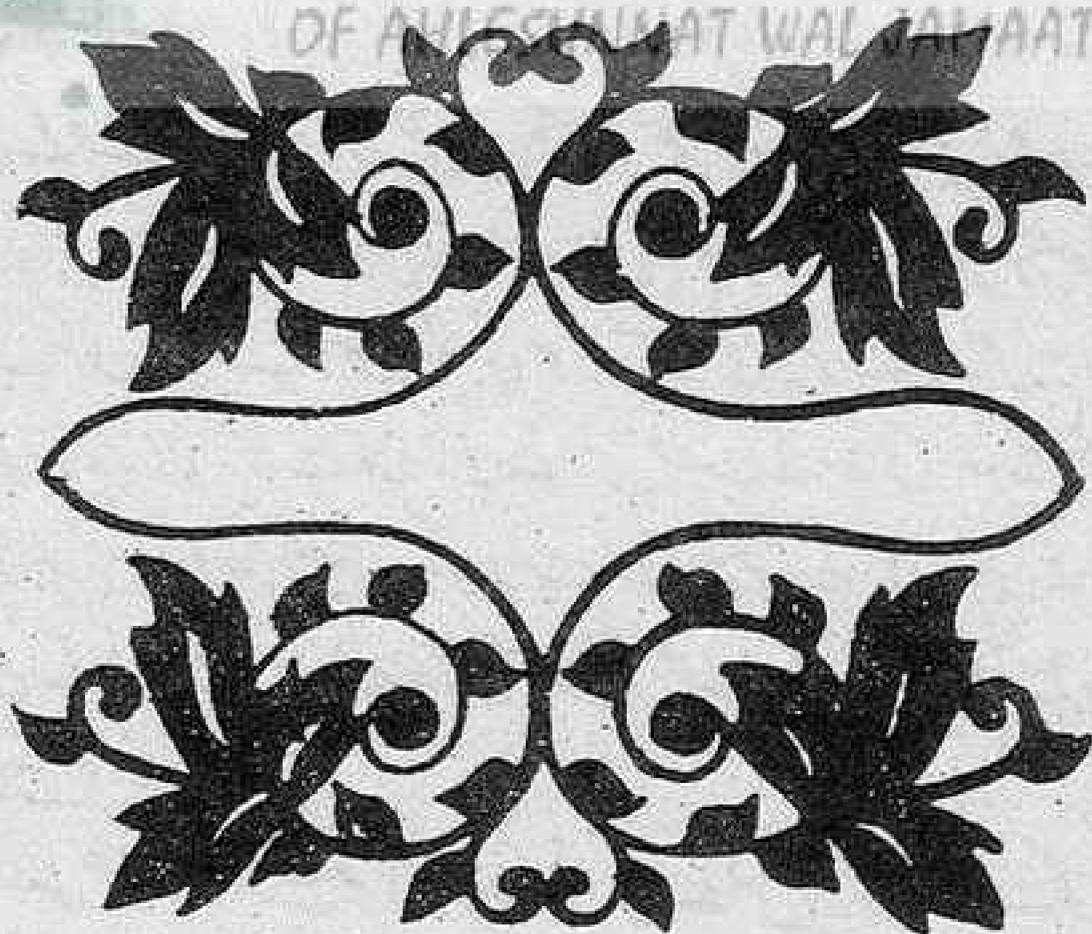
ہر دور میں کاملین کی ایک جماعت سرگرم عمل رہی ہے۔ جو صداقت عزم عشقِ دین اور پاکیزگی قلب کے اعتبار سے عامۃ الناس میں ممتاز رہی ہے۔ ایسے افراد کا ظہور حالات کی نزاکت اور ضروریاتِ زمانہ کے مطابق ہوتا ہے۔

امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر اللہ تعالیٰ کے لاتعداد احسانوں میں سے ایک بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے اپنے دین کے احیاء و اجراء کی خاطر دنیا کو کسی دور میں بھی اپنے "عِبَادِیَ الشَّکُور" سے خالی نہیں رہنے دیا۔ تطہیر و تعمیرِ فکر، اصلاحِ احوال، تجدیدِ دین۔ تہذیب و تنظیم۔ دعوت و ارشاد۔ تفقہ و اجتہاد۔ تذکر و تزکیہ۔ تنقید و تنقیح۔ حفظِ وراثت و نبوت۔ جہاد بالسیف واللسان والقلم۔ قیام حق و ہدایت فی الارض والامت کے لحاظ سے ان کے کارنامے جو انہوں نے اپنے عہد میں سرانجام دیئے۔ ناقابلِ

فراموش ہیں۔

ایسے ہی کاملین میں بطورِ خاص قابلِ ذکر شخصیت "مجدد" کی ہے۔ مجدد اپنے فکرِ صحیح کے ساتھ ساتھ اسلامی اخلاق کا اہل نمونہ ہوتا ہے۔ وہ ایک بے باک مبصر۔ مجسمۂ ایثار اور آئینۂ اسلام ہوتا ہے۔ اور حق و باطل میں ذرہ بھر آمیزش اور کسی قسم کی مصالحت روا نہیں رکھتا۔ فوز و فلاح کے جتنے کچھ انعامات اُمت کو حاصل ہوتے ہیں۔ اُسی کے وسیلہ سے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ خود شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

مجدد آں است کہ ہر چہ دراں مدت از فیوض برائے امت رسد بہ توسط او رسد اگرچہ اقطاب و اوتاد دراں وقت باشند۔



مُجدّدیّت کی حقیقت

اللہ تعالےٰ نے بنی نوع اِنسان پر جو گوناگوں احسانات فرمائے ہیں۔ اِن میں سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ ان کی ہدایت کے لیے اور اپنے قرب و رضا اور جنت کا ان کو مستحق بنانے کے لیے نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری فرمایا اِنسانی دنیا کے آغاز سے لے کر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک یہ سلسلہ ہزاروں سال جاری رہا۔ اور انسانوں کی روحانی استعداد فطری طور پر بھی اور انبیاء علیہم السلام کی مسلسل تعلیم و تربیت کے ذریعہ بھی برابر ترقی کرتی رہی۔ یہاں تک کہ اب سے کوئی چودہ سو سال پہلے جب انسانیت روحانی استعداد کے لحاظ سے گویا بالغ ہو گئی۔ تو حکمت الٰہی نے فیصلہ کیا کہ اب ایک ایسی کامل ہدایت اور ایسا مکمل دین پوری انسانی دنیا کو عطا فرما دیا جائے۔ جو سب قوموں کے حسب حال ہو اور جس میں آئندہ کبھی کسی ترمیم و تنسیخ کی ضرورت نہ ہو اور ایک ایسے نبی و رسول کے ذریعہ اس ہدایت اور اس دین کو بھیجا جائے جو سب ملکوں اور سب قوموں کا نبی ہو اور پھر اسی پر نبوت کے اس سلسلہ کو کو ختم کر دیا جائے۔ حکمتِ خداوندی نے اس فیصلہ کے مطابق حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلّم کو خاتم النّبیین بنا کر ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور ان کے ذریعہ بھیجے ہوئے مقدس صحیفہ قرآن مجید میں ختم نبوت اور تکمیل دین کا اعلان بھی فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری سے قبل پوری انسانیت کو کچھ

کرنے کے لیے صرف اور صرف توحید باری تعالےٰ مرکزی نقطہ اور نعرہ تھا کیونکہ نبوت کسی نبی کی بھی عالمگیر نہیں تھی ۔ ہر نبی ایک مخصوص علاقہ یا گروہ قبیلہ کے لیے ہادی بنائے گئے تھے ۔ اور ان سب میں ایک قدرے مشترک اور مرکزیت ہے تو وہ توحید باری تعالیٰ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے کلمہ پر ہے اور سیدِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا سارے جہانوں کے لیے رسول و ہادی بن کر تشریف لانا تمام عالمین کے لیے رحمت بن کر آنا ۔ سب کو ڈر سنانے والا اور مبشر بن کے سب کی طرف تشریف لانا ۔ گویا اب ساری کائنات کے اتحاد کیلئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو عالمگیر شانوں کے ساتھ رسول اور نبی ماننا بلکہ خاتم النبیین ماننا از حد ضروری ہے ۔ آپ تاریخ عالم کا مطالعہ کریں ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل جتنے کذاب ہوئے سب نے اللہ ۔ رب ہونے کا دعویٰ کیا ۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ دعویٰ نبوت سے اہلِ اسلام کی مرکزیت متاثر نہیں ہوتی اور دشمن کا ہدف ہمیشہ مرکز و محور ہوتا ہے ۔ تبھی تو آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک سے شروع ہو کر یعنی مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا قادیانی تک جس کذاب نے بھی کافرانہ دعوےٰ کیا الوہیت کے بجائے دعویٰ نبوت کیا ۔ دشمن ہمیشہ مرکز شکن ضرب لگانے کی کوشش میں مصروف رہے ہیں ۔ میرے نزدیک نمرود ۔ شداد فرعون جیسے کافروں کا دعوائے الوہیت جتنا سنگین مرکز توڑ اور کافرانہ ہے اُسی طرح مسیلمہ کذاب سے قادیانی کذاب تک یا اس کے بعد جتنے کذاب دعویٰ نبوت کریں ۔ اُن کا دعویٰ نبوت بھی فرعون و شداد سے کم کافرانہ کسی صورت بھی نہیں ۔

حفاظتِ دین کا فطری اور قدرتی انتظام

چونکہ یہ دین قیامت تک کے لیے اور دنیا کی ساری قوموں کے لیے آیا۔ اور مختلف انقلابات سے اس کو گزرنا اور دنیا کی ساری قوموں اور ملتوں کی تہذیبوں سے اس کا واسطہ پڑنا تھا۔ اور ہر مزاج و قماش کے لوگوں کو اس میں آنا تھا۔ اسلیے قدرتی طور پر ناگزیر تھا کہ جس طرح پہلے نبیوں کے ذریعہ آئی ہوتی آسمانی تعلیم و ہدایت میں طرح طرح تحریفیں اور آمیزشیں ہوئیں۔ اور عقائد و اعمال کی بدعتوں نے ان میں جگہ پائی۔ اسی طرح خدا کی نازل کی ہوئی اس آخری ہدایت و تعلیم میں بھی تحریف و تبدیل کی کوششیں کیجائیں۔ اور فاسد مزاج عناصر اسکو اپنے غلط خیالات اور اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق ڈھالنے کے لیے حقائق دینیہ کی غلط تاویلیں کریں۔ اور سادہ لوح عوام ان کے دجل و تلبیس کا شکار ہوں۔ اور اس طرح یہ امت بھی عقائد و اعمال کی بھول بھلیوں میں بھٹک جاتے۔ اس لیے سلسلۂ نبوت ختم ہو جانے کے ساتھ ہی اِس دین کی حفاظت کے لیے ایک خاص انتظام کر دیا گیا۔

کہ اللہ عزوجل نے خود قرآن پاک میں اعلان فرما کر کہ:-

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ہ کے مطابق اس کامل و اکمل دین کی حفاظت کا ذمہ لے لیا۔ اور اس باطنی نظام کے ساتھ ظاہری نظام کا بھی اہتمام فرمایا کہ ہر دور میں کچھ ایسے بندگان پیدا ہوتے رہیں جنکو

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین کی خاص فہم و بصیرت عطا ہو جس کی وجہ سے اسلام اور غیر اسلام ۔ سُنّت و بدعت کے درمیان امتیازی لکیر کھینچ سکیں ۔ اور اس کے ساتھ دین کی حفاظت کا خاص داعیہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُن کے دلوں میں ڈالا جائے ۔ اور اس راہ میں ایسی عزیمت بھی اُن کو عطا فرمائی جائے کہ ناموافق سے ناموافق حالات میں بھی وہ اس قسم کے ہر فتنہ کے مقابلہ میں سینہ سپر ہو جائیں ۔ اور دین حق کے چشمہ صافی میں الحاد و گمراہی کی کوئی آمیزش نہ ہونے دیں ۔ اور امت کے عقائد و اعمال میں جب کوئی فساد پیدا ہو یا غفلت اور بے دینی کا غلبہ ہو تو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک وفادار جانثار لشکری کی طرح وہ اس کی بیخ کنی کے لیے اپنی پوری طاقت کے ساتھ جد و جہد کریں ۔ اور کوئی لالچ نہ کوئی خوف ان کے قدم روک سکے ۔

اللہ تعالےٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے اس ضرورت کا بھی اہتمام فرمایا ۔ اور اس کے آخری رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف موقعوں پر حکمت الٰہی کے اس فیصلہ کا اعلان فرمایا کہ :۔

اللہ تعالےٰ میری امت میں قیامت تک ایسے لوگ پیدا کرتا رہے گا جو دین کی امانت کے حامل و امین اور محافظ ہوں گے ۔ وہ اہل افراط و تفریط کی تحریفات سے دین کو محفوظ رکھیں گے ۔ اور اس آخری دین کو بالکل اصلی شکل میں امت کے سامنے پیش کرتے رہیں گے ۔ اور اس میں نئی روح پھونکتے رہیں گے ۔ اس کام کا اصطلاحی عنوان تجدید دین ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے

جن بندوں سے یہ کام لے وہی مجددین ہیں۔

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کسی کو نبوت ملنے والی نہیں۔ لہٰذا آپ کی شریعت کے قیامت تک محفوظ رہنے کے انتظامات بھی قدرتِ کاملہ کی طرف سے بیش از بیش کیے گئے۔ اور اُمت کو ان انتظامات سے بطور پیشگوئی کے آگاہ کر کے مطمئن کر دیا گیا۔ بعض اہم انتظامات کی خبر قرآن مجید میں ہے اور بعض کی احادیثِ صحیحہ میں۔ چنانچہ ہر صدی میں مجدد کا ہونا بھی انہیں انتظامات کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس کا تذکرہ احادیثِ صحیحہ میں ہے۔ بعض علماء اس بات کے قائل ہیں کہ ایک صدی میں ایک مجدد ہوتا ہے۔ مگر یہ بات صحیح نہیں۔ مجدد کے لیے یہ ضروری نہیں کہ اس کو اپنے مجدد ہونے کا علم ہو۔

اللہ تعالیٰ بعض وقت اپنے کسی بندہ کو مصلحت عامہ کے لیے مخصوص کر لیتا ہے۔ (اور اسی کے ذریعہ فائدہ پہنچاتا ہے) مجدد کی سب سے بڑی پہچان اس کے کارنامے ہیں۔ حمایتِ دین اور اقامتِ سُنّت اور ازالۂ بدعت اس کی خاص شان ہوتی ہے۔ غیر معمولی کوشش اس سے ظہور میں آتی ہے۔ اور اس کی کوشش کا غیر معمولی نتیجہ یعنی توقع سے بہت زائد نکلتا ہے۔

تعمیمِ تجدید

محققین کا کہنا ہے کہ امر تجدید علماء فقہاء اور مجتہدین سے ہی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ بادشاہان اسلام۔ قراء محدثین۔ زاہد۔ عابد۔ واعظ نحو و صرف۔

تاریخ وسیرت کے علماء۔ سخی اور دولت مند بھی اس میں شامل ہیں۔ جو مال و دولت لٹا کر علماء کرام و مجتہدین عظام سے دین کے تجدید طلب امور کو تازہ کراتے ہیں۔ اور یہ امر کسی ایک فرقہ سے بھی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ حنفی مذہب ہو یا مالکی۔ شافعی ہو یا حنبلی۔ ہر مذہب میں مجدد پیدا ہوتے چلے آتے ہیں۔ ہاں کچھ اکابر ایسے ہیں جنہوں نے صرف اپنے ہی ہم مسلک مجددین کی فہرست معرض تحریر میں رکھی ہے۔ جس سے دوسروں کی نفی مقصود نہیں۔

حدیث شریف سے واضح ہوا کہ ایک سو سال کے بعد دوسری صدی شروع ہو جاتی ہے۔ جس میں پہلی صدی کا کوئی شخص زندہ نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ اس امت میں سو سال سے زائد عمر شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ البتہ دین و شریعت مطہرہ نے ہمیشہ رہنا ہے۔ اس کے احکام کو گردش گردوں اور تغیرات زمانہ متاثر نہیں کر سکتے۔ وہ جیسے تھے ویسے ہی رہتے ہیں۔ ہاں ان کی افہام تفہیم اور جان پہچان والی شخصیتیں راہی عدم ہو جاتی ہیں اور دین کی دھوم مچانے والے حضرات موت العالِم موت العالَم کے مطابق دنیا کو سونا اور بے رونق کر کے ملک بقاء کو رخصت ہو جاتے ہیں۔ آنے والی نسلوں کے افکار شریعت کے احکام سے ناواقف اور ان کے اذہان اس کی حکمتوں سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ یہی چیز دین سے ان کی لاابالی اور شریعت پاک سے بے رغبتی کا باعث ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے مسائل اور ضروریات ایسے مہجور ہو کر رہ جاتے ہیں جیسے ایک پرانی چیز کو ناقابل استعمال گردان کر اس سے نظر التفات ہٹالی جاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ ایسی شخصیتیں جن کا ظاہر شریعت

کے احکام اور باطن طریقت کے اسرار سے آراستہ ہوتا ہے۔ بھیج کر۔ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۔ کہ ہم اس کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہیں) کا کرشمہ ظہور میں لاتے ہیں۔ اور ان سے خدمتِ دین لیتا ہے۔ اور ان میں جذبۂ احیاءِ سنت ایسا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا ہے کہ وہ گمراہی کے بڑے بڑے طوفانوں سے ٹکر لینے سے گریز نہیں کرتے اور ہر طرح کے کیل کانٹے عبور کر کے خدمتِ دین کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوتے ہیں۔

یہ بات زبان زدِ عام ہے کہ ہر صدی پر ایک مجدد مبعوث ہوتا ہے۔ مگر بہ نظرِ تحقیق جو مترشح ہوا ہے وہ یہ ہے کہ بیک وقت کئی ایک مجدد ہو سکتے ہیں بلکہ ہوتے چلے آئے ہیں۔ جیسا کہ عنقریب قارئین کرام کچھ مجددین حضرات سے شرفِ تعارف بھی حاصل فرمائیں گے۔

سُبحان اللہ ــــــــــ اللہ والوں کی مبارک زندگی باشندگانِ جہان کے لیے ایک نعمتِ عظمیٰ ہے۔ جن کے وسیلۂ جلیلہ سے مصیبتیں ٹلتی اور مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔ اور ان کے وجود باجود کی برکتوں سے وہ عقدے ایک چٹکی سے حل ہو جاتے ہیں۔ جنہیں نہ کسی کا ناخنِ تدبیر کھول نہ ترازوئے عقل تول سکے۔ وہ پاک شخصیتیں اپنی صورت وسیرت۔ رفتار۔ گفتار۔ روش اور ادا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور صفاتِ قدسیہ کی مظہر ہوتی ہیں۔ وہ جہاں اسرارِ شریعت کی حامل ہوتی ہیں۔ وہاں رموزِ طریقت کی امین بھی۔

قدرتِ خداوندی نے ہر قرن میں ایسے لوگ پیدا کیے ہیں۔ جن کا کام ہر

خطرہ سے نڈر ہو کر راہِ حق کے ان نشانات کو بے غبار کر دکھاتا ہے۔ جو اہلِ زمانہ کے افراط و تفریط کی تیز اور تند لہروں سے پامال ہو جاتے ہیں۔

بلکہ ہر صدی کا ختم یا آغاز اپنے بیباک حق کے داعیوں کی نوید بعثت کا ضرور حامل ہوتا ہے۔ اور یہ مردانِ خدا ہی ہوتے ہیں۔ جن کی علمی اور عملی جدوجہد اور نگاہ کرم سے عالم کی بہار برقرار ہے۔ اگر ان کا وجود باجود نہ ہو تو سب کچھ برباد ہو کر رہ جاتے۔

مجدّدین کے متعلّق اہم معلومات

سطور بالا جو کہ سلف صالحین کے بیانات کی روشنی میں تحریر ہو چکی ہیں۔ ان سے جو معلومات مجددین عظام کے متعلق واضح ہوتی ہیں مختصراً پیشِ خدمت ہیں۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے مطابق کہ اصلاحِ حال اور دینِ حقہ میں تازگی پیدا کرنے کے لیے ہر صدی میں مجدّد پیدا ہوتے رہیں گے۔

۲۔ مجدّدین ہر صدی کے کسی نہ کسی حصہ میں تجدید کے لیے ضرور ظاہر ہو کر سعی و کوشش فرمائیں گے۔

۳۔ مجدّدین ہر صدی میں ایک سے زیادہ ہوتے رہے ہیں۔ اور مختلف علاقوں میں بھی ہو سکتے اور ہوتے رہیں گے بلکہ ہوتے رہے ہیں۔

۴۔ مجدّدین مختلف فقیہہ طبقات یعنی حنفی۔ مالکی۔ شافعی اور حنبلی

گویا ہر طبقہ سے ہوتے رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی یقیناً ایسا ہی ہو گا۔

۵۔ جن مجددین پاک کے متعلق آج تک تاریخ نے معلومات فراہم کئے ہیں۔ ان سے روزِ روشن کی طرح ہو گیا ہے کہ آج تک کسی مجدد نے اپنے مجدد ہونے۔ اپنے متعلق حاملِ وحی۔ صاحب معجزات اور صاحب رسالت و نبوت ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔

لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز ہرگز چودھویں صدی کا مجدد نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قادیانی کذاب نے دعوائے نبوت کر کے واضح طور پر اپنے آپ کو ملتِ اسلامیہ سے خارج کر لیا ہے۔ کسی بزرگ نے فرمایا ہے کہ ہندسہ ایک کے ساتھ جوں جوں صفر زیادہ لگاتے جائیں رقم بڑھتی جائے گی لیکن ایک کا ہندسہ مٹا دینے سے چاہے کتنے بھی صفر ہوں سب بے وقعت ہو جائیں گے۔ بالکل اسی طرح ایمان کا ایک نہ ہو تو پھر کوئی عمل بھی حقیقت میں بالکل عمل ہی نہیں۔ کفر ایسی خباثت ہے جو ہر عمل کو برباد کر دیتی ہے۔ کفر کسی بھی مقام و مرتبہ کے حصول میں بدترین رکاوٹ ہے۔ تو پھر کذاب قادیانی کا دعویٰ مجددیت۔ چہ معنی!



پہلی صدی سے چودھویں صدی تک کے کچھ مُجدّدین کے مُبارک نام

پہلی صدی کے مجدّد

پہلی صدی کے مجدد عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ جن کا وصال ۱۰۱ھ میں ہوا۔

پہلی صدی کے دوسرے مجدّد امام محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ ہیں جنکا وصال ۱۱۰ھ میں ہوا۔

دوسری صدی کے مجدّد

حضرت امام حسن البصری رضی اللہ عنہ متوفی سنہ

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۵۰ھ

امام محمد بن حسن شیبانی رضی اللہ عنہ جنکا وصال ۱۸۵ھ میں ہوا۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ متوفی ۱۰۹ھ

امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۰۴ھ

امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ متوفی ۲۰۳ھ

تیسری صدی کے مجدّد

امام ابو الحسن علی بن عمر دار قطنی صاحب سُنن رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۰۶ھ

دوم امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۴۱ھ

چوتھی صدی کے مجدد

امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۲۱ھ اور امام اسماعیل بن حماد جویری لغوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۹۲ھ وامام ابوجعفر بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ و امام ابوحاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۳۲۷ھ

پانچویں صدی کے مجدد

امام ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۳۰ھ امام ابوالحسین احمد بن محمد ابوبکر القدوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۲۸ھ امام علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۰۲ھ وامام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۰۵ھ۔

چھٹی صدی کے مجدد

امام فخرالدین ابوالفضل عمر رازی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۶۰۶ھ و علامہ امام عمر نسفی صاحب العقائد رحمۃ اللہ علیہ وصال ۵۳۷ھ و امام قاضی فخرالدین حسین منصور رحمۃ اللہ علیہ وصال ۵۹۲ھ صاحب فتاویٰ قاضی خان اور حضرت امام ابومحمد حسین بن مسعود فراء رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۱۶ھ

ساتویں صدی کے مجدد

علامہ امام ابوالفضل جمال الدین محمد بن افریقی مصری رحمۃ اللہ علیہ صاحب لسان العرب۔ وصال ۷۱۱ھ اور شیخ المشائخ خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۶۳۲ھ۔ حضرت خواجہ خواجگان سلطان المشائخ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ وصال ۶۳۳ھ۔ امام ابوالحسن عزالدین علی بن محمد معروف ابن اثیر وصال ۶۳۰ھ اور امام اولیاء شیخ اکبر محی الدین محمد معروف ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۶۳۸ھ۔

آٹھویں صدی کے مجدد

امام عارف باللہ تاج الدین بن عطاء اللہ سکندری رحمۃ اللہ علیہ وصال ۷۰۷ھ اور سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۷۲۵ھ علامہ امام عمر بن مسعود تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۷۹۲ھ۔

نویں صدی کے مجدد

امام حافظ جلال الدین ابوبکر عبدالرحمٰن سیوطی متوفی ۹۱۱ھ۔ امام نورالدین علی بن احمد مصری سمہودی صاحب وفاء الوفاء متوفی ۹۱۱ھ۔ امام محمد بن یوسف کرمانی شارح بخاری متوفی ۸۸۶ھ امام شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۰۲ھ۔ علامہ امام سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ۔

دسویں صدی کے مجدد

حضرت امام شہاب الدین ابوبکر احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری متوفی ۹۱۳ھ و عارف باللہ امام محمد شربینی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تفسیر سراج منیر متوفی ۹۱۹ھ و علامہ شیخ محمد طاہر محدث پٹنی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۸۶ھ

گیارھویں صدی کے مجدد

حضرت علامہ امام علی بن سلطان قاری رحمۃ اللہ علیہ وصال ۱۰۱۱ء و حضرت امام ربانی عارف باللہ جناب شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۳۴ھ اور حضرت سلطان العارفین محمد باہو رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۰۲ء

بارھویں صدی کے مجدد

حضرت علامہ مولانا امام ابوالحسن محمد بن عبدالہادی سندھی متوفی ۱۱۳۸ھ۔

حضرت علامہ عارف باللہ امام عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۴۳ھ
حضرت علامہ شیخ احمد ملا جیون متوفی ۱۱۲۵ھ۔

تیرھویں صدی کے مجدد

حضرت علامہ امام بحر العلوم عبد العلی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۲۶ھ۔
علامہ عارف باللہ شیخ احمد صادی مالکی متوفی ۱۲۴۱ھ علامہ عارف باللہ احمد بن اسمٰعیل طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۳۱ھ۔ حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۳۹ھ۔

چودھویں صدی کے مجدد

امامِ اہلِ سُنّت اعلیٰحضرت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری صاحب فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کی ولادت باسعادت بھارت کے صوبہ یو۔پی کے شہر بریلی میں ۱۰ ؍شوال ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ ؍جون ۱۸۵۶ء بروز شنبہ بوقت ظہر اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں ہوئی۔

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے علم دین و شریعت کو حضرت مولانا غلام قادر صاحب اور اپنے فاضل مکرم والد صاحب حضرت مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمایا۔ اور تیرہ برس دس ماہ کی عمر میں حفظِ قرآن پاک سے شروع کر کے صَرف۔ نحو۔ اَدب۔ حدیث۔ تفسیر۔ کلام۔ اصول معانی و بیان۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ حساب۔ منطق فلسفہ۔ ہیئت وغیرہ و جمیع علوم دینیہ عقلیہ و نقلیہ کی تکمیل کر کے ۱۲۔ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ کو سندِ فراغت حاصل کی اور دستار فضیلت زیبِ سر فرمائی۔

امام اہلِ سُنّت نے سلوک و طریقت کے علوم امامِ اولیاء سیدنا و مرشدنا شاہ آلِ رسُول مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے۔ اور ان کے دستِ حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بعیت ہوئے۔ انہوں نے آپ کو تمام سلاسل میں اجازت و خلافت بخشی۔ نیز آپ نے حضرت امام اولیاء ابوالحسن نُوری مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روحانی اور باطنی علوم کا اکتساب کیا۔

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تمام عمر دینِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت و تبلیغ میں صرف کردی اور ہزاروں خوش نصیب و سعید دلِ علمِ طریقت و شریعت سے منور فرمائے۔

چودھویں صدی کے عظیم مجدد شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۂ قرآن پاک سے شروع کرکے کم و بیش تین ہزار کے لگ بھگ چھوٹی بڑی کتابیں لکھیں جن میں ترجمہ قرآن شریف المعروف "کنز الایمان"۔ فتویٰ رضویہ ہزار ہزار صفحہ کی ۱۲ جلدوں میں مرتب فرمایا۔ "الدولۃ المکیۃ" بزبان عربی ۸/۱ گھنٹہ دوران سفر سعید مکہ مکرمہ میں علم مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا پر لکھ کر عرب و عجم کے ہزاروں علماء جن میں موافق و مخالف بھی تھے ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

مولانا احمد رضا خاںؒ نے اپنی ہزاروں تصنیفات کے ذریعہ ہر مسئلہ خواہ شرعی ہو یا تصوف و روحانیت کا۔ مذہبی ہو یا سیاسی۔ خورد و نوش کا ہو یا زہد و عبادت سے متعلق۔ قرآن و حدیث سے اتنے زبردست دلائل سے روشنی ڈالی ہے کہ دینِ حقہ کا ہر گوشہ چمک اٹھا۔ مسلک حق کے چہرہ پر اہلِ ہوس کی ڈالی ہوئی گرد

کچھ اس طرح جھاڑ دی کہ گرد و غبار کے ساتھ ہی اہلِ ہوس بھی بے نشان ہو گئے۔

مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے رجلِ عظیم۔ صاحبِ زبان صاحبِ قلم۔ صاحبِ کردار جنہیں عرب و عجم کے علماء عظام نے مجدد مائۃ حاضرہ تسلیم کیا ہے (دیکھیں انوارِ رضا۔ اعلیحضرت علماء حرمین کی نظر میں) جن کے وصال پر اہلِ ہند کے اپنے تو اپنے مخالفین کے اکابرین نے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے ان الفاظ سے افسوس کیا کہ آج دنیا علم کا چراغ بجھ گیا اور تحقیق کا آفتاب غروب ہو گیا۔

جن کے متعلق شاعرِ مشرق مفکرِ اسلام حضرت علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا:

"ہندوستان کے دورِ آخر میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہہ پیدا نہیں ہوا۔ میں نے ان کے فتوے کے مطالعہ سے یہ رائے قائم کی ہے۔ اور ان کے فتاویٰ۔ ان کی ذہانت۔ فطانت۔ جودتِ طبع۔ کمالِ فقاہت اور علومِ دینیہ میں تبحرِ علمی کے شاہدِ عادل ہیں۔

مولانا جو رائے ایک دفعہ قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں۔ لہٰذا انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاویٰ میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑتی۔

"بایں ہمہ ان کی طبیعت میں شدت زیادہ تھی۔ اگر یہ چیز درمیان میں نہ ہوتی تو مولانا احمد رضا خاں گویا اپنے دور کے امام ابو حنیفہ ہوتے"۔

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ جو عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب شریعت و ماہتاب طریقت اور چودھویں صدی کے مجدد ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ بمطابق ۱۹۲۱ء نماز جمعہ کے وقت بریلی شریف سے لقاء حق کے لیے اس دنیا فانی کو چھوڑ کر چل دیئے۔

چودھویں صدی کے دوسرے مجدد رحمہم اللہ اجمعین

عزت مآب عالی مرتبت سیدنا و مرشدنا اعلیٰحضرت قبلہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ

اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ العزیز یکم رمضان ۱۲۷۵ھ بمطابق ۱۸۵۹ء بروز پیر دار کو گولڑہ شریف میں پیدا ہوئے۔ حضرت قبلہ عالم کا نسبی تعلق والدین شریفین کی طرف سے آل رسول صلے اللہ علیہ وسلم یا فرزندان رسول صلے اللہ علیہ وسلم طیب و طاہر سلاسل حسنی اور حسینی سے وابستہ ہے۔

حضرت والا نے دینی تعلیم گھر کے پاکیزہ ماحول میں اپنے والد مکرم اور دیگر خاندان کے بزرگوں سے حاصل کی۔ ازاں بعد تکمیل تعلیم کے لیے حضرت مولانا غلام محی الدین ہزاروی کو مقرر کیا گیا۔ جن سے آپ نے کافیہ تک تعلیم پائی۔ اس کے بعد آپ ایک طالب علم کی شان سے گولڑا شریف سے چل کر موضع بھوئی علاقہ حسن ابدال۔ ضلع کیمبل پور (اٹک) کے فاضل اجل حضرت علامہ مولانا محمد شفیع قریشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ڈھائی سال میں رسائل منطق قطبی تک اور نحو واصول کے درمیانہ اسباق کی تعلیم حاصل کی۔ پھر گولڑا شریف

سے تقریباً ایک سو میل دور موضع انگہ علاقہ سون ضلع شاہ پور (سرگودھا) کے حضرت مولانا سلطان محمود سے حصول علم کے لیے حاضر خدمت ہوتے۔

لیکن حصول علم کی تشنگی اس مردِ درویش کو پنجاب سے دُور تقریباً اندرونِ ہند تک لے گئی۔ اور آپ حضرت مولانا احمد حسن محدث کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچ گئے۔ چونکہ مولانا کانپوری ہفتہ بعد حج پر جانے کے لیے تیاری فرما رہے تھے۔ تو قبلہ عالم وہاں سے لوٹ کر محدث کانپوری رحمۃ اللہ علیہ کے استادِ محترم استاذ الکل حضرت مولانا لطف اللہ نور اللہ مرقدہ علی گڑھی کے درس میں داخل ہو گئے۔

علی گڑھ میں مولانا لطف اللہ کی ذاتِ گرامی شہرۂ آفاق تھی۔ آپ مفتی عنایت احمد کے شاگرد رشید تھے۔ جو مولانا بزرگ علی علیگڑھی متوفی ۱۲۶۲ھ اور مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی متوفی ۱۲۶۲ھ کے شاگرد تھے۔ اور شاہ محمد اسحٰق حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ کے نواسے اور جانشین تھے۔

علیگڑھ میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے قریباً ڈھائی تعلیم حاصل کی اور اپنی قابلیت۔ بلند اخلاقی اور مثالی کردار کے باعث حضرت استاذ المکرم و دیگر اساتذہ کرام و ہم مکتبوں میں بے حد مقبولیت اور توقیر حاصل فرمائی۔

قبلہ عالم علی گڑھ سے فارغ ہو کر مزید حصولِ علم اور سندِ حدیث حاصل کرنے کے لیے سہارنپور میں مولانا احمد علی محدثؒ کے درس میں جا کر داخل ہو گئے۔ سہارنپور میں مولانا احمد علیؒ محدث فنِ حدیث کے امام

تصور کیے جاتے تھے ۔ بخاری شریف پر آپ کے حواشی آپ کی علمیت اور قابلیت پر بیّن ثبوت ہیں ۔ آپ مولانا عبدالحی بحرالعلوم لکھنوی اور شاہ عبدالقادر دہلوی کے شاگرد تھے ۔ ۱۲۶۱ھ مکہ شریف جاکر خاندان ولی اللٰہی کے مشہور چشم و چراغ شاہ محمد اسحاقؒ سے سندِ حدیث حاصل کی اور شیخ الحدیث مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری سلسلۂ صابریہ کے مشہور بزرگ حاجی اِمداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے استاذ تھے ۔

قبلۂ عالم کی تحقیق علمی اور شرافت ۔ بلندیٔ کردار زہد ریاضت سے واقف ہوکر شیخ الحدیث سہارنپوری نے محسوس کرلیا کہ یہ طالبِ علم ایک محققانہ بصیرت کا مالک ہونے کے ساتھ ساتھ عشقِ الٰہی کے بھی ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہے ۔ اور اللہ تعالےٰ اس سے علومِ ظاہری و باطنی رسمیہ و وہبیہ کے ساتھ ساتھ شریعت و طریقت کی خدمت بھی لینے والا ہے ۔ اِس لیے اسے زیادہ دیر تک روکنا دین کی خدمت کے منافی ہے ۔ چنانچہ ایک روز اچانک اپنے دولت کدہ پر حضرت کی دعوت کی ۔ اور پھر سندِ حدیث سپرد کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کو مزید پڑھنے کی ضرورت نہیں ۔ وطن تشریف لے جائیے اور دین کی خدمت کیجیے ۔

حضرت نے بخاری شریف اور مسلم شریف کی تعلیم لی تھی ۔ سند مِل گئی ۔ جس پر ۱۲۹۵ھ تاریخ مرقوم ہے ۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے تقریباً بیس برس کی عمر میں علومِ رسمیہ کی تکمیل کرکے وطن کو مراجعت فرمائی تھی ۔ اس کے دو سال بعد یعنی ۱۲۹۷ھ میں شیخ الحدیث مولانا

احمد علی سہارنپوری کا انتقال ہو گیا۔

بیعت

قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم سے فارغ ہو کر تلاشِ مرشد میں اپنے استادِ محترم کے ساتھ شیخ العصر شمس العارفین حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہو کر سلسلۂ عالیہ چشتیہ میں بیعت فرمائی۔ شمس العارفین غوثِ زماں حضرت خواجہ سلیمان تونسوی سے فیض یافتہ تھے۔ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ اپنے شیخ کی شان میں فرمایا کرتے تھے کہ شیخ عالمِ طریقت کے مجتہد اور مجدد تھے۔ سلسلہ عالیہ قادری کا فیض اپنے آباء اجداد سے مل چکا تھا۔

نیز دورانِ سفرِ سعید مکہ معظمہ میں حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہ العزیز شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملے اور استفادہ کرتے رہے ہیں۔ بالآخر حاجی صاحب قبلہ نے سلسلۂ چشتیہ صابریہ کا شجرہ عطا فرما کر اجازت و خلافت سے نوازا۔ حاجی صاحبؒ نے ۱۳۱۷ھ سنہ ۱۸۹۹-۱۹۰۰ء کو مکہ مکرمہ میں رحلت فرمائی اور جنت المعلیٰ میں دفن ہوئے۔

حضرت گولڑوی فرماتے تھے۔ کہ عرب شریف کے قیام کے دوران ایک وقت ایسا بھی آیا تھا کہ مجھے اسی جگہ رہائش اختیار کر لینے کا خیال پیدا ہو گیا۔ مگر حاجی صاحب قبلہ نے فرمایا کہ پنجاب میں عنقریب ایک فتنہ

نمودار ہوگا۔ جس کا سدِ باب صرف آپ کی ذات سے متعلق ہے۔ اگر اُس وقت آپ محض اپنے گھر میں خاموش ہی بیٹھے رہتے تو بھی علمائے عصر کے عقائد محفوظ رہیں گے۔ اور وہ فتنہ زور نہ پکڑ سکے گا۔ جیسے کہ آپ کی تصنیفات وملفوظات سے ظاہر ہوتا ہے۔ آپ پر بعد میں انکشاف ہوا کہ اِس فتنہ سے مراد قادیانیت تھی۔

عالی نسب سیّد حضرت گولڑوی نے جب اپنے آپ کو علوم ظاہری وباطنی سے آراستہ کرلیا۔ کئی علمائے حق اور مشائخ عظام کی دعاؤں سے دامنِ طلب بھر چکے۔ زیارت حرمین شریفین سے تمنائے وصل پوری کر چکے۔ نُورِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنار کی نورانیت سے دل ونگاہ کی دنیا کو منور فرما چکے تو توکل علی اللہ جہاد فی سبیل اللہ کے لیے میدانِ عمل میں نکل آئے۔ خداعزوجل کے دینِ برحق اسلام کی حمایت میں شب وروز ایک کردیے۔ مسلک حق اہلِ سُنّت کے خلاف اُٹھنے والی ہر آواز کے سامنے سینہ تان کر ڈٹ گئے۔ چودھویں صدی کی شہرہ آفاق اور نامور شخصیت کی زندگی کو جاننے والا کون نہیں جانتا کہ حضرت گولڑوی نے حمایتِ حق میں جس ثابت قدمی سے جلالتِ چشتیہ کا مظاہرہ فرمایا۔ کہ شیطان لعین کے پروردہ راہِ مستقیم سے بھٹکے ہوئے منظم گروہ عبرت ناک تباہی سے دوچار ہوئے۔ اہلِ اسلام میں انتشار وافتراق کو فروغ دینے کے لیے جو غلط طبقے وجود میں آئے۔ خواہ نیچری ہوں یا چکڑالوی۔ رافضی ہوں یا خارجی۔ بلکہ کانگرس کی ہندوانہ اور کافرانہ سیاست کے خلاف اس قدر زبردست مجاہدانہ اور مجددانہ کارنمایاں انجام دیئے کہ دلائل کے آہنی پنجے

میں بے بسی کے عالم میں دم توڑے نظر آتے ۔ جاننے والوں سے یہ بات کس طرح پوشیدہ رہ سکتی ہے کہ مرزا قادیانی کے کاذبانہ دعوائے مجددیت ۔ مہدویت مسیحیت اور نبوت پر اتنی کاری ضرب لگائی کہ آج تک مرزائیت حضرت کے نام سے لرزاں ہے ۔ حضرت کی کتاب "شمس الہدایت" اور "سیفِ چشتیائی" مرزائیت کے رد میں بے مثال تصانیف ہیں ۔

۲۵ ، اگست ۱۹۰۰ء کی تاریخ مقرر ہوئی کہ حضرت گولڑوی اور مرزا قادیانی کے درمیان مناظرہ بمقام لاہور ہوگا ۔ ۲۴ ، اگست کو حضرتؒ لاہور پہنچ گئے ۔ تمام سُنی ۔ شیعہ ۔ دیوبندی ۔ اہلحدیث طبقوں نے حضرتؒ گولڑوی کو مرزا کے مقابلہ میں اپنا متفقہ نمائندہ مقرر کیا ۔ یہ حضرت کی مرکزی اور مجددانہ شان ہے حضرت شاہ صاحبؒ لاہور پہنچ کر برکت علی ہال میں مقیم ہوئے ۔ اور مرزا نے لاہور آنے سے انکار کر دیا ۔ قادیانی جماعت کے بعض با اثر لاہوری مرزائیوں نے مرزا کو لاہور لانے کی بے حد تگ و دو کی مگر ناکام رہے ۔ جب قادیانی جماعت کا آخری وفد قادیاں سے ناکام لوٹا تو اس جماعت میں انتہائی مایوسی اور انتشار پیدا ہوگیا ۔ بے شمار لوگوں نے اسی وقت تائب ہونے کا اعلان کر دیا ۔

مختصراً یہ کہ تحریکِ خلافت کا دور آیا ۔ یا ہجرت ۔ تحریک آزادی کا زمانہ تھا ۔ یا کانگرس کا پُرفریب نعرہ وطنیت کا شور و غل ۔ اعلیٰ حضرت گولڑویؒ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمہ وقت ملّت اسلامیہ کی رہنمائی ہمیشہ صحیح سمت کی طرف کی ۔ حضرت والا شانؒ کی مجاہدانہ ۔ مجددانہ ۔ فقیرانہ زندگی کو جاننے کے لیے مہرِ منیر کا

مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے ۔

سیدی شاہ بغداد رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت اور غریب نواز اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی جلالت کا وارث لاکھوں دلوں کو علوم شریعت و طریقت سے منور کر کے جانثارانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا قافلہ سالار لاکھوں کروڑوں آنکھوں کو آبدیدہ چھوڑ کر ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ بمطابق ۱۱ مئی ۱۹۳۷ء بروز سہ شنبہ لقاءِ حق کے لیے اپنے رفیقِ اعلیٰ کی طرف تشریف لے گئے ۔ اگلے دن شام تک زیارت کے بعد آنحضورؒ کو دفن فرمادیا گیا ۔ تو یہ رشد و ہدایت کا آفتاب اہلِ ظاہر کی نظروں سے ہمیشہ کے لیے غائب ہو گیا ۔ انا للہ ....

میں نے قادیانی پمفلٹ کا فوری جواب لکھنے کے لیے صرف چودھویں صدی کے دو گرامی قدر مجددین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا ذکرِ خیر کیا ہے ۔ ورنہ برِصغیر پاک و ہند کے خواجگان چشتیہ ۔ قادریہ ۔ نقشبندیہ ۔ سہروردیہ رحمہم اللہ اجمعین نے گذشتہ صدی میں اپنے اپنے مقام اور علاقہ میں تجدیدِ دین اور احیاءِ سنت کا قابلِ قدر کام سرانجام دیا ہے ۔ اللہ سب کو جزائے خیر عطا کرے ۔



اَللّٰہ عزّوجلّ علیم و خبیر ہے۔ اَللّٰہ ہر شئے کا جاننے والا ہے

اللّٰہ تعالےٰ نے حضور نبی کریم صلے اللّٰہ علیہ وسلم کو علم ماکان و ما یکون عطا فرمایا۔ اس پر قرآن عظیم شاہد ہے۔

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ ۝

رحمٰن نے (اپنے محبوب کو قرآن سکھایا) پیدا کیا انسان کو اور سکھایا اسکو بیان۔

مفسرین کرام نے اس آیت پاک کی تفسیر میں حضور صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے لیے ماکان و مایکون کا علم اللّٰہ تعالےٰ کی طرف سے عطا کیا گیا۔

اللّٰہ تعالےٰ نے

خاتم النبیین آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر دین کو کامل و اکمل فرمادیا۔ اور ساتھ ہی آنجناب صلی اللّٰہ علیہ وسلم پر اتمامِ نعمت فرمادیا۔ حضور صلے اللّٰہ علیہ وسلم پر اللّٰہ عزّوجلّ نے اپنے فضلِ عظیم سے جہاں اور بے شمار احسان فرمائے اور لاتعداد معجزات عطا فرمائے۔ وہاں اللّٰہ علیم خبیر نے بذریعہ قرآن شریف اور دیگر ذرائع مخصوصہ سے اپنے محبوب صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو ما کان و مایکون ۝ کا (یعنی جو ہوا اور جو ہوگا) تفصیلی علم عطا فرمایا۔

اس احسان کا اعلان و بیان اللّٰہ تعالےٰ نے اپنی کتاب لاریب میں بیشتر مقامات پر کیا ہے۔

چند آیات پیشِ خدمت ہیں۔

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ ۝

رحمٰن نے (اپنے محبوب کو) قرآن سکھایا - پیدا کیا انسان کو اور سکھایا اس کو بیان - لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ؕ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۚ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ؕ تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو - بے شک اس کا محفوظ کرنا اور ترجمہ (اے حبیب) آپ حرکت نہ دیں اپنی زبان کو اس کے ساتھ تاکہ آپ یاد کرلیں - ہمارے ذمہ ہے اس کو (سینہ مبارکہ) میں جمع کرنا - اور اسکو پڑھانا پس جب ہم اسے پڑھیں تو آپ اتباع کریں - اس پڑھنے کا - پھر ہمارے ذمہ ہے اس کو کھول کر بیان کر دینا -

مذکورہ بالا دونوں آیات بینات سے واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارکہ میں جمع بھی فرمایا اور اس میں تمام باریکیوں پر آپ کو مطلع فرمایا -

اور قرآن پاک میں زمین و آسمان کے جمیع غیوب بیان فرمائے - ہر چیز کی تفصیل بیان فرمائی اور جو آپ نہ جانتے تھے - آپ کو سکھا دیا گیا -

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ؕ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے نہیں بولتے - مگر جو وحی کی جاتی ہے -

اللہ تعالےٰ کی طرف سے عطا علم ماکان وما یکون کا بیان خود جناب

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واضح انداز میں فرمایا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میں نے ربّ عزّوجلّ کو احسن صورت میں دیکھا۔ رب پاک نے فرمایا۔ (اے محبوب) ملائکہ مقربین کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی مولا تو ہی خوب جانتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ پھر میرے رب نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا۔ میں نے اس کے وصولِ فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی۔ پس مجھے اُن تمام چیزوں کا علم ہو گیا۔ جو کہ آسمان اور زمینوں میں تھیں"۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں قیام فرما کر مخلوقات کی ابتداء سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہونے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی تمام خبریں دیں۔ یاد رکھا جس نے یاد رکھا۔ اور بھلا دیا جس بھلا دیا"۔ (بخاری شریف۔ مشکوٰۃ شریف)

حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہر اس چیز کی خبر دے دی جو ہو چکی۔ اور جو (قیامت تک) ہونے والی تھی۔ ہم میں زیادہ علم اُسے ہے جسے زیادہ یاد رہا"۔ (مسلم شریف)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

"حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم میں قیام فرما کر کسی چیز کو نہ چھوڑا۔ (بلکہ) قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا۔ وہ سب بیان کر دیا۔ جسے یاد رہا یاد رہا جو بھول گیا بھول گیا۔" (مسلم شریف)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"کہ نہیں چھوڑا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی فتنہ چلانے والے کو دُنیا کے ختم ہونے تک کہ جن کی تعداد تین سو سے زیادہ تک پہنچے گی۔ مگر ہمیں اُس کا نام اور اُس کے باپ کا نام اور اُس کے قبیلے کا نام بھی بتا دیا۔" (مشکوٰۃ شریف)

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اللہ تعالے نے میرے سامنے رکھا دُنیا کو۔ میں دُنیا کی طرف اور اُس میں قیامت تک ہونے والے حوادث کی طرف یوں دیکھتا تھا۔ جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی دیکھ رہا ہوں۔" (طبرانی مواہب لدنیہ)

حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نمازِ فجر پڑھائی اور منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو گیا۔ آپ منبر سے اُتر آئے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا۔ پھر آپ اُتر آئے اور نماز پڑھی۔ پھر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ہمیں وعظ فرمایا۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ آپ نے ہم کو جو

کچھ واقع ہو چکا ہے ۔ اور جو کچھ ہونے والا ہے ۔ سب کی خبر دی ہم میں سے جو زیادہ یاد رکھنے والا ہے وہی زیادہ عالم ہے ۔"

(صحیح مسلم شریف)

" حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نکلے ۔ اور آپ کے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں ۔ آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ دونوں کتابیں کیسی ہیں ہم نے عرض کیا ۔ نہیں یا رسول اللہ ! ہمیں بتا دیں ۔ جو آپ کے دائیں ہاتھ میں تھی ۔ اُس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العلمین کی طرف سے ایک کتاب ہے ۔ اس میں بہشتیوں کے نام اور اُن کے آباؤ قبائل کے نام ہیں ۔ پھر آخر میں اُن کا مجموعہ دیا گیا ہے ۔ اُن میں نہ کبھی زیادتی ہو گی ۔ اور نہ کمی ہو گی ۔ پھر جو آپ کے بائیں ہاتھ میں تھی اُس کی نسبت فرمایا کہ یہ رب العالمین کی طرف سے ایک کتاب ہے ۔ اِس میں دوزخیوں کے نام ہیں ۔ پھر آخر میں مجموعہ دیا گیا ہے ۔ ان میں نہ کبھی زیادتی ہو گی اور نہ کمی ہو گی ۔ (پوری حدیث)

(ترمذی شریف ۔ مشکوٰۃ شریف ۔ کتاب الایمان باب الایمان بالقدر)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔

" حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ آخر زمانہ میں فریبی جھوٹے ایسے پیدا ہوں گے کہ وہ احادیث تمہیں سنائیں جو تم نے نہ سُنی ہوں نہ تمہارے باپ دادا نے ۔ بچنا اُن سے بچانا اُن کو اپنے سے ۔ کہیں تم کو

گمراہ کر کے فتنہ میں ڈال دیں۔

میں نے چند آیاتِ قرآنی اور چند احادیثِ نبوی صلے اللہ علیہ وسلم پیش کی ہیں کہ اہلِ ایمان جان جائیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے روزِ اوّل سے روزِ آخر تک جو ہوا ہے اور جو ہو گا تمام کا علم عطا فرمایا ہے۔ اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے خداداد علمِ ماکان وما یکون سے اپنی اُمّت کو آنے والے تمام خطرات سے آگاہ فرمایا۔ تاکہ آنے والے زمانہ میں لوگ نیک و بد کی تمیز کر پائیں۔ اس لیے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم اللہ عزّ وجلّ کے عطائے علمِ غیب کو بیان کرنے میں بخیل نہیں ہیں

آنیوالے خطرات و واقعات کا انکشاف

حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ عنقریب ایسے فتنے اٹھیں گے کہ اُن میں بیٹھ جانے والا کھڑے رہنے والے سے فائدہ میں رہے گا۔ اور کھڑا رہنے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے فائدہ میں رہے گا۔ اور جو انہیں دیکھنے کے لیے بڑھے گا وہ فتنے اُسے اُنہی طرف کھینچ لیں گے۔ پس جس کو سامنے پناہ گاہ ملے وہ فوراً اُس میں پناہ گزیں ہو جائے۔

موجودہ دَور کے محدّثین کرام فرماتے ہیں کہ آج سے چودہ صدی قبل مخبرِ صادق صلّی اللہ علیہ وسلّم نے موجودہ دَور کے جنگ میں بچاؤ اور دفاع کی تدابیر بیان فرمائی ہیں۔

حضور صلّے اللہ علیہ وسلّم نے قیامت سے پہلے کے آثارِ قیامت بیان

فرمائے جو کچھ ظاہر ہو چکے ہیں جو باقی ہیں ضرور ظاہر ہوں گے ۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان خداوند کریم کے عطائی علم کے عین مطابق ہے ۔

۱۔ تین خسف ہوں گے یعنی آدمی زمین میں دھنس جائینگے ۔ ایک مشرق دوسرا مغرب میں اور تیسرا جزیرۂ عرب میں ۔ ۲ ۔ علم اٹھ جائے گا یعنی علما ء اٹھا لیئے جائیں گے یہ مطلب نہیں کہ علماء تو باقی رہیں اور ان کے دل سے علم محو کر دیا جائے ۔ ۳ ۔ جہل کی کثرت ہوگی ۔ ۴ ۔ زنا کی زیادتی ہوگی ۔ بے حیائی عام بڑے چھوٹے کسی کا لحاظ پاس نہ ہوگا ۔ ۵ ۔ مرد کم ہوں گے عورتیں زیادہ ۔ ۶ ۔ علاوہ اس بڑے دجّال کے اور تیس دجّال ہوں گے وہ سب دعوائے نبوت کریں گے حالانکہ نبوّت ختم ہو چکی ہے جن میں بعض گزر چکے جیسے مسیلمہ کذاب ۔ طلیحہ بن خویلد ۔ اسود عنسی ۔ سجاح عورت ۔ غلام احمد قادیانی وغیرہ شاید کچھ کذاب آئندہ بھی ہوں ۔

۷ ۔ مال کی کثرت ہوگی ۔ نہر فرات اپنے خزانے کھول دے گی ۔ کہ وہ سونے کے پہاڑ ہوں گے ۔ ۸ ۔ ملک عرب میں کھیتی اور نہریں جاری ہو جائیں گی ۔

۹ ۔ دین پر قائم رہنا اتنا دشوار ہوگا جیسے مٹھی میں انگارہ لینا ۔ یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر تمنا کرے گا کہ کاش میں اس قبر میں ہوتا ۔

۱۰ ۔ وقت میں برکت نہیں ہوگی بہت جلد جلد گزرے گا ۔ ۱۱ ۔ زکوٰۃ دینا لوگوں پر گراں ہوگا کہ اس کو تاوان سمجھیں گے ۔

۱۲ ۔ علم دین پڑھیں گے مگر دین کے لیے نہیں ۔ ۱۳ ۔ مرد اپنی عورت کا مطیع ہوگا ۔ ۱۴ ۔ ماں باپ کی نافرمانی عام ہوگی ۔ ۱۵ ۔ احباب سے میل جول اور

لیکن باپ سے جُدائی ۔ ۱۶۔ مساجد میں لوگ چلائیں گے ۔ ۱۷۔ گانے بجانے کی کثرت ہوگی ۔ ۱۸۔ اگلوں پر لوگ لعنت کریں گے اور اُن کو بُرا کہیں گے ۔ ۱۹۔ درندے جانور آدمی سے کلام کریں گے ۔ ۲۰۔ ذلیل لوگ جنکو تن کا کپڑا پاؤں کی جوتیاں نصیب نہ تھیں بڑے بڑے محلّوں فخر کریں گے ۔

۲۱۔ دجّال کا ظاہر ہونا جو چالیس دن میں حرمین طیبین کے سوا تمام رُوئے زمین پرگشت کرے گا ۔ حرمین شریفین میں جب جانا چاہے گا ۔ تو ملائکہ اس کا منہ پھیر دیں گے البتہ مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے ۔ کہ جو منافقین وہاں ہوں گے خوف سے شہر سے نکل کر دجّال کے فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے ۔ دجّال کے ساتھ یہودی لشکر ہو گا ۔ دجّال کی پیشانی پر ک اف ر لکھا ہو گا ۔ جس کو ہر مسلمان پڑھ سکے گا ۔ اور کافروں کو نظر نہیں آئیں گے ۔ جب دجّال دُنیا میں پھر پھرا کر ملک شام کو جائے گا ۔ اُس وقت مسیح علیہ السّلام آسمان سے اُتریں گے ۔ جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ پر نزول فرمائیں گے ۔ حضرت امام مہدی علیہ السّلام مسجد میں موجود ہوں گے ۔

فضائل مہدی ۔ مہدی کون؟

کچھ تفصیل پڑھ لیں ۔

اہلِ سُنّت و جماعت کے مطابق حضرت امام محمد مہدی علیہ السّلام اولاد سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا سے ہوں گے ۔ بعض اولاد سیدنا حسین علیہ السّلام سے بیان کرتے ہیں ۔ لیکن ابو داؤد شریف کی روایت کے مطابق سیدنا امام حسن علیہ

السلام کی اولاد پاک میں سے ہوں گے ۔

احمد اور ماوردی روایت کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

"مہدی میری اولاد سے ہوگا ۔ لوگوں کے اختلاف اور لغزش کی حالت میں آئے گا ۔ اور زمین کو عدالت سے پُر کر دے گا ۔ جس طرح کہ پہلے ظُلم سے پُر تھی ۔ اس سے آسمان و زمین کے ساکنین راضی ہو جائیں گے ۔"

ابو داؤد شریف اور ترمذی شریف کی ایک روایت میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مہدی میرا ہم نام ہوگا ۔ اور اُس کے باپ میرے باپ کے ہم نام ہوں گے ۔ یعنی محمد بن عبداللہ ۔ مال کی تقسیم برابر کرے گا ۔ لوگوں کے دلوں کو غنا سے بھر دے گا ۔"

"حاکم کی روایت میں ہے کہ آخری زمانے میں ایک سخت مصیبت آئے گی ۔ اس سے سخت کوئی مصیبت پہلے نہ سُنی ہوگی ۔ لوگوں کے لیے کوئی جائے پناہ نہ ہوگی ۔ اللہ تعالےٰ میری اولاد سے ایک شخص کو اٹھائے گا ۔ اور وہ زمین کو عدالت سے بھر دے گا ۔ جس طرح پہلے ظلم سے بھرپور تھی ۔ اُس کو آسمان و زمین میں بسنے والے دوست رکھیں گے ۔ آسمان سے بہت بارشیں ہوں گی ۔ زمین خوب پیداوار دے گی ۔ اُس وقت کوئی فتور نہیں ہوگا ۔ سات سال یا آٹھ سال یا نو سال اس طرح زمین میں رہیں گے ۔

(سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۵۸۹)

طبرانی اور بزار بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں ۔ طبرانی کی روایت میں بیس سال اُن کا رہنا آیا ہے ۔

"ابو نعیم روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حق تعالےٰ میری عترت سے ایک مرد کو لائے گا۔ جس کے دانت پیوستہ اور پیشانی کشادہ ہوگی۔

سنن ابوداؤد شریف میں ہے کہ" مہدی کشادہ پیشانی اور اونچی ناک والا ہوگا۔ الخ ج ۲ ص۵۸۸

طبرانی کی ایک روایت میں ہے۔

مہدی کا چہرہ ستارے کی طرح روشن ہوگا۔ رنگ عام عربی جوانوں کی طرح ہوگا۔ اور آنکھیں بنو اسحاق اسرائیلیوں کی طرح ہوں گی۔

ایک روایت میں ہے۔

"عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ اور ان کی خلافت کے وقت ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے اور فلسطینی علاقہ میں دجال کے قتل میں تعاون فرمائیں گے۔ واللہ اعلم صحیح بخاری و مسلم ابوداؤد اور ترمذی میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی دجال کو قتل کریں گے۔

امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ اگر زمانے میں سے صرف ایک ہی دن باقی رہ جاتے تو بھی اللہ تعالےٰ میرے اہل بیت میں سے ایک آدمی بھیجے گا کہ زمین کو انصاف سے اس طرح بھر دے گا۔ جیسا کہ پہلے وہ ظلم سے بھری ہوگی (ابوداؤد)

ابو اسحاق نے کہا کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حسن کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام

سید رکھا ہے۔ اس کی نسل سے ایک ایسا آدمی پیدا ہوگا۔ اس کے اخلاق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسے ہوں گے۔ اور صورت ان جیسی نہ ہوگی۔ پھر قصہ بیان فرمایا کہ وہ زمین کو انصاف سے بھر دے گا۔ (ابوداود)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یقیناً میری اولاد میں سے قیامت کے قریب جب کہ مومنوں کے دل مرجائیں گے۔ جیسا کہ جسم مرجاتے ہیں۔ جب کہ ان کو تکلیف اور شدت اور بھوک اور قتل اور متواتر فتنوں اور بڑی بڑی جنگوں کی ایذا پہنچے گی۔ ایک آدمی پیدا ہوگا۔ اس دور میں سنتیں مرجائیں گی۔ بدعات زندہ کی جائیں گی۔ بھلائی کا حکم دنیا سے متروک ہوجائے گا۔ اور برائی سے روکنا ختم ہوجائیگا تو اللہ تعالے مہدی محمد بن عبد اللہ کے ذریعے ان سنتوں کو زندہ کرے گا۔ جو مرچکی ہوں گی۔ اور اس کے عدل اور اس کی برکت سے مومنوں کے دل خوش ہوں گے۔ اور اس کے ساتھ عجم کی ایک جماعت اور عرب کے قبائل شامل ہوجائیں گے۔ وہ کچھ سال تک اسی طرح حکومت کرے گا۔ جو زیادہ نہیں ہوں گے۔ دس سال سے کم ہوں گے۔ پھر وہ فوت ہوجائے گا۔ (کنز العمال)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مہدی کی جائے پیدائش مدینہ طیبہ ہوگی۔ وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلبیت سے ہوگا۔ اسکا نام ہمارے نبی کا نام ہوگا۔ اسکی ہجرت گاہ بیت المقدس ہوگی۔ اس کی داڑھی بھاری ہوگی۔ آنکھیں سرمگیں ہونگی۔ دانت چمکیلے ہونگے۔ اس کے چہرہ پر خال ہوگا۔ اس کے کندھوں کے درمیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم جیسی علامت ہوگی۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا لے کر نکلے گا۔ جو کہ سیاہ رنگ کی دھاری دار چار خانیہ چادر سے بنایا گیا تھا۔ اس جھنڈے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں کھولا اور

اور مہدی کے نکلنے کے کھولا جائے گا۔ اللہ تعالٰی اس کو تین ہزار فرشتوں سے مدد دے گا جو اُن کے مخالفوں کو مونہوں اور پیٹھوں پر ماریں گے۔ جب وہ مبعوث ہونگے تو اُن کی عمر اُسوقت تیس اور چالیس سال کے درمیان ہوگی (ابو نعیم کنز العمال)

سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جب سفیانی مہدی کیطرف لڑائی کیلیے لشکر بھیجے گا تو وہ لشکر بیداء کے مقام پر زمین میں دھنس جائیگا اور یہ بات شام والوں کو پہنچے گی تو ان کا طلایہ گردستہ کہے گا کہ مہدی کا ظہور ہو گیا۔ اُسکی بیعت کر اور اُسکی اطاعت میں داخل ہو ورنہ ہم تجھے قتل کر دینگے۔ چنانچہ وہ مہدی کی طرف بیعت کا پیغام بھیجیگا۔ اور مہدی چلتے چلتے بیت المقدس پہنچے گا۔ اسکی طرف خزانے منتقل ہونگے اور عرب و عجم اور اور اہل حرب اور رومی اور ان کے علاوہ دوسرے بھی بغیر جنگ کے اسکی اطاعت میں داخل ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ قسطنطنیہ اور اس سے آگے مسجدیں تعمیر کی جائیں گی۔ اور اس سے پہلے اُس کے اہل بیت ہی سے مشرق میں ایک آدمی نکلے گا۔ وہ آٹھ ماہ تک اپنے کندھے پر تلوار اٹھائے رکھے گا۔ وہ قتل کریگا۔ اور مُثلہ کرے گا۔ اور بیت المقدس کیطرف رُخ کریگا۔ اور وہاں تک پہنچنے سے پہلے پہلے فوت ہو جائیگا (کنز العمال)

"جناب ہلال بن عمرو نے کہا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے سُنا۔ فرماتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ماوراء النہر کے علاقہ سے ایک آدمی نکلے گا۔ اسے حارث حراث کہا جائیگا۔ اُس کے مقدمہ پر ایک آدمی ہو گا جسے منصور کہا جائیگا۔ وہ آلِ محمد کے لیے اسطرح میدان ہموار کریگا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے قریش نے میدان ہموار کیا تھا ہر مومن پر فرض ہے اس کی مدد کرنی۔ (ابو داؤد)

سیدنا ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام نے کہا کہ ہمارے مہدی کی دو علامتیں ہیں جو زمین

و آسمان کی پیدائش سے لیکر کبھی ظاہر نہیں ہوئیں۔ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن لگے گا اور نصف رمضان میں سورج کو گرہن لگیگا۔ اور اسطرح کا گرہن جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے ہیں کبھی نہیں ہوا۔ (دار قطنی)

سُنن ترمذی اور ابو داؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ دنیا فنا نہ ہوگی یہانتک کہ حاکم ہو زمین عرب کا ایک شخص میرے اہل بیت سے جسکا نام میرے نام پر ہوگا اور ابو داؤد کی روایت میں ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے تب بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کر دیگا۔ یہانتک کہ میرا فرمان پورا ہو میرے اہلبیت کا ایک شخص اللہ تعالےٰ اٹھائیگا جسکا نام میرے نام کیمطابق ہوگا۔ اور اُس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کیمطابق ہوگا۔ (یعنی محمد بن عبداللہ) والدہ کا نام آمنہ اور جائے پیدائش مدینہ طیبہ یا قریب آبادی وہ تمام زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا جسطرح اس سے پہلے ظلم و ستم سے پُر ہوگی۔ مہدی کی خصلت اور سیرت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خصلت کیمطابق ہوگی۔ اور انکی شکل و صورت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت سے مشابہ ہوگی۔ بات کرتے ہوئے اٹک کر بولے گا۔ اور ران پر ہاتھ مارے گا۔

ظہور مہدی علیہ السلام

سُنن ابو داؤد میں ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت فرمائی کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بادشاہِ اسلام کی وفات کے وقت لوگوں میں پھوٹ پڑ جائیگی۔ اسوقت مدینہ کا ایک شخص (یعنی امام مہدی) مدینہ شریف سے مکہ مکرمہ کیطرف بھاگے گا پھر مکے کے کچھ لوگ آکر اُن سے خلافت قبول کرنیکی درخواست کرکے انکو باہر نکالیں گے۔ اور آپ بادشاہی سے نفرت اور کراہت کرتے ہونگے پس وہ لوگ حجرِ اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اُن سے بیعت کرینگے۔

اور غیب سے آواز آئے گی جو حاضرین سنیں گے۔

ھذا خلیفۃ اللہ المھدیُ فاسمعوا لہ واطیعُوا۔ یہی خلیفۃ اللہ مہدی ہیں اسے پہچانو اسکی سنو اور اطاعت کرو۔ پس پھر اصحاب کہف اور حاضرین اولیاء اور شامی ابدال آپ کی بیعت میں شامل ہو جائیں گے۔

صحیح بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت سیدہ اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک لشکر کعبہ پر چڑھائی کریگا۔ جب ایک فراخ میدان میں پہنچیں گے تو سب کے سب اوّل اور آخر زمین میں دھنسا دیئے جائینگے۔ میں نے عرض کیا یا حضرت سارے کے سارے کیونکر دھنسائے جائیں گے۔ حالانکہ بعض ان میں بازاری ہوں گے۔ آپ نے فرمایا اسوقت تو سارے کے سارے دھنسا دیئے جائیں گے پھر اُن کا حشر ان کی نیتوں کے مطابق ہوگا۔ یہ لشکر جو زمین میں غرق ہوگا۔ وہ مقام بیدار میں مکہ اور مدینہ کے درمیان زمین میں دھنسا دیا جائیگا۔ جب لوگ یہ واقعہ دیکھیں اور سنیں گے تو اُن کے پاس شام کے ابدال اور عراق کے لوگ جماعتیں جماعتیں ہو کر آئیں گے۔ اور ان سے بیعت کریں گے۔ پھر قریش کا ایک شخص ظاہر ہوگا یعنی سفیانی جس کے ماموں قبیلہ بنو کلب سے ہوں گے۔ تو امام مہدی کی طرف لشکر بھیجے گا۔ تو امام مہدی علیہ السلام کے ہمراہی اُن پر غالب آجاویں گے اور یہ لشکر بنو کلب کا ہوگا اور امام مہدی لوگوں کو سُنّت نبویؐ کے مطابق عمل کرائیں گے۔ اور اسلام زمین میں اطمینان کے ساتھ قرار پکڑے گا اور امام مہدی اس حالت میں سات سال تک رہیں گے پھر وفات پائیں گے۔ اور مسلمان ان پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔

جب مدینہ طیبہ تک یہ خبر پہنچے گی تو مدینہ شریف کے لوگ مکہ مکرمہ میں خلیفۃ اللہ

اور سب اپنے گھروں کو دوڑ پڑیں گے۔ امام مہدی علیہ السلام جاسوسی اور تلاش دجال کے لیے دس سوار روانہ فرما دیں گے۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں ان سواروں کے نام اور اُن کے باپوں کے نام ان کے قبائل کے نام جانتا ہوں۔ اور ان کے گھوڑوں کے رنگ پہچانتا ہوں۔ اور سوار روئے زمین کے اچھے سواروں میں سے ہوں گے۔

بیان نزول عیسیٰ علیہ السلام اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

قبل اس کے کہ دجال دمشق پہنچے۔ امام مہدی علیہ السلام وہاں پہنچ کر جنگ کی تیاری کر چکے ہونگے۔ اسی اثنا میں اچانک اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو آسمان سے بھیجے گا۔

مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرقی سفید منارہ پر آسمان سے اتریں گے۔ زرد رنگ کا زعفرانی جوڑا پہنے ہوں گے۔ فرشتوں کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر اُتریں گے۔ جب سر کو نیچا کریں گے تو اس سے قطرے ٹپکیں گے اور جب اُونچا کریں گے تو موتیوں کے دانوں کی طرح پسینہ کے قطرے گریں گے۔ تو کافر اُن کے سانس کی بُو پا کر مر جائیں گے اور اُن کا سانس وہاں تک پہنچتا ہے۔ جہاں تک اُن کی نگاہ پہنچتی ہے۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ وہ وقت قریب ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہم السلام تم میں نزول فرمائیں گے۔ اِس شریعت کے مطابق حکم کریں

گے۔ اور انصاف کریں گے۔ چنانچہ صلیب کو توڑیں گے۔ اور خنزیر کو قتل کریں گے۔ اور جزیہ کو موقوف کردیں گے۔ اور مال کو بہادیں گے۔ حتیٰ کہ قبول کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔

مسلم شریف کی دوسری روایت میں جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس میں سابقہ حدیث سے اتنا زیادہ ہے کہ لوگ جوان اونٹوں کو چھوڑ دیں گے تو پھر کوئی ان سے بار برداری کام نہ لے گا۔ اور لوگوں کے دلوں سے بغض۔ عداوت اور حسد ختم ہو جائے گا۔ اور مال دینے کے لیے بلائیں گے تو کوئی مال قبول نہ کریں گے۔

مسلم شریف کی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب عیسٰی ابن مریم تمہارے اندر اتریں گے۔ اور تمہارا امام تم سے ہو گا۔ اور پھر تم ہی میں ہو کر تمہاری امامت فرمائیں گے۔ عیسٰی علیہ السلام تمہارے رب کی کتاب اور تمہارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنت کے مطابق تمہاری امامت فرمائیں گے۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرمارہے تھے ہمیشہ میری اُمت کا ایک گروہ حق پر قتال کرتا رہے گا۔ اور وہ قیامت تک غالب رہے گا۔ پھر عیسٰی علیہ السلام نزول فرمائیں گے۔ اور اُس گروہ کا امام (مہدی علیہ السلام) کہے گا۔ آیئے نماز پڑھایئے حضرت عیسٰی علیہ السلام اس اُمت کے اعزاز اور بزرگی جو اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائی ہے۔

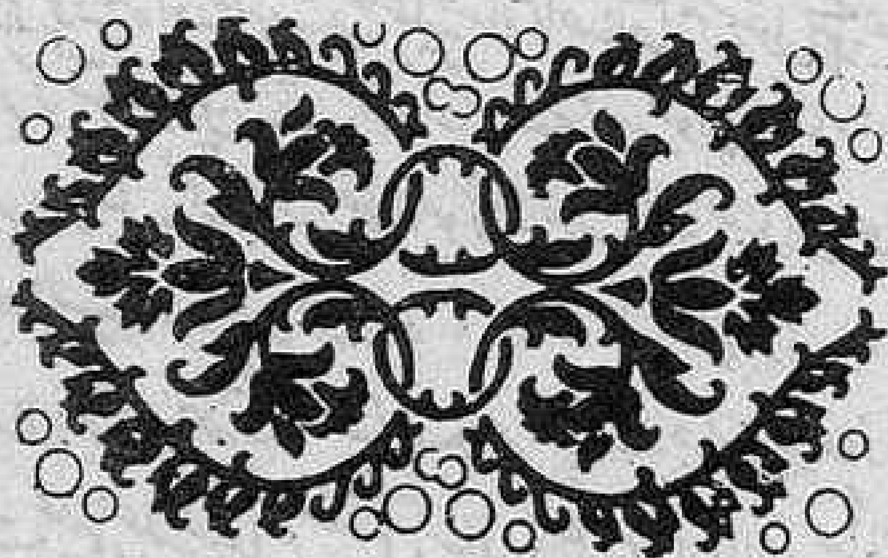
فرمادیں گے۔ نہیں تم ہی میں سے بعض بعض پر حاکم اور امیر ہوں گے۔

حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے جامع مسجد دمشق کے شرقی منارہ سے نزول فرمائیں گے۔ نماز کے لیے اقامت ہو چکی ہوگی۔ عیسیٰ علیہ السلام حضرت امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ پھر لشکرِ اسلام، لشکرِ دجال پر حملہ کرے گا۔ گھمسان کا معرکہ ہوگا۔ اس وقت دمِ عیسیٰ علیہ السلام کی یہ خاصیت ہوگی کہ جہاں تک آپ کی نظر کی رسائی ہوگی۔ وہاں تک آپ کا سانس بھی پہنچے گا۔ اور جس کافر تک وہ پہنچے گا وہ ہلاک ہو جائیگا۔ اور دجال بھاگ جائیگا مگر مسیح علیہ السلام اس کو بیت المقدس کے قریب موضع لد کے دروازے میں جالیں گے۔ اور نیزہ سے اس کا کام تمام کردیں گے۔ لشکرِ اسلام، لشکرِ دجال کے قتل و غارت میں مشغول ہو جائے گا۔ لشکرِ دجال میں جو یہودی ہوں گے انکو کوئی چیز پناہ نہ دے گی۔ یہاں تک رات کے وقت اگر کوئی یہودی پتھر یا درخت کی آڑ میں چھپا ہو گا تو وہ پتھر یا درخت بول اٹھے گا کہ یہاں یہودی ہے۔ اس کو قتل کردو۔ دجال کے فتنہ کے رفع ہونیکے بعد حضرت مسیح علیہ السلام اصلاحات میں مشغول ہونگے صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کردیں گے۔ اور کفار سے جزیہ قبول نہ کیا جائے گا۔ سوائے قبولِ اسلام اور قتل کے دوسرا حکم نہ ہوگا۔ سب کافر مسلمان ہو جائیں گے۔ امام مہدی علیہ السلام کی خلافت ۷ یا ۸ یا ۹ سال ہوگی۔ اس کے بعد آپ کا وصال ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائیں گے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تینتیس ۳۳ سال کی عمر میں آسمان سے اُتریں گے۔ نکاح کریں گے۔ اولاد ہوگی۔ وصال فرمائیں گے۔ تو پھر عیسیٰ علیہ السلام

روضۂ رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں دفن ہوں گے۔

امام جعفر صادق اپنے باپ حضرت محمد باقر سے بیان کرتے ہیں وہ اپنے باپ علی زین العابدین سے مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خوش ہو جاؤ۔ میری امت کی مثال بارش کی مثال ہے۔ نہیں معلوم کہ اس کا اخیر بہتر ہے یا شروع۔ یا اُس باغ کی طرح ہے کہ جس سے ایک سال ایک فوج نے کھایا۔ پھر دُوسرے سال ایک اور فوج نے کھایا۔ شاید اس کی آخری فوج عرض میں زیادہ عریض ہو۔ اور عمق میں زیادہ عمیق ہو۔ اور حُسن میں زیادہ اچھی ہو۔ وہ اُمّت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے شروع میں میں اور درمیان میں مہدی اور آخر میں عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ لیکن اس کے درمیان ٹیڑھے ایچی ہوں گے۔ نہ اُن کا مجھ سے تعلق اور نہ میرا اُن سے۔



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للّٰہ رب العٰلمین ہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین ہ وخاتم النبیین وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ اجمعین ہ

تمام تعریفیں اللہ تعالےٰ کے لیے ہیں جس کا فرمان قولِ فیصل ہے۔ جس کی تائید کی تردید کفر اور جس کی تردید کی تائید کفر ہے۔

عقیدہ ختمِ نبوت پر چند دلائل

سورہ بقرہ کی آیات پاک ۴ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ہ ترجمہ:- اور وہ جو ایمان لائے ہیں اُس پر (اے حبیب) جو اتار اگیا ہے آپ پر اور اتار اگیا آپ سے پہلے اور آخرت پر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔

اس آیت پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کی بیّن دلیل ہے کیونکہ وحی جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ وہ یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے۔ اگر سلسلہ نبوت جاری ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی وحی نازل ہوتی اور پھر اس پر ایمان لانے کا حکم بھی ہوتا۔

سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لے کر فرمایا ہے ۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں ۔ یعنی انبیاء کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں ۔ جب مولا کریم جو بکل شئی علیم ہے نے یہ فرمایا کہ محمد مصطفٰے علیہ السلام نبیوں کو ختم کرنے والے آخری نبی ہیں تو حضور کے بعد جس نے کسی کو نبی مانا ۔ اس نے اللہ تعالٰے کے ارشاد کی تکذیب کی اور جو شخص اللہ تعالٰے کے کسی ارشاد کو جھٹلاتا ہے وہ مسلمان نہیں رہ سکتا ۔ اس لیے اہل ایمان کا غیر متزلزل عقیدہ اور ایمان ہے کہ حضور سرور دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں ۔ حضور کی تشریف آوری کے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا ۔ اور جو شخص اپنے نبی ہونے کا دعوٰے کرتا ہے اور جو بد بخت اس کے دعوٰے کو تسلیم کرتا ہے ۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہے اور اس سزا کا مستحق ہے جو اسلام نے مرتد کے لیے مقرر فرمائی ہے ۔

حدیث پاک سے ختم نبوۃ کا ثبوت

بخاری شریف کتاب المناقب باب خاتم النبیین

ترجمہ: حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین وجمیل بنائی ۔ مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹی ہوئی ہے

لوگ اُس عمارت کے اردگرد پھرتے اور اُسکی خوبصورتی پر حیران ہوتے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے کہ اِس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی۔ تو وہ اینٹ میں ہوں اور خاتم النبیین ہوں۔

۲۔ مسلم شریف۔ ترمذی شریف۔ ابن ماجہ شریف۔

ترجمہ:۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے چھ باتوں میں انبیاء پر فضیلت دی گئی۔ ۱۔ مجھے جوامع الکلم سے نوازا گیا۔ ۲۔ رُعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی۔ ۳۔ میرے لیے غنیمت کا مال حلال کیا گیا۔ ۴۔ میرے لیے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا۔ اور اس سے تیمم کی اجازت دی گئی۔ ۵۔ مجھے تمام مخلوق کیلئے رسول بنایا گیا۔ ۶۔ میری ذات سے انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئیگا اور نہ کوئی نبی آئے گا۔

ابن ماجہ شریف۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا۔ جس نے امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو۔ اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ وہ ضرور تمہارے اندر ہی نکلے گا۔ یعنی حضور آخری نبی اور آپکی امت آخری امت۔

امام ترمذی نے کتاب مناقب میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ اگر میرے بعد کسی کا نبی ہونا ممکن ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے۔

امام بخاری اور اور امام مسلم نے فضائلِ صحابہؓ کے عنوان کے تحت یہ ارشادِ نبوی نقل کیا ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا میرے ساتھ تمہاری وہی نسبت ہے جو موسیٰ کے ساتھ ہارون کی تھی ۔مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے ۔

ابو داؤد کتاب الفتن میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے ۔ جن میں سے ہر ایک یہ دعوےٰ کریگا ۔ کہ وہ نبی ہے ۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں ۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ۔

فائدہ :۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایسا عقیدہ ہے جسکی تصریح قرآن وسنت نے کی ہے ۔ جس پر اُمت کا اجماع ہے ۔ پس جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا ۔ وہ کافر ہو جائے گا ۔ وہ کذاب ہے ۔ دجال ہے ۔ گمراہ ہے اور دوسروں کو گمراہ کرنیوالا ہے ۔

اگرچہ بدقسمتی سے اُمتِ اسلامیہ کئی فرقوں میں بٹ گئی ہے ۔ باہمی تعصب نے بارہا ملت کے امن وسکون کو درہم برہم کیا ۔ اور فتنہ وفساد کے شعلوں نے بڑے المناک حادثات کو جنم دیا لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرقے اس پر متفق کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا ۔ چنانچہ چودہ صدیوں میں جس نے بھی نبی بننے کا دعویٰ کیا اُس کو مرتد قرار دے دیا گیا ۔ صحیح اسلامی سیاسی قوت نے اور نہ دینی عقل ودانش نے کبھی بھی نبوت کے کذاب دعویداروں سے کسی مصلحت کے تحت کوئی سمجھوتہ

کیا۔ بلکہ ہر لحاظ سے اُن کے خلاف جہاد روا رکھا۔ بلکہ فرض سمجھا۔ حدیث و تاریخ سے ثابت ہے کہ مسیلمہ کذاب خود دعویٰ نبوت کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ کا رسول سمجھتا تھا۔ بلکہ طبری کی روایت کے مطابق اپنی اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط بھی کہتا تھا۔ اس کے باوجود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسکو مرتد اور واجب القتل یقین کر کے اس پر لشکر کشی کی اور اُس کو واصل جہنم کر کے دم لیا۔ بیشک اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں تابعین حفاظ اور جلیل القدر صحابہ شہید ہوئے تھے۔ لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اتنی قربانی دیکر بھی اس فتنے کو کچلنا ضروری سمجھا۔ اور کمال یہ ہے کہ دورِ صدیقی کے تمام صحابہ و تابعین اس عظیم فتنے کو ختم کرنے پر متفق ہیں۔

تصویر کا پہلا رُخ

اور مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری والا معاملہ ہے کہ مرزا غلام احمد دعوائے نبوت سے قبل تقریباً ۱۹۰۱ئہ تک اسی عقیدہ ختم نبوت میں امت اسلامیہ کا ہم نوا ہے۔ چند حوالہ جات کو پڑھیے۔ جو مرزا قادیانی کے ۱۹۰۱ئہ سے پہلے کی خود تحریر کردہ ہیں۔

۱۔ کیا ایسا مفتری بدبخت جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے۔ اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے۔ اور آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کو خدا کا کلام یقین

کرتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے۔ کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی اور رسول ہوں۔ (انجام آتھم ص ۲۷ حاشیہ مصنف مرزا قادیانی)

۲۔ میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب الحاد و زندقہ ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں جبکہ میں مسلمان ہوں۔

(حمامۃ البشریٰ ص ۹۶)

۳۔ میں نہ نبوت کا مدعی ہوں۔ اور نہ معجزات کا اور نہ ملائکہ اور لیلۃ القدر کا منکر اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔

(تبلیغ رسالت ج دوم ص ۲۲ اشتہار مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

۴۔ مجھے کب جائز ہے کہ میں دعوائے نبوت کرکے اسلام سے خارج ہو جاؤں۔ اور کافروں سے مل جاؤں۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۹۶)

۵۔ میں ان تمام امور کا قائل ہوں۔ جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں۔ اور جیسا کہ سلف کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں۔ اور سیدنا و مولانا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ میری تحریر پر ہر شخص گواہ ہے۔ (اشتہاری اعلان ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء تبلیغ رسالت جلد دوم)

۶۔ میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور میں کوئی کتاب

بجز قرآن کے نہیں رکھتا - اور میرا کوئی پیغمبر بجز محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نہیں - جو خاتم النبیین ہیں - جن پر خدا نے بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں - اور اُن کے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے - گواہ رہو کہ میرا تمسک قرآن شریف ہے - اور رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث - جو چشمہ حق و معرفت ہے کی پیروی کرتا ہوں - اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں - جو کہ اُس خیر القرون میں با اجماع صحابہؓ صحیح قرار پائی ہیں - نہ اُن پر کوئی زیادتی کرتا نہ کمی - اور اسی اعتقاد پر میں زندہ رہونگا - اور اسی پر خاتمہ اور انجام ہوگا - اور جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اجتماعی عقیدے کا انکار کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو -

(مکتوب عربی بنام مشائخ ہند)

۷ - ہم مدعی نبوت (یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد) پر لعنت بھیجتے ہیں - وحی نبوت کے ہم قائل نہیں ہیں - (تبلیغ رسالت جلد دوم)

۸ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا بھائی کافر خبیث ہے - (انجام آتھم ص۲۷)

۹ - میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں - (فیصلہ آسمانی ص۲۳)

۱۰ - کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا ہے - اور ہمارے نبی نے اہلِ طلب کے لیے اُس کی تفسیر اپنے قول " لَا نَبِیَّ بَعْدِی "

میں واضح طور پر فرما دی ہے۔ اب اگر ہم اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اُس کا کھلنا جائز قرار دے دیں گے۔ اور یہ صحیح نہیں۔ جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے۔ اور ہمارے نبی علیہ السلام کے بعد نبی کیونکر آسکتا ہے درآنحالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالےٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۳۴)

تصویر کا دُوسرا رُخ۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوّت

۱۔ مرزا غلام احمد لکھتا ہے۔ کہ خدا وہ ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دینِ حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا ہے۔

(اربعین ص ۶ ج دوم)۔

۲۔ وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

۳۔ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔ جیسا کہ توریت۔ انجیل اور قرآن پر۔ (کتاب اربعین)

۴۔ خدا کا کلام اِس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے۔ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزوں سے کم نہیں ہوگا۔ (حقیقت الوحی)

۵۔ منم مسیح زمانی منم کلیم خُدا ✤ منم محمد احمد کہ مجتبیٰ باشد

۶۔ مَیں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں کر انکار کر سکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالےٰ نے یہ میرے نام رکھے ہیں۔ تو میں کیوں کر رد کر

دوں۔ یا کیوں کر اُس کے سوا کسی سے ڈروں۔

(ایک غلطی کا ازالہ نومبر ۱۹۰۱ء)

۷۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیاں میں رسول بھیجا۔ (دافع البلاء)

۸۔ خدا نے ہزارہا نشانوں سے میری تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے جن کی یہ تائید کی گئی اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔

(تتمہ حقیقت الوحی ۱۹۰۱ء)

۹۔ یعنی محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّٰی ہو کر میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی۔ (ضمیمہ حقیقت النبوت ص ۲۶۵)

۱۰۔ اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالٰے نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے۔ کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مُہر نہیں ٹوٹ گئی۔ (ضمیمہ حقیقت النبوت)



قادیانیوں کے لغویات اپنے مخالفین کے متعلق

۱۔ ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے۔ اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ (مکتوب مرزا بنام ڈاکٹر عبدالحکیم کتاب الذکر الحکیم مرتبہ)

۲۔ اے مرزا جو پیروی نہ کرے گا۔ اور بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔

(رسالہ معیار الاخیار الہام مرزا)

۳۔ جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔

(حقیقت الوحی ص ۱۶۳)

۴۔ کل مسلمانوں نے میری دعوت قبول کی مگر کنجریوں کی اولاد جنکے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی مجھے نہیں مانتے۔ ص ۵۴۷

(آئینہ کمالات اسلام مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

نوٹ:۔ مرزا غلام احمد کا بڑا لڑکا فضل احمد مرزا کا منکر تھا اور مرزا کو نہیں مانتا تھا۔ اس لیے اس کا جنازہ مرزائیوں نے نہیں پڑھا۔

۵۔ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے مسیح موعود کا نام بھی نہیں سُنا۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں یہ میرے عقائد ہیں۔

(آئینہ صداقت مرزا محمود ص ۳۵)

۶۔ حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں

گونجتے رہتے ہیں ۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارے اختلافات صرف وفاتِ مسیح یا چند اور مسائل پر ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم قرآن ۔ نماز ۔ روزہ ۔ حج ۔ زکوٰۃ غرضیکہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں اُن سے اختلاف ہے۔
(مرزا محمود احمد الفضل ۳ جولائی ۱۹۳۱ء)

۷ - غیر احمدیوں کا کفر بیّنات سے ثابت ہے اور کفار کے لیے دعاءِ مغفرت جائز نہیں ۔ (روشن علی محمد سرور قادیان الفضل ۷ فروری ۱۹۲۱ء)

۸ - وہ مرزا غلام احمد کو ایسا ہی نبی مانتا ہے ۔ جیسا کہ حضرت محمد علیہ السلام نبی تھے ۔ اس لیے جو شخص مرزا صاحب کا انکار کرتا ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے ۔ اس کے لیے دعائے استغفار جائز نہیں ۔
(اخبار الفضل قادیان ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۱ء)

۹ - جسطرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا ۔ اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے ۔ اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا
(ڈائری مرزا محمود خلیفہ قادیان الفضل مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۲۳ء)

۱۰ - مَیں اپنے مخالفوں کو فتح مکہ کا واقعہ یاد دلانا چاہتا ہُوں اور یہ کہنا چاہتا ہُوں کہ تمہاری حکومت مجھے پکڑ سکتی ہے مار سکتی ہے ۔ مگر میرے عقائد کو دبا نہیں سکتی لیکن میرا عقیدہ فتح پانے والا اور بالکل وہی ہے جیسا کہ فتح مکہ کے بعد ابوجہل کے حامیوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا واقعہ یاد دلاتے

ہوئے کہا کہ وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ مجرموں کی حیثیت میں ہمارے سامنے پیش ہوں گے۔

(روزنامہ آفاق ۳۰، دسمبر ۱۹۵۱ء)

فرنگی۔ سکھ۔ ہندو اور مرزائیت

۱۸۵۷ء کی تحریکِ آزادی کی ناکامی کے بعد سرزمینِ ہند پر انگریزوں کا تسلط تو ہوگیا۔ لیکن وہ مسلمانوں سے خائف رہے اور انہوں نے اپنے راج کے استحکام کا راز اس امر میں مضمر سمجھا کہ مسلمانوں کو ہر لحاظ سے مفلوج اور بے دست و پا کر دیا جائے۔ انگریزوں کے نزدیک سب سے بڑا خطرہ مسلمانوں میں جہاد کا دینی جذبہ تھا۔ یہ جذبہ جب بیدار ہوتا ہے تو مسلمان موت سے کھیلنے لگتا ہے۔ طویل سوچ بچار کے بعد فرنگی اصول کے مطابق (divide and rule) پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو۔ یعنی ملّتِ اسلامیہ کی وحدت میں شگاف ڈالا جائے۔ تجویز ہوا کہ کسی شخص سے محمدؐ کا حواری نبی ہونے کا دعوٰی کرایا جائے۔ حکومت اس کی سرپرستی کرے۔ فیصلے کے تحت ایک بزرگ خواجہ احمد صاحب کو لدھیانہ میں مہاراجہ پٹیالہ جے سنگھ نے انگریزوں کی طرف سے پیش کش کی تھی لیکن انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں ایمان نہیں بیچ سکتا۔ اس امر کا تذکرہ مرزا غلام احمد کی موجودگی میں ہوا۔ مرزا صاحب نے مہاراجہ سے مل کر ایمان کا سودا کر لیا۔ شاید مہاراجہ پٹیالہ کے احسان کا شکریہ کچھ اس طرح ادا کیا کہ مرزا نے اپنا ایک الہامی نام

امین الملک جے سنگھ بہادر بنایا۔ کیونکہ اس سکھ دلال کے ذریعہ مرزا خداوند فرنگی تک پہنچا۔ پس بیعت بھی لدھیانہ سے شروع ہوئی۔ اور مسیح ہونے کا اعلان بھی لدھیانہ سے ہوا تھا۔ مہاراجہ پٹیالہ نے انگریزوں کو نبی فراہم کیا۔ تو مہاراجہ کشمیر نے اس کذاب کا معاون اور جعل سازی کو چلانے والا دماغ حکیم نورالدین انگریزوں کو بخشا۔ جو مہاراجہ کشمیر کا معالج خصوصی تھا۔

اس لیے تو مرزا قادیانی کو اپنی پہلی تصنیف براہین احمدیہ کی طباعت کے لیے ابتدا میں رقم ریاست پٹیالہ سے ملی تھی۔ جس کا اعتراف مرزا قادیانی نے خود اپنی تصنیف حقیقت الوحی صفحہ ۳۵۰ پر یوں کیا ہے کہ:

جب میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ تصنیف کی جو میری پہلی تصنیف ہے تو مجھے یہ مشکل پیش آئی کہ اس کی چھپوائی کے لیے روپیہ نہ تھا۔ اور میں ایک گمنام آدمی تھا۔ مجھے کسی سے تعارف نہ تھا۔ تب میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی۔ تو یہ الہام ہوا کہ کھجور کے تنا کو ہلا۔ تیرے پر تازہ بہ تازہ کھجوریں گریں گی۔ چنانچہ میں نے اس حکم پر عمل کیا۔ اور خلیفہ محمد حسن صاحب وزیر ریاست پٹیالہ کی طرف خط لکھا۔ پس خدا نے جیسا کہ اس نے وعدہ کیا تھا۔ ان کو میری طرف مائل کر دیا۔ اور انہوں نے بلا توقف ڈھائی سو روپیہ بھیج دیا اور پھر دوسری دفعہ ڈھائی سو روپیہ دیا۔

قادیانیوں سے ہندوؤں کی توقعات

اس مایوسی کے عالم میں ہندوستانی قوم پرستوں کو ایک ہی امید کی جو شمع دکھائی دیتی ہے۔ اور احمدی تحریک ہے۔ جس قدر مسلمان احمدیت کی طرف راغب ہوں گے وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کرنے لگیں گے۔ اور آخر میں محب ہند اور قوم پرست بن جائیں گے۔ مسلمانوں میں احمدیہ تحریک کی ترقی ہی عربی تہذیب اور پان اسلام ازم کا خاتمہ کرسکتی ہے۔

(مضمون ڈاکٹر شنکر داس اخبار بندے ماترم ۲۲ اپریل ۱۹۳۲ء)